عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ۱۳

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206



مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶



انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کو کلاً یا جزاً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۳
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۴۶۴
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست



نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	کتاب الجنائز	
	﴿جنازہ کے احکام﴾	
	☆............**باب اوّل**............☆	
	موت ومیت کے احوال	
۱	موت فجائۃ	۲۹
۲	روح نکلنے کے بعد میت کے پیر قبلہ کی طرف کرنا	۳۰
۳	ہندوستان سے پاکستان جا کر مرنا	۳۱
۴	خواب میں میت کی طرف سے کسی بات کا علم	۳۱
۵	کافر کے مرنے کی خبر پر کیا پڑھے	۳۲
۶	غیر مسلم میت کی خبر سننے پر کیا پڑھے	۳۲

☆......☆......☆......☆......☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............ **باب سوم** ....☆	
	کفن	

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۹۱	نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ........................	۱۰۷
۹۲	صلوٰۃ جنازہ کا درود شریف	۱۰۹
۹۳	صلوٰۃ جنازہ کی دعا مادری زبان میں	۱۰۹
۹۴	جوتے پہن کر نماز جنازہ........................	۱۱۰
۹۵	جوتے پہن کر نماز جنازہ........................	۱۱۱
۹۶	ناپاک زمین پر صلوٰۃ جنازہ	۱۱۲
۹۷	اوقات مکروہہ میں صلوۃ جنازہ	۱۱۲
۹۸	تعلیم قرآن کے وقت نماز جنازہ	۱۱۳
۹۹	احاطۂ مسجد میں صلوٰۃ جنازہ	۱۱۴
۱۰۰	مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نماز جنازہ وغیرہ........................	۱۱۶
۱۰۱	مسجد میں نماز جنازہ........................	۱۱۸
۱۰۲	مسجد میں نماز جنازہ........................	۱۲۹
۱۰۳	جامع مسجد میں نماز جنازہ	۱۳۰
۱۰۴	مسجد میں نماز جنازہ میں عدم شرکت	۱۳۱
۱۰۵	مسجد میں تالا لگانا اور چندہ نہ دینے کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا	۱۳۲
۱۰۶	نمازِ جنازہ فناء مسجد اور قبرستان میں........................	۱۳۳
۱۰۷	قبرستان میں نماز جنازہ........................	۱۳۴
۱۰۸	قبرستان میں نماز جنازہ........................	۱۳۴
۱۰۹	عیدگاہ میں نماز جنازہ	۱۳۶
۱۱۰	عیدگاہ میں نماز جنازہ	۱۳۶

مـکـہ لیجیو اللہ ببس جی پھلیے بجـ لنحو چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جی عبـد لیجیو پھلیے متصلاً مـکـہ جی شعبی

مـکـہ لیجیو اللہبس جمی پھلیے بجـ لنحو چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جمی عبـد لیجیو پھلیے متصلاً مـکـہ جمی شعبی

□ مسکہ لیجیو اللہ بس جی پھلیے□ بجب□ لنحو□□ چھپے
رحمۃ اللہ علیہ جی عبد لیجیو پھلیے □□ متصلاً مسکہ جی شعبی

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
	☆............ **باب ششم** ....☆	
	زیارت قبور	
۳۰۲	زیارت قبور کا طریقہ	۳۲۴
۳۰۳	عورتوں کا زیارت اولیاء کیلئے جانا	۳۲۵
۳۰۴	عورتوں کے لئے زیارت قبور	۳۲۶
۳۰۵	عورتوں کے لئے زیارت قبور	۳۲۷
۳۰۶	عورتوں کے لئے زیارت قبور	۳۲۸
۳۰۷	عورتوں کا قبرستان میں جانا	۳۲۹
۳۰۸	زیارت قبور بحالت جنابت	۳۲۹
۳۰۹	اقسام زیارت القبور	۳۳۰
۳۱۰	ہر سال کے شروع میں زیارت قبور	۳۳۱
۳۱۱	زیارت قبر کی جہت	۳۳۳
۳۱۲	قبر کی زیارت کرتے وقت کیا میت کو اطلاع ہوتی ہے	۳۳۴
۳۱۳	اجمیر شریف کی زیارت کے لئے سفر	۳۳۵
	☆............ **باب ھفتم** ....☆	
	ایصال ثواب کے احکام	
۳۱۴	ایصالِ ثواب کا طریقہ	۳۳۸

☆............باب هشتم............☆

قبر پر تلاوت وغیرہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب دھم**............☆	
	قبروں پر عمارت وغیرہ کا حکم	

| | ☆......☆......☆......☆......☆ | |

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆............**باب یاز دھم**............☆	
	جنازہ کے متفرق مسائل	
۳۹۷	جنازہ کی چادر چٹائی چارپائی صدقہ کرنا..................	۴۳۳
۳۹۸	کفن کا مصلی مسجد میں..................	۴۳۴
۳۹۹	حاملہ مرجائے تو وضع حمل کی کیا صورت ہے..................	۴۳۵
۴۰۰	جنات کا مدفن..................	۴۳۵
۴۰۱	دریا سے بہہ کر آئی عورت کی لاش کے متعلق اختلاف..................	۴۳۶
۴۰۲	پیر صاحب کی میت کے متعلق عجیب عجیب امور جو کہ بدعت ہیں..................	۴۳۶
۴۰۳	نماز پڑھانے کی وصیت واجب العمل نہیں..................	۴۳۹
۴۰۴	جنازہ سامنے رکھ کر اس پر سلام پڑھنا..................	۴۳۹
۴۰۵	غیر مسلم میت کی تکفین میں شرکت..................	۴۴۰
۴۰۶	جس کا ظاہر کافروں جیسا ہو اس کے ساتھ تعلق..................	۴۴۱
۴۰۷	جس میت کے متعلق مسلم اور غیر مسلم ہونے کا علم نہ ہو اسکے ساتھ کیا کیا جائے	۴۴۲
۴۰۸	خاردار پودوں کو آگ لگا کر ختم کرنا..................	۴۴۳
۴۰۹	ولیٔ جنازہ باپ ہے یا شوہر..................	۴۴۵
۴۱۰	نم کنومۃ العروش پر اشکال..................	۴۴۶
۴۱۱	ماں بیٹے سے ناراض پھر قسم کھالے..................	۴۴۶
۴۱۲	مرنے کے بعد بیوی کا منہ دیکھنا..................	۴۴۷

تمت وبالفضل عمت

not found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اوّل

﴿موت ومیت کے احوال﴾

موت فجائۃ

سوال:- ہارٹ فیل ہوجانا کیا بری موت کی علامت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اچانک موت سے پناہ مانگی گئی ہے[1]۔ کیونکہ اس سے اکثر ادائے حقوق، توبہ، معافی وغیرہ کا موقع نہیں ملتا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] استعاذ من سبع موتات موت الفجأة. جمع الفوائد ص: ۵۶-۵۷، ج:۳، کتاب الجنائز، باب فی من یستعاذ منه من للموتات. وباب فی موت الفجاء ة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] فمعنی الکلام موت الفجاء ة اثر غضبه تعالیٰ حیث لم یترکه للتوبة وزاد الآخره ولم یمرضه لیکفر ذنوبه ولذالک تعوذ صلی الله علیه وسلم من موت الفجاء ة (بذل المجهود ص ۱۸۲/۴، کتاب الجنائز، باب موت الفجاء ة، مطبوعه سهارنپور) وموت الفجاء ة راحة للمؤمن ای المتأهب للموت المراقب له فهو غیره مکروه فی حقه بخلاف من هو علی غیر استعداد منه ...... واخذة اسف ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

روح نکلنے کے بعد میت کے پیر قبلہ کی طرف کرنا

سوال:-کسی مسلمان کی روح نکلنے کے بعد اس کو کس سمت رکھا جائے؟ ہمارے یہاں عام رواج یہ ہے کہ روح نکلنے کے بعد اس کے پیر کو قبلہ رخ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے چہرہ کا رُخ قبلہ کی طرف ہو جاتا ہے، جب کہ زندگی میں قبلہ کی جانب پیر پھیلا کر سونے یا بیٹھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

روح جسم سے نکل جانے کے بعد میت کے پیر کو قبلہ کی طرف کر دینے کا رواج شرعاً بے اصل اور غلط ہے، ہاں موت سے پہلے جب موت کے آثار شروع ہو جائیں تو اس وقت اس کا سر شمال کی طرف اور پیر جنوب کی طرف رُخ قبلہ کی طرف کر دیا جائے، یہی افضل اور سنت طریقہ ہے، اگرچہ کسی مصلحت کی خاطر کوئی دوسری صورت بھی درست ہے: "**ویسن توجیه المحتضر ای من قرب من الموت علیٰ یمینه لانه السنة وجاز الاستلقاء علیٰ ظهره لانهٗ ایسر لمعالجته ولکن ترفع راسه قلیلاً لیصیر وجهه الی القبلة دُون السَّماء.**" (مراقی الفلاح[1] ص:۳۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۹۲/۲/۱۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............من لا یعافص من توبة واستغفار وقضاء حق وغیر ذلک، (فیض القدیر ص ۶/۲۴۶، تحت رقم الحدیث: ۹۱۲۰، مطبوعه دارالفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۴۵۸، باب احکام الجنائز، مطبوعه مصر، عالمگیری کوئٹه ص۱/۱۵۷، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، مجمع الانهر ص۱/۲۶۳، باب صلاة الجنائز، مطبوعه دارالفکر بیروت،

ہندوستان سے پاکستان جا کر مرنا

سوال:- ہندوستان سے پاکستان جا کر مرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جانا کس لئے ہے اور کیا مرنا اختیاری فعل ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

خواب میں میت کی طرف سے کسی بات کا علم

سوال:- خواب کے ذریعہ مرحومین کی طرف سے کوئی بات معلوم ہوجائے تو کیا ہم یقین کر سکتے ہیں کہ یہ بات ان کے دل کی ہے، جو کہ اللہ نے ہمیں اس خواب کے ذریعہ سے معلوم کرائی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حجت قطعیہ نہیں[۲]، بعض دفعہ یقینی بات معلوم ہوتی ہے، بعض دفعہ نہیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیو بند ۱۴/۱/۹۲ھ

---

[۱] وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر الآیة سورۂ لقمان آیت: ۳۴،

ترجمہ:- اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا ہے۔ (از بیان القرآن)

[۲] الرویا لاتثبت الاحکام، بذل المجهود ص: ۲۹۶، ج: ۵، کتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح،

[۳] لقی عمر علیا رضی اللہ تعالیٰ عنهما فقال یا اباالحسن الرجل یری الرؤیا فمنها ما یصدق منها مایکذب (عمدة القاری ص ۱۲۶/ ۱۲، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کافر کے مرنے کی خبر پر کیا پڑھے؟

سوال:- لوگوں میں مشہور ہے کہ جب کسی کافر کے مرنے کی خبر سنے یا لاش لیجاتے ہوئے دیکھے تو: "فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَداً" پڑھنا چاہئے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے فقہ کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۹۲ھ

غیر مسلم میت کی خبر سننے پر کیا پڑھے

سوال:۔ غیر مسلم کی میت کی خبر سن کر یا میت دیکھ کر کوئی مسلمان اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............الجزء الرابع والعشرون کتاب التعبیر، باب اول مابدئ به الخ، مطبوعه دارالفکر بیروت) والصحیح ما علیه اهل السنة ان الله یخلق فی قلب النائم اعتقادات کما یخلقها فی قلب الیقضان فاذا خلقها فکأنه جعلها علما علی امور اخری یخلقها فی ثانی الحال ومهما وقع منها علی خلاف المعتقد فهو کما یقع للیقضان ونظیره ان الله خلق الغیم علامة علی المطر وقد یتخلف، (فتح الباری ص ۱۴/۳۷۵، کتاب التعبیر، الباب الاول، مطبوعه دارالفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] الذین اذاأصابتهم مصیبة قالو انالله وانااليه راجعون،وفی قوله انا لله اقرار بالعبودية والملک وفی قوله "وانا اليه راجعون ،اقرار بالفناء والبعث من القبور، واليقين بأن مرجع الأمر كله لله تعالیٰ ،تفسير المراعی ، ج ۱/ص ۲۴-۲۵/جزء ثانی، سوره بقره آیت، ۱۵۶/ مطبوعه المكتبة التجارية، الجواهر الحسان ، ج ۱/ص ۱۲۸/ سورهٔ بقره آیت ۱۵۶/ مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت،

پڑھتا ہے درست ہے یا نہیں؟ یا اور کوئی کلمہ پڑھنا چاہیئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی بھی میت کی خبر ملے یا کوئی بھی میت سامنے ملے مسلم ہو یا غیر مسلم اس کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرنا چاہیئے، جس کے بہتر الفاظ یہ ہیں، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

رمضان میں جمعہ کے روز مرنے والے سے سوال نہیں

سوال:۔ اگر رمضان شریف میں جمعہ کے دن انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انشاء اللہ تعالیٰ اس سے قبر میں سوال نہیں ہوگا، یہی توقع ہے بلکہ اس سے زائد ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

---

[۱] الذین اذا أصابتهم مصيبة قالو انا للّٰه وانا اليه راجعون، وفی قوله انا للّٰه اقرار بالعبودية والملک وفی قوله "وانا اليه راجعون، اقرار بالفناء والبعث من القبور، واليقين بأن مرجع الأمر كله لله تعالىٰ، تفسير المراعی، ج ۱/ص ۲۴-۲۵/جزء ثانی، سوره بقره آيت، ۱۵۶/ مطبوعه المكتبة التجارية، الجواهر الحسان، ج ۱/ص ۱۲۸/ سورۂ بقره آيت ۱۵۶/ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مامن مسلم يموت يوم الجمعة الا وقاه اللّٰه فتنة القبر، ترمذی شريف، ج ۱/ص ۲۰۵/ ابواب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت، يوم الجمعة، مطبوعه اشرفی ديوبند، .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جمعہ کے دن مرنے والے سے سوال

سوال:۔ اگر کسی کا انتقال جمع کے دن ہوجائے تو اس سے قبر میں سوال جواب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انشاءاللہ تعالیٰ اس سے قبر میں سوال نہیں ہوگا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۵/۴/۲۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ ''التذكرة فی احوال الموتی وأمور الاخرة لمحمد من احمد بن ابی بكر فرج الانصاری القرطبی ج ۱/ص ۱۲۳-۱۲۴/ باب ماينجی المؤمن أحوال القبر وفتنة وعذابه الخامس وباب منه، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. (وفی رواية) عذاب القبر يرفع عن الموتیٰ فی شهر رمضان، رواه البيهقی، بحواله مرنے كے بعد كياهوگا، ص ۴۶/ تحت عنوان ،رمضان ميں مرنے والا، مطبوعه فانی بكڈپو مٹيامحل جامع مسجد دهلی، (وفی رواية) من وافق موته عندالقضاء رمضان دخل الجنةالحديث ،التذكرة فی احوال وامورالاخرة ج ۱/ ص ۱۲۴/ باب ماينجی المؤمن الخ باب منه.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] عن عبدالله بن عمر وقال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مامن مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة الاوقاه الله ،فتنة القبر ،ترمذی شريف، ج ۱/ص ۲۰۵/ ابواب الجنائز، باب ماجائز فيمن يموت يوم الجمعة ، مطبوعه اشرفی ديوبند .

''من مات يوم الجمعة وقی عذاب القبر، اخرجه الهيثمی فی مجمع الزوائد ، ج۳/ص ۵۸/ فی الجنائز فی باب فيمن مات يوم الجمعة عن ابی يعلی، رقم الحديث، ص ۳۸۹۱/''مطبوعه دارالفكر بيروت.

رمضان میں میت کو عذاب قبر نہ ہونا

سوال:۔(۱) جس مسلمان کا انتقال رمضان کے اندر ہو جائے خواہ وہ کسی مقصد میں ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) جن لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے کیا رمضان میں بند ہو جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

انشاء اللہ اس کے ساتھ سہولت کا معاملہ کیا جائے گا[۱]۔

(۲) امید یہی ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۹۹ھ

قبر میں میت کے لئے حیات ہے یا نہیں

سوال:۔اولیاء اللہ اور بزرگان دین اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ اوراگر

---

[۱] ان عذاب القبر یرفع عن الموتیٰ فی شهر رمضان الحدیث، وترجمته علی ان فی شهر رمضان متعلق بیرفع وفیه احتمال آخر ان یکون متعلقا بالموت فیکون المعنیٰ ان الذین یموتون فی شهر رمضان لایعذبون بیهقی بسند ضعیف(بحواله مرنے کے بعد کیا ہوگا، ص ۴۶) طبع فانی بکڈپو دهلی، من وافق موته عند القضاء رمضان دخل الجنة الحدیث الخ، التذکرة فی احوال الموتی ج ۱/ ص ۱۲۴/ باب ماینجیٰ المومن من اهوال القبر الخ، باب منه مطبوعه دار الکتب العلمیة ،بیروت.

[۲] عذاب القبر حق سوال منکر ونکیر حق وضغطة القبر حق لکن ان کان کافراً فعذابه یدوم الی یوم القیامة ویرفع عنه یوم الجمعة وشهر رمضان،شامی زکریا ، ج۳/ص ۴۴/ مطلب ماختص به یوم الجمعة قبل باب العیدین، شرح فقه اکبر ص ۱۲۳/ مطبوعه مجتبائی دهلی.

رہتے ہیں تو کیوں؟ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سوائے شہداء اور انبیاء کے جسم کے سب کو مٹی کھا جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شہداء اور انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اور بھی بعض حضرات ہیں جن کا جسم محفوظ رہتا ہے، حدیث شریف سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۳/۲۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۲/۳/۲۹ھ

قبر سے مردہ کی آواز باہر والوں کا سننا

سوال: ۔مردہ کی قبر سے آواز آسکتی ہے یا نہیں؟ اگر آسکتی ہے تو کیوں اور نہیں سنی جاسکتی ہے تو کیوں؟ جب کہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ قبرستان میں گئے اور وہاں جا کر سلام کیا اور کہا کہ اگر قبر سے سلام کا جواب نہ آیا تو ساری قبروں کو توڑ دونگا ....تو سب قبروں سے سلام کا جواب آیا؟

---

[۱] وروی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المؤذن المحتسب کالمتشحط فی دمہ قتیلا وان مات لم یدود فی قبرہ وظاہر ہذا ان المومن المحتسب لاتاکلہ الارض ایضا، التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ج ۱/ ص ۱۳۳/ باب لا تاکل الارض اجساد الانبیاء ولا الشہداء، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت. شرح الصدور ص ۲۰۹/ باب نتن المیت وبلاء جسدہ الا الانبیاء ومن الحق بہم، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج۲/ ص ۲۱۰/ باب الجمعۃ، قبیل الفصل الثالث، مطبوعہ بمبئی.

الجواب حامداً ومصلیاً

خرق عادت کے طور پر کوئی آواز آجائے تو آسکتی ہے، جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے سورۃ الملک پڑھنے کی آواز سنی ہے[1]، عامۃً آواز انسان نہیں سنتے، ہاں مردہ کو عذاب ہوتا ہے، تو اس کی آواز جانور سنتے ہیں، حدیث میں مذکور ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

موت کے وقت سر کدھر ہو اور پیر کدھر ہو

سوال: ۔موت کے وقت سر پورب اور پیر پچھّم کی طرف کرکے لٹاتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

---

[1] وعن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباء علی قبروھو لایحسب انہ قبرفاذا فیہ قبر انسان یقرأ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمھا الحدیث، ترمذی شریف ج۲/ص۱۱۷/ ابواب فضائل القرآن،باب ماجاء فی سورۃ الملک ،مطبوعہ اشرفی دیوبند، مشکوٰۃ شریف،ص۱۸۷–۱۸۸/ کتاب فضائل القرآن ،الفصل الثانی، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند ،روح المعانی ج۱۶/ص۳/ الجزء التاسع ،والعشرون ، سورۃ الملک، مطبوعہ دارالفکر بیروت، الدرالمنشور ج۸/ص۲۳۱/ سورۃ الملک تحت آیت نمبر ۱/ مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[2] عن ابن عبداللہ مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الموتیٰ لیعذبون فی قبورھم حتی ان البھائم تسمع اصواتھم، مجمع الزوائد ،ج۳/ص۱۸۲/ کتاب الجنائز ،باب العذاب فی القبر، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

"التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامورالاخرۃ ،ج۱/ص۱۱۷/ باب ماجاء ان البھائم تسمع عذاب القبر، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، مشکوٰۃ شریف ص۲۵/ باب اثبات عذاب القبر، الفصل الاول، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند.

الجواب حامداًومصلیاً

اس کی بھی گنجائش ہے کہ مرتے وقت سر پورب کی طرف کیا جائے ،لیکن سرکوتکیہ کے ذریعہ ذرااونچا کردیا جائے ، اعلیٰ بات یہ ہے کہ سرشمال کی طرف ہو، اور پیر جنوب کی طرف کردیں، اور چہرہ قبلہ کی طرف رہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

جولوگ پہلے مرچکے ان سے بعد میں مرنیوالوں کی ملاقات

سوال: ۔ایک ایمان دارشخص مرگیا اس سے پہلے جولوگ مرچکے ہیں، ان سے ملاقات ہوتی ہے؟ یا قیامت میں ملاقات ہوگی ، اسی طرح کسی کا بچہ مرگیا ،اس کے بعد باپ بھی مرگیا، تو بچہ اُسے برزخ میں ملے گا یا قیامت میں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ملاقات ہوتی ہے۔کذافی شرح الصدور[۲]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولی المحتضر القبلة علی یمینه ای علیٰ جنبه الایمن بیان للسنة والمختار ببلادنا الاستلقاء لانه أیسر لطلوع الروح الیٰ قوله وینبغی أن یرفع رأسه قلیلا الخ، النهر الفائق ج ۱ / ص ۳۸۰/ باب صلوٰة الجنازة، دارالکتب العلمیة بیروت، الدرالمختار کراچی، ج ۲ / ص ۱۸۹ / باب الجنائز، مجمع الانهر ج ۱ / ص ۲۶۳ / باب صلوٰة الجنائز ،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. (حاشیہ۲/اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

مردوں سے قبول دعا کی درخواست

سوال:۔ بزرگان دین کے مزاروں پر جاکراس طور سے دعاء کرنا کہ آپ اللہ کے نیک بندے ہیں آپ ہماری فلاں پریشانیوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمادیں، کہ اللہ تعالیٰ ہماری ضرورت کو پورا کردے، یہ طریقہ درست ہے یانہیں؟

(۲) اسی طرح دعاء کرنا کہ اے اللہ ہماری فلاں ضرورت ان بزرگوں کے طفیل میں پوری کردے درست ہے یانہیں؟

مردوں کا زندوں کے قدموں کی آواز سننا

(۳) علمائے کرام سے ایک حدیث سنی ہے کہ جب مردکوقبر میں دفن کیا جاتا ہےتو واپس ہونے والوں کی چالیس قدم تک جوتوں کی آواز سنتا ہے،تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ آواز سننا اس مردے کے لئے ہے، یاسب قبرستان کے مردے سنتے ہیں؟

کیا مردے زندوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں!

(۴) قبرستان میں داخل ہوتے وقت جو السلام علیکم یا اہل القبور بتایا جاتا ہے،تو کیا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ عن سعید بن جبير رضى الله تعالىٰ عنه قال اذا مات الميت استقبله ولده كمايستقبل الغائب واخرج عن ثابت البنانى، قال بلغنا أن الميت اذا مات احتوشه أهله وأقاربه الذين قدتقدموه من الموتىٰ فهوأفرح بهم ولهم أفرح به من المسافر اذا قدم الىٰ أهله،شرح الصدور ،ص۹۷-۹۸/باب ملاقات الأرواح للميت اذا خرجت روحه (مطبوعه دارالمعرفة، بيروت) التذكره فى احوال الموتىٰ ج ۱/ص۴۸/ باب ماجاء فى تلاقى الأرواح فى السماء (مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت) كتاب الروح، ص ۳۰/ المسئلة الثانية هل تتلاقى ارواح الموتىٰ الخ (مطبوعه فاروقيه پشاور)

مردے سب پرانے اور نئے جواب دیتے ہیں؟

کسی کی قبر کو ٹیک لگانا

(۵) قبر سے ٹیک لگانا یہ احتراماً ممنوع ہے، یا اس سے مردے کو بھی تکلیف پہنچتی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اس طرح دعا کرنا ثابت نہیں ہے، اس میں ان بزرگوں کو دعا کرنے کے لئے خطاب کیا گیا ہے، میت کے ساتھ جو معاملہ شرعاً ثابت ہے، اس کی اجازت ہے اپنی طرف سے اس میں اضافہ نہ کیا جائے[1]۔

(۲) اس طرح درست ہے[2]۔

(۳) چالیس قدم تک کی قید حدیث میں نہیں ہے، یہ اس مردے کے لئے ہے جس

[1] ومنهم من يقول للغائب او الميت من عبادالله تعالىٰ الصالحين يافلان ادع الله تعالىٰ ليرزقني كذا وكذا ويزعمون أن ذالک ومن ابتغاء الوسيلة ويرون عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال اذا أعيتكم الامور فعليكم باهل القبور أوفاستغيثوا باهل القبور وكل ذٰلک بعيد عن الحق بمراحل (روح المعانى، ج۶/ص ۱۲۵/ سورۂ مائده، آیت ۳۵/ مطبوعه مصطفائيه ديوبند، بوادر النوادر، ج۲/ص ۷۰۶/تا۷۰۸/ رساله الادراک والتوصل الیٰ حقيقة الاشراک والتوسل، طبع دارالاشاعت ديوبند.

[2] ان كان المتوسل بجاه غير النبى صلى الله عليه وسلم لابأس به ايضاً ان كان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاها عند الله تعالىٰ كالمقطوع بصلاحه وولايته (روح المعانى، ج۶/ص ۱۲۸/سورهٔ مائده آیت ۳۵/ طبع مصطفائيه ديوبند، مشكوٰة شريف، ص ۱۳۲/ باب الاستسقاء، طبع یاسرندیم ديوبند، شامى زكريا ج۹/ص ۵۶۹/ كتاب الحظر الاباحة، باب الاستبراء.

کواس وقت دفن کیا گیا ہے[1]۔

(۴) جن کو سلام کیا جاتا ہے وہ سب جواب دیتے ہیں، نئے پرانے سب[2]۔

(۵) خلاف احترام سے بھی اذیت ہوتی ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۹۸۶ھ

الجواب صحیح نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے، سید مہدی حسن غفرلہٗ

دنیا سے رخصت شدہ بزرگ زندہ ہیں یا مردہ

سوال:۔(۱) جو بزرگ دنیا سے انتقال فرما گئے، وہ زندہ ہیں یا مردہ، ہم ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھیں، زندہ کا عقیدہ رکھیں یا مردہ کا؟

---

[1] عن انس عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذهب اصحابه حتی أنه یسمع قرع نعالهم الخ (بخاری شریف، ج ۱/ص ۱۷۸/ کتاب الجنائز ، باب المیت یسمع خفقن النعال. طبع اشرفی دیوبند، مسلم ج ۲/ص ۳۸۶/ کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار علیه الخ طبع سعد بکڈپو دیوبند .

[2] مامن احد یمر بقبراخیه المومن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام (التذکرہ فی احوال الموتیٰ ج ۱/ص ۱۱۸/ باب ماجاء أن المیت یسمع مایقال، دار الکتب العلمیة، بیروت، تفسیر ابن کثیر ج۳/ص۲۹۷/ سورۂ روم آیت ۵۲/ مطبوعه مکتبه تجاریه، مکه مکرمه ،کتاب الروح ،ص ۱۲/ المسئلة الاولیٰ ،هل تعرف الاموات زیارة الاحیاء مطبوعه فاروقیه پشاور.

[3] عن عمر وبن حزم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال رأنی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم متکئاً علی قبر فقال لاتؤذ صاحب هذا القبر (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۹/ باب دفن المیت، یاسرندیم دیوبند قوله (لا تؤذ صاحب هذا القبر أ ی لاتهنه، مرقاۃ ص۲/۳۸۳/ باب دفن المیت، مطبوعه بمبئی.

اولیاء کے مزار پر خیرات

سوال:۔(۲) کیا اولیاء اللہ کے مزار پر خیرات کرنی جائز ہے جیسا کہ حضرت صابرؒ کے مزار پر فقیروں کو کھانا کھلاتے ہیں، اللہ کے واسطے خیرات کرنی پیسہ کی ہو یا کھانے کی؟

بعد وفات بزرگوں کی ملاقات

سوال:۔(۳) بعد انتقال کے شہید ہو یا بزرگ جو مقبول ہوں اللہ کے یہاں وہ جاگتے ہیں مل سکتے ہیں اور سونے میں خواب میں مل سکتے ہیں یا نہیں، اور مزار پر اولیاء اللہ کا تصور ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے، وہ نہیں مرتی[۱]، اس کا کوئی اور مقام ہوتا ہے[۲]، یہاں

---

[۱] ان الموت معناه تغير حال فقط وأن الروح باقية بعد مفارقة الجسد اما معذبة وامامنعمة (الىٰ قوله) والروح تعلم الاشياء بنفسها من غير الة وكذالك قديتألم بنفسه بانواع الحزن والغم الكمد ويتنعم بانواع الفرح والسرور وكل ذٰلك لايتعلق بالاعضاء فكل ماهووصف للروح بنفسها فيبقى معها بعد مفارقة الجسد الخ (اتحاف السادة ،ج١٠/ص٣٧٦/ كتاب ذكر الموت ،الباب السابع فى حقيقة الموت، دارالفكر بيروت، روح المعانى، ج٩/ ص٢٣٠/ الجزء الخامس عشر سورۂ اسراء آيت ٨٥/ مطبوعه دارالفكر، كتاب الروح ص٤٧/ المسئالة الرابعة هل تموت الروح ام الموت للبدن وحده، طبع فاروقيه پشاور.

[۲] الذى دلت عليه الاخبار أن مستقر الارواح بعد المفارقة مختلف فمستقر ارواح الانبياء عليهم السلام فى اعلى عليين ومستقر ارواح الشهداء فى الجنة وامامستقر ارواح سائرالمؤمنين فقيل فى الجنة أيضا ومستقر ارواح الكفار فى سجين (روح المعانى ملخصاً، ج٩/ص٢٣٢/الجزء الخامس عشر،سورۂ اسراء آيت ٨٥/ دارالفكر بيروت، اتحاف،ج١٠/ص٣٩٠/ كتاب ذكر الموت ،الباب السابع، مطبوعه دارالفكربيروت، التذكره فى احوال الموتىٰ ص٥٠/١/ باب فى شان الروح واين تصير حين تخرج من الجسد؟ طبع دارالكتب العلمية بيروت.

اس کے اوپر زندوں کے احکام جاری نہیں ہوتے، مثلاً غسل کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جاتا ہے، یہ معاملہ زندہ کے ساتھ نہیں ہوتا، بیوہ عدت گذار کر دوسرا نکاح کرلیتی ہے، ترکہ ورثہ میں تقسیم ہوجاتا ہے وغیرہ وغیرہ وہ دوسری قسم کی زندگی ہے [۱]۔

(۲) صدقہ وخیرات کرکے بزرگان دین کو بھی ثواب پہنچانا درست ہے، جو لوگ مزارات اولیاء اللہ کے پاس حجروں میں اپنی اصلاح اور ذکر وشغل کے لئے تنہائی اختیار کرکے رہتے ہیں ،اور عام دنیا سے بے تعلق ہیں، وہ اگر غریب ہوں تو وہ بھی صدقہ کے مستحق ہیں، ان کو بھی کھلانا درست ہے، جو مال دار ہوں یا لغویات میں شریک ہوتے ہوں ان کو نہ دیا جائے [۲]۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی اجازت ہو تو مل بھی سکتے ہیں، خواب میں بھی ان سے ملاقات ہوسکتی ہے، مراقبہ میں اہل حضرات کو بزرگان دین کا تصور بھی ہوسکتا ہے [۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] انما وصفهم بالحياة فى حق احكام الأخرة فأمافى حق احكام الدنيا فالشهيد ميت يقسم ماله وتنكح امرأته بعد انقضاء العدة ووجوب الصلوٰة عليه من احكام الدنيا فكان ميتا فيه فيصلى عليه (بدائع زكريا، ج۲/ص۴۷/ قبيل كتاب الزكاة، مبسوط سرخسى، ج۲/ص۵۰/ باب الشهيد، دار الفكر بيروت.

[۲] للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة اوصوماً او صدقة أوغيرها (شامى زكريا ج۳/ ص۱۵۱/ باب صلاة الجنائز، مطلب فى القرأة للميت الخ، بحر كوئٹه ج۳/ص۵۹/ باب الحج عن الغير، بدائع زكريا، ج۲/ص۴۵۴/ كتاب الحج، بيان شرائط النيابة فى الحج.

[۳] رؤية الموتى فى خير أوشرنوع من الكشف يظهره الله بتشيراً اوموعظة أو لمصلحة للميت من ايصال خير لهٗ أوقضاء دين او غيرذٰلک ثم هذه الرؤية قد تكون فى النوم وهو الغالب وقد تكون فى اليقظة وذٰلک من كرامات الاولياء واصحاب الاحوال (شرح الصدور ص۲۲۰/ باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، مطبوعه دارالفكر بيروت، كتاب الروح ص۴۲/ المسئالة الثالثة هل تتلاقى ارواح الاحياء وارواح الأموات، طبع مكتبه فاروقيه پشاور،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

میت کوغسل دینا

پابند شرع غسل دے

سوال:- بے نمازی آدمی مسلمان میت کوغسل دے سکتا ہے یانہیں، جب نمازی آدمی موجود ہیں اور پھر وہ نماز جنازہ بھی نہ پڑھے؟

الجواب حامداًومصلیاً

غسل تواس کے دینے سے بھی ہوجائے گا مگر بہتر یہ ہے کہ نمازی آدمی اور پابند شریعت غسل دے[۱] بے نمازی کی نماز نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غسل میت کے لئے نیت ضروری نہیں

سوال:۔ میت کوغسل دینے کے لئے نیت عربی تحریر فرمائیں، نیز میت کے غسل دینے والے پر ضروری ہے یانہیں؟

---

[۱] ویغسله أقرب الناس الیه والا فأهل الأمانة والورع. مراقی مع الطحطاوی ص: ۳۲۹، باب احکام الجنائز، مطبوعه مصری، وعالمگیری کوئٹه ص: ۱۵۹، ج: ۱/ الباب الحادی والعشرون، الفصل الثانی فی غسل المیت، بحر کوئٹه ص۱۷۵/۲، کتاب الجنائز.

الجواب حامداًومصلیاً

میت پر تین دفعہ پانی بہادیا اور کوئی جگہ اس کی خشک نہ رہی تو غسل ہوگیا، نیت کی ہو یا نہ کی ہو، نیز نہ عربی زبان میں الفاظ کا کہنا لازم ہے نہ کسی اور زبان میں نیت تو ارادہ قلبی کا نام ہے، اسی طرح نیت کرلی جائے کہ میت کو غسل دینا ہمارے اوپر لازم ہے اس لئے غسل دیتے ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دائی کا میت کو غسل دینا

سوال:- مسلم دائی سے مردہ عورت کو غسل کرانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسلم دائی سنت کے مطابق غسل دیتی ہے تو یہ درست ہے، اعلیٰ بات یہ ہے کہ گھر کی مستورات خود ہی غسل دیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۹۳ھ

---

[1] والنية فى غسل الميت ليس بشرط الخ تاتارخانيه ،ج ۲/ص ۱۳۵/ الجنائز، غسل الميت، مطبوعه كراچى، وفى فتح القدير ،الظاهر اشتراط النية ،فيه لاسقاط وجوبه عن المكلف لالتحصيل طهارة الخ البحر الرائق ج ۲/ ص ۱۷۴/ باب صلوٰة الجنازة،مطبوعه كوئٹه، قاضى خان على الهنديه ،ج ۱/ص ۱۸۷/ باب غسل الميت الخ مطبوعه كوئٹه .

[2] ويستحب للغاسل أن يكون أقرب الناس الى ميت فان لم يعلم الغسل فأهل الأمانة والورع. كذا في الزاهدي. عالمگيرى ص: ۱۵۹، ج: ۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى، مكتبه كوئٹه. مراقى على الطحطاوى ص: ۳۲۹، باب احكام الجنائز، مكتبه مصرى، بحر كوئٹه ص ۱۷۵/۲، كتاب الجنائز.

کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا

سوال:- کیا یہ روایت صحیح ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعد الوفات بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا، اگر غسل دیا تھا تو کوئی خاص وجہ تھی یا عام حکم ہے یا بوجہ زوجیت ان کا رشتہ تا قیامت منقطع نہیں ہوا تھا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اوّلاً اس روایت میں کلام ہے ثانیاً اس کا محمل انتظام واہتمام ہے، ثالثاً یہ خصوصیت مقام ہے، جس کا اظہار عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انکار کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کذا فی رد المحتار[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لان علیا غسل فاطمةؓ قلنا هذا محمول علی بقاء الزوجية لقوله عليه الصلوة والسلام كل سبب ونسب ينقطع بالموت الا سببي ونسبي" مع ان بعض الصحابة انكر عليه، فاطمة رضي اللّه عنها غسلتها أم أيمن حاضنته صلى اللّه عليه وسلم ورضي عنها فتحمل رواية الغسل، لعليؓ معنى التهيئة والقيام التام باسبابه ولئن ثبت الرواية فهو مختص به الاترى أن ابن مسعود رضي اللّه عنه لما اعترض عليه بذلك أجابه. ردالمحتار ص: ۵۷۶، ج: ۱، باب صلوة الجنازة، مطلب في حديث كل سبب ونسب، مكتبه نعمانيه. حلبی كبير ص ۶۰۴، فصل فی الجنائز، الثامن فی مسائل المتفرقه من الجنائز، طبع لاهور، نصب الرايه ص ۲/۲۵۱، باب الجنائز، تحقيق اضطجاع المحتضر، مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل گجرات.

کیا شوہر بیوی کو غسل دے سکتا ہے

سوال:- بیوی کے مرنے کے بعد چونکہ شوہر سے زوجیت کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے اسلئے بعض کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب رشتہ منقطع ہو گیا تو بیوی کے مرنے کے بعد اسکا مونہہ نہیں دیکھتے نہ گھر میں اور قبر میں اور نہ بیوی کو کاندھا دیتے ہیں اور نہ بیوی کو قبر میں اتارتے ہیں اور نہ بیوی کو چھوتے ہیں یہ سب افعال شوہر کو بیوی کے مرنے کے بعد کرنا جائز ہے یا نہیں، کیا شوہر کا شمار بھی غیر محرم میں ہو جاتا ہے، بیوی کے مرنے کے بعد یا اسکا شمار محرم میں رہتا ہے، اور وہ سب افعال کر سکتا ہے مثلاً قبر میں اتارنا مونہہ دیکھنا، کاندھا دینا، بوقت ضرورت غسل دینا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منہ دیکھنے کی اجازت ہے ہاتھ لگانے کی نہیں غسل دینا بھی درست نہیں، کاندھا دینا محرم اور غیر محرم سب کو درست ہے، اگر ضرورت ہو تو قبر میں اتارنا بھی شرعاً درست ہے[1]۔ یہ حنفیہ کا مسلک ہے، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ کے نزدیک غسل دینا بھی درست ہے، اور ہاتھ لگانا بھی درست ہے، دلائل دونوں فریق کے پاس موجود ہیں، حنفیہ کا مسلک احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ کذا فی ردالمحتار[2] ص:۵۷۵، ج:۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ذو الرحم المحرم أولى بادخال المرأة من غيرهم، وكذا ذوالرحم غير المحرم أولى من الأجنبي، فان لم يكن فلابأس للاجانب وضعها. عالمگیری ص:۱۶۶، ج:۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل السادس، مکتبه کوئٹه پاکستان. بحر کوئٹه ص۱۹۳/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[2] ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر اليها على الأصح وقالت الأئمة الثلاثة يجوز. درمختار على ردالمحتار نعمانيه ص:۵۷۵، ج:۱، باب صلوة الجنائز، مطلب فى حديث كل سبب ونسب الخ، بدائع ص:۳۵، ج:۲، فصل فى بيان من يغسل. مکتبه کراچی. بحر کوئٹه ص۱۷۴/۲، کتاب الجنائز.

کیا بیوی شوہر کوغسل دے سکتی ہے

سوال:- اکثر عورتیں شوہر کے مرنے کے بعد اپنے شوہر کو ہاتھ نہیں لگاتی ہیں جہلاء عورتوں کا خیال ہے کہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے، یہ کہاں تک درست ہے، عورتیں ایام عدت میں شوہر کی زوجیت میں چار ماہ اور دس دن اس کے نکاح میں رہتی ہیں، اس لئے ضرورت کے وقت شوہر کوغسل بھی دے سکتی ہیں تو پھر کس طرح چھونے سے پرہیز کیا جاتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

عورتوں کا یہ خیال غلط ہے بلکہ عورت کیلئے شرعاً جائز ہیکہ شوہر کو بعد موت کے کفن اور غسل دے دلیل وہی ہے جو آپ نے لکھی ہے۔ (کذا فی ردالمحتار[۱] ص:۵۷۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

عورت کے انتقال پر کوئی عورت نہ ہوتو تیمّم کرادیا جائے

سوال:-عورت کے انتقال پر کوئی عورت نہ ہوتو اگر کسی مرد نے غسل کرادیا تو گنہگار ہوگا یانہیں، جب کہ ہاتھ میں کچھ فاصلہ بھی نہیں رکھا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس کی اجازت نہیں، توبہ واستغفار لازم ہے ایسی حالت میں تیمّم کرادینے کا حکم ہے اگر

---

[۱] المرأة تغسل زوجها، لأن اباحة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقي مابقي النكاح، والنكاح بعد الموت باقٍ الى أن تنقضي العدة. ردالمحتار ص:۵۷۶، ج:۱ باب صلوة الجنازة، مطلب في كل سبب ونسب منقطع، مكتبه نعمانيه. بدائع ص:۳۳، ج:۲، كتاب الجنائز، فصل فيمن يغسل، مكتبه كراچی. بحر كوئٹه ص۱۷۴/۲، كتاب الجنائز.

محرم ہوتو بلا کپڑے کے تیمّم کرادے، ورنہ کپڑا ہاتھ میں لپیٹ کر تیمّم کرائے: لو ماتت امرأة مع الرجال يمموها بخرقة وان وجد ذورحم محرم يمم بلا خرقة اهـ. نورالایضاح[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت کے غسل میں میت کا پاؤں کس طرف ہو

سوال:- میت کو غسل دینے کے وقت اس کے پاؤں کس طرف کرنا چاہئے اگر قبلے کی طرف کئے جائیں۔تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرف سہولت ہو اگر قبلے کی طرف پاؤں ہو جائیں تو یہ بھی گناہ نہیں: ويوضع الميت كيف اتفق على الاصح قاله شمس الائمة السرخسي وقيل عرضا وقيل الى القبلة فتكون رجلاه اليها كالمريض اذا اراد الصلوٰة ايماء وفى القهستانى عن المحيط وغيره انه السنة اهـ طحطاوی[2] ص: ۳۱۰. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور یو پی۔۲۰/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ سہارن پور ۲۰/۱۱/۶۰ھ

---

[1] نورالايضاح ص ۱۵۰، باب احكام الجنائز، مطبوعه امداديه ديوبند، وكذا في الخانيه على هامش عالمگيری مكتبه كوئٹه. ص:۱۸۷، ج:۱، باب فى الغسل وما يتعلق به، والشامی ص:۵۷۵، ج:۱، باب صلوة الجنازة، مطلب فى حديث كل سبب ونسب الخ، مكتبه نعمانيه.

[2] طحطاوی على المراقی ص:۳۶۲، باب أحكام الجنائز، مطبوعه مكتبه مصطفى البابى الحلبى. مطبوعه مصری، بحر كوئٹه ص ۱۷۱/۲، كتاب الجنائز، هنديه كوئٹه ص۱۵۸/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى.

غسل میت کے وقت پیر کس طرف ہوں اور غیر مستنجی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے

سوال:۔مردہ کوغسل دینے کا کیا طریقہ ہے، اگر لحد مشرق ومغرب کو کھودی تو سر پیر کس طرف ہونے چاہئے، اور لحد جنوب وشمال کھودی جائے، تو سر پیر کس طرف ہونے چاہئیں، جو آدمی استنجاء نہیں سکھاتا ہے، کیا وہ شخص جانور حلال کرسکتا ہے یا نہیں، شرع کا پابند بھی نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

میت کوغسل دینے کے لئے جس طرح سہولت ہو درست ہے، مشرق ومغرب ہو تو پیر مشرق کی طرف بھی کرسکتے ہیں، شمال وجنوب ہو تو پیر جنوب کی طرف مناسب ہے[1]، ہر مسلمان کا ذبیحہ درست ہے، جبکہ وہ شرعی قاعدہ سے ذبح کرے، احکام شرع جس قدر آدمی ترک کرتا ہے، اسی قدر وہ جواب دہ اور گنہگار ہے، اسلئے پابندی لازم ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویوضع المیت کیف اتفق علی الاصح ،قالہ شمس الائمۃ السرخسی وقیل عرصاً وقیل الیٰ القبلۃ فتکون رجلاہ الیھا کالمریض اذا أراد الصلوۃ ایماءً وفی القھستانی عن المحیط وغیرہ انہ السنۃ الخ مراقی الفلاح مع الطحطاوی ،ص ۴۲۶ /باب احکام الجنائز ،مطبوعہ مصری درمختار مع الشامی زکریا ،ج۳/ص ۸۴-۸۵/ باب صلاۃ الجنازۃ،حلبی کبیری،ص۵۷۷/ فصل فی الجنائز ،مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

[2] وشرط کون الذابع مسلماً الخ درمختار مع الشامی زکریا، ج ۹/ص۴۲۷/ کتاب الذبائح مجمع الانھر ، ج۴/ص ۱۵۴ / دارالکتب العلمیۃ بیروت،بحر، ج۸/ص ۱۶۸ / کتاب الذبائع،مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

میت کوغسل دیتے وقت پیر کدھر ہونا چاہئے

سوال:- زید کہتا ہے کہ میت کوغسل دیتے وقت اس کے پاؤں کو قبلہ رُخ ہونا چاہئے اس لئے کہ جب مردے اٹھائے جائیں گے تو ان کا رُخ قبلہ رُخ ہوگا۔

الجواب حامداًومصلیاً

میت کوغسل دیتے وقت تختہ پر رکھنے کی دوصورتیں ہیں، ایک تو قبلہ کی جانب پاؤں کر کے لٹانا اور دوسرے قبلہ کی طرف منہ کرنا جیسے کہ قبر میں رکھتے ہیں جوصورت بھی آسان ہو اس کو اختیار کرلیں، دونوں جائز ہیں۔ **وکیفیة الوضع عند بعض اصحابنا الوضع طولاً کما فی حالة المرض اذا اراد الصّلٰوة بایماء ومنهم من اختار الوضع کما یوضع فی القبر والاصح انهٔ یوضع کما تیسر کذا فی الظهیریه.(عالمگیری[1] ص:۱۵۸، ج:۱)**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

میت کا غسل کے بعد سر کدھر ہو اور پیر کدھر ہوں؟

سوال:۔(الف) میت کوغسل سے قبل چار پائی میں کس رُخ لٹایا جائے، یعنی سر اور پیر کس سمت ہوں؟

---

[1] الهندية کوئٹه ص۱/۱۵۸، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، طحطاوی علی المراقی ص ۳۲۶، باب احکام الجنائز، مطبوعه مصری، بحر کوئٹه ص ۲/۱۷۱، کتاب الجنائز.

(ب) غسل کے وقت کس سمت پر سر رکھا جائے؟

(ج) غسل کے بعد جنازہ لے جانے سے قبل میت کو چارپائی پر کس رُخ رکھا جائے، یعنی سر اور پیر کس سمت ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:-

(الف) انتقال سے پہلے شمال کی طرف سر اور جنوب کی طرف پیر کر کے قبلہ رُخ کردیا جائے، پھر اسی طرح پر رہے۔

(ب) جس رُخ پر موقع کے لحاظ سے آسان ومناسب ہو۔

(ج) قبلہ رُخ ہو تو بہتر ہے جیسا کہ اوپر والے جواب میں مذکور ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۹۲ھ

میت کو کورے گھڑے سے غسل دینا

سوال:- میت کو جیسا کہ ہندوستان میں رسم ہے کہ کورے گھڑے و بدھنے سے غسل دیتے ہیں کیا اپنے مکانوں کے گھڑے بالٹی اور لوٹوں سے غسل نہیں دے سکتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کے وقت کیا قاعدہ تھا؟

---

[1] یسن توجیه المختصر ای من قرب من الموت علی یمینه وهو السنة فی النوم واللحد وجاز الاستلقاء علی ظهره هکذا فی الغسل والصلاة (طحطاوی مع المراقی مصری، ص ۳۵۸/ باب احکام الجنائز. حلبی کبیر، ص ۵۷٦/ فصل فی الجنائز، طبع لاهور، هندیه کوئٹه، ج ۱/ ص ۱۵۷/ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول.

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندوستان کا یہ رواج بے اصل ہے اور قابلِ ترک ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/شعبان ۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۴/شعبان ۶۱ھ

غسلِ میت میں ڈھیلے سے استنجاء

سوال: -میت کو بوقتِ غسل ڈھیلے سے استنجاء کرانا کیسا ہے؟ مدلل جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

پانی سے استنجاء کے متعلق زیلعی، بحر، طحطاوی وغیرہ میں طرفین کے نزدیک اس کی تائید مذکور ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا ہے[2]۔ لیکن اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اول ڈھیلے سے صفائی کی جائے پھر پانی سے، جیسا کہ درمختار میں ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۵/۸/۸۹ھ

---

[1] من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری شريف ص ۱/۳۷۱، كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، طبع اشرفی بكڈپو ديوبند.

[2] ولم يذكر الاستنجاء للاختلاف فيه فعندهما يستنجى، وعند أبي يوسف، لا، وأطلقه. بحر كوئٹه ص:۱۷۲، ج:۱، كتاب الجنائز، طحطاوى على المراقى ص:۴۶۷، باب احكام الجنائز، مكتبه مصرى، تبيين الحقائق ص۱/۲۳۷، باب الجنائز، امداديه ملتان.

[3] والغسل بالماء، بعده أي الحجر بلا كشف عورة، سنة، وقال الشامى: لقوله تعالىٰ: فيه رجال يحبون أن يتطهروا و الله يحب المتطهرين. شامى ص:۲۲۶، ج:۱، فصل فى الاستنجاءِ مكتبه نعمانيه.

غسلِ میت کے بعد پاخانہ نکل آیا

سوال:- میت کوغسل دے کر کفن بھی پہنا چکے، اس کے بعد پاخانہ نکل آیا، اس حالت میں کیا حکم ہے؟ دوبارہ غسل دیں گے اور نیا کفن دیں گے۔ یا اسی کفن میں لپیٹیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنا حصہ بدن کا اور کپڑے کا ناپاک ہوگیا اس کو پاک کر دیا جائے، دوبارہ غسل دینے یا کفن کو بدلنے کی ضرورت نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۹۳/۶/۲۷ھ

مردہ کے بدن سے ناپاکی نکلے تو کیا حکم ہے؟

سوال:- جو مرد یا عورت بعد مرنے کے ناپاکی دیکھلے ایک انچ، تو کس طرح ناپاکی پاک ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی مردے کے بدن سے اگر کچھ ناپاکی نکلے تو اس کو پاک کر دیا جائے، بغیر پاک کئے نماز جنازہ نہیں ہوگی، اگر سوال کا کچھ اور مطلب ہے تو واضح کیجئے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وفي ط عن الخزانة: اذا اتنجّس الكفن بنجاسة الميت لا يضرّ دفعاً للحرج بخلاف المتنجّس ابتداء اهـ. وكذا لو تنجس بدنه بما خرج منه ان كان قبل أن يكفن غسل وبعده لا. شامی ص: ۵۸۲، ج: ۱، قبیل مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبيي، مکتبه نعمانیه. مراقی مع الطحطاوی ص۴۶۸، باب احکام الجنائز، مطبوعه مصری، تبیین الحقائق ص۲۳۷/۱، کتاب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] وفي القنية: الطهارة من النجاسة في ثوب وبدن ومكانٍ وستر العورة شرط في حق الميت والامام جميعاً. درمختار مع الشامی ص: ۵۸۲، ج: ۱، متکبه نعمانیه. قبیل مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي. مراقی مع الطحطاوی ص۴۷۹، فصل الصلوة علی المیت، مطبوعه مصر، تبیین الحقائق ص۲۳۹/۱، باب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امدادیه ملتان.

فقیر تکیہ کی بیوی کو غسل میت پر مجبور کرنا

سوال:- اگر کسی بستی میں میت کو غسل دینے والا فقیر بستی سے دور رہتا ہو اور وہ زنانہ غسل میں مجبور ہو جاوے کہ اس کے پاس اس کی پردہ نشین بیوی کے سوا کوئی نہ ہو تو کیا وہ پردہ نشین بیوی کو مجبوراً غسل دینے کیلئے لے جا سکتا ہے، جب کہ وہ خود رضامند نہ ہو۔

الجواب حامداًومصلیاً

غسل دینا فرض کفایہ ہے اگر اور بھی غسل دے سکتے ہوں تو اس پر جبر جائز نہیں[1]۔ غسل دینا مشکل کام نہیں کہ سب نے ایک کے سر رکھ دیا سب کو سیکھ لینا چاہئے لیکن اگر عورت موجود نہ ہو تو نامحرم غسل نہ دیں، بلکہ تیمّم کرادیں اور وہ بھی کپڑے کے ذریعہ سے اگر کوئی محرم مرد موجود ہو تو بلا کپڑے کے تیمّم کرادے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور

میت کو فقیروں کے ذریعہ غسل دلانا

سوال:- ہمارے یہاں دستور ہے کہ میت کو فقیروں سے غسل دلاتے ہیں، اوران کو نماز

---

[1] وغسله فرض كفاية بالاجماع. طحطاوى على المراقى ص:۳۶۷، باب احكام الجنائز، مصرى، اذا قام به البعض سقط عن الباقين لحصول المقصود بالبعض كسائر الواجبات على الكفاية. (بدائع ص: ۲۴، ج: ۲، الكلام فى الغسل، فصل فى بيان كيفية وجوبه. مكتبه كراچى، عالمگيرى ص: ۱۵۸، ج: ۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى، مكتبه كوئٹه پاكستان.

[2] اذا كان للمرأة محرم يتممها باليد، وأما الاجنبى فبخرقة على يده. خانيه على الهندية كوئٹه ص: ۱۸۷، ج: ۱، والشامى نعمانيه ص: ۵۷۵، ج: ۱، باب صلوة الجنازة، مطلب فى حديث كل سبب ونسب الخ، نورالايضاح ص ۱۵۰، باب احكام الجنائز، مطبوعه امداديه ديوبند.

وغسل کی خود بھی توفیق نہیں ہوتی، قطعی بے دین ہوتے ہیں، اوران کوکافی معاوضہ دیتے ہیں، کیا یہ طریقہ درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

میت کوغسل فقیروں سے دلانا جب کہ وہ ناواقف ہوں قبیح ومذموم ہے، میت کی حق تلفی ہے اہل میت علماء اس کوغسل دیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۳/۹۲ھ

غسل کے وقت میت کولگا یا ہوا پلاسٹر چھڑانا چاہئے

سوال:۔ اگرکسی کا پیر حادثہ میں ٹوٹ گیا اورڈاکٹروں نے گھٹنے کونیچے سے کاٹ دیا اور پلاسٹر لگارہنے دیا؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

پلاسٹر کی کیا ضرورت رہی اس کوچھڑاکرغسل دیاجائے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الاولی فی الغاسل أن یکون اقرب الناس الیٰ المیت فان لم یحسن الغسل فاهل الامانة والورع (حلبی کبیر،ص ۵۸۰/ فصل فی الجنائز،طبع سهیل اکیڈمی لاهور، مراقی مع الطحطاوی مصری، ص ۳۶۹/باب احکام الجنائز ،هندیه کوئٹه، ج ۱/ص ۱۵۹ / الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ،الفصل الثانی فی الغسل.

[۲] کذایستفاد من قوله ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الاصح ان ضره الماء أو حلها قال الشامی قوله ،ان ضره الماء أی الغسل به اوالمسح علی المحل الیٰ ان قال بعد قوله أوحلها اذالثالث، بالضرورة یتقدر بقدرها،الدرالمختار مع الشامی ص ۴۷۱/ ۱، باب المسح علی الخفین، مطلب فی لفظ کل اذا دخلت علی منکراً ومعروف. طبع زکریا دیوبند، البحرالرائق کوئٹه ص۱۸۷/ ۱، باب المسح علی الخفین، النهر الفائق ص۱۲۶/ ۱، باب المسح علی الخفین، دارالکتب العلمیة بیروت.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب سوم

﴿کفن﴾

کفن کے اوپر کی چادر

سوال:- میت کے اوپر کفن دے کر کس قسم کی چادر ڈھانک کر لے جانا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی چادر ڈھانک کر لیجانا درست ہے جس کا زندگی میں پہننا درست ہے[1]، اور وہ چادر جزءِ کفن نہیں[2]، بعض جگہ دستور ہے کہ وہ چادر گورکن کا حق تصور کرتے ہیں۔ یہ بے اصل ہے[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۱۳/۷/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۹۰ھ

---

[1] ولم يبين جنسها لجواز الكل لا ما لا يجوز لبسه حال الحياة (بحر كوئٹه ص ۱۷۶/۲، كتاب الجنائز، هنديه كوئٹه ۱۶۱/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثالث، حلبى كبير ص ۵۸۲، فصل فى الجنائز، الثالث فى تكفينه، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)

[2] ويسن في الكفن له ازار وقميص ولفافة، ولها درع وخمار ولفافة وخرقة تربط بها ثدياها. درمختار على هامش ص: ۵۷۸، ج: ۲، مطلب في الكفن، مكتبه نعمانيه. بحر كوئٹه ص ۱۷۵/۲، كتاب الجنائز، تبيين الحقائق ص ۲۳۷/۱. باب الجنائز، طبع امداديه ملتان.

[3] من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخارى شريف ۳۷۱/۱، كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، طبع اشرفى ديوبند)

غسلِ میت کے بعد جو کپڑ استرِ عورت کیلئے ڈالا جائے کیاوہ جزوِ کفن ہے؟

سوال:-مردہ کوغسل دینے کے بعد ایک تہبند پہناتے ہیں، وہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ عام طور سے ہوتا ہے لنگی کوکفن میں شمار کر کے بغیر کسی عذر کے قمیص اور لفافہ پر اکتفاء کیا جا سکتا ہے یا ازار بھی دینا ہوگا، اگر اس لنگی کوکفن میں نہ شمار کیا جائے بلکہ اس کے علاوہ تین کپڑے دیئے جائیں، تو اس لنگی کو جو غسل دیتے وقت پہنائی گئی تھی نکال دینا بہتر ہے، یا اس کا رہنے دینا بہتر ہے، اولویت کے اعتبار سے جواب مطلوب ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

ازارِ میت کے متعلق فقہاء کے تین قول ہیں، ایک یہ کہ سر سے پیر تک ہولفافہ کی طرح دوسرا قول یہ کہ منکب سے قدم تک ہو، تیسرا قول شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں فرمایا ہے کہ سرہ سے رکبہ تک ہواوراس کوحدیث سے اقرب قرار دیا ہے: **فالازار واللفافة من القرن الی القدم والقرن هنا بمعنی الشعر واللفافة هی الرداء طولاً وفی بعض نسخ المختار ان الازار من المنکب الی القدم هٰذا ما ذکروه وبحث فیه فی فتح القدیر بانهٗ ینبغی ان یکون ازار المیّت کازار الحی من السرّة الی الرکبة لانه علیه السَّلام اعطی اللاتی غسلن ابنته حقوه وهی فی الاصل معقد الازارثم سمی به الازار للمجاورة اهـ بحر[1] ص:۱۷۵، ج:۲. والبحث فی فتح[2] القدیر ص:۵۵۷، ج:۱. حیث قال وهٰذا ظاهر فی ان ازار المیت کازار الحی من الحقو فیجب کونهٗ فی الذکر**

[1] البحر الرائق ص۱۷۵/۲، کتاب الجنائز، مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ.

[2] فتح القدیر ص:۱۱۵، ج:۲. فصل فی التکفین، مطبوعہ دارالفکر.

کذالک لعدم الفرق فی هذا ا ھ مگر عامۃً فقہاء قولِ اول ہی کو لیتے ہیں، لہٰذا اس لنگی کو علیحدہ کر کے مستقل ازار دیا جائے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۸۹ھ

کفن کے کپڑے

سوال:- مردہ کو کتنے کپڑوں کے ساتھ قبر میں دفن کرنا مستحب ہے، مفصل تحریر کیجئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرد کو تین کپڑوں میں ازار، قمیص، لفافہ عورت کو پانچ کپڑوں میں۔ درع، ازار، خمار، لفافہ، خرقہ، **کذا فی التنویر**[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت کیلئے کتنے کپڑے؟

سوال:- ایک گاؤں کے امام صاحب گاؤں والوں کو کہتے ہیں کہ میت مذکر کے کفنانے میں میت کو دینے والے کپڑے لفافہ، ازار اور کفنی یہ کپڑے دینے چاہئیں اور کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ دیں گے تو گنہگار رہوں گے، اور اسی طرح سے عورت کے کفنانے میں پانچ کپڑے

---

۱ (قولہ ازار) ھو من القرن الی القدم، شامی ص:۵۷۸، ج:۱، مطلب فی الکفن، مطبوعہ نعمانیہ، مراقی مع الطحطاوی ص:۳۷۴، باب احکام الجنائز. مطبوعہ مصر.

۲ ویسن في الكفن له ازار وقميص ولفافة، ولها درع وازار وخمار ولفافة وخرقة. درمختار مع الشامی ص:۵۷۸، ج:۱، ۵۷۹، مطلب في الكفن، مکتبہ نعمانیہ. بحر کوئٹہ ص۱۷۵/۲، کتاب الجنائز، تبیین الحقائق ص۲۳۷/۱، کتاب الجنائز، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

بتاتے ہیں، اس سے زیادہ دینے میں گنہگار بتاتے ہیں اور گاؤں والے کہتے ہیں کہ مرد کی میت کو ایک صافہ اور ایک تہمد یا لنگی بھی ہونی چاہیئے اور اسی طرح عورت کیلئے بھی ایک شلوار یا تہمد دینا ضروری بتاتے ہیں اور دیتے بھی ہیں، تو اس مسئلہ کا مفصل جواب تحریر فرمائیں۔ کرم ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مرد کے کفن میں تین کپڑے مسنون ہیں، دو چادریں ایک قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں ایک چادر کو ازار کہتے ہیں، دوسری چادر کو لفافہ کہتے ہیں، اس سے زائد کپڑا کفن میں دینا سنت نہیں، عورت کے کفن میں دو کپڑے زائد ہیں، ایک خمار جس میں اسکے بالوں کو محفوظ کیا جائے دوسرا سینہ بند[1]۔ ازار عورت کیلئے شلوار کی جگہ ہے، مرد کیلئے تہمد کی جگہ ہے، علیحدہ نہ شلوار سنت ہے نہ تہمد[2]۔ گاؤں والوں کا اعتراض غلط ہے، مرد کو عمامہ کی بھی کفن میں ضرورت نہیں[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۹۴ھ

---

[1] وليس في الكفن له ازار وقميص ولفافة وتكرة العمامة ولها درع أى قميص وازار وخمار ولفافة وخرفة تربط بها ثدياها. درمختار مع الشامى ص:۵۷۸، ج: ۱، ۵۷۹، مطلب في الكفن، بحر كوئٹه ص۱۷۵/۲، كتاب الجنائز، تبيين الحقائق ص۲۳۷/۱، باب الجنائز، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] ان في حياته كان يلبس السراويل حتى لا تنكشف عورته عند المشي ولا حاجة الى ذلك بعد موته فأقيم الازار مقام السراويل بدائع ۴۰/۲، فصل فى كيفية التكفين. طبع زكريا ديوبند،

[3] ليس فى الكفن عمامة فى ظاهر الرواية (هنديه كوئٹه ص۱۶۰/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثالث، مراقى مع الطحطاوى ص۴۷۵، باب احكام الجنائز، مطبوعه مصرى.

کفن کے کپڑے اور طریقہ

سوال: -کل ایک میت کو کفن اس طریقہ سے پہنایا گیا کہ پہلے لمبی چادر پہنا کر ڈالی پھر اس کے اوپر ازار یعنی تہ بند ڈالا، پہلے بغل سے لے کر پیروں تک تہ بند لپیٹا، اس کے اوپر کفن پہنادی، پھر چادر لپیٹ کر باندھی گئی، لہٰذا اس طریقہ سے کفن پہنانا صحیح ہے یا غلط یا گناہ ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اول لفافہ بچھا دیا جائے پھر اس پر ازار بچھائی جائے، پھر اس پر بلا آستین کا کرتا ہو، کرتہ میں میت کو داخل کر کے ازار کو بائیں جانب لپٹیں پھر داہنی جانب سے[۱] اسکے بعد اس طرح لفافہ کو لپیٹیں اور تین بند لگادیں، ایک پیر سے اوپر اور ایک پیر کے نیچے، ایک درمیان میں تاکہ کفن نہ کھل جائے، پھر ایک زائد چادر اوپر ڈال دی جائے جو کہ جزوِ کفن نہیں ہے، قبر میں رکھنے کے بعد بند کھول دیئے جائیں کہ اب ضرورت نہیں رہی[۲]۔

تنبیہ: -ازار اور لفافہ دونوں سر سے پیر تک محیط ہوتے ہیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۸۸ھ

---

[۱] تبسط اللفافة أولا ثم يبسط الازار عليها ويقمص ويوضع على الازار ويلف يساره ثم يمينه ثم اللفافة كذلك. در مع الشامي نعمانيه ص:۵۷۸، ج:۱، مطلب في الكفن. مجمع الانهر ص:۲۶۷، ج:۱، باب صلاة الجنائز، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، طحطاوى على المراقى ص ۴۷۶، باب احكام الجنائز، مطبوعه مصر.

[۲] فان خيف أن تنتشر أكفانه تعقد، ولكن اذا وضع فى قبره تحل العقد لزوال مالأجله عقد. بدائع ص:۴۰، ج:۲، فصل في كيفية التكفين، مطبوعه زكريا ديوبند، لأمر النبي صلى الله عليه وسلم لسمرة رضي الله عنه وقد مات له ابن: أطلق عقد راسه وعقد رجليه ولأنه اٰمن من الانتشار. مراقى ص:۹۷، فصل في حملها ودفنها. مراقى مع الطحطاوى ص ۵۰۳، مطبوعه مصرى.

[۳] (قوله ازار) هو من القرن الى القدم، واللفافة تزيد على مافوق القرن. شامى نعمانى ص:۵۷۸، مطلب في الكفن. مراقى مع الطحطاوى ص ۴۷۴، مطبوعه مصرى.

کفن کے کپڑوں کی تعداد

سوال:- میت مرد کا کفن مسنون شرعاً کیا ہے؟ فقہ کی کتب عامہ میں قمیص ازار، لفافہ کی تصریح ہے، اب بعض اہلِ علم فرمارہے ہیں، کہ قمیص کے اوپر کپڑے کی حاجت ہے تا کہ ستر علیٰ وجہ الکمال ہو، اور اپنے اس قول کیلئے حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کا قول دلیل میں پیش کرتے ہیں اس سے تجاوز کرنا کہاں تک صحیح ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

فقہ کی کتابوں میں تین کپڑوں کی تصریح ہے وہی صحیح ہے، جن دو بزرگوں کا قول اس کے خلاف نئے کپڑے کیلئے پیش کیا جارہا ہے، وہ قول میرے علم میں نہیں: وَیُسَنُّ فِی الکَفَنِ لَهٗ ازار وقمیص ولفافة اھ (درمختار[1] ص:۵۷۸، ج:۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اگر تحریر فرمایا ہے تو کہاں ہے اس کے حوالہ سے مطلع فرمائیں۔

فقط بندہ محمد نظام الدین

عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۱/۸۵ھ

میت مرد اور عورت کے کفن کا عدد

سوال:- میت بالغ مرد اور بالغہ عورت کو کتنے کپڑے دینے کا حکم ہے؟

[1] الدر المختار علی الشامی زکریا ص:۹۵، ج:۳، مطبوعه نعمانیه ص۵۷۸/۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی الکفن. بحر کوئٹه ص۱۷۵، ج۲، کتاب الجنائز، تبیین الحقائق ج: ۱، ص۲۳۷، باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

مرد کو تین کپڑے، عورت کو پانچ کپڑے دینا کفن میں مسنون ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

کفن کی مقدار

سوال:- کفن کے بارے میں اختلاف ہو رہا ہے آپ تفصیل سے واضح فرمائیں کہ کفن کتنا کافی ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کفن میں چادر تو ایک ہی ہوتی ہے جسکو عربی میں رداء اور لفافہ کہتے ہیں، اور وہ سر سے پیر تک ہوتی ہے، جس پر دونوں طرف بند باندھتے ہیں، دوسری چادر جس کو عربی میں ازار کہتے ہیں وہ حقیقۃً چادر نہیں، اس کو بعض فقہاء نے لنگی کے قائم مقام قرار دیا ہے، بعض نے کاندھے سے قدم تک لکھا ہے، اور اکثر حضرات نے اسکو بھی چادر کے برابر لکھا ہے، اور یہی معمول ہے، تیسرا کپڑا قمیص ہے، جو کاندھے سے قدم تک ہوتا ہے، پس ان تین کپڑوں سے کفن مکمل ہو جاتا ہے[۲]۔ اوپر

---

[۱] ولیسن في الکفن لہ ازار وقمیص ولفافۃ، ولھا درع وازار وخمار ولفافۃ وخرقۃ تربط بھا ثدیاھا، درمع الشامی نعمانیہ ص:۵۷۸، ج:۱، ۵۷۹، مطلب فی الکفن، أکثر مایکفن فیہ الرجل ثلاثۃ اثواب، وأما المرأۃ فأکثر ما تکفن فیہ خمسۃ اثواب . بدائع ص:۳۶، ۳۸، ج:۲، فصل فی کیفیۃ وجوب التکفین. مطبوعہ زکریا، بحر کوئٹہ ص۱۷۵/۲، کتاب الجنائز.

[۲] وکفنہ سنۃ: ازار وقمیص ولفافۃ، فالازار واللفافۃ من القرن الی القدم، واللفافۃ ھی الرداء طولا، أن الازار من المنکب الی القدم ھذا ما ذکروہ وبحث فیہ في فتح القدیر بأنہ ینبغی أن یکون ازار المیت کازار الحيّ من السرۃ الی الرکبۃ. البحر الرائق ص:۱۷۵، ج:۲، في کتاب الجنائز. مطبوعہ کوئٹہ، شامی ص:۵۷۸، ج:۱، مطلب في الکفن. مطبوعہ نعمانیہ فتح القدیر ص۱۱۵/۲، فصل فی التکفین، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Kafan

ڈالنے کے لئے جو چادر ہوتی ہے، وہ کفن میں شامل نہیں، مکان کی کوئی بھی اور چادر ڈال سکتے ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند۲۱/۲/۸۹ھ

عورت کے لئے کفن میں پائجامہ

سوال:-میت عورت کو کفن میں پائجامہ بھی دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نہیں[۱]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

کفن کو مشین سے سینا اور اس کو تہہ کرنا

سوال:-کفن کو مشین سے سلائی کر سکتے ہیں اور کفن کو تہہ کر کے لایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

کفن کو تہہ کر کے لانا اور مشین سے سینا سب درست ہے[۲]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند۱۶/۹/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیو بند ۱۸/۹/۸۷ھ

---

۱ وأما المرأة فأكثر ماتكفن فيه خمسة أثواب، درع وخمار وازار ولفافة وخرقة هو السنة في كفن المرأة، وأدنى ما تكفن فيه المرأة ثلاثة أثواب ازار ورداء وخمار. بدائع ص:۳۸، ۳۹، ج:۲، فالازار بعد الموت قائم مقام السراويل في حال الحياة، لأنه في حال حياتهٗ انما كان يلبس السراويل، لئلا تنكشف عورته عند المشي، وذلک غير محتاجٍ اليه بعد موته فأقيم الازار مقامه. بدائع ص:۳۷، ج:۲ فصل في وجوب كيفية التكفين. مطبوعه زکریادیو بند، (حاشیہ۲اگلےصفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

نابالغ کا کفن

سوال:-میت نابالغ کو کتنے کپڑے دینا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بلوغ کے قریب ہے، تو وہ بالکل بالغ کے حکم میں ہے، اگر اس سے بھی کم ہو تب بھی بہتر یہی ہے، کہ پورا کفن دیا جائے تاہم ایک کپڑے میں دفن کرنے میں بھی مضائقہ نہیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۸ھ

اپنے کفن دفن کے لئے اپنی زندگی میں سامان خرید کر رکھنا

سوال:- زید چاہتا ہے کہ اپنی کمائی سے زندگی میں مکمل کفن دفن کا سامان خرید کر محفوظ کرلے کیا ایسا عمل جائز ہے؟ مع دلیل کے لکھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے، بعض صحابہ کرامؓ سے بھی کفن کا محفوظ رکھنا ثابت ہے، جیسا کہ صحاح کی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] کفایت المفتی ص ۴/۱۹، کتاب الجنائز، دوسرا باب، فصل اول تجہیز و تکفین، مطبوعہ کوہ نور دھلی.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] والغلام المراهق كالرجل، يكفن فيما يكفن فيه الرجل وان كان صبيًا لم يراهق، فان كفن في خرقتين ازار ورداءٍ فحسن وان كفن في ازار واحد جاز. بدائع الصنائع ص:۳۸، ج:۲، فصل في كيفية وجوبه أى الكفن. مطبوعه زكريا، هنديه كوئٹه ص ۱/۱۶۰، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثالث فى التكفين، بحر كوئٹه ص ۲/۱۷۷، كتاب الجنائز.

روایت میں ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفن کس رنگ کا ہو

سوال:-کفن کے لئے سفید کپڑا اچھا ہے یا اس کے سواء اور رنگ کا اور اگر سفید ہو دھاری سرخ وغیرہ ہوں تو کیسا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کفن کے لئے سفید کپڑا افضل ہے، اس کے علاوہ بھی جائز ہے، جو رنگ اور کپڑا حالت حیات میں جائز ہے، وہ کفن کیلئے بھی جائز ہے، اور جو حالت حیات میں ناجائز ہے، وہ کفن کے لئے بھی ناجائز ہے: **فالافضل ان یکون التکفین بالثیاب البیض وبعد عبارة والبرود والکتان والقصب کل ذٰلک حسن وبعد عبارة والحاصل ان ما یجوز**

[۱] عن سهل أن امرأة جاءت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ببردة منسوجة فيها حاشيتها، (الی قوله) وانما سألته لتكون كفني، قال سهل: فكانت كفنه. رواه البخاری فی الجنائز ص: ۱۷۰، ج: ۱، باب من استعداد الكفن في زمن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم. مطبوعه اشرفی بکڈپو دیوبند.

ترجمہ:- حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کناری دار چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی، (یہاں تک کہ) وہ کہنے لگے میں نے پہنے کے لئے آپ سے نہیں لی ہے، بلکہ اپنا کفن بنانے کے لئے حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہی چادر اس کا کفن ہوا۔ والذی ینبغی ان لا یکره تهیئة نحو الکفن، لان الحاجة الیه متحققة. غالباً بخلاف القبر لقوله تعالیٰ: وما تدري نفس بأيّ أرض تموت. شامی مع الدر نعمانیه ص: ۶۰۲، ج: ۱، مطلب في اهداء ثواب القراء للنبي صلی اللّٰه علیه وسلم. حلبی کبیر ص ۲۱۰، فصل فی الجنائز، الثامن فی مسائل متفرقه من الجنائز، طبع لاهور.

لکل جنس ان یلبسه فی حیاته یجوز ان یکفن فیه بعد موته حتی یکره ان یکفن الرجل فی الحریر والمعصفر والمزعفر ولا یکره للنساء ذٰلک اعتبارًا باللباس فی حال الحیاة[۱]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۰/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۲/شوال ۱۳۵۲ھ

کفن کا کپڑا کس رنگ کا ہونا چاہئے

سوال:- پارٹی کے شعار کی وجہ سے مردہ کو لال کپڑے میں رکھنا کیسا؟ لال جھنڈا کس کا شعار ہے؟ لال جھنڈے کی جے کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کفن کیلئے سفید کپڑا مستحب ومستحسن ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن سفید ہی تھا اور آپ نے سفید کفن کی ترغیب وتاکید بھی فرمائی ہے: وکفن صلی اللّٰه علیه وسلم فی ثلاثة اثواب بیض سحولیة اھ مراقی الفلاح ص: ۴۷۵. قوله صلی اللّٰه علیه وسلم البسو من ثیابکم البیاض فانها من خیر ثیابکم وکفنوا فیها موتاکم اھ طحاوی[۲] ص: ۴۷۵، کسی پارٹی کی خاطر ہدایات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرنا بہت غلط

---

[۱] بدائع الصنائع ۲/۳۹، فصل فی صفة الکفن، مطبوعه زکریا دیوبند. بحر کوئٹه ص ۱۷۶/۲، کتاب الجنائز، هندیه کوئٹه ص ۱۶۱/۱، الباب الحادی والعشرون، الفصل الثالث فی التکفین.

[۲] طحطاوی علی المراقی ص: ۴۷۵، باب احکام الجنائز، مطبوعه مصر. ابوداؤد شریف ص ۵۶۲/۲، کتاب اللباس، باب فی البیاض، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، ترمذی شریف ص ۱۹۳/۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء ما یستحب من الاکفان، طبع مکتبه بلال دیوبند.

طریقہ ہے لال جھنڈا بھی کسی خاص پارٹی کا شعار ہے، اگر وہ پارٹی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوتو اس میں شامل ہونا بھی خطرناک ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفن وغیرہ کیا شوہر کے ذمہ ہے

سوال:- ہندہ کے مرنے کے بعد جو عرفاً یا شرعاً لازمی اخراجات ماتم مثلاً کفن یا خیرات وغیرہ کئے جاتے ہیں وہ ہندہ کے ترکہ میں سے ہوں گے یا خاوند کے ذمہ لازم ہوں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زوجہ کا کفن مفتیٰ بہ قول پر زوج کے ذمہ لازم ہے: **واختلف فی الزوج والفتویٰ علٰی وجوب کفنها علیه اھـ تنویر[۲] ص: ۹۰۵، ج: ۱.**

خیرات کے متعلق یہ ہے کہ اگر میت نے وصیت کی ہے تو ایک ثلث میں اس کو نافذ کرنا ضروری ہوگا اور اس سے زائد میں ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر ورثہ بالغ ہوں اور اجازت

---

۱ **عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم. مشکٰوة شریف ص: ۳۷۵، ج: ۲، کتاب اللباس. مطبوعه یاسر ندیم.**

ترجمہ:- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے۔ تو وہ شخص اسی قوم میں سے ہے۔

۲ **درمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۵۸۱، ج: ۱. مطبوعه زکریا ص: ۱۰۱، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کفن الزوجة علی الزوج. هندیه کوئٹه ص ۱/۱۶۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، خانیه علی الهندیه ص ۱/۱۸۹، کتاب الصلوة، باب فی غسل المیت ومایتعلق به الخ، مطبوعه کوئٹه**

دیدیں تو زائد میں وصیت نافذ ہوسکتی ہے، ورنہ نہیں[۱]، اگر وصیت نہیں کی تو انتقال کے بعد سے تمام ترکہ میت کی مالک سے خارج ہوکر ورثہ کی ملک میں آگیا ورثہ کو اختیار ہے جس قدر چاہیں خیرات کر کے میت کو ثواب پہنچائیں لیکن اگر کوئی وارث نابالغ بھی ہے تو اسکے حصہ کو صدقہ کرنا جائز نہیں[۲]۔ زوج کے ذمہ کچھ لازم نہیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۷/۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

عورت کا کفن کس کے ذمہ ہے

سوال:-عورت کو اکثر کفن اس کے والدین کی طرف سے دیا جاتا ہے، کیا یہ حکم شرعی

۱؎ وتجوز بالثلث للاجنبی عند عدم المانع وان لم یجز الوارث ذلک لاالزیادة علیه الاّ أن تجیز ورثته بعد موته، وهم کبار. در علی الشامی نعمانیه ص:۴۱۷، ج:۵، کتاب الوصایا، شامی ص:۴۹۳، ج:۱، مطلب فی اسقاط الصلاة عن المیت، ثم تنفذ وصایاه من ثلث مایبقي بعدالکفن. ثم یقسم الباقي بین الورثة علی سهام المیراث. عالمگیری ص:۴۴۷، ج:۶، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تعریفها، مطبوعه کوئٹه. مجمع الانهر ص ۴/۴۱۹، کتاب الوصایا، دارالکتب العلمیة بیروت.

۲؎ وفي استحسان الخانیة: وان اتخذ ولی المیت طعام للفقراء کان حسنا الا ان یکون في الورثة صغیر فلا یتخذ ذلک من الترکة. طحطاوی علی المراقی مصری ص:۵۱۰، فصل فی حملها ودفنها. سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۱/۲۷۷، باب صلوة الجنائز، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. خانیه علی الهندیه کوئٹه ص۴/۴۰۵، کتاب الحظر والاباحة.

۳؎ اعلم أن الواجب علیه تکفینها وتجهیزها الشرعیان من کفن السنة أوالکفایة وحنوط وأجرة غسل وحمل ودفن دون ما ابتدع في زماننا من مهللین وقرّاء ومغنین وطعام ثلثة أیام ونحو ذلک. شامی ص:۵۸۱، ج:۱، قبیل مطلب فی صلاة الجنازة.

ہے کہ کفن عورت کے سسرال والوں کی طرف سے نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں یہ شریعت کا حکم نہیں بلکہ خلاف شرع رواج ہے شرعاً کفن شوہر کے ذمہ ہے، اگر وسعت نہ ہوتو پھر عورت کے ترکہ سے کفن دیا جاوے گا۔ **ھکذا فی کتب الفقہ من در المختار**[۱]۔ (والطحطاوی ص:۴۸۲) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفن کے بند کا حکم

سوال:-کفن پہنانے کے بعد میت کو تین گرہ کفن میں دیدی جاتی ہیں خواہ مرد ہو، یا عورت، سرہانے، کمر میں، پاؤں کی جانب، قبر میں اتارنے کے بعد میت کی تینوں گرہیں کھول دی جاتی ہیں، اور عورت کی صرف منہ کی طرف کھول دی جاتی ہے، اور کمر و پاؤں کی جانب گرہ بدستور لگی رہتی ہے اور بعض لوگ بند ڈھیلے کر دیتے ہیں حدیث وفقہ سے بندھ کا باندھنا، قبر میں گرہ کا کھولنا وغیرہ ثابت ہے یا نہیں، اور اس طریقہ کو کب کس نے اور کس طرح ایجاد کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ تین جگہ باندھنے سے یہ فائدہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے اور لے جاتے وقت کفن نہ کھل جائے اور قبر میں رکھنے کے بعد یہ اندیشہ نہیں رہتا، اس لئے کھول دیتے ہیں، عورت، مرد سب

---

[۱] واختلف في الزوج والفتوى على وجوب كفنها عليه. در مع الرد ص: ۵۸۱، ج: ۱، مطبوعه نعمانيه، واما من له مال فكفنه في ماله. شامي ص: ۵۸۰، ج: ۱. مطبوعه نعمانيه، باب صلاة الجنازة، مطلب فى كفن الزوجة على الزوج. طحطاوى مع المراقى ص ۴۷۲/۱، باب احكام الجنائز، مطبوعه مصر، هنديه كوئٹه ص ۱۶۱/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثالث.

کے ہی تینوں بند کھول دیئے جاتے ہیں[۱]۔ ہردو کے باندھنے کی بھی مصلحت ایک ہے اور کھولنے کی ایک لہٰذا تفریق کی ضرورت نہیں، اگر کفن کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو بند باندھنے کی بھی ضرورت نہیں، کبیری[۲] شرح منیہ ص:۵۳۸، میں بند باندھنے کو اسی قید کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اسی طرح عالمگیری[۳] ص:۱۶۰، ج:۱، زیلعی[۴] ص:۲۳۸، ج:۱، مجمع الأنہر[۵] ص:۱۸۲، ج:۱ میں ہے، اور قبر میں رکھنے کے بعد بند کھولنے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا ہے۔ (کذا فی مراقی الفلاح[۶] ص:۳۳۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفن پر کلمہ لکھنا

سوال:۔ میت کے سینے پر کفن پہناتے وقت بعض لوگ کلمہ لکھتے ہیں کیا یہ جائز ہے

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

قلم سے روشنائی سے لکھنا منع ہے، بعض حضرات محض انگلی کے اشارہ سے لکھ دیتے ہیں،

---

۱ ویوجه المیت فی القبر الی القبلة وتحل العقدة کبیری ۵۹۷. فصل فی الجنائز، السادس فی الدفن، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

۲ ویربط ان خیف انتشاره. کبیری ص: ۵۸۱، فصل فی الجنائز، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

۳ عالمگیری ص: ۱۶۱، ج: ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التکفین، مطبوعه زکریا دیوبند، فان خیف أن تنتشر أکفانه تعقد، ولکن اذا وضع فی قبره تحل العقد لزوال ماالأجله عقد. بدائع ص: ۴۰، ج: ۲، فصل فی کیفیة التکفین. طبع زکریا.

۴ زیلعی ص: ۲۳۸ / ۱، باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان پاکستان.

۵ مجمع الانهر ص: ۲۶۸، ج: ۱، باب صلاة الجنائز، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت.

۶ لأمر النبی صلی الله علیه وسلم لسمرة وقد مات له ابن أطلق عقد راسه وعقد رجلیه ولأنه امن من الانتشار. مراقی الفلاح ص: ۹۷، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص: ۵۰۳، مطبوعه مصر، فصل في حملها دفنها.

اس میں کوئی بے ادبی نہیں، مگر ثابت بھی نہیں، اگر کوئی اشارہ سے لکھ دے تو اس سے نزاع نہ کریں، نہ تاکید کریں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفن پر لکھنا

سوال:۔ عرصہ سے ہمارے ملک میں تحریر کفنی کا جواز عدم جواز کا مسئلہ چل رہا ہے، ایک صاحب نے ایک رسالے میں تحریر کیا ہے، لکھا ہے کہ کفن پر لکھنا ثواب ہے، جس کے ثبوت میں درمختار کی عربی عبارت بھی مع ترجمہ کے لکھی ہوئی ہے، اور کچھ کتابوں کا بلا عبارت جواز کے بارے میں ثبوت دیا ہے، کتابوں کے نام یہ ہیں ''کفایہ'' ''تاتارخانیہ'' فتاویٰ امام مکی'' اخبار الاخیار،، لمعات'' یہ کتابوں کے نام ہیں، مفتی صاحب کا نام قاضی عبدالسبحان ہے، اور کچھ صاحب کہتے ہیں کہ کچھ بھی لکھنا جائز نہیں ہے، آپ مذکورہ فتویٰ کے متعلق تحریر فرمائیں کہ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

کفن میت پر کچھ لکھنا قرآن کریم، حدیث شریف، اجماع امت، قیاس مجتہد سے ثابت نہیں، غیر مجتہد کا عمل شرعاً قابل احتجاج نہیں، درمختار میں جو کچھ اس سلسلے میں لکھا ہے، علامہ شامی نے اس کی تردید کی ہے، ابن الصلاح سے بھی عدم جواز کا فتویٰ نقل کیا ہے، کیونکہ اس کے لکھنے میں حروف قرآن کریم اور اسماء الٰہیہ کی بے ادبی ہے، اگر لکھنا ہو تو محض انگلی سے بغیر روشنائی کے میت کی پیشانی پر کچھ لکھ دیا جائے، یہ لکھنا بھی دلیل سے ثابت نہیں تاہم اس طرح

---

[۱] نعم نقل بعض المحشين عن فوائد الشرجي أن مما يكتب علىٰ جبهة الميت بغير مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم وعلىٰ الصدر لااله الا الله محمد رسول الله، وذٰلك بعد الغسل قبل التكفين الخ. شامي زكريا، ج۳/ص۱۵۷/ قبيل باب الشهيد.

بے ادبی نہیں ہوگی، غور کا مقام ہے، اگر لکھنا دلیل سے ثابت ہوتا تو صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدینؒ سے ضرور منقول ہوتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/ ۱۵ھ

کفن پر عہد نامہ

سوال: - کیا مردے کے کفن پر عہد نامہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

قرآن وحدیث سے تو عہد نامہ لکھنا ثابت نہیں، بعض دیگر کتب میں اس کی اجازت دی ہے، مگر روشنائی سے نہیں بلکہ انگلی سے، اور یہ اجازت بھی مجتہدین فقہاء کی طرف سے نہیں اس لئے اس سے احتیاط ہی بہتر ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۵/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۶/ ۸۵ھ

---

[1] كتب على جبهة الميت أو عمامة او كفنيه عهدنامه ترجى أن يغفر الله للميت الخ ، قال الشامي، وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لايجوز أن يكتب على الكفن يٰسن و الكهف، وغيرهما خوفاً من صديد الميت الى موله وقد قدمنا قبيل باب المياه عن الفتح أنه تكره كتابة القرآن و اسماء الله تعالىٰ على الدراهم والمحاريب والجدران ومايفرش وماذٰلک الا لاحترامه ...... فالمنع هنا بالاولىٰ مالم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت فتأمل نعم نقل بعض المحشيين عن الفوائد الشرجى أن ممايكتب على جبهة بغير مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم وعلى الصدر لااله الا الله محمدرسول اللّٰه وذٰلک بعد الغسل قبل التكفين اه شامى زكريا ص ۱۵٦–۱۵۷/۳/ باب صلاة الجنازه، مطلب فيما يكتب على كفن الميت،

[2] فالمنع هنا بالاولىٰ ما لم يثبت عن المجتهد او ينقل فيه حديث ثابت فتأمل نعم نقل بعض المحشين عن فوائد الشرجى أن ممايكتب على جهة الميت بغير مدادٍ بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم وذلک بعد الغسل قبل التكفين، شامى نعمانيه ص:۲۰۷، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فيما يكتب على كفن الميت.

تلقین بعد الدفن اور کفن پر عہد نامہ لکھنا

سوال:- بہارِ شریعت میں ہے شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے مونہہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ کو جائز کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے مغفرت کی امید ہے (۲) قبر کا طواف تعظیمی منع ہے، اگر برکت کے لئے گرد پھرے تو حرج نہیں مگر عوام منع کئے جاویں۔ (۳) دفن کے کچھ دیر بعد مردہ کو تلقین کرنا مشروع ہے، اہلِ سنت کے لئے (جوہرہ) یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کیا جاوے یہ معتزلہ کا مذہب ہے، کہ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کیا ہے (ردالمحتار) حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کو مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے یا فلاں بن فلانۃ وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا، پھر کہے یا فلاں بن فلانۃ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانۃ۔ مردہ کہے گا ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم کرے گا، مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہ ہوگی پھر: **اذکر ماخرجت علیه من الدنیا شهادة ان لا اٰله الا اللّٰه وان محمدًا عبده ورسوله وانک رضیت باللّٰه ربًّا وبالاسلام دینًا وبمحمد صلی اللّٰه علیه وسلم نبیًّا وبالقراٰن امامًا.** نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے اس حدیث کو طبرانی کبیر میں اور ضیاء نے احکام میں اور دوسرے محدثین نے روایت کیا بعض اجلہ تابعین فرماتے ہیں کہ جب قبر پر مٹی برابر کر چکے اور لوگ واپس جاویں تو مستحب سمجھا جاتا ہے، میت کے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جاوے فلاں بن فلاں **قل لا الٰه الا اللّٰه** تین بار پھر کہا جاوے۔ **رَبّی اللّٰه ودینی الاسلام ونبیّی محمد صلی اللّٰه علیه وسلم.**

الجواب حامداً ومصلیاً

درمختار میں عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے مگر کوئی دلیل شرعی جواب کیلئے پیش نہیں کی، شامی نے اس کورد کیا ہے وقد منا قبیل باب المیاہ عن الفتح انه تکره کتابة القرآن واسماء اللّٰه تعالیٰ علی الدراهم والمحاریب والجدران وما یفرش وما ذاک الا لاحترامه وخشیة وطئه ونحوه مما فیه اهانته الخ[۱] اس کے بعد نقل کیا ہے: ان مما یکتب علیٰ جبهة المیت بغیر مداد بالاصبع المسبحة بسم اللّٰه الرحمن الرحیم وعلیٰ الصدر لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه وذالک بعد الغسل قبل التکفین[۲] اهـ قبر میں طاق بنا کر اساءت ادب نہیں لہٰذا گنجائش ہے طواف قبر سے اگر چہ برکت ہی مقصود ہو عوام وخواص سب کو منع کیا جائیگا خواص کیلئے استثناء کہاں ہے: ولا یطوف ای یدور حوله (بقعة الشریفة) لان الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرة بما یفعله الجهلة ولو کانوا فی صورة المشائخ والاولیاء والعلماء وهٰکذافی البحر والنهر اهـ شرح مناسک[۳]

دفن کے بعد تلقین فرع ہے، مسئلہ سماع موتی کی اور اس میں ہمارے ائمہ ثلاثہ سے کوئی صحیح تصریح روایت منقول نہیں جو حضرات سماع موتی کے قائل ہیں وہ تلقین کے بھی قائل ہیں چنانچہ تنویر میں ہے۔ ولایلقّن بعد تلحیده اهـ. درمختار[۴] ص:۱۷۵ میں ہے وان فعل لا

---

[۱] شامی نعمانیه ج:۱، ص:۶۰۷، مطبوعه زکریا ص:۱۵۷، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فیما یکتب علی کفن المیت.

[۲] شامی زکریا ص:۱۶۷، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فیما یکتب علی کفن المیت.

[۳] ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص ۵۲۶، باب زیارة سید المرسلین ﷺ فصل، ولیغتنم ایام مقامه بالمدینة المشرفة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. المدخل ص۲۶۳/۱، زیارة سید الاولین والآخرین ﷺ، مطبوعه مصر.

[۴] تنویر مع الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ج:۱، ص: ۵۷۱، مطبوعه زکریا ص:۸۰–۸۱، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی فی التلقین بعد الموت.

ینهٰی عنه ا هـ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر[1] میں فریقین کے دلائل بیان کئے ہیں، شامی کے کلام کا ماحصل بھی یہی کہ کسی جانب تشدد نہیں چاہئے طریقہ تلقین درمختار، شامی[2]، فتح القدیر[3] میں منقول ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور

کلمہ طیب وغیرہ لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دینا

سوال:- روشنائی سے کلمۂ طیب وکلمۂ شہادت اور آیۃ الکرسی مع بسم اللہ لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دیتے ہیں اور اس کو کارِ ثواب تصور کرتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ کسی حدیث یا فقہاءِ امت کے قول سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنا شریعت سے ثابت نہیں ہرگز ایسا نہ کیا جائے، قبر میں میت کا بدن پھٹنے اور اس کی آلائش لگنے سے اس لکھے ہوئے کا احترام باقی نہیں رہتا[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۹۱ھ

---

[1] فتح القدير ص: ۱۰۴، ج: ۲، باب الجنائز، مطبوعه دار الفكر بيروت،

[2] وفي الدر المختار ويكفي قوله يا فلاں يا ابن فلان اذكر ما كنت عليه وقل رضيت بالله رباً وبالاسلام ديناً وبمحمد نبيا، در مع الرد ص: ۱۷۵، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطلب في في التلقين بعد الموت.

[3] فتح القدير ص: ۱۰۴، ج: ۲، باب الجنائز، مطبوعه دار الفكر بيروت،

[4] وقد افتى ابن الصلاح بانه لا يجوز ان يكتب على الكفن يس والكهف وغيرهما خوفا من صديد الميت (الى قوله) فلا يجوز تعريضها للنجاسة. (شامی نعمانيه ص: ۶۰۷، ج: ۱، باب صلوة الجنازة، مطلب فيما يكتب على كفن الميت)

کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا

سوال:- چادر جس پر کلمہ شریف اور آیات قرآنی لکھی ہوتی ہیں میت پر ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کلمہ شریف اور آیاتِ قرآنیہ کے احترام کے خلاف ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

عورت کے جنازہ پر سرخ چادر

سوال:- جو عورت خاوند والی مرتی ہے اس کے جنازہ پر ایک سرخ چادر ڈالتے ہیں ان کے جنازہ پر نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز جنازہ اس پر بھی درست ہے، سرخ چادر کی پابندی کہیں ثابت نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وقد افتی ابن الصلاح: بأنه لایجوز ان یکتب علی الکفن یس والکهف ونحوهما والأسماء المعظمة باقیة علی حالها فلا یجوز تعریضها للنجاسة. شامی نعمانیه ص:۲۰۷، ج: ۱. باب صلوة الجنازة، مطلب فیما یکتب علی کفن المیت.

[2] ولابأس فی الکفن ببرودٍ، وفي النساء بحریرٍ، لجوازه بکل مایجوز لبسه حال الحیاة. الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۵۸۰، ج: ۱. مطبوعه زکریا ص: ۱۰۰، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی الکفن، الفتاوی الهندیه کوئٹه ص: ۱۶۱، ج: ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الثالث فی التکفین، بحر کوئٹه ص ۱۷۶/۲، کتاب الجنائز.

کفن پر خوشبو لگانا

سوال:- خوشبو کفن میں لگانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مستحب ہے: وصفة تكفين الرجل ان يبخر الكفن اولا بالبخور الطيبة ويرش عليه الحنوط ان وجد ويبسط اللفافة ثم الا زار وهو من القرن الٰى القدم ثم يجعل عليه حنوط ان وجد ويطلى بالكافور مساجده ا هـ رسائل[1] الاركان ص: ۱۵۴ .

البتہ جو خوشبو مرد کیلئے حالتِ حیات میں منع ہے، یعنی ورس اور زعفران اس کا کفن میں لگانا بھی منع ہے، اسی کو درمختار میں لکھا ہے کہ یہ جہل ہے: ويجعل الحنوط وهو العطر المركب من الاشياء الطيبة غير زعفران وورس لكراهتهما للرجال انتهٰى ولا يكره للنساء ابو السعود عن العينى قوله وجعلهما فى الكفن عند راس الميت كما يفعل فى زماننا جهل بحر ا هـ طحطاوی[2] ص: ۳۶۷، ج: ۱ . فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفن میں متبرک کپڑا

مکرم ومحترم زیدت مکارمکم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال:- بہشتی زیور اختری ص: ۵۵ ج: ۲، کفنانے کے بیان میں مسئلہ ۹ر میں لکھا ہے

---

[1] رسائل الاركان ص: ۱۵۴، فصل فى حكم الجنائز بيان السنة التكفين للرجل. مطبوعه علوى لكهنئو.

[2] طحطاوى على الدر ص: ۵۷۵، ج: ۱ . باب صلاة الجنازة، مصرى، الدر مع الرد زكريا ص ۳/۸۹، باب صلوة الجنازة، مطلب فى القرءة عند الميت، بحر كوئٹه ص ۲/۱۷۳، كتاب الجنائز.

کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرکاً رکھ دینا (قبر میں) درست ہے، اس سے فائدہ کیا ہے اور اس کی افادیت کی کیا دلیل ہے، اور صحابہؓ وتابعینؒ میں اس کی کوئی نظیر نہیں، عبداللہ ابن ابی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ جو دیا گیا تھا وہ محض بدلہ تھا، اس کرتہ کا جو اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کی تنگی کے وقت اپنا کرتہ دیدیا تھا، ورنہ جہاں تک فائدہ کا تعلق ہے خود ارشاد نبوی معالم التنزیل میں یہ نقل کیا ہے کہ میرا کرتہ اسے کیا فائدہ دے گا، یہ بات کچھ بریلوی رنگ کی معلوم ہوتی ہے کیا اس سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مشکوٰۃ شریف[۱]، باب غسل المیت وتکفینه ص: ۱۴۳، میں متفق علیہ حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادی صاحبہ کو غسل دیتے وقت ارشاد فرمایا کہ جب غسل دینے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو خبر دینا: فلما فرغنا اٰذناہ فالقیٰ الینا حقوہ فقال اشعرنها ایاہ (الحدیث) اس پر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں وھٰذا الحدیث اصلٌ فی التبرک بآثار الصالحین ولباسھم کما یفعله بعض مریدی المشائخ من لبس اقمصتھم فی القبر. واللّٰہ اعلم ھامش المشکوٰۃ[۲].

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قال الطیبی ای اجعلن ھٰذا الحقو تحت الاکفان بحیث یلاصق بشرتها والمراد ایصال البرکة الیها اھ (مرقاۃ[۳] ص: ۳۴۴، ج: ۲)

---

[۱] عن ام عطیة قالت دخل علینا رسول اللّٰہ ﷺ ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رائیتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الاخرة کافورا او شیئاً من کافور فاذا فرغتن فاٰذننی الخ (مشکوة شریف ص۱۴۳، باب غسل المیت، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص۱۶۷/۱، کتاب الجنائز، باب ما یستحب ان یغسل وترا، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۲] لمعات علی ھامش المشکوة ص: ۱۴۳، رقم الحاشیة: ۷، باب غسل المیت، الفصل الاول. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۳] مرقاة شرح مشکوة ص: ۳۴۴، ج: ۲، باب غسل المیت، الفصل الاول. مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Kafan

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری[1] ص:۱۰۵، ج:۳، میں لکھا ہے وھو اصل فی التبرک باثار الصالحین.

بخاری[2] شریف میں روایت ہے: عن سهل ان امراة جائت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ببردة منسوجة فيها حاشيتها أتدرون ما البردة قالوا الشملة قال نعم قالت نسجتها بیدی فجئت لاکسوکها فاخذها النبی صلی اللّٰه علیه وسلم محتاجاً اليها فخرج الينا وانها ازاره فحسنها فلان فقال اكسنيها ما احسنها فقال القوم ما احسنت لبسها النبی صلی اللّٰه علیه وسلم محتاجًا اليها ثم سألتهٗ وعلمت انه لا يرد قال انی واللّٰه ماسالته لا لبسها انما سألتها لتكون كفنی قال سهل فكانت كفنه اهـ اس پر حافظ عینی فرماتے ہیں: وفيه التبرك باثارالصالحين كذا فی عمدة القاری[3] ص: ۶۲، ج: ۱.

کفر کے موجود رہتے ہوئے کوئی تبرک ذریعۂ نجات نہیں بن سکتا، اس لئے ابن ابی رئیس المنافقین کو قمیص مبارک سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. (الآیۃ[4]) مومن کو کافر پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اس کی حسنات پر اجر وثواب آخرت میں موعود ہے[5]، اور کافر کے حسنات پر آخرت میں وعدہ نہیں بلکہ اس کی شان "كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمَانُ مَآءً[6]" اور مومن کے لئے تو "شوكة[7] يشاك" پر بھی اجر ہے، عبداللہ ابن ابی

---

[1] فتح الباری ص:۱۰۵، ج:۳، کتاب الجنائز، باب غسل الميت، مطبوعه مصر.

[2] بخاری شریف ص:۱۷۰، ج:۱، کتاب الجنائز، باب من استعد الكفن الخ.

[3] عمدة القاری المجلد الرابع ص:۶۳، الجزء الثامن، کتاب الجنائز باب:۲۸، من استعد الكفن فی زمن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فلم ينكر عليه. مطبوعه دارالفكر بيروت.

[4] پاره ۵ سورة النساء آیت ۱۴۵

[5] اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَات اُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَداً، (سورۂ بینہ، آیت:۷،۸)

[6] پاره ۱۸ سورةالنور آیت ۳۹، (حاشیہ نمبر:۷/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کرتہ دیا تھا، جب کہ وہ بدر سے اسیر کر کے لائے گئے تھے کما صرح به القاری فی المرقاة[۱] ص: ۳۵۰، ج: ۲. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

پردۂ کعبہ کا ٹکڑا میت کی پیشانی پر

سوال:- بیتُ اللہ شریف کے غلاف کا ٹکڑا یعنی کپڑا اگر میت کی پیشانی کے اوپر برائے تبرک وموجبِ برکت کیلئے رکھ دیا جائے تو علماءِ دین کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[۲]، بشرطیکہ اس پر کلمہ وغیرہ تحریر نہ ہو[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۷ ان عائشة زوج النبی ﷺ قالت رسول الله ﷺ ما من مصيبة تصيب المسلم الا كفر الله بها عنه حتى الشوكة يشاكها، كذا فی البخاری ص: ۸۴۳، ج: ۲، كتاب المرضی، باب ما جاء في كفارة المرض. اشرفی بکڈپو دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ وکان ای عبداللّٰه بن ابی کسا عباسا ای حین اسر ببدر قمیصا لانه کان عریانا، مرقاة شرح مشکوة ص: ۲/۳۵۰، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الثالث، مطبوعه اصح المطابع بمبئی. بخاری شریف ص ۱/۴۲۲، کتاب الجهاد، باب الكسوة للاسارى، اشرفی بکڈپو دیوبند.

۲ ولو وضع شعر رسول اللّٰه ﷺ او عصاه او سوطه على قبر عاص لنجا ذلك العاصی ببركات تلك الذخيرة من العذاب الى قوله ومن هٰذا القبيل ماء زمزم والكفن المبلول به وبطانة استار الكعبة والتكفن بها. تفسير روح البيان ص: ۴۷۹، ج: ۳، تحت سورة التوبة آیت: ۸۴، مطبوعه دار الفكر بيروت.

۳ وقد افتى ابن الصلاح بانه لا يجوز ان يكتب على الكفن يس والكهف وغيرهما خوفا من صديد الميت (الى قوله) فالاسماء المعظمة باقية على حالها فلا يجوز تعرضها للنجاسة (شامی زکریا ص ۳/۱۵۷، باب صلوة الجنازة، مطلب فی مایکتب علی کفن المیت)

غلافِ کعبہ کا ٹکڑا میت پر

سوال: - قبر میں کعبہ شریف کی چادر کا ٹکڑا اگر میت کے سینہ پر تبرکاً رکھ دیا جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تبرکا رکھ دینا درست ہے[1]، بشرطیکہ اس پر اللہ کا نام یا آیت لکھی ہوئی نہ ہو، ورنہ درست نہیں، عامۃً میت کا جسم پھٹ کر اس میں سے پیپ وغیرہ نکلتی ہے جو کہ نجس ہے، اس سے تحفظ ضروری ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۸۹ھ

میت پر آب زمزم چھڑکنا

سوال: - آب زمزم کا کفن یا میت کے جسم پر چھڑکنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کفن پاک کپڑے کا دیا جاتا ہے اور غسل کے بعد میت پاک ہے، لہٰذا آب زمزم کا

---

[1] ولو وضع شعر رسول اللّٰہ ﷺ او عصاہ او سوطه علی قبر عاص لنجا ذلک العاصی ببرکات تلک الذخیرة من العذاب الی قوله ومن هٰذا القبیل ماء زمزم والکفن المبلول به وبطانة استار الکعبة والتکفن بها. تفسیر روح البیان ص: ۴۷۹، ج:۳، تحت سورة التوبة آیت: ۸۴، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] وقد افتی ابن الصلاح بأنه لا یجوز أن یکتب علی الکفن یٰسٓ والکهف ونحوهما خوفا من صدید المیت، فلا یجوز تعریضها للنجاسة. شامی ص:۶۰۷، ج:۱. قبیل باب الشهید مطبوعه نعمانیه.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Kafan

میت پر (غسل کے بعد) اور کفن پر تبرک کے لئے چھڑکنا جائز ہے: **ویجوز الاغتسال والتوضوء بماء زمزم علی وجه التبرک ولا یستعمل الاعلی شیئ طاهرٍ فلا ینبغی ان یغتسل به جنب او محدث ولا فی مکان نجس "لباب" وشرحهٗ وفی میاه "الدر" ویرفع الحدث بماء زمزم بلا کراهة وفی الدر ایضاً ویکره الاستنجاء بماء زمزم لا الاغتسال اهـ فاستفید منه ان نفی الکراهة حاصل فی رفع الحدیث اهـ (غنیة الناسک[1] ص: ۵۷)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم

کفن کو آب زمزم سے تر کرنا

سوال:- کفن کا آبِ زمزم سے تر کرنا یا چھڑکنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر میں میت کا جسم پھٹتا ہے، نجاست بھی کفن کو لگتی ہے، زمزم شریف قابلِ احترام ہے، اس کو نجاست سے بچانا چاہئے، اس لئے کفن کو زمزم سے تر کرنا مناسب نہیں امداد[2] الفتاویٰ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۶/۶/۹۴ھ

---

[1] غنیة الناسک ص: ۵۷، فصل فی شرب ماء زمزم، مطبوعه خیریه میرٹھ، تفسیر روح البیان ص ۴۷۹/۳، سورۂ توبه تحت آیت: ۸۴، مطبوعه دار الفکر بیروت،

[2] خلاصۂ سوال:- کفن مبلول بماء زمزم، خلاصۂ جواب:- عدم جواز، امداد الفتاویٰ ص: ۷۱۶، ج: ۱، في باب الجنائز، ولکن قال محشیه: الصواب خلافه. مطبوعه اداره تصنیفات اولیاء دهلی، کذا فی روح البیان ص: ۴۷۹، ج: ۳ فی تفسیر سورة التوبه "وما تو اوهم فاسقون. آیت: ۸۴، مطبوعه دار الفکر بیروت.

بدیشی کپڑے کا کفن اور اس پر نماز جنازہ

سوال:- زید بہت بزرگ وعالم اور متقی پرہیز گار تھا عرصہ سے عمر کے یہاں مقیم تھا بقضاء الٰہی فوت ہوگیا زید کے تعلقات بکر سے دیرینہ وقدیمانہ تھے اور بہت خوش گوار تھے بکر بھی اپنے وقت کا بہت بڑا عالم اور شیخ الحدیث ہے، زید کے انتقال پر عمر نے بذریعہ تار بکر کو زید کے مرنے کی اطلاع دی چنانچہ تجہیز وتکفین سے پیشتر بکر معہ دیگر مولویوں کے آیا زید کا جنازہ تیار تھا اور بکر کا انتظار کیا جارہا تھا، بکر سے شرکاءمیت نے جنازہ کی نماز پڑھانے کیلئے کہا مگر بکر نے صاف انکار کردیا کہ اس پر کفن ولایتی لٹھہ کا ہے، میں نماز نہیں پڑھاؤں گا، حاضرین نے مکرر التماس کیا کہ جنازہ پر کفن ڈالنے والا عمر ہے، نہ زید نے اپنی زندگی میں کوئی ہدایت کی کہ بعد مرنے کے میرے اوپر بدیشی کفن ملبوس کرنا مگر بکر نے کوئی جواب نہیں دیا اور بکر کے ہمراہ جو چند مولوی آئے تھے ان میں ایک بہت بڑا عالم وبزرگ تھا اس نے نماز جنازہ پڑھائی بدیں وجہ بصورت فتویٰ چند باتیں دریافت طلب ہیں۔

(۱) کہ ولایتی لٹھہ کا اس وقت کفن جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) کیا مردہ پر بدیشی کفن ڈالنا شرعاً ممنوع ہے۔

(۳) کیا اس بدیشی کفن کے باعث مردہ پر قبر میں عذاب نازل رہے گا۔

(۴) بکر کا یہ فیصلہ بوجہ بدیشی کفن زید کی نماز جنازہ نہ پڑھانا احکامِ شرعیہ کے ماتحت موجب ثواب کا ہے یا عذاب کا۔

(۵) اور نیز بکر جب کہ خالص ولایتی اشیاء مثلاً گھڑی وچشمہ استعمال کرتا ہے اور اکثر موٹر کی سواری میں چلتا ہے اس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کپڑے کا زندگی میں پہننا جائز ہے اس کا کفن بھی جائز ہے اور جس کا زندگی میں

پہننا جائز نہیں اس کا کفن بھی پہننا جائز نہیں[۱]۔ لٹھہ میں اگر کوئی نجاست مادے وغیرہ میں نہیں ہے بلکہ پاک ہے تو اسکا کفن بھی جائز ہے اور اگر اس میں کوئی نجس شئ ہے تو اسکا کفن جائز نہیں، اس کی تحقیق کر لی جائے[۲]۔

(۳) مردے کے جب کسی فعل کو اس میں دخل نہیں تو وہ بری الذمہ ہے اگر میت نے وصیت کی تھی کہ ناپاک کپڑے کا کفن دیا جائے یا اس کو علم تھا کہ ناپاک کپڑے کا کفن دیا جائیگا، پھر بھی جان بوجھ کر منع نہیں کیا تو وہ گنہ گار ہے[۳]۔

(۴) جنازہ کی نماز پڑھانا فرض عین نہیں بلکہ یہ نماز فرض کفایہ ہے، جب اور لوگ بھی پڑھنے پڑھانے والے ہیں تو صورت مسئولہ میں بکر گنہ گار نہیں[۴]۔

---

[۱] ولا بأس فی الکفن ببرود وکتان وفی النساء بحریر ومزعفر ومعصفر، لجوازہ بکل ما یجوز لبسہ حال الحیاة وأحبہ البیاض أوما کان یصلی فیہ. در علی الرد ص:۵۸۰، ج: ۱. مطبوعہ نعمانیہ، باب صلاة الجنازة، مطلب فی الکفن. بحر کوئٹہ ص ۱۷۶/ ۲، کتاب الجنائز، ہندیہ کوئٹہ ص ۱۶۱/ ۱، الباب الحادی والعشرون، الفصل الثالث فی التکفین.

[۲] وفي القنية! الطهارة من النجاسة في ثوب وبدن ومكانٍ وستر العورة شرط في حق الميت والامام جميعا. درعلی الرد ص:۵۸۲، ج: ۱، مطبوعہ نعمانیہ، باب صلاة الجنازة، مطلب فی الکفن. طحطاوی علی المراقی ص ۴۷۹، فصل الصلوة علی المیت فرض کفایة، مطبوعہ مصر، بحر کوئٹہ، ص ۱۷۹/ ۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاتہ.

[۳] قال تعالیٰ! ولاتزر وازرة وزر أخری (الی قولہ) وثانیها اخص من الذی قبلہ ما اذا أوصٰی أهلہ بذلک. قال ابن المرابط: اذا علم المرء بما جاء فی النهی عن النوح وعرف ان اهلہ من شانهم یفعلون ذالک ولم یعلمهم بتحریمهم ولازجرهم عن قعاطیہ اذا عذب علی ذالک عذب بفعل نفسہ لا بفعل غیرہ بمجردہ، فتح الباری ص: ۵۰۰، ج:۳، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المت ببعض بکاء اهلہ علیہ الخ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، شامی ص:۶۰۷، ج: ۱، مطبوعہ نعمانیہ، قبیل باب الشهید.

[۴] والاجماع منعقد علی فرضیتها ایضاً الا انها فرض کفایة اذا قام بہ البعض یسقط عن الباقین (بدائع زکریا ص ۴۶/ ۲، فصل فی صلاة الجنازة، الدر علی الرد نعمانیہ ص ۵۸۱/ ۱، باب صلوة الجنازة، مراقی مع الطحطاوی ص۴۷۷، فصل الصلوة علی المیت، مطبوعہ مصری.

(۵) اوّلاً بکر سے تحقیق کرلی جائے کہ جنازہ کی نماز نہ پڑھانے کی وجہ صرف ولایتی کفن ہے، یا اس کی ناپاکی یا اور کوئی وجہ ہے، تو اگر صرف ولایتی کفن ہے تو اشیاءِ مذکورہ کا فرق بکر ہی سے دریافت کیا جائے، کیونکہ وہ بھی آپ کے لکھنے کے مطابق اپنے وقت کا بہت بڑا عالم وشیخ الحدیث ہے، اگر اس کی وجہ اس کفن کی ناپاکی ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے[۱]۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے مادے میں بعض نجس چیزیں پڑتی ہیں اور اس میں نماز پڑھانا برا ہے اگر کوئی اور وجہ ہے تو اس کے معلوم ہونے پر حکم لکھا جاسکتا ہے۔ فقط والسلام واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ

ہندو مسلم کے جنازہ میں تمیز نہ ہو تو کفن دفن کی کیا صورت ہو؟

سوال:- ایک مکان کے اندر ایک ہندو اور ایک مسلمان میں مکان میں آگ لگ گئی، دونوں جل گئے جس کی کوئی بھی شناخت نہیں ہوسکی، تو اب اُن کی نماز جنازہ اور کفن دفن کس طرح ہوگا؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شناخت نہیں تو دونوں کو غسل وکفن دے کر ایک ساتھ سامنے رکھ کر نمازِ جنازہ

---

[۱] اذا تنجس الکفن بنجاسة المیت لا یضر دفعاً للحرج بخلاف الکفن المتنجس ابتداءً.
درعلی الرد ص: ۵۸۲، ج: ۱. مطبوعہ نعمانیہ، باب صلاة الجنازة،
الطهارة من النجاسة فی ثوب وبدن ومکان شرط فی حق المیت والامام جمیعا (الدر علی الرد نعمانیه ص ۵۸۲/ ۱، باب صلوة الجنازة مطلب فی الکفن، طحطاوی علی المراقی ص ۴۷۹، فصل الصلوة علی المیت، مطبوعه مصری، بحر کوئٹه ص ۱۷۹/ ۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

پڑھی جائے اور نیتِ جنازہ مسلم کی کی جائے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۸۸ھ

مردہ بچہ کو بلا غسل وکفن ہنڈیا میں رکھ کر دفن کردینا

سوال:- ایک مسلمان نے اپنے بچے کو جو پیدا ہونے کے بعد چار گھنٹہ زندہ رہا، بلا غسل وکفن نماز کے ایک ہنڈیا میں بند کر کے دفن کر دیا ہے، گاؤں والے اس سے بے خبر رہے، گاؤں والوں کو دو ماہ بعد یہ خبر ملی کہ اس نے یہ فعل کیا ہے، قانونِ شریعت اس مسلمان کے واسطے کیا حکم دیتا ہے؟ باقی ہم لوگ اس مسئلہ سے لاعلمی رکھتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شخص نے نہایت بیجا حرکت اور غلطی کی اسکے ذمہ لازم تھا کہ اس بچے کو با قاعدہ غسل اور کفن دیکر اس کی نماز پڑھ کر شریعت کے موافق قبر میں دفن کرتا[۲]۔ اب اسکے ذمہ یہ ضروری ہے

---

[۱] ولو اجتمع الموتى المسلمون والكفار، قال بعضهم ! يصلى عليهم وينوى بالصلاة والدعاء للمسلمين اهـ. بدائع ملخصاً ص: ۳۱، ج: ۲، كتاب الجنائز، مطبوعه زكريا ديوبند، شرائط وجوب الغسل. شامى نعمانيه ص:۵۷۷، ج: ۱. باب صلاة الجنازة، مطلب فى حديث كل سبب ونسب الخ.

[۲] أن حكمه الصلاة عليه ويلزمه أن يغسل، وان لم يبق بعده حيا لاكرامه. البحر الرائق ص: ۱۸۸، ج: ۲، مطبوعه الماجديه كوئٹه، فصل الصلوة احق بصلاته. ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه أى ويكفن. شامى نعمانيه ص: ۵۹۴، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلاناً فى المسجد الخ، مجمع الانهر ص ۲۷۳/۱، باب صلوة الجنائز، فصل، دارالكتب العلمية بيروت.

کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کرے اور پختہ عہد کرے کہ آئندہ ایسا ہرگز نہیں کریگا[1]۔فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۱۲/۹/۶۲ھ

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہٗ صحیح:عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۱۲/۹/۶۲ھ

مرتد کی تجہیز و تکفین

سوال:۔عنایت خاں نے دھوری بائی نومسلم سے اسلام قبول کرا کے نکاح کیا جن کے نطفہ سے لڑکا غلام محمد نامی ہے،دو بہن ہیں دھوری بائی نے اب ظاہر کیا کہ میں اب ہندو مذہب میں واپس رہونگی،اسلام سے تعلق نہیں ہے،قاسم خاں جو دوسرا شوہر تھا،اس کو بھی دھوری بائی نے جلوا دیا،اب دھوری بائی سے تعلق رکھیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

دھوری بائی نے اسلام چھوڑ کر جو ہندو مذہب اختیار کیا ہے،اس سے اس کے زمانہ اسلام کے سب اعمال برباد ہوگئے،اگر وہ توبہ کرکے دوبارہ اسلام قبول نہ کرے،تو ہمیشہ کے لئے جہنم کی مستحق ہے[2]،اس سے کسی قسم کا تعلق محبت جائز نہیں،اگر وہ مرجائے تو اس کی نعش کو سنت کے موافق تجہیز و تکفین نہ کی جائے،اور اس میں شرکت نہ کی جائے،ہندو لوگ جو چاہیں کریں[3]،

---

[1] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور (نووى على مسلم ص ۲/۳۵۴، اول كتاب التوبة، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند.

[2] ومن يرتد ومنكم عن دينه فيمت وهو كافر فاؤ لئک حبطت اعمالهم فى الدنيا والاٰخرة وأولئک اصحاب النار هم فيها خالدون(سوره بقره، آيت ۲۱۷/)

[3] اما المرتد فيلقى فى حفرة كالكلب أى ولايغسل ولايكفن عندالاحتياج فلوله قريب فالاؤلىٰ تركه لهم من غير مراعاة السنة (الدرمع الشامى زكريا ،ج۳/ص۱۳۴/ باب صلوٰة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلا نا فى المسجد الخ، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص۳۹۶/ فصل السلطان احق بصلاته، بحر كوئٹه ج۲/ص۱۹۱/ فصل السلطان احق بصلاته،

غلام محمد بالکل الگ رہے قاسم خاں کو انتقال کے بعد جلوا دینا جائز نہیں تھا، یہ سخت گناہ ہوا توبہ لازم ہے[۱]، مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ کفن دفن کرتے اور نماز جنازہ ادا کرتے[۲]، اب اس کیلئے استغفار کریں، قرآن پاک پڑھ کر نوافل پڑھ کر صدقہ دے کر اس کو ثواب پہنچائیں[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

غیر مسلم کی رقم سے مسلمان کی تکفین

سوال:۔ ایک زید مسلمان کی میت کو ایک غیر مسلم کی رقم دی ہوئی جائز ہے یا ناجائز، میت کا وارث کوئی نہیں ہے، اس صورت پر کہاں تک صحیح ہے، یہ شخص مستقل چار سال تک ملازم تھا، رہن سہن خورد نوش کا انتظام وہیں پر تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اگر مسلمان میت کا کوئی وارث نہیں اور اس کے کفن دفن کیلئے کسی غیر مسلم نے رقم دی،

---

۱ واتفقوا علی أن التوبة من جميع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور لايجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة (نووی علی مسلم، ج۲/ص۳۵۴/اول كتاب التوبة، سعدبکڈپو دیوبند)

۲ الصلوٰة عليه ككفنه ودفنه تجهيزه فرض كفاية (مراقی مع الطحطاوی، ص۴۷۷/ فصل الصلوٰة علی الميت فرض كفاية، مطبوعه مصری، الدرمع الرد ج۳/ص۱۰۲/باب صلاة الجنازة، مطلب فی صلاة الجنازة طبع زكريا، حلبی كبير، ص۵۷۹/ فصل فی الجنائز، البحث الثانی فی غسل الميت، طبع لاهور.

۳ للانسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة اوصوماً اوصدقة أوغيرها (شامی زكريا ج۳/ ص۱۵۱/ باب صلوة الجنازة، مطلب فی القرأة للميت الخ، بحر كوئٹه ج۳/ص۵۹/ با ب الحج عن الغير، بدائع زكريا ج۲/۴۵۴/كتاب الحج، بيان شرائط النيابة فی الحج.

تو اس رقم کا میت کے کفن دفن میں خرچ کرنا شرعاً درست ہے، مگر مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی طرف سے اس کا انتظام کریں، غیر مسلم سے نہ مانگیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۳۹ھ

غیر مسلم سے کفن سلوانا

سوال:- غیر مسلم سے کفن سلوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے جیسا اور معاملات درست ہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

---

[1] وان لم يكن له من تجب عليه نفقته فكفنه في بيت المال فان لم يكن فصلى المسلمين تكفية فان عجز واسالوا الناس كذافي الزاهدى، عالمگيرى كوئٹه، ج ۱/ص ۱۶۱/ الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين، تاتارخانيه، ج ۲/ص ۱۴۸/ الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر ينقسم اقساماً، قسم آخر مايتصل به، مطبوعه ادارة القرآن كراچى، المحيط البرهاني ج: ۳/ ص: ۶۸/ الفصل الثلاثون في الجنائز، قسم آخر مايتصل (أى بالتكفين) مطبوعه المجلس العلمي ڈابھيل .

[2] لا بأس بان يكون بين المسلم والذمي معاملة اذا كان مما لابدمنه، عالمگيرى كوئٹه ص ۵/۳۴۸، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہارم

﴿نماز جنازہ﴾

نماز جنازہ کی نیت

سوال: - امام اگر نماز جنازہ پڑھاوے اس صورت میں مقتدی کی نیت کرے یا نہیں نیت کے لئے زبان سے پڑھنا ضروری ہے یا نہیں، نیت کس طرح کرے اگر کسی کو معلوم نہیں کہ جنازہ مرد کا ہے یا عورت کا ازدحام کی وجہ سے اور ازدحام کی وجہ سے اور بھی اکثر مقتدیوں کو معلوم نہیں اس لئے پوچھ بھی نہیں سکتا تو نیت کس طرح کرے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام کو مقتدی کی نیت کرنا ضروری نہیں[1]، نہ اس نیت کو زبان سے کہنا ضروری بلکہ نیت میں عزم قلب کا اعتبار ہے اور زبان سے کہنا مستحب ہے: **والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة وهو ان یعلم بداهةً ایَّ صلٰوة یصلی والتلفظ بها مستحب هو المختار تنویر[1] ص: ۴۳۱.**

[1] الامام ینوی صلاته فقط ولایشترط لصحة الاقتداء نیة امامة المقتدی (الدر مع الشامی زکریا ص۱۰۳/۲، باب شروط الصلوة، مطلب مضی علیه سنوات وهو یصلی الظهر قبل وقتها، هندیه کوئٹه ص۶۶/۱، الباب الثالث فی شرط الصلوة، الفصل الرابع فی النیة، بدائع زکریا ص۳۳۰/۱، کتاب الصلوة، الکلام فی النیة.

اور جنازہ کی نیت کا طریقہ یہ ہے: ومصلی الجنازة ینوی الصلوٰة للّٰہ تعالیٰ والدعاء للمیت لانہ الواجب علیہ فیقول اصلی للّٰہ داعیا للمیت درمختار[۲] ص: ۴۲۹. جنازہ کے مشتبہ ہونے کی صورت میں یہ نیت کرے کہ جس میت پر امام نماز پڑھتا ہے میں بھی امام کے ساتھ اسی میت پر پڑھتا ہوں: وان اشتبہ علیہ المیت ذکر ام انثی یقول نویت اصلی مع الامام علیٰ من یصلی علیہ الامام. (درمختار[۳]) اگر تعیین نہ کی بلکہ مطلقاً صلوٰۃ جنازہ کی نیت کی تب بھی درست ہے[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ عالم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۵؍صفر ۵۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۵؍صفر ۵۳ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ

---

۱ الدر المختار علی الشامی نعمانیہ ص: ۲۷۸، ج: ۱، مطبوعہ زکریا ج: ۲، ص: ۹۱-۹۲، باب شروط الصلاۃ. بحث النیة. مجمع الانھر ص ۱۲۷/ ۱، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، حلبی کبیر ص ۲۵۴/ ۱، شروط الصلوۃ، الشرط السادس، مطبوعہ لاھور.

۲ الدر المختار علی الشامی نعمانیہ ص: ۲۸۳، ج: ۱، مطبوعہ زکریا ص: ۱۰۲، ج: ۲، باب شروط الصلاۃ، مضی علیہ سنوات وھو یصلی الظھر قبل وقتھا. مجمع الانھر ص ۱۲۸/ ۱، باب شروط الصلوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت. ھندیہ ص ۲۶/ ۱، الباب الثالث فی شروط الصلوۃ، الفصل الرابع، طبع کوئٹہ.

۳ الدر المختار علی الشامی نعمانیہ ص: ۲۸۴، ج: ۱. مطبوعہ زکریا ص: ۱۰۲-۳، ج: ۲، باب شروط الصلاۃ، مطلب مضی علیہ سنوات الخ. مجمع الانھر ص ۱۲۹/ ۱، باب شروط الصلوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

۴ ینبغی أن ینوی صلاۃ الجمعة وصلاۃ العیدین وصلاۃ الجنازة وصلاۃ الوتر لأن التعیین یحصل بھذا. شامی ص: ۲۸۳، ج: ۱، مطلب مضی علیہ سنوات وھو یصلی الظھر قبل وقتھا، باب شروط الصلاۃ. بدائع زکریا ص ۳۳۰/ ۱، کتاب الصلوۃ، الکلام فی النیة.

نمازِ جنازہ کی نیت

سوال:-نمازِ جنازہ کی نیت کے الفاظ کیا ہیں؟ بیان فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

نیت دل سے ہوتی ہے کہ نماز اللہ کیلئے ہے اور دعا میت کیلئے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۹۴ھ

صلوٰۃ جنازہ حاضرین پر فرض کفایہ ہے

سوال:-صلوٰۃ جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کوئی حاضر ہو جائے تو اس کے اوپر بھی فرض کفایہ ہے یا نہیں (ایک عالم صاحب فرماتے ہیں اس پر فرض عین ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں) اور حاشیہ شرح وقایہ میں مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرض کفایہ لکھا ہے ان کے حق میں بھی لیکن کتاب کا حوالہ نہیں دیا اگر دیگر کتاب سے یہ مسئلہ معلوم ہو تو ارسال فرمایئے معہ حوالہ کے۔

الجواب حامداًومصلیاً

وهى فرض كفاية اى الصلوٰة عليه لقوله عليه الصَّلوٰة والسَّلام صَلوا علىٰ

[1] والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة. الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص:۲۷۸، ج:۱، مطلب فى النية، ومصلى الجنازة ينوى الصلاة للّٰه تعالىٰ وينوى أيضا الدعاء للميت الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص:۲۸۳، ج:۱، مطلب مضى عليه سنوات، باب شروط الصلاة. مجمع الانهر ص۱۲۸/۱، باب شروط الصلوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. هنديه ص۶۶/۱، الباب الثالث فى شروط الصلوة، الفصل الرابع، طبع كوئٹه.

صَاحبکم والامر للوجوب ولوكانت فرض عين لَصَلّٰى عليه النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ولان المقصود يحصل باقامة البعض فتكون فرض كفاية وكذا تكفينه فرض على الكفاية ولهٰذا يقدم على الدين الواجب عليه ويجب علٰى من تجب نفقته وكذا غسله ودفنه فرض على الكفاية اھ زيلعى[1] ص: ۲۳۹، ج: ۱، واذا اراد وا ان يصلوا علٰى جنازة بعد غروب الشمس بدؤا بالمغرب لانها اقوىٰ فانها فرض عين علٰى كل واحد والصّلوة علٰى الجنازة فرض علٰى الكفاية والبداءة بالاقوىٰ اولٰى لان تاخير صلٰوة المغرب بعد غروب الشمس مكروه وتاخير الصَّلٰوة علٰى الجنازة غير مكروه. واذا صلوا علٰى جنازة والامام غير طاهر فعليهم اعادة الصَّلٰوة لان صلٰوة الامام فاسدة لعدم الطهارة فتفسد صلٰوة القوم بفساد صلٰوته وان كان الامام طاهرًا والقوم علٰى غير طهارة لم يكن عليهم اعادتها لان صلٰوة الامام قد صحت وحق الميت به تأدى فالجماعة ليست بشرط فى الصلٰوة علٰى الجنازة اھ مبسوط[2] ص: ۳۸، ج: ۲، والصَّلٰوة عَلٰى الجنازة فرض علٰى الكفاية تسقط باداء الواحد اذا كان هوا لولى وليس للقوم ان يعيد وابعد ذٰلك ولو ان جنازة تشاجر فيها قوم ايهم يصلى عليها فوثب رجل غريب فصلى عليها وصلى معه بعض القوم فصلٰوتهم تامّة وان احب الاولياء اعادوا الصلٰوة لان حق الصلٰوة علٰى الجنازة للاولياء فلايكون لغيرهم ان يبطل حقهم، فان كان حين افتتح الرجل الغريب صلٰوة الجنازة اقتدىٰ به بعض الاولياء فليس لمن بقى منهم حق الاعادة لان الذى اقتدى به رضى با مامته فكانه قدمه ولكل واحد من الاولياء حق ا لصّلٰوة علٰى الجنازة كانه ليس معه غيره لان ولايته متكاملة فاذا سقط باداء

---

[1] زيلعى ۳۹-۲۳۸/۱، باب الجنائز، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] مبسوط ۶۸/۲ باب غسل الميت. مطبوعه دارالفكر بيروت.

احدهم لم يكن للباقين حق الاعادة اهـ مبسوط[1] ج: ۲، ص: ۱۲۶، الصلوٰة عليه كـكفنه ودفنه وتجهيزه فرض كفاية مع عدم الانفراد بالخطاب بها ولو امرأة فلو انفرد واحد بان لم يحضره الاهو تعين عليه تكفينه ودفنه كما في الضياء والشمني والبرهان اهـ طحطاوی[2] ص: ۳۳۸.

صلوٰۃ جنازہ کا جمیع حاضرین پر فرض کفایہ ہونا عبارات مذکورہ سے بالکل صاف طور پر ظاہر ہے، اگر کوئی شخص حاضر نہ ہو صرف ایک آدمی ہو اس پر البتہ فرض عین ہے جیسا کہ عام فرض کفایہ کا حکم ہوتا ہے، جو عالم جمیع حاضرین پر فرض عین کہتے ہیں فرضیت کی دلیل ان ہی سے دریافت کی جائے، کتب معتبرہ، متون، شروح ، فتاویٰ میں کہیں فرض عین ہونا جمیع حاضرین پر مذکور نہیں، شرح وقایہ[3] کے حاشیہ میں فرض عین ہونے کی تردید کی ہے جو کہ ناکافی ہے، اور کیا سائل نے ان عالم سے دریافت کر کے فرض عین ہونے کا کوئی حوالہ کسی معتبر کتاب سے دیا ہے، جزئیات فقہیہ جو عبارات منقولہ میں درج ہیں نیز معتبر اور مفتی بہ ہیں، فرض عین ہونے کے قطعاً منافی ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۵/۱۶/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱/۲۱/ ۵۸ھ

---

[1] مبسوط ۱۲۶/۲، كتاب السجدات، باب الصلاة على الجنازة. مطبوعه دارالفكر بيروت.

[2] طحطاوى على المراقى ص: ۴۷۸، فصل الصلاة على الميت فرض كفاية. مطبوعه مصر.

[3] عمدة الرعايه على هامش شرح الوقايه ص ۱/۲۵۲، حاشيه: ۹، كتاب الصلوة، بيان الكفن وكيفية التكفين، مطبوعه رحيميه ديوبند، هذا هو حكم فرض الكفاية فانه يكون فرضا على كل واحد واحد.

صلوٰۃ جنازہ کی مشروعیت کب سے ہے

سوال: -کیا صلوٰۃ جنازہ کی ابتداء اسلام سے قبل ہوئی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

وقیل (ای صلوٰة الجنازة) من خصائص هٰذه الامة کالوصیة بالثلُث وردّ بما اخرجه الحاکم وصححه عنه صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال کان اٰدم رجلاً اشقر طوالا کانه نخلةٌ سحوق فلما حضره الموت نزلت الملائکة بحنوطه وکفنه من الجنة فلما مات علیه الصلوٰة والسلام غسلوه بالماء والسدر ثلثًا وجعلوا فی الثالثة کافوراً وکفنوه فی وتر من الثیاب وحفروا له لحدا وصلوا علیه وقالوا لولده هذه سنة لمن بعده فان صح مایدل علیٰ الخصوصیة تعین حمله علی انه بالنسبة لمجرد التکبیر والکیفیة قال الواقدی لم تکن شرعت یوم موت خدیجة رضی اللّٰه عنها وموتها بعد النبوة بعشر سنین علیٰ الاصح. (طحطاوی[1] ص:۳۳۸، علیٰ مراقی الفلاح)

اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی مشروعیت کے متعلق دوقول ہیں، ایک یہ کہ یہ اسی امت کی خصوصیت ہے، اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مشروع ہوئی ہے، دوسرا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر ملائکہ نے صلوۃ جنازہ پڑھی ہے، اور بعد والوں کیلئے بھی اس کو مقرر کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/ذی القعدہ ۶۴ھ

---

[1] طحطاوی علی المراقی ص:۳۷۸، فصل الصلاة علی المیت فرض کفایة، مطبوعه مصر. لامع الدراری شرح البخاری ص۱۰۵ /۲، اول کتاب الجنائز، مطبوعه مکتبه یحیوی سهارنپور، اوجز ص۴۲۱ /۲، کتاب الجنائز، متی شرعت الصلوة، مطبوعه کتب خانه یحیوی سهارنپور.

نماز جنازہ صرف تکبیرات سے ادا ہوجاتی ہے

سوال:-اگر کسی کو جنازہ کی نماز نہ آتی ہو وہ صرف تکبیر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صرف چار تکبیرات کہنے سے نماز جنازہ ادا ہوجاتی ہے جو شخص تکبیر کہنا جانتا ہے، اس کا نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔ دعا کا پڑھنا مسنون ہے۔ کذا فی مراقی[1] الفلاح ص:۳۲۰۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تکبیرات نماز جنازہ میں کمی زیادتی

سوال :- جنازہ کی نماز میں تین ہی تکبیر پر یا پانچ تکبیر پر سلام پھیرا جائے، تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین تکبیر پر نماز ختم کرنے سے نماز فاسد ہوجائے گی پانچ پر ختم کرنے سے فاسد نہیں ہوگی۔ (طحطاوی[2] ص:۳۲۲) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

[1] وأركانها التكبيرات والقيام، والرابع من السنن الدعاء للميت ولنفسه وجماعة المسلمين بعد التكبيرة الثالثة، وليس الدعاء من أركانها على التحقيق. مراقى مع الطحطاوى ص:۴۷۸، ۴۸۲، مطبوعه مصر، فصل فى الصلاة عليه. وفى التاتار خانية: والأمي والهنود الذين لا يعلمون الأدعية يكبر تكبيرات ويسلم تجوز صلاته لأن الاركان فيها التكبيرات. ص:۱۵۵، ۱۵۶، ج:۲. القسم الثانى فى كيفية الصلاة على الميت. مطبوعه كراچى. بدائع زكريا ص ۲/۵۴، كتاب الصلوة، فصل فى صلاة الجنازة، ما تصح وما تفسد ومايكره. (حاشیہ نمبر۲/اگلے صفحہ پر)

نمازِ جنازہ میں پانچویں تکبیر

سوال:-نمازِ جنازہ میں سہواً بجائے چار تکبیر کے پانچ تکبیر پر سلام پھیرا تو نمازِ جنازہ ادا ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نماز ہوگئی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۴ھ ۳/۸۸ھ

چوتھی تکبیر کے بعد مقتدی نے سلام پھیر دیا

سوال:-مقتدی نمازِ جنازہ میں چار تکبیر کے بعد امام کا انتظار کریں یا سلام پھیر دیں یا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ولو كبر الاما خمسا لم يتبع ولكن ينتظر سلامه فى المختار ليسلم معه فى الاصح وفي رواية يسلم المامور كما كبر امامه الزائدة . ولو سلم الامام بعد الثلاثة ناسيا، كبر الرابعة ويسلم، وهو بعيد لأن الامام اذا اقتصر على ثلاثة فسدت فيما يظهر، واذا فسدت على الامام فسدت على المأموم لترك ركن من أركانها. طحطاوى مع المراقى ص: ۴۸۴، قبيل فصل الصلاة على الميت فرض كفاية، مطبوعه مصر . هنديه كوئٹه ص ۱۶۴/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت، بحر كوئٹه ص ۱۸۴/۲، كتاب الجنائز، السلطان احق بالصلوة.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] ولو كبر الامام خمسا لم يتبع ولكن ينتظر سلامه فى المختار ليسلم معه فى الاصح وفي رواية: يسلم المأموم كما كبر امامه الزائدة. مراقى على الطحطاوى ص: ۴۸۴، قبيل فصل من أحق بصلاته عليه، مطبوعه مصر . هنديه كوئٹه ص ۱۶۴/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت، درمختار مع الشامى زكريا ص ۱۱۲/۳، صلاة الجنازة، هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى.

امام کے سلام پھیرنے کے بعد ہی سلام پھیریں خواہ امام پانچویں تکبیر کہہ دے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امام پانچویں تکبیر کہے تب بھی مقتدیوں کو سلام کا انتظار کرنا چاہئے بغیر پانچویں تکبیر کہے امام کے ساتھ سلام پھیرے، اگر امام سے پہلے سلام پھیر دیا تب بھی نماز ادا ہوگئی[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۳/۸۸ھ

تیسری تکبیر پر سلام پھیر دیا

سوال:- ایک شخص نے صلوٰۃ جنازہ کے اندر چوتھی تکبیر کو بھولے سے نہیں کہی اور ایک طرف سلام پھیر دیا تب یاد آیا، اب اس کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اب چوتھی کہہ لے اور پھر سلام پھیر دے: **اذا سلم علیٰ ظن انه اتم التكبير ثم علم انه لم يتم فانه يبنى لانه سلم فى محله وهو القيام فيكون معذوراً اھ بحر[2] ص: ۱۸۴، ج: ۲، ولو سلم الامام بعد الثلاثة ناسيًا كبر الرابعة ويسلم اھ**

---

[1] ولو كبر الامام خمسا لم يتبع، ولكن ينتظر سلامه فى المختار ليسلم معه (قوله ولكن ينتظر) لأن البقاء في حرمة الصلاة بعد الفراغ منها ليس بخطاء. طحطاوى مصرى ص: ۴۸۴، قبيل فصل من احق بصلاته عليه، وروى عن الامام: أنه يسلم للحال ولاينتظر تحقيقاً للمخالفة. شامى نعمانيه ص: ۵۸۶، ج: ۱ قبيل بحث الاستغفار للصبي، فى صلاة الجنازة، وفي رواية يمكث حتى يسلم معه اذا سلم. بحر ص: ۱۸۴، ج: ۲، باب صلاة الجنازة، مطبوعه كوئٹه.

[2] البحر الرائق كوئٹه ص: ۱۸۴، ج: ۲، باب صلاة الجنازة، فصل السلطان احق بصلاته.

مراقی الفلاح[۱] ص: ۳۴۲.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۸/۷/۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

نماز جنازہ میں صرف تین تکبیر کہنا

سوال:۔ ایک شخص نے نماز جنازہ پڑھائی چار مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے بجائے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا اور چوتھی مرتبہ حی علی الصلوٰۃ کہا گیا، نماز جنازہ ہوگئی یا نہیں؟ میت کو دفن کرنے کے بعد کب تک نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے، اگر پہلے نماز غلط ہوجائے تو بعد میں قبر پر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

چار دفعہ اللہ اکبر کہنا نماز جنازہ میں فرض ہے، اور سلام واجب ہے[۲] جب کہ تین دفعہ اللہ

---

۱ مراقی مع الطحطاوی ص: ۴۸۴، قبیل فصل من أحق بالصلاة علیه، تاتارخانیه کراچی ص ۱۵۹/۲، صلوة الجنازة، کیفیة الصلوة علی المیت، هندیه کوئٹه ص ۱۶۵/۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس.

۲ وأرکانها التکبیرات الی قوله ویسلم وجوباً بعد التکبیرة الرابعة من غیر دعاء فی ظاهر الروایة الخ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۴۷۸–۴۸۳/ فصل فی الصلاة علی المیت، مطبوعه مصر، وصلاة الجنائز اربع تکبیرات ولو ترک واحدة منها لم تجز صلاته، عالمگیری دار الکتاب ج ۱/ص ۱۶۴/ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ،الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، شامی زکریا ،ج۳/ص ۱۰۵–۱۱۱/ باب صلاة الجنائز ،مطلب هل یسقط فرض الکفایة، بفعل الصبی.

اکبر کہا گیا اور چوتھی دفعہ حی علی الصلوٰۃ کہا گیا، تو فریضہ ادا نہیں ہوا۔[1] قبر پر چار مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر نماز جنازہ پڑھی جائے، جب تک اس میں میت سلامت ہو جس کی مدت عادۃً تین دن ہے، اس کے بعد نماز قبر پر نہ پڑھی جائے، اگر چار مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر حی علی الصلوٰۃ کہا گیا اور سلام نہیں کہا گیا تو واجب ترک ہوا، فرض ادا ہو گیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نمازِ جنازہ کی چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟

سوال:- ایک کتاب جس کا نام خلاصۃ الفتاویٰ ہے، اسکے ص:۲۲۵، ج:۱، میں مذکور ہے۔ (مطبوعہ نولکشور لکھنؤ) عبارت یہ ہے: **ولا یعقد بعدا لتکبیر الرابع لانہٗ لا یبقیٰ ذکر مسنون حتّٰی یعقد فالصحیح انه یحل الیدین ثم یسلّم تسلیمتین. ھکذا فی الذخیرۃ. وھو سنة قیام له قرار فیه ذکر مسنون فیضع حَالة الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازۃ. (درمختار)** ان دونوں عبارتوں کی تشریح فرمائیں اوران عبارات کی روشنی میں اس کا حکم بھی بیان فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے کیونکہ کوئی ذکرِ مسنون باقی نہیں رہا جس کیلئے ہاتھ باندھے جائیں، پس صحیح یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کھول دے، پھر دونوں سلام پھیرے، ایسا ہی ذخیرہ میں ہے۔

---

[1] وان دفن بغیر صلاۃ فصل علی قبرہ مالم یغلب علی الظن تفسخه من غیر تقدیر ھو الاصح، قال الشامی، وقیل بقدر بثلاثة ایام الخ، شامی مع الدرالمختار، مطبوعه زکریا ج۳/ ص۱۲۵/ باب صلاۃ الجنازۃ، قبیل مطلب فی کراھة صلاۃ الجنازۃ فی المسجد، مجمع الانھر ج۱/ ص۲۷۰/ فصل الصلاۃ علیه فرض کفایة ،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ،ص ۴۸۸/ فصل السلطان احق بصلاته ،مطبوعه مصر.

اور ہاتھ باندھنا ایسے قیام کی سنت ہے، جس کو قرار ہو (کچھ طویل ہو) اس میں ذکر مسنون ہو، پس ثنا اور قنوت اور تکبیراتِ جنازہ میں ہاتھ باندھے رکھے۔ (درمختار[1])

عبارت (۱) کے متعلق خلاصۃ الفتاویٰ کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ یہ قلمی نسخہ میں موجود نہیں، عبارت (۲) کے متعلق یہ بات قابلِ غور ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد بھی ذکر مسنون ہے اور وہ سلام ہے، پس تکبیرِ رابع کے بعد وضعِ یدین کو ممنوع کہنا اور ارسالِ یدین کو حتمی طور پر لازم کہنا صحیح نہیں۔ فتاویٰ سعدیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں طرح عمل درست ہے، ایک یہ کہ تکبیر رابع کے بعد ارسالِ یدین کر کے سلام پھیرے دوسرے یہ کہ داہنی طرف سلام پھیرتے وقت داہنا ہاتھ چھوڑ دے، بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بایاں ہاتھ چھوڑ دے، تیسرے یہ کہ دونوں طرف سلام پھیر کر دونوں ہاتھ چھوڑ دے، یہ تیسری صورت عامۃً معمول بہا ہے، اکابر کو اسی طرح دیکھا ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۹۲ھ

نمازِ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد کیا پڑھے؟

سوال:- نمازِ جنازہ میں ۴ تکبیریں ہیں، اب سوال یہ ہے کہ آخری تکبیر میں تکبیر کے بعد فوراً سلام ہے، اس میں کیا حکمت ہے؟

---

[1] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۳۲۶، ج: ۱، باب صفة الصلاة، مطلب فی بیان المواتر والشاذ، فتاوی الهندیه ص۷۳/ ۱، الباب الرابع فی صفة الصلوة، الفصل الثالث فی سنن الصلوة، حلبی کبیر ص ۳۰۰، باب صفة الصلوة، مطبوعه لاهور.

[2] فتاوی دارالعلوم دیوبند ۵/ ۳۱۴، ۳۱۳. مطبوعه دارالکتاب دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

ظاہر روایت تو یہی ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے، درمیان میں کچھ نہ پڑھا جائے، لیکن دوسری روایات میں بعض دعائیں پڑھنا بھی منقول ہے، چنانچہ بحر[1] ج:۲، ص:۱۸۳، میں ہے: واشار بقوله وتسليمتين بعد الرَّابعة الٰى انه لاشئ بعدها غيرهما وهو ظاهرا لمذهب وقيل يقول اللّٰهم اٰتنا فى الدنيا الخ وقيل ربنا لاتزغ قلوبنا الخ وقيل يخير بين السكوت والدعاء. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے

سوال:- نماز جنازہ میں سلام پھیرنے کے وقت ہاتھ باندھا ہوا رکھیں یا چھوڑ دیں یا دائیں طرف سلام پھیرنے کے وقت دونوں ہاتھ چھوڑ دیں یا صرف دایاں ہاتھ یا بالکل نہ چھوڑیں بعد سلام کے دونوں ہاتھ چھوڑ دیں، مدلل مع حوالہ کتب تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فيعتمد فى حالة القنوت وصلٰوة الجنازة اهـ هدايه[2] ج:۱، ص:۸۶، اس سے معلوم ہوا کہ صلٰوۃ الجنازۃ میں ہاتھ نہ چھوڑے بلکہ باندھے رہے اور ظاہر یہ ہے کہ تمام نماز

---

[1] البحر الرائق کوئٹه ص:۱۸۳، ج:۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته. شامی زکریا ص ۱۱۱/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى، تاتارخانيه کراچی ص۱۵۵/۲، کتاب الصلوة، الجنائز، كيفية الصلوة على الميت.

[2] هدایه ص:۱۰۲، ج:۱، باب صفة الصلاة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. الدر مع الشامی زکریا ص ۱۸۹/۲، باب صفة الصلوة، مطلب فى بيان التواتر والشاذ، هنديه کوئٹه ص۷۳/۱، الباب الرابع فى صفة الصلوة، الفصل الثالث.

جنازہ کا حکم یہی ہے، یعنی جب تک نماز تمام کرے اس وقت تک یہی حکم ہے، اور نماز جنازہ سلام سے تمام کی جاتی ہے (اگر چہ سلام فرض یا واجب نہیں) ویسلّم بلادعاء بعد الرابعة تسليمتين (درمختار ص:۹۱۲، ج:۲،)[1] پس سلام تک باندھے رہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۱۱/رجب ۵۶ھ

صلوٰۃ جنازہ میں تکبیر رابع کے بعد ہاتھ کب چھوڑے

سوال: ۔صلوٰۃ جنازہ کے زائد تکبیرات کے ختم ہوجانے کے بعد ہاتھ کو کب چھوڑنا چاہئے، قبل السلام یا بعد السلام یا مع السلام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صلوٰۃ جنازہ میں تکبیر رابع کے بعد قبل السلام بھی ہاتھ چھوڑنا درست ہے، مع السلام بھی اور بعد السلام بھی، تینوں طرح گنجائش ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۲/۳/۹۲ھ

---

[1] الدرالمختار على الشامي نعمانيه ص:۵۸۵، ج:۱، مطبوعه زكريا ص:۱۱۱، ج:۳، باب صلاة الجنازة، هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى. تاتارخانيه خراچى ص۱۵۵/۲، كتاب صلـوة الجنائز، كيفية الصلوة على الميت، مجمع الانهر ص ۲۷۱/۱، باب صلوة الجنائز، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] البتہ اختلاف اولویت میں ہے، حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اور مفتی رشید احمد صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ارسال کو ترجیح دیتے ہیں۔

"ولايعقد بعد التكبير الرابع لانه لايبقى فيه ذكر مسنون حتى يعقد فالصحيح انه يحل اليدين ثم يسلم تسلمتين ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نمازِ جنازہ میں مسبوق بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

سوال:- ایک شخص نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد شریک ہوا ہے، اب وہ کس نوعیت سے جنازہ کی نماز پوری کرے گا؟ کیا وہ ثناء سے پڑھنا شروع کرے گا، اور بقیہ تکبیر کو سلام پھیرنے کے بعد پوری کرے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تیسری تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہوکر دعا پڑھے پھر چوتھی تکبیر کے بعد جب امام نماز پوری کردے تو یہ ایک تکبیر کہہ کر ثنا پڑھے، دوسری تکبیر کہہ کر درود شریف، اگر جنازہ جلدی اٹھائے جانے کا اندیشہ ہو تو صرف دو تکبیر میں نماز ختم کردے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۸/۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...... خلاصة الفتاوىٰ ج ١/ص ٢٢٥/الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع منه اذا اجتمعت الجنائز، مطبوعه رشیدیه کوئٹه، تفصیل کیلئے ملاحظه هو، امدادالفتاوىٰ، ج ١/ص ٥٣٧/ باب الجنائز، مطبوعه زکریا دیوبند، امداد الاحکام ج ٢/ ص ٣٣٢/ کتاب الجنائز، مطبوعه زکریا دیوبند، سعایه ج ٢/ ص ١٥٩/ باب صفة الصلاة، بیان ارسال الیدین الخ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، احسن الفتاوىٰ، ج ٤/ص ٢٢٧/ باب الجنائز، مطبوعه زکریا دیوبند.

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری، اور حضرت مفتی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ چھوڑنے کو ترجیح دی اور اسی کو عمل امت اور اکابر کا معمول بھی بتایا ہے، "فیعتمد فی حالة القنوت وصلاة الجنازة، هدایه، ج ١/ص ٨٦/ باب صفة الصلاة، مطبوعه مجتبائی دهلی.

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتاویٰ دارالعلوم، ج۵/ص۳۱۳/مسائل نماز جنازہ، مطبوعہ زکریا دیوبند، فتاویٰ رحیمیہ، ج۳/ص۹۹/کتاب الجنائز۔ **(حاشیہ صفحہ ھذا اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

صغیر وکبیر کے جنازوں کی نماز یکدم پڑھنا

سوال:- مثلاً دس بیس جنازے ایک ساتھ رکھے ہوں اور تنہا تنہا پڑھنے میں زیادہ حرج کا خیال ہے، جس میں نابالغ بالغ لڑکا نابالغ لڑکی مرد عورت سب کے جنازے شامل ہیں تو کس طرح ان سب کی نماز ایک دفعہ پڑھے اور کون سی دعا پڑھے جس میں سب جنازے کی نماز ادا ہو جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی حالت میں اسطرح کرے کہ سب کو برابر برابر رکھ کر اسطرح کہ اول امام کے قریب مردونکے جنازے ہوں پھر لڑکوں کے پھر عورتوں کے پھر لڑکیوں کے ایک ہی مرتبہ سب پر نماز پڑھ لیجاوے اور بالغوں کی دعا کے بعد نابالغوں کی دعا بھی پڑھی جاوے۔ کذا فی الطحاوی[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] ان كان مسبوقا بتكبيرتين يأتى بهما بعد سلام الامام ...... وهل ياتى بالاذكار المشروعة بين التكبيرتين ان كان يأمن رفع الجنازة فانه ياتى بالاذكار المشروعة وان كان لا يأمن رفع الجنازة يتابع التكبيرات ولا يأتى بالاذكار (تاتارخانيه كراچى ص١٥٨، ج٢، صلوة الجنازة، كيفية الصلوة على الميت، طحطاوى مع المراقى ص ٤٨٩، احكام الجنائز، السلطان احق بالصلوة، شامى زكريا ص ١١١/٣، باب صلوة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى. (مندرجہ ذیل حاشیہ اسی صفحہ کا ہے)

[1] وان اجتمعن، وصلى مرة واحدة صح، وراعي الترتيب في وضعهم فيجعل الرجال مما يلى الامام ثم الصبيان بعدهم ثم الخناثى ثم النساء ثم المراهقات. (مراقى ص: ٤٨٨، ٤٨٩) بقي ما اذا كان فيهم مكلفون وصغار، والظاهر أنه ياتي بدعاء الصغير بعد دعاء المكلفين كما مرّ. طحطاوى على المراقى ص:٤٨٨، باب صلاة الجنازة، فصل السلبطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. بحر كوئٹه ص١٨٧/٢، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بالصلوة، الدرمع الشامى زكريا ص١١٨/٣، باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى.

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ

سوال:-کیا نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے؟ اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو کیا اس کی نمازِ جنازہ صحیح نہیں ہوتی ؟ ایک غیر مقلد کا کہنا ہے، کہ جو لوگ نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے اس سے بہتر ہے کہ بغیر نمازِ جنازہ پڑھے ہی مردے کو دفن کردیں، اور یہ بھی کہتا ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، اگر نہیں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی۔ صحیح کیا ہے؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ثناء اور دعاء کی نیت سے کوئی اس کو پڑھ لے تو ممنوع بھی نہیں، پس یہ کہنا کہ بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے نمازِ جنازہ ہوتی ہی نہیں غلط ہے بلاشبہ نماز جنازہ ہو جاتی ہے، یہی حضرت عمر اور حضرت ابن عمر اور حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ کذا فی غنیۃ المستملی[1] ص: ۵۴۲، اور یہ کہنا کہ اگر نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھتا ہو تو بلا نماز پڑھے ہی دفن کردو، ایسی بات کوئی ذی علم نہیں کہہ سکتا، یہ تو جاہلانہ بات ہے، جنازہ کے علاوہ دوسری نمازوں میں امام اور منفرد کو سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، اگر بھول کر چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، اگر جان کر کو چھوڑ دے تو نماز کو

---

[1] ولیس فیها قراءة القرآن عندنا ، وهو قول عمر وابنه وعلی وأبی هريرة وبه قال مالک ولو قرأ الفاتحة بنية الثناء والدعاء جاز. كبيرى ص: ۵۴۲، ۵۴۳، مطبوعه رحيميه ديوبند، باب صلاة الجنازة، البحث الرابع فی الصلاة عليه، مراقی مع الطحطاوی ص ۴۸۱، باب احكام الجنائز، فصل الصلوة على الميت فرض كفاية، طبع مصر، الدر مع الشامی زكريا ص ۱۱۱/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی.

دوبارہ پڑھنا واجب ہے[۱]۔ جوشخص امام کے پیچھے نماز پڑھے اس کوسورۂ فاتحہ یا کوئی بھی سورۃ پڑھنا منع ہے[۲]۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جس کا کوئی امام ہو اس کے امام کی قراءت اس کے لئے کافی ہے[۳]، خود اس کونہیں پڑھنا چاہئے، امام کا پڑھنا مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے۔ یہ حدیث موطأ[۴] میں ہے اور اس مسئلہ پر مستقل کتابیں تصنیف ہوچکی ہے، بذل المجهود[۵]، اوجز المسالک وغیرہ میں دلائل مذکور ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ولها واجبات لاتفسد بتركها وتعادو وجوبا في العمد والسهو ان لم يسجد. وهي قراء ة فاتحة الكتاب. الدر على الشامي نعمانيه، ص: ۳۰۶، ج: ۱، مطلب واجبات الصلاة. مراقى مع الطحطاوى ص ۲۰۰، فصل فى بيان واجب الصلوة، طبع مصر، بحر كوئٹه ص ۲۹۵/۱، باب صفة الصلوة.

[۲] اذا قرئ فانصتوا. مسلم ص: ۱۷۴، ج: ۱، كتاب الصلاة، باب الشهيد، مطبوعه رشيديه، دهلى.

[۳] عن جابر بن عبدالله عن النبى صلى الله عليه وسلم قال "من كان له امام فقراء ته له قراء ة" مسند الامام احمد، مسند جابر بن عبد الله ص ۳/۳۳۹، مطبوعه دارالفكر بيروت، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ص ۲/۲۸۵، رقم الحديث: ۲۶۴۹، مطبوعه دارالفكر بيروت، كتاب الصلوة، باب القراء ة فى الصلوة.

[۴] عن ابن عمر رضى الله عنه قال! اذا صلى أحدكم خلف الامام فحسبه قراء ة الامام واذا صلى وحده فليقرأ، موطأ مالک ص ۲۹، ترک القراء ة خلف الامام فيما جهر فيه، مطبوعه اشرفى ديوبند،

[۵] وهذه مسئلة اختلف فيها العلماء من الصحابة والتابعين وفقهاء المسلمين فقالت الحنفية ومن وافقهم انه لا يقرأ خلف الامام لا فى السرية ولا فى الجهرية ...... واستدل اصحابنا بقوله تعالىٰ فاقرأوا ما تيسر من القرآن امر الله تعالىٰ بقراء ة ما تيسر من القرآن مطلقا وتقييده بالفاتحة زيادة على مطلق النص وذالايجوز لانه نسخ الخ (بذل المجهود ص ۲۵۲تا۵۶، كتاب الصلوة، باب من ترک القراء ة فى صلوته فهى فاسدة، طبع مكتبه رشيديه سهارنپور، اوجز ص۲/۹۳، كتاب الصلوة، القراء ة خلف الامام، مطبوعه امداديه ملتان.

نمازِ جنازہ کا درود شریف

سوال:- نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر میں درود شریف جو نماز میں پڑھتے ہیں ان کو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا نمازِ جنازہ کا ہی درود شریف یاد کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد اس کو پڑھ لیا جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۹؍۱۰؍۸۵ھ

صلوٰۃِ جنازہ کی دُعا مادری زبان میں

سوال:- بالغ کے جنازہ میں تین تکبیر کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا الخ. اگر کسی کو یہ دعا عربی میں نہ آتی ہو تو مقتدی اپنی مادری زبان جیسے اردو یا بنگلہ میں اس دعا کا ترجمہ کرسکتا ہے؟

جیسے اے اللہ بخش دے ہمارے تمام زندوں کو اور تمام مردوں کو، اس پوری دعا کا ترجمہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم كما في التشهد أي المراد الصلاة الابراهمية التي يأتي بها المصلي في قعدة التشهد. الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص:۵۸۵، ج:۱، باب صلوة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، مجمع الانهر ص ۲۷۰/۱، باب صلوة الجنائز، طبع دارالكتب العلمية بيروت، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۲۷۱/۱، باب صلوة الجنازة، دارالكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح پڑھنے سے بھی نماز فاسد نہیں ہوگی[۱] لیکن کوئی دعا مثلاً رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[۲] عربی ہی میں پڑھنا اعلیٰ بات ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۷/۹۳ھ

جوتا پہن کر نمازِ جنازہ

سوال:- جنازہ کی نماز جوتا یا چپل پہن کر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نیچے کا حصہ نجس ہو تو پیر سے نکال کر ان پر پیر رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ اوپر کا حصہ پاک ہو: **ولو افترش نعليه وقام عليهما جَاز فلا يضر نجاسة ماتحتهما لكن لا بد من طهارة نعليه مما يلي الرجل لا ممايلي الارض اهـ طحطاوی**[۴] اور اگر اوپر کا حصہ نجس

[۱] البتہ نماز کے اندر غیر عربی میں دعا مکروہ ہے۔ ولا يبعد ان يكون الدعاء بالفارسية مكروها تحريما فی الصلوة وتنزيها فی الخارج فليتأمل وليراجع (شامی زکریا ص ۲/۲۳۴، باب صفة الصلوة، مطلب فی الدعاء بغير العربية.

[۲] ثم يكبر الثالثة، ويستغفر للميت ، ويستشفع لهٗ، ويذكر الدعاء المعروف "اللهم اغفر لحينا وميتنا اهـ. "ان كان يحسن، وان كان لا يحسن ذلک يذكر ما يدعو به في التشهد، وليس في صلاة الجنازة دعاءٌ موقت. التاتار خانيه ص: ۱۵۵، ج: ۲، كتاب الجنائز. القسم الثانی فی كيفية الصلاة على الميت، بحر كوئٹه ص ۲/۱۸۳، كتاب الجنائز، هنديه كوئٹه ص ۱/۱۶۴، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس.

[۳] الدعاء بالعربية اقرب الى الاجابة، (شامی زكريا ص ۲/۲۳۴، باب صفة الصلوة، مطلب فی الدعاء بغير العربية.

[۴] طحطاوی على المراقی ص: ۴۷۹، باب صلاة الجنازة، فصل الصلاة عليه، مطبوعه مصر.

ہوتو پھر نکالنا اور پیر سے علیحدہ کرنا ضروری ہے، ورنہ نماز درست نہیں ہوگی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۴/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/ ربیع الثانی ۶۴ھ

جوتے پہن کر نمازِ جنازہ

سوال:- نمازِ جنازہ جوتا پہن کر درست ہے، یا نہیں؟ چونکہ اس کے نیچے عموماً گندگی ونجاست ہوتی ہے، اگر جائز ہے تو کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر جوتے کے نیچے گندگی ہے اور جوتا پہن کر نمازِ جنازہ پڑھی جائے تو وہ درست نہیں، اور اگر جوتا نہیں پہنا بلکہ جوتے کے اوپر پیر رکھ کر نماز پڑھی اور نجاست جوتے کے نیچے ہے اوپر نہیں تو نماز درست ہوجائے گی، یہ ایسا ہی ہوگا، جیسے نجس زمین پر تختہ یا موٹا مصلی بچھا کر اس پر نماز پڑھی جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۶/۱۱/۱۴۰۶ھ

---

[1] ولو خلع نعليه وقام عليهما جاز سواءً كان مايلي الأرض منه نجسا أوطاهرا اذا كان ما يلي القدم طاهراً. عالمگیری ص: ۶۲، ج: ۱، الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الثانی فی طهارة ما يستربه العورة وغيره، مطبوعه کوئٹه، بحر کوئٹه ص ۲۶۸ / ۱، باب شروط الصلوة.

[2] ولو قام على النجاسة وفي رجليه نعلان أوجوربان لم تجز صلاته ولو خلع نعليه وقام عليهما جاز سواء كان ما يلى الأرض منه نجسا اوطاهرا اذا كان ما يلى القدم طاهراً والآجر اذا كان أحد وجهيها نجس فقام على الوجه الطاهر وصلى جاز مفروشة أو موضوعة. عالمگیری ص: ۶۲، ج: ۱. الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الثانی فی طهارة ما يستربه العورة الخ. طحطاوی علی المراقی ص ۳۷۹، باب احكام الجنائز، فصل الصلوة على الميت فرض كفاية، مطبوعه مصر، بحر کوئٹه ص ۲۶۸ / ۱، باب شروط الصلوة.

ناپاک زمین پرصلوۃِ جنازہ

سوال:- پکی زمین ہو یا کچی لیکن اس پر گوبر کے نشانات بلکہ کچھ اجزاء بھی ہیں، لیکن خشک ہیں تو ایسی حالت میں اس زمین پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے تو کیا ہو جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لید اور گوبر کے اجزاء پیروں کے نیچے نہیں، (آس پاس ہیں) تو نمازِ جنازہ درست ہو جائے گی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اوقات مکروہہ میں صلوٰۃ جنازۃ

سوال:- زید کہتا ہے کہ جن وقتوں میں نفل نماز مکروہ ہے، ان میں نماز جنازہ بھی مکروہ ہے، اور بکر کہتا ہے کہ ان وقتوں میں جنازہ کی نماز مکروہ نہیں کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جن وقتوں میں مطلقاً نماز ممنوع ہے، ان وقتوں میں نماز جنازہ بھی ممنوع ہے (نفل کی قید صحیح نہیں) اوقات ممانعت تین ہیں، طلوع، استواء، غروب، جب کہ جنازہ پہلے سے تیار ہو

[1] وأما الشروط التي ترجع الى المصلي فهي شروط بقية الصلوٰات من الطهارة الحقيقية بدنا وثوبا ومكانا. شامی نعمانيه ص:۵۸۲، ج:۱، مطبوعه زكريا، ص:۱۰۳، ج:۳، باب صلاة الجنازة. مطلب فی صلوة الجنازة، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۳۲۹، باب احكام الجنائز، فصل الصلوة على الميت، بحر كوئٹه ص ۱۷۹/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بالصلاة.

اگران اوقات میں آئے تو ممنوع نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تعلیم قرآن کے وقت نماز جنازہ

سوال:- اگرکوئی معلم قرآن شریف کی تعلیم دے رہاہواور جنازہ کی نماز تیار ہواور دوسرا معلم وہاں جنازہ کی نماز پڑھنے کیلئے موجود ہوتو اب اس معلم کے واسطے نماز جنازہ کیلئے جانا بہتر ہے یا قرآن شریف پڑھانا اچھا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگرکوئی عذر نہ ہوتو نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہئے ،اگرکوئی عذر ہوتو تعلیم میں مشغول رہنے میں بھی مضائقہ[۲] نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۶/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/ جمادی الثانی ۵۶ھ

---

۱ قال في التنوير وكره صلاة ولو على جنازة، وسجدة تلاوة وسهوٍ، مع شروق واستواءٍ وغروب الاعصر يومه. وينعقد نفل بشروع فيها لا الفرض وسجدة تلاوة وصلاة جنازه تليت في كامل وحضرت قبل وقال صاحب الدر: لوجوبه كاملا. فلا يتأدى ناقصا ، فلو وجبتا فيها لم يكره فعلهما أى تحريما. الدر المختار مع الشامي نعمانيه ص: ۲۵۰، ۲۴۸، ج: ۱، كتاب الصلاة. مطلب يشترط العلم بدخول الوقت. طحطاوى على المراقى ص ۱۴۹، كتاب الصلوة، فصل فى الاوقات المكروهة، طبع مصر، تاتاركانيه كراچى ص۴۰۷/ ۱، كتاب الصلوة، بيان الاوقات التى يكره فيها الصلوة.

۲ أنها فرض كفاية اذا قام به البعض يسقط عن الباقين كذا في البدائع زكريا: ۴۶/۲، مطبوعه كراچى: ۱/ ۳۱۳، فصل فى صلاة الجنازة. الدر مع الشامى زكريا ص ۱۰۲/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فى صلوة الجنازة، تاتارخانيه كراچى ص۱۵۳/ ۲، كتاب الصلوة، صلوة الجنازة وصفتها.

احاطۂ مسجد میں صلوٰۃ جنازہ

سوال:-(۱) مسجد یا صحن مسجد یعنی چبوترۂ مسجد پر نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

(۲) قصبہ کٹوت ضلع آصف آباد دکن میں ایک مسجد ہے جس میں ۱۵/ یا ۲۰/ نمازی اول درجہ ہوتے ہیں، جمعہ میں تقریباً پچاس، اس مسجد کے دو درجہ ہیں اور سامنے پختہ چبوترہ متصل ہے، جیسا عام طور سے ہوتا ہے دروازہ سے چبوترہ پختہ تک خام صحن ہے، جس پر نہ کوئی نماز پڑھتا ہے نہ کبھی جماعت ہوتی ہے، مگر یہ خام صحن اندرون احاطۂ مسجد ہے امر متنازعہ فیہ ہے کہ مسجد کے دونوں دالانوں کے سامنے جو صحن چبوترہ پختہ ہے، اور جس پر اکثر نماز و جماعت ہوتی رہتی ہے، جزء مسجد ہے یا کہ نہیں اور صحن پختہ کو مسجد میں شمار کیا جاوے گا یا کہ نہیں اور صحن خام کو جو دروازہ سے چبوترہ تک ہے جہاں جوتے اتارتے ہیں مسجد سمجھا جائیگا یا نہیں اور ان دونوں میں کس پر نماز جنازہ پڑھنی چاہئے تا کہ موتی کو ثواب سے محرومی نہ ہو۔

(۳) اصل مسجد و پختہ صحن و چبوترہ مسجد کو چھوڑ کر نیچے خام صحن میں نماز پڑھی جائے تو آیا نماز باصواب ہو جاوے گی یا نہیں، نماز جنازہ کے متعلق سوال ہے۔

(۴) اور میت کو اس خام صحن میں پلنگ یا گہوارہ میں رکھ کر نماز پڑھنے سے توہین میت ہے یا نہیں۔

(۵) مسجد کے سامنے علاوہ راستہ و عام کے میدان وسیع ہے نیز قبرستان قصبہ کے متصل بھی زمین افتادہ ہے باوجود موجودگی ان مواقع احاطۂ مسجد کے اندر (ماسواء مسجد چبوترہ پختہ و مسجد وحجرہ کے) نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا چاہئے یا مسجد کے سامنے یا کسی اور میدان میں یا مسجد کے چبوترہ کے نیچے خام صحن میں جو مسجد کے حکم میں نہیں ہے یا کہ مسجد کے صحن پختہ پر جو ملحق مسجد ہے جیسا کہ اور مسجدوں میں ہوتا ہے، جو حکم مسجد میں ہے جس پر نماز و جماعت ہوتی ہے،

حائضہ اور جنبی کے آمد کی جس پر ممانعت ہے، اور اعتکاف جس پر آنے کے بعد نہیں ٹوٹتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) صلوٰۃ جنازہ بلاعذر مسجد میں مکروہ ہے: **وصلوٰۃ الجنازۃ فی المسجد الذی تقام فیہ الجماعۃ مکروھۃ. (عالمگیری[۱] ص: ۱۶۲، ج: ۱)** اگر وہ خام صحن داخل مسجد ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے، اگر خارج مسجد ہے تو اس میں صلوٰۃ جنازہ بلاکراہت درست ہے۔

(۲) یہ بات اصل واقف سے دریافت کرنے کی ہے، جس کو اس نے مسجد بنانے کی نیت کی ہے، وہ مسجد ہے جس کو مسجد بنانے کی نیت نہیں کی وہ مسجد نہیں اگر وہ موجود نہیں نہ کوئی تحریر وقف نامہ وغیرہ موجود ہے، جس سے معلوم ہو سکے تو قرائن پر حکم کیا جائیگا، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ نماز اور جماعت ہوتی ہے یعنی پختہ فرش وہ مسجد ہے، وہاں نماز جنازہ مکروہ ہے جس جگہ نماز نہیں ہوتی بلکہ جوتے نکالے جاتے ہیں یعنی خام صحن وہ خارج مسجد ہے وہاں نماز جنازہ مکروہ نہیں، اس کے خلاف اگر قرائن موجود ہوں تو یہ حکم نہ رہے گا[۲]۔

(۳) اگر وہ جزء مسجد ہے پھر تو اس میں نماز جنازہ مکروہ ہے اگر جزء مسجد نہیں تو مکروہ نہیں۔ کمامر۔

(۴) صورت مسئولہ میں میت کی توہین نہیں ہوتی۔

---

[۱] **عالمگیری کوئٹہ ص: ۱۶۵، ج: ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس في الصلاۃ علی المیت. الدر مع الشامی زکریا ص ۱۲۶/۳، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب تعظیم اولی الامر واجب، بحر کوئٹہ ص ۱۸۶/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاتہ.**

[۲] **قولھم شرط الواقف کنص الشارع أي في المفھوم والدلالۃ ووجوب العمل. شامی نعمانیہ ص: ۴۱۶، ج: ۳. مطبوعہ زکریا ص: ۶۴۹، ج: ۶، مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع، کتاب الوقف. تبیین الحقائق ص ۳۲۹/۳، کتاب الوقف، مطبوعہ امدادیہ ملتان، سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص ۲۰۸/۲، کتاب الوقف، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.**

(۵) جو جگہ متصل مسجد ہے لیکن جزو مسجد نہیں ہے، اور جو احاطہ مسجد سے خارج ہے وہ سب جنازہ کیلئے برابر ہے، اسی طرح قبرستان میں اگر کوئی جگہ جنازہ کی نماز کیلئے بنی ہوئی موجود ہے۔ **والصلٰوۃ علٰی الجنازۃ فی الجبانۃ فی الامکنۃ والدور سواء کذا فی المیحط عالمگیری**[۱] ص: ۱۶۲، ج: ۱. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف ۲۶/ربیع الثانی ۵۴ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نماز جنازہ وغیرہ

سوال:- شہر بیاور ضلع اجمیر میں ایک جامع مسجد ہے پہلے کسی زمانے میں نیچے کے درجہ میں مسجد تھی بعد ازآں آدمیوں کی کثرت ہوئی اور مسجد میں تنگی ہوئی اس کے روبرو اور آگے بڑھا کر اور زیادہ کشادہ بنالی گئی پہلی جگہ میں جو نیچے ہے، اس میں چندلڑکے بھی پڑھتے ہیں، پھر جمعہ کے روز اس میں بھی کچھ آدمیوں کو تکلیف ہونے لگی اور نہ آسکے جو پہلی جگہ نیچے کی تھی اس میں کچھ جگہ میں وضو خانہ بنالیا گیا اور اکثر جگہ جس میں ۵/یا ۶/صف ہو جاتی ہیں بروز جمعہ بھی ۳۰/۳۵/آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض وہاں پر جماعت ثانیہ بھی پڑھتے ہیں جس کو بعض علماء مکروہ لکھتے ہیں اس لئے مسجد کی شکل میں بنالی گئی ہے اب اس میں اختلاف یہ ہے کہ بعض تو اس میں نماز جنازہ پڑھنے کو منع کرتے ہیں اور بعض کبھی پڑھتے ہیں اور جائز قرار دیتے ہیں۔

---

[۱] أما المسجد الذي بني لأجل صلاة الجنازة فلا تكره فيه. كذا في التبيين. عالمگیری ص: ۱۶۵، ج: ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت. تبیین الحقائق ص ۲۴۲/۱، باب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امدادیه ملتان، المحیط البرهانی ص۱۰۷/۳، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر من هذا الفصل فی المتفرقات، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

شرع شریف کا حکم تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو حصہ پہلے سے مسجد ہے اس میں جماعت ثانیہ اور صلوٰۃ جنازہ مکروہ ہے، وتکرہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ فی مسجد جماعۃ عندنا اھ کبیری[۱] ص: ۵۴۵. اور جس حصہ کا بعد میں اضافہ ہوا ہے، اگر مسجد میں اس جگہ کا اضافہ بہ نیت مسجد کیا گیا ہے تب تو اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے یعنی وہاں جنب کا جانا منع ہوگا، جماعت ثانیہ مکروہ ہوگی۔

اور اگر بہ نیت مسجد اضافہ نہیں کیا گیا بلکہ اس غرض سے وہ حصہ بڑھا دیا گیا ہے، کہ بوقت ضرورت وہاں بچے بیٹھ کر پڑھ لیا کریں یا اگر نمازی زیادہ ہوجائیں تو وہاں بھی کھڑے ہوجایا کریں لیکن وہ حصہ حصۂ مسجد نہیں ہے تو اسپر مسجد کے احکام جاری نہ ہونگے، وہاں جنب کا جانا، جماعت ثانیہ، صلوٰۃ جنازہ وغیرہ سب چیزیں درست ہیں، اس کی تحقیق کہ اس حصہ کا اضافہ بہ نیت مسجد کیا گیا ہے یا نہیں واقف اور بانی سے کی جاوے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/۱/۵۶ھ

---

[۱] کبیری ص: ۵۴۵، فصل فی الجنائز، الرابع فی الصلاۃ علیہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، الدر مع الشامی زکریا ص ۱۲۶/۳، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی کراھۃ صلوۃ الجنازۃ فی المسجد، بحر کوئٹہ ص ۱۸۶/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلوتہ،

[۲] جعل شیئ أي جعل الباني شيئًا من الطريق مسجدا، لضيقه ولم يضر بالمارين جاز لأنهما للمسلمين كعكسه. درمختار قوله (جاز) ظاهره انه يصير له حكم المسجد، قال الشامی وقد قال في البحر وكذا يكره أن يتخذ المسجد طريقا وأن يدخله بلا طهارة اھ نعم يوجد في أطراف صحن الجوامع رواقات مسقوفة للمشي فيها وقت المطر ونحوه لأجل الصلاة او للخروج من الجامع، ولعل هذا هو المراد. شامی ص: ۳۸۳، ج: ۳، مطلب في جعل شئ من المسجد طريقاً، كتاب الوقف. بحر كوئٹہ ص ۲۵۵/۵، كتاب الوقف، فصل فی احكام المساجد، هنديه كوئٹہ ص ۴۵۶/۲، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد.

اور حصہ مسجد کو وضوخانہ بنانا جائز نہیں[۱]۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۱۸ر محرم ۵۶ھ

مسجد میں نمازِ جنازہ

سوال:- حضرت اقدس مفتی اعظم صاحب دامت برکاتہم

احناف کی حدیث **من صلی علیٰ جنازة فی المسجد فلا اجر له** کے بارے میں محدثین کرام کا اعتراض ہے کہ یہ صحیح نہیں ہیں، کیونکہ اسکا راوی صالح مولیٰ التوأمہ اس روایت میں منفرد ہے وہ ضعیف ہے اور اس کے مقابل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث **و اللّٰه قد صلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علیٰ ابنی بیضاء فی المسجد** صحیح ہے، مسلم کی روایت ہے حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے ضعیف پر عمل کرنا صحیح نہیں ہے، اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر صحابہؓ کے انکار کا اعتراض ہو تو اسکے دو جواب ہیں، ایک یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قسمیہ جملہ کے بعد صحابہؓ خاموش رہے اور نماز پڑھی گئی جس سے اجماع سکوتی کا پتہ چلتا ہے، گویا اجماعاً مسجد میں پڑھنا بھی ثابت ہوا۔

دوسرا جواب یہ کہ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے کی جماعت مسجد میں ہوئی جس سے **فلا اجر له** کے منسوخ ہونے کی کھلی دلیل ملتی ہے خصوصاً جب کہ **فلا اجر له** کے بارے میں محدثین کا بیان ہے (امام احمد امام نووی عسقلانی وغیرہ) کہ حدیث ضعیف ہے، خود متن حدیث میں اضطراب ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ **فلا اجر له** خطاً فاحش ہے۔ بینوا توجروا

---

[۱] **ان فیه شغل ما اعد للصلاة و نحوها (شامی زکریا ص ۲/۴۳۵، باب مایفسد الصلوة ویکره فیها، مطلب فی الغرس فی المسجد)**

الجواب حامداً ومصلیاً

جنازہ کی نماز بغیر کسی عذر کے مسجد میں پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، کہ من صلی علیٰ جنازة فی المسجد فلا شیئ له ابوداؤد شریف[۱] ص:۹۸، ج:۲، سنن ابن[۲] ماجہ ص:۱۱۰، نیز اس روایت کو ابن ابی شیبہ[۳] نے ص:۱۵۲، ج:۳، پر اپنی مصنف میں امام احمد نے اپنی مسند[۴] میں ص:۴۴۴، ج:۲، وص:۴۵۵، ج:۲، پر بیہقی[۵] نے ص:۵۱، ج:۴، اور امام طحاوی[۶] نے شرح معانی الآثار میں ص:۲۸۴، ج:۱، پر روایت کیا ہے (بحواله بغية[۷] الالمعی فی تخریج الزیلعی ص:۲۷۵، ج:۲) نیز بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ سلم نے نجاشی کی موت کی خبر سنائی پھر صحابہ کو لیکر مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے اور اسکے قریب نماز جنازہ کیلئے جو مخصوص جگہ تھی وہاں پر صف بستہ نماز پڑھائی: عن ابی هريرة رضی الله عنه نعیٰ لنا رسول الله صلی الله عليه

---

۱. ابو داؤد ص:۴۵۴، ج:۲، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة فى المسجد، مطبوعه رشيديه.

۲. ابن ماجه ص:۱۱۰، ابواب ماجاء فى الجنائز، باب ماجاء فى الصلاة على الجنائز فى المسجد، مطبوعه رشيديه دهلى.

۳. مصنف ابن ابى شيبه ص:۷۴، ج:۳، كتاب الجنائز، من كره الصلاة على الجنازة فى المسجد، رقم الباب:۱۶۷، رقم الحديث:۱۱۹۷۱، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

۴. مسند احمد ص:۴۴۴، ج:۲، وص:۴۵۵، ج:۲، مسند ابى هريرة، مطبوعه دارالفكر بيروت.

۵. السنن الكبرى للبيهقى ص:۵۲، ج:۴، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة فى المسجد، مطبوعه دار المعرفت بيروت.

۶. شرح معانى الآثار ص:۲۸۴، ج:۱، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة هل ينبغى ان تكون فى المساجد الخ، مطبوعه رحيميه ديوبند.

۷. بغية الالمعى فى تخريج الزيلعى على هامش الزيلعى ص۲/۲۷۵، باب الجنائز، حكم صلوة الجنازة فى المسجد، مطبوعه مجلس علمى ڈابهيل گجرات.

وسلم النجاشی صاحب الحبشۃ الیوم الذی مات فیہ فقال استغفر والاخیکم وفی روایۃ نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ وخرج الٰی المصلّی فصف بھم وکبر اربعًا. (صحیح بخاری[1] ص:۱۶۷،ج:۱)(صحیح مسلم[2] ص:۳۰۹،ج:۱)اور یہ اس واقعہ کی تخصیص نہیں تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل اس معاملہ میں یہی تھا کہ نماز جنازہ مسجد میں نہیں پڑھتے تھے، چنانچہ مسلم شریف[3] میں ہے ما کانت الجنائز یدخل بھا المسجد ص:۳۱۳، ج:۱، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں جنازے مسجد میں نہیں لائے جاتے تھے، علامہ ابن قیمؒ اپنی مشہور کتاب زاد المعاد[4] فی ہدی خیرا لعباد میں تحریرفرماتے ہیں: ولم یکن من ھدیہ الراتب الصلٰوۃ علیہ فی المسجد وانما یصلی علی الجنازۃ خارج المسجد ص:۱۴۰،ج:۱، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی دستور مسجد میں نماز جنازہ پڑھانے کا نہیں تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے باہر ہی جنازہ پر نماز پڑھتے تھے ملاعلی قاری فرماتے ہیں:انھم لم یکونوا یصلون علٰی الجنائز داخل المسجد الشریف (مرقاۃ[5] ص:۳۴۲،ج:۳)یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے،علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں انھم

---

[1] بخاری شریف ص۱۶۷/۱، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی الی اھل المیت بنفسہ ایضاً، ص:۱۷۷، ج:۱، باب الصلاۃ علی الجنازۃ بالمصلی اوالمسجد. رقم الحدیث:۱۳۱۲، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

[2] مسلم شریف ص:۳۰۹، ج:۱، کتاب الجنائز، فصل فی النعی للناس المیت، مطبوعہ رشیدیہ دیوبند.

[3] مسلم شریف ص:۳۱۳، ج:۱، کتاب الجنائز، فصل فی جواز الصلاۃ علی المیت فی المسجد، مطبوعہ رشیدیہ دیوبند.

[4] زادالمعاد ص:۴۸۱، ج:۱، بحث الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت.

[5] مرقات شرح مشکوۃ ص:۳۴۳، ج:۳، باب الافلاس والانظار، الفصل الثالث، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی.

کانوا لا یصلون علیٰ میت فی المسجد. (المدخل[۱] ص:۸۱، ج:۲) یعنی وہ لوگ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسجد میں کسی میت پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، بلکہ مسجد سے باہر اس کیلئے مستقل اور علیحدہ جگہ بنوائی گئی تھی، چنانچہ بخاری شریف[۲] میں ہے **ان الیھود جاؤا الیٰ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم برجل منھم وامرأۃ زنیا فامر بھما فَرُجما قریبًا من موضع الجنائز عند المسجد ص:۱۷۷، ج:۱**، یعنی یہود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے مرد اور عورت کو جنہوں زنا کیا تھا لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ان کو مسجد سے قریب جنازہ پڑھنے کی جگہ میں سنگسار کیا گیا۔

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی اس روایت کی شرح کرتے ہوئے محدث کبیر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث رجم یہ بتاتی ہے، کہ نماز جنازہ کے لئے ایک جگہ مقرر تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپ کا مسجد نبوی میں جنازہ پڑھنا کسی عارضی وجہ سے تھا **ودل حدیث ابن عمر المذکور علیٰ انہ کان للجنائز مکان معد للصلوٰۃ علیھا فقد یستفاد منہ ان ما وقع من الصلوٰۃ علیٰ بعض الجنائز فی المسجد کان لامر عارض. (فتح الباری[۳] ص:۱۶۰، ج:۳)**

اور اسی جگہ فرماتے ہیں **عن ابن حبیب ان مصلی الجنائز بالمدینۃ کان لاصقا بمسجد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ناحیۃ جھۃ المشرق. (فتح[۴] الباری ص:۱۶۰، ج:۳)** یعنی مدینہ منورہ میں جنازہ پڑھنے کی جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل جانب

---

[۱] المدخل مصری ص:۲۸۲، ج:۲، فصل فی الصلاۃ علی المیت فی المسجد.

[۲] بخاری شریف ص:۱۷۷، ج:۱، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد، رقم الحدیث: ۱۳۱۴، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

[۳] فتح الباری ص:۵۵۸، ج:۳، باب الصلاۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ.

[۴] حوالہ مذکورہ بالا.

شرق میں تھی، ان تمام تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد پانچ نمازوں کیلئے بنائی جاتی ہے، اس میں نماز جنازہ بلا عذر پڑھنا کراہت سے خالی نہیں، اگر مسجد میں نماز جنازہ بلا کراہیت کے جائز ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کیلئے ایک اور مستقل جگہ نہ بنواتے بلکہ مسجد ہی اس کیلئے کافی تھی لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ آپ نے اس کیلئے ایک اور مستقل جگہ بنوائی اور مسجد نبوی کی تعمیر ختم ہوتے ہی جنازہ پڑھنے کی جگہ بنوائی گئی چنانچہ طبقات ابن سعد میں اس کی تصریح موجود ہے: **وقد ذکر ابن سعد فی الطبقات الکبیر أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنٰی موضعا للجنائز لاصقا بالمسجد بعدالفراغ من بناء مسجدہ الشریف فی السنۃ الاولٰی من الھجرۃ.** (التعلیق[1] الصبیح ص: ۲۳۹، ج: ۲) اس کے بعد کسی مزید دلیل کی ضرورت نہ تھی، لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قائلین جواز کی دلیل کا بھی جائزہ لیا جائے اور انکی جانب سے ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا جائے، جو لوگ جواز کے قائل ہیں، وہ اپنی دلیل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی مسلم شریف کی روایت پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں: **عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا انھا قالت لما توفی سعد بن أبی وقاص ارسل ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یمروا بجنازتہ فی المسجد فیصلین علیہ ففعلوا فوقف بہ علٰی حجرھن یصلین علیہ ثم اخرج بہ من باب الجنائز الذی کان الٰی المقاعد فبلغھن ان الناس قد عابوا ذالک وقالوا ما کانت الجنائز یدخل بھا المسجد فبلغ ذالک عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا فقالت ما اسرع الناس الٰی ان یعیبوا ما لا علم لھم بہ عابوا علینا ان یمر بجنازۃ فی المسجد وما صلٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علٰی سھیل بن بیضآء الافی جوف المسجد.** (مسلم[2] ص: ۳۱۳، ج: ۱)

---

[1] التعلیق الصبیح ص: ۲۳۹، ج: ۲، باب المشی بالجنازۃ والصلاۃ علیھا، اختلاف الفقھاء فی الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد. مطبوعہ فخریہ دیوبند.

[2] مسلم شریف ص: ۳۱۳، ج: ۱، کتاب الجنائز، فصل فی جواز الصلاۃ علی المیت فی المسجد، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

اولاً تو یہ واقعہ ہے، جو کسی عذر کی وجہ سے پیش آیا، چنانچہ مولانا قطب الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں صریح آیا ہے، کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے اسلئے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی۔ (مظاہر[1] حق ص:۴۷، ج:۲) اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے کہ عذر کی وجہ سے تھا: **فقد یستفاد منه ان ماوقع من الصلوٰة علیٰ بعض الجنائز فی المسجد کان لامرعارض.** (فتح[2] الباری ص:۵۵۸، ج:۳)

ثانیاً: خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فرمائش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مسجد میں جنازہ پڑھنے کا دستور نہ تھا ورنہ فرمائش کی کیا ضرورت تھی۔

ثالثاً: محض سہیل بن بیضاء کی مثال دینا ثابت کرتا ہے کہ دوسرے جنازے خارج مسجد پڑھے جایا کرتے تھے، مذکورہ جنازہ کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں پڑھا گیا۔

رابعاً: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار ثابت کرتا ہے، کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کا دستور نہ تھا چنانچہ انہوں نے صاف انکار کیا **ما کانت الجنائز یدخل بها المسجد** جو اس کے خلاف سنت ہونے کا واضح ثبوت ہے، یہ جوابات تو اس وقت ہیں جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو متصل تسلیم کر لیں حالانکہ امام دار قطنی نے اس حدیث کے بارے میں امام مسلم پر استدراک ومؤاخذہ کیا ہے اور اس کو مرسل قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: **خالف الضحاک حافظان مالک والماجشون فروياه عن ابی النضر عن عائشة رضی الله عنها مرسلاً وقیل عن الضحاک عن ابی النضر عن ابیکر بن عبد الرحمٰن ولا یصح الاّ مرسلاً هٰذا کلام الدار قطنی** (نووی[3] شرح مسلم

[1] مظاهر حق ص:۴۷، ج:۲، باب المشی بالجنازة والصلاة علیها، الفصل الاول، مطبوعه رشیدیه.

[2] فتح الباری ص:۵۵۸، ج:۳، باب الصلاة علی الجنائز بالمصلی او المسجد، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه.

[3] نووی علی مسلم ص:۳۱۳، ج:۱، فصل فی جواز الصلاة علی المیت فی المسجد. مطبوعه رشیدیه دهلی.

ص:۳۱۳، ج:۱) یعنی اس روایت میں دو بڑے حفاظ حدیث امام مالک اور ماجشون نے ضحاک کی مخالفت کی ہے انہوں نے اس روایت کو عن ابی النضر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا منقطع بیان کیا ہے اور ضحاک نے عن ابی النضر عن ابی بکر بن عبد الرحمٰن روایت کیا ہے حالانکہ اس روایت کا منقطع ہونا ہی صحیح ہے۔

ہم مخالفین سے پوچھتے ہیں روایت منقطع سے استدلال کہاں تک صحیح ہے، خصوصاً اس کے مقابلہ میں حدیث متصل مرفوع موجود ہے، یہ مخالفین کی دلیل اور اس کا جواب تھا۔

اب انہوں نے حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ پر جو اعتراض کئے ہیں ان کا جواب سنئے اس روایت پر ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس میں صالح مولیٰ التوأمۃ ہے جو ضعیف ہے، جس کی وجہ سے یہ روایت قابل استدلال نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ صالح کو ضعیف کہا گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کو اخیر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا اس لئے اگر یہ سبب مرتفع ہو جائے یعنی کوئی ایسا راوی ہو جس نے اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے ان سے روایت کی ہو انکی روایت کے معتبر اور قابل حجت واستدلال نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں (تقریب[1] التہذیب میں ہے)

صالح ابن نبھان المدنی مولیٰ التوأمة بفتح المثناة وسکون الواو بعدها همزه مفتوحة صدوق اختلط بآخره قال ابن عدی لا باس بروایة القدماء عنه کابن ابی ذئب وابن جریج ص: ۱۷۵، یعنی صالح ابن نبہان مدنی مولی التوامہ صدوق ہیں ان کو اخیر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا، ابن عدی فرماتے ہیں کہ ان سے قدماء (یعنی جن لوگوں نے ان سے اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے روایت کی ہے) کے روایت کرنے میں کوئی قباحت نہیں جیسے کہ ابن ابی ذئب وابن جریج اور مذکورہ روایت (**من صلی علیٰ جنازة فی المسجد فلا شیئ له**[2]) میں صالح سے روایت کرنے والے ابن ابی ذئب ہیں اسلئے یہ بھی صحیح

[1] تقریب التہذیب ص:۲۷۴، حرف الصاد، صالح بن نبھان المدنی رقم:۲۸۹۲، مطبوعه دارالرشید سوریا.

[2] ابو داؤد ص:۴۵۴، ج:۲، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة فی المسجد، مطبوعه رشیدیه.

ہے، اس میں کوئی علت نہیں۔

امام زیلعی نصب[1] الرایہ میں فرماتے ہیں و اسند عن ابن معین انه قال: فيه ثقة الا انه اختلط قبل موته فمن سمع منه قبل ذالک فهو ثبت حجة وممن سمع منه قبل الاختلاط ابن ابی ذئب ص: ۲۷۵، ج: ۲، یعنی ابن معین سے سنداً ثابت ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ (صالح) ثقہ ہیں مگر اخیر عمر میں ان کو اختلاط ہو گیا تھا پس جن لوگوں نے اس حالت کے طاری ہونے سے پہلا سنا ہے وہ ثابت اور قابل حجت ہیں اور ان ہی لوگوں میں ابن ابی ذئب بھی ہیں خود امام احمد ابن حنبل (جن کے قول سے مخالفین حجت پکڑتے ہیں) فرماتے ہیں ما اعلم به بأساً من سمع منه قديمًا وقد روىٰ عنه اكابر اهل المدينة كتاب[2] العلل ومعرفة الرجال للامام احمد ابن حنبل (ص: ۳۴۸، ج: ۱)

یعنی جن لوگوں نے ان (صالح مولی التوأمۃ) سے ابتداءً سنا ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں اور ان صالح سے اکابر اہل مدینہ نے روایت کیا ہے۔

شیخ ابراہیم چلپی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ[3] المستملی المعروف بہ ''کبیری'' میں ابن معین سے نقل فرماتے ہیں قال ابن معين ثقة لكنه اختلط قبل موته فمن سمع منه قبل ذالک فهو ثبت حجة وكلهم على ان ابن أبى ذئب سمع منه قبل الاختلاط ص: ۴۵. یعنی ابن معین فرماتے ہیں کہ (صالح) ثقہ ہیں لیکن وفات سے پہلے ان کو اختلاط ہو گیا تھا (اسلئے جن لوگوں نے ان سے اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے سنا وہ ثابت اور

[1] نصب الراية ص؛۲۷۵، ج: ۲، باب الجنائز، الحديث التاسع، حكم صلوة الجنازة فى المسجد، مطبوعه المجلس العلمى سملک ڈابھیل.

[2] كتاب العلل ومعرفة الرجال للامام احمد ص: ۳۶۲، ج: ۱، صالح مولى التوأمة، رقم: ۲۲۹۳، المكتبة الاسلامية استمبول.

[3] كبيرى ص: ۵۴۵، مطبوعه رحيميه ديوبند، مطبوعه لاهور ص: ۵۸۹، فصل فى الجنائز، الرابع فى الصلاة عليه.

قابل حجت ہے) اور سارے محدثین اس پر متفق ہیں کہ ابن ابی ذئب نے اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے ان سے روایت کی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ابوداؤد نے اس پر کسی قسم کی جرح نہیں کی بلکہ سکوت اختیار فرمایا اور یہ مسلم ہے کہ امام ابوداؤد جس پر سکوت اختیار فرمائیں وہ روایت صالح الاستدلال ہے[1]، اور صالح مسلم اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں چنانچہ محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وصالح من رواۃ السنن ومسلم (عرف[2] الشذی ص: ۳۵۶، ج: ۱) یعنی صالح سنن اور مسلم کے رواۃ میں سے ہیں اگر یہ ضعیف ہوتے تو یہ حضرات ان کی روایت نہ لیتے یا ان پر جرح کرتے بہرحال محدثین کی اتنی بڑی جماعت کے نزدیک جب صالح مولی التوأمۃ ثقہ ہیں تو اس کے مقابلہ میں امام نووی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اس کے ضعیف ہونے کے استدلال میں پیش کرنا چنداں قابل توجہ نہیں، پوری جماعت کے فیصلہ کو ترجیح ہوگی۔

دوسرا اعتراض اس حدیث پر ان کا یہ ہے کہ اسکے متن میں اضطراب ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ محدث خطیب اسکے متعلق فرماتے ہیں کہ (المحفوظ فلاشئ له، نصب[3] الرأیه ص: ۲۷۵، ج: ۲) یعنی اس میں محفوظ روایت فلاشئ له کی ہے علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] ماسکت عنه ابو داؤد فهو صالح للاحتجاج به مقدمة، اعلاء السنن ص ۱/۵۱، انواع الحديث الفصل الثانی فی بیان ما یتعلق بالتصحیح والتحسین من قواعد مهمة واصول، مطبوعه مكتبة امداديه مكة المكرمه، مكتوب امام ابو داؤد الى اهل مكة ص ۶، المطبوع مع سنن ابی داؤد.

[2] عرف الشذی علی هامش الترمذی ص: ۱۹۹، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاة علی المیت، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[3] نصب الرایه ص ۲/۲۷۵، باب الجنائز، حکم صلوة الجنازة فی المسجد، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

بھی یہی فرماتے ہیں (الصحیح فلاشئ لہ) حوالہ مذکورہ اور ابن ماجہ کی روایت جو اس میں قوی ہے اس سے اس کی پوری تائید ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں فلیس لہ شئ (ابن ماجہ ص:۱۱۰، ج:۱) جو بالکل واضح ہے۔

تیسرا اعتراض مخالفین یہ کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسمیہ طور پر فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل ابن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تو اس پر صحابہ نے ان کی بات کو تسلیم کر لیا اور حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی جس سے اجماع سکوتی کا پتہ چلتا ہے[۲] یعنی صلوٰۃ جنازہ فی المسجد بالاجماع ثابت ہوئی، تو اس کا یہ جواب ہے کہ اولاً تو آپ لوگ مسلم شریف کی مذکور حدیث سے یہ ثابت کریں کہ صحابہؓ نے مسجد میں انکے جنازہ کی نماز پڑھی بلکہ (امہات المومنین) کیلئے بھی یصلین کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے، اس سے مراد دعا ہے، وہ بھی اس طریقہ پر کہ امہات المومنین خود تو اپنے حجروں میں رہیں اور جنازہ ان کے سامنے گذارا جائے چنانچہ الفاظ حدیث بھی اسی پر دال ہیں چنانچہ امہات المومنینؓ نے جو فرمائش کی اسکے الفاظ یہ ہیں ان یمرو بجنازۃ فی المسجد یصلین (یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں سے ہو کر گذارا جائے تا کہ وہ ان کے لئے دعاء کریں) انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ مسجد میں جنازہ رکھا جائے اور اسپر نماز جنازہ پڑھی جائے تا کہ ہم بھی نماز پڑھ لیں بلکہ یہ فرمایا کہ صرف جنازہ حجروں کے سامنے

---

[۱] ابن ماجہ ص:۱۱۰، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[۲] ورد بانہا لما انکرت علیھم سلموا لھا فدل علی انھا حفظت ما نسوہ وقال ابن عبدالبر: لم تر عائشۃ ذلک بنکیر ورأت الحجۃ فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان انکارہ جھل بالسنۃ الا تری قولھا ما اسرع الناس ترید الی انکار مالایعلومون، شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک ص۲/۸۸، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الجنائز فی المسجد، رقم الحدیث ۵۴۱، طبع دارالکتب العلمیہ بیروت، اوجز المسالک ص۲/۴۵۸، کتاب الجنائز فی المسجد، طبع مکتبہ یحیوی سہارنپور.

گذارا جائے تا کہ دعا کریں، چنانچہ اس فرمائش کی جو تعمیل کی گئی اسکو حدیث میں **فوقف بہ علٰی حجرھن** سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ جنازہ ان کے حجروں کے سامنے لایا گیا، نیز اگر امہات المومنینؓ نے نماز جنازہ پڑھی ہوتی تو ہر ایک کے حجرہ کے سامنے علیحدہ علیحدہ لیجانے کی کیا ضرورت تھی (جس پر **علیٰ حجرھن** کا لفظ دلالت کرتا ہے) بلکہ سب مل کر نماز پڑھ لیتیں، اور پھر جب آگے چل کر اس پر چہ میگوئیاں شروع ہوئیں تو صحابہ کا یہ فرمانا کہ **ماکانت الجنائز یدخل بھا المسجد** (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں جنازے مسجد میں داخل نہیں کئے جاتے تھے) بھی دلالت کرتا ہے کہ وہاں نماز نہیں پڑھی گئی صرف جنازہ مسجد میں لے جایا گیا تھا ورنہ اگر نماز پڑھی گئی ہوتی تو صحابہؓ اس کے رد میں یہ فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی تھی، بہر حال یہ ایک سطحی اعتراض ہے جو عدم تفقہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے جس کیلئے الفاظ حدیث میں کوئی گنجائش نہیں۔

رہا ان کا یہ اعتراض کرنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی جس سے **فلا اجر لہ** والی حدیث کے منسوخ ہونے کا پتہ چلا ہے اسکا جواب یہ کہ ادھر ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم اسکے قائل بھی ہو کہ یہ حکم پہلے تھا اور پھر منسوخ ہوا کیونکہ منسوخ ہونے کا حاصل تو یہ ہے کہ پہلے یہ حکم تھا مگر بعد میں اٹھالیا گیا اور اگر قائل ہو تو پھر کون سے نص کے ذریعہ؟

ثانیاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہؓ کا یہ عمل تمہارے نزدیک منسوخ ہونے کی دلیل کیسے بن سکتا ہے۔

ثالثاً ہم کہتے ہیں کہ یہ بر بنائے عذر تھا اور عذر یہ کہ چونکہ حضرت عمرؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کرنا تھا اور وہ حجرہ مسجد میں ہونے کی وجہ سے جنازہ مسجد میں لیجائے بغیر چارۂ کار نہ تھا تو چونکہ اصل ممانعت تو جنازہ مسجد میں لیجانے کی ہے جب بنا بریں عذر اسپر عمل

ممکن نہ رہا تو صحابہؓ نے اورتوسیع کی اورنماز بھی مسجد میں پڑھ لی گئی۔[۱]

رابعاً اگر حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھا جانا روایت ابوہریرہ کیلئے ناسخ بن گیا اور نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کا ثبوت مل گیا تو پھر صحابہؓ نے حضرت سعدؓ کے جنازہ کومسجد میں لانے پر اتنی چہ می گوئیاں کیوں کیں جب کہ حضرت سعدؓ کی وفات[۲] حضرت عمر رضی[۳] اللہ عنہ کے کئی سال بعد ہوئی تھی۔ اگر صحابہ کرام کے نزدیک وہ حدیث منسوخ ہی تھی تو ایسا کیوں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں نماز جنازہ

سوال:- مسجد میں نماز جنازہ کے بارے میں شریعت مطہرہ اورعلماء کا کیا فیصلہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

مکروہ ہے[۴]۔ فقط واللہ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۸۸ھ

---

۱ وفی البرهان: صلوة الصحابة علی ابی بکرؓ وعمرؓ فی المسجد لعارض دفنهما عند رسول اللهﷺ، اوجز المسالک ص ۲/۴۶۲، باب الصلوة علی الجنائز فی المسجد، مکتبه یحیویه سهانپور، فتح الباری ص ۳/۵۵۸، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی الجنائز بالمصلی والمسجد، مطبوعه دار الفکر بیروت.

۲ مات سعد احدی وخمسین وقیل ست وقیل سبع وقیل ثمان والثانی اشهر، الاصابة ص: ۲/۳۳، سعد بن مالک. حرف السین، القسم الاول، مطبوعه دار الفکر بیروت.

۳ قتل عمرؓ ثلاث وعشرین من ذی الحجة (الاستیعاب علی هامش الاصابة ص۲/۴۶۷، باب عمر، مطبوعه دار الفکر بیروت)

۴ وتکره الصلوة علیه فی مسجد الجماعة وهو ای المیت فیه (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۹۰، احکام الجنائز فصل الثانی، مطبوعه مصر، شامی زکریا ص ۳/۱۲۶، کتاب الصلوة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کراهة صلوة الجنازة فی المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۱۸۶، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

جامع مسجد میں نماز جنازہ

سوال:- اگر عید کی نماز بوجہ عذر بارش جامع مسجد میں ہوئی یا کسی دوسرے عذر کی وجہ سے وہاں پڑھی گئی اور جامع مسجد میں باہر جگہ ہے تو نماز جنازہ ایسے وقت میں جامع مسجد ہی میں پڑھی جائے یا باہر جگہ ترتیب نماز جنازہ اور خطبہ عیدین میں کیا ہونی چاہئے، مفصل جوابات تحریر فرمائے جائیں اور کتب فتاویٰ کے حوالہ جات بھی تحریر فرمائیں تا کہ اس کی طرف مراجعت کی جائے۔ فقط والسلام المستفتی ابرار الحق ۲۴/ذی قعدہ ۵۸ھ

الجواب حامداً ومصلیاً

جب باہر کوئی عذر نہیں اور جگہ موجود ہے تو باہر پڑھی جاوے **کرهت تحريمًا في مسجد جماعة هو فيه واختلف في الخارجة والمختار الكراهة اهـ تنوير قوله في مسجد جماعة اى المسجد الجامع ومسجد المحلة اهـ رد المحتار ص: ۹۲۴، ج: ا**[۱]

تنبیہ:- نماز عید جامع مسجد میں پڑھنے سے جامع مسجد عیدگاہ نہیں بنے گی۔ ترتیب (۱) میں مذکور ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۱/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۶/ذیقعدہ ۵۸ھ

---

[۱] درمختار مع الشامی نعمانیہ ص: ۵۹۳، ج: ا، کتاب الجنائز، مطلب فی کراهة صلاة الجنازة فی المسجد. هنديه كوئٹه ص ۱۶۵/ ا، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس، بحر كوئٹه ص ۱۸۶/ ۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[۲] وتقدم صلاتها (أى صلوٰة العيد) على صلاة الجنازة اذا اجتمعا وتقدم صلاة الجنازة على الخطبة وعلى سنة المغرب. الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص: ۵۵۵، ج: ا، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں نمازِ جنازہ میں عدمِ شرکت

سوال:-(۱) نمازِ جنازہ اگر مسجد میں ہو رہی ہو تو بنظرِ اصلاح جماعت سے علیحدگی ضروری ہے؟

(۲) باوجود مسئلہ بتانے کے اگر لوگ رواجاً پڑھتے ہیں تو شرکت جماعت سے اور امامت سے معذوری ظاہر کرنا ضروری ہے، کہ نہیں؟

(۳) اگر مسئلہ بتانے سے فساد کا امکان ہو تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اصلاح کی خاطر علیحدگی اختیار کرلے تو بہتر ہے۔

(۲) مسئلہ بتا کر معذوری ظاہر کردی جائے۔

(۳) محض دو چار آدمیوں کا کوئی سخت لفظ اس کو کہہ دینا تو کوئی فساد نہیں جس کی بنا پر مسئلہ بتانے سے گریز کیا جائے، واقعی فساد ہو تو سکوت کی بھی گنجائش ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۵/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۶/ ۸۷ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......ولكن في البحر قبيل الأذان عن الحلبي الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة. باب العيدين. سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص۲۷۷/ ۱، باب صلاة الجنائز، قبيل باب الشهيد، طبع دارالفكر العلمية بيروت، حلبي كبير ص۲۰۷، صلوة الجنائز، الثامن فى المتفرقات، مطبوعه لاهور.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] وفى فصول العلامي: وان علم أنه لا يتعظ ولا ينزجر بالقول ولا بالفعل ولو باعلام سلطان أوزوج أو والد له قدرة على المنع لايلزمه ولا يأثم بتركه لكن الأمر والنهي أفضل. شامي زكريا ص۵۲۶/ ۱، باب الحيض، مطلب في الأمر بالمعروف. قبيل كتاب الصلاة، نووى على مسلم ص۵۴/ ۱، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة، مطبوعه بلال ديوبند.

مسجد میں تالا لگانا اور چندہ نہ دینے کی وجہ سے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے سے روکنا

سوال:- ہمارے گاؤں میں دو پارٹیاں ہیں جس کی اکثریت ہے وہ حنفی کہلاتی ہے، جو اقلیت میں ہے اس کو وہابی کہتے ہیں، ابھی حال میں حنفی پارٹی نے مدرسہ کا چندہ نہ دینے کا الزام لگا کر وہابی پارٹی کا بائیکاٹ کر دیا ہے، اقلیت والی پارٹی میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو اکثریت والی پارٹی شریکِ جنازہ نہیں ہوئی، جب دوسرے موضع کے لوگ کفن دفن کے لئے آئے تو ان کے لئے مسجد کے دروازہ پر تالا لگا دیا تاکہ صحنِ مسجد میں نمازِ جنازہ نہ ہو، نمازِ جنازہ قبرستان میں ادا کی گئی، سوال یہ ہے کہ مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینا اور نمازِ جنازہ ادا نہ کرنے دینا، ایسا کرنے والے مسلمان گنہگار ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں نماز پڑھنا ہر مسلمان کا حق ہے، مدرسہ میں چندہ نہ دینے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، مسجد پر تالا ڈال کر نماز سے روک دینا یا مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینا، بہت بڑا ظلم ہے "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ" (الآیۃ[1]) مشرکینِ مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے، ان کے لئے یہ سخت وعید کلام پاک میں آئی ہے، ان کو اپنی حرکت سے توبہ کرنا ضروری ہے[2]

---

[1] سورة البقرة. پ۱ آیت (۱۱۴) **ترجمہ**:- اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر کئے جانے سے بندش کرے۔ (بیان القرآن)

[2] عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه أنها نزلت في مشركی العرب منعوا المسلمين من ذكر اللّٰه تعالیٰ في المسجد الحرام. روح المعانی ص: ۳۶۳، ج: ۱، مطبوعه مصطفائی دیوبند. تفسیرات احمدیه للشیخ احمد المدعو بملا جیون ص۲۷/۱، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند، تفسیر مظهری ص۱۱۵/۱، سورهٔ بقره آیت: ۱۱۴، مطبوعه ندوة المصنفین دهلی.

جو حصہ نماز کیلئے متعین ہے، جیسے اندرونی حصہ اور فرشِ مسجد جہاں گرمی کے وقت نماز پڑھی جاتی ہے نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، اس فرش سے علیحدہ اگر احاطہ اور چہار دیواری میں زائد جگہ ہوتو وہاں مکروہ نہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

نمازِ جنازہ فناء مسجد اور قبرستان میں

سوال:- مسجد سے متصل قبرستان اگر ہو اور فنائے مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا ممکن ہو تو کون سی جگہ بہتر ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فناءِ مسجد (جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی) میں نمازِ جنازہ بلا کراہت درست ہے، قبرستان میں اگر کوئی جگہ نمازِ جنازہ کیلئے تجویز شدہ ہو اس طرح کہ قبریں سامنے نہ ہوں، اور نہ درمیان میں نمازیوں کے ہوں: قال ابو حنیفة لا ینبغی ان یصلی علیٰ میت بین القبور. (طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح[۲] ص: ۳۲۶) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وتکره الصلاة علی الجنازة في مسجد جماعة عندنا. کبیری ص:۵۸۸، مطبوعه لاهور. فصل فی الجنائز، الرابع فی الصلاة علیه. عالمگیری ص:۱۶۵، ج:۱. الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، مطبوعه کوئٹه، بحر کوئٹه ص ۲/۱۸۶، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[۲] طحطاوی علی المراقی ص: ۴۹۱. کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. بدائع الصنائع ص ۲/۶۵، کتاب الصلوة، فصل سنن الدفن مطبوعه مکتبه زکریا دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۱۹۵، کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلاته، قبیل باب الشهید.

قبرستان میں نمازِ جنازہ

سوال:-کیا مقبرہ میں جب کہ قبر تقریباً دس قدم کے فاصلہ پر ہے، جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وفی البدائع وغیرها قال ابوحنیفة رحمة اللّٰه علیه لا ینبغی ان یصلی علٰی میت بین القبور وکان علی رضی اللّٰه عنه وابن عباس رضی اللّٰه عنه یکرهان ذٰلک وان صلوا اجزأهم لما روی انهم صلوا علٰی عائشة رضی اللّٰه عنها وام سلمة رضی اللّٰه عنها بین مقابر البقیع والامام ابوهریرة رضی اللّٰه عنه وفیهم ابن عمر رضی اللّٰه عنه ثم محل الکراهة اذا لم یکن عذر فان کان فلا کراهة اتفاقاً اھ۔[1] عبارت بالا سے سوال کا جواب معلوم ہوگیا۔ فقط واللّٰہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبرستان میں نمازِ جنازہ

سوال:- یہاں قبرستان کی جگہ یہاں کی کونسل نے عطا کی ہے، اس قبرستان میں صلوٰۃ الجنازہ کی سہولت کیلئے ایک قوم کے خیرخواہ فرد نے اپنے خرچ سے ایک عمارت تعمیر کردی ہے، یہ عمارت نہ کسی قبر پر تعمیر کی گئی ہے اور نہ اس کے قبلہ رو کوئی قبر واقع ہے، عمارت کے چاروں

[1] طحطاوی علی المراقی ص: ۴۹۱. کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. بدائع الصنائع ص ۲/۶۵، کتاب الصلوة، فصل سنن الدفن مطبوعه مکتبه زکریا دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۱۹۵، کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلاته، قبیل باب الشهید.

طرف دیواریں ہیں دیواروں کے چاروں طرف لوہے کی جالی ہے، باہر ہال کے چاروں طرف بیل بوٹا ہیں، اسی عمارت میں آج تک علماء نمازِ جنازہ پڑھتے آئے ہیں، لیکن اس سال ایک مولوی صاحب نے اس عمارت میں نمازِ جنازہ پڑھنے کو ناجائز قرار دیا ہے، کیونکہ کہ وہ فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنا سنت کے مطابق نہیں ہے، اس لئے براہِ کرم جلد از جلد جواب سے مطلع فرمایا جائے۔فقط

الجواب حامداًومصلیاً

نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے، کوئی عذر ہوتو دوسری بات ہے، مثلاً زور کی بارش ہو اور کہیں جگہ بھی نہ ہو، ورنہ تو مسجد میں نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے، حدیث وفقہ سے ایسا ہی ثابت ہے، درمختار میں ہے: وكرهت تحريمًا في مسجد جماعة هو اى الميت فيه وحدهٗ اومع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحدهٗ اومع بعض القوم وَالمختار الكراهة مطلقاً خلاصه بناء علٰى ان المسجد انما بُني للمكتوبة وتوابعها كنا فلة وذكر وتدريس علم وهو الموافق لاطلاق حديث ابى داؤد من صلّٰى علٰى ميّت فى المسجد فلا صلٰوة لهٗ اھ هٰذه رواية ابن ابى شيبة ورواية احمد وابى داؤد فلا شئ لهٗ وابن ماجة فليس لهٗ شيئ وروى فلا اجرلهٗ وقال ابن عبد البرهى خطأ فاحش والصحيح فلا شيئ لَهٗ اھ انما تكره فى المسجد بلا عذر فان كان فلا ومن الاعذار المطر، مطلب فى كراهة صلٰوة الجنازة فى المسجد. (ردالمحتار[۱] ص:۹۳، ۵۹۴، ج:۱، نعمانیه)

جب کہ وہاں قبرستان میں نمازِ جنازہ کیلئے مستقل تعمیر موجود ہے اور قبلہ رخ کوئی قبر بھی

---

[۱] الدرالمختار مع الشامى زكريا ص: ۲۹-۱۲۶، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى كراهة صلاة الجنازة فى المسجد. هنديه كوئٹه ص ۱۶۵/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس، بحر كوئٹه ص ۱۸۶/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

نہیں ہے، تو وہیں نمازِ جنازہ پڑھی جائے، ایسی جگہ تو فرض نماز بھی مکروہ نہیں: تکرہ الصّلٰوۃ فی المقبرۃ اھـ مراقی الفلاح. الا ان یکون فیھا موضع اعد للصّلٰوۃ لا نجاسۃ فیہ ولا قذر فیہ اھـ. (طحطاویؒ[1] ص: ۲۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۶/۸۹ھ

عیدگاہ میں نماز جنازہ

سوال: - عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے کذافی الطحطاویؒ[2] ص: ۳۲۶.

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عیدگاہ میں نماز جنازہ

سوال: - عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے خواہ عیدگاہ کے متصل کوئی جگہ ہو یا نہ ہو۔

---

[1] طحطاوی مع المراقی ص: ۲۹۰، فصل في مکروهات الصلٰوة. مطبوعه مصر. بحر کوئٹه ص۲/۳۳، بـاب مـایفسد الصلوة وما یکره فیها، شامی زکریا ص۲/۴۲۵، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب فی بیان السنة والمستحب والمندوب والمکروه وخلاف الاولیٰ.

[2] لاتکره في مسجد أعد لها، وکذا في مدرسة ومصلی عیدٍ لأنه لیس لها حکم المسجد في الأصح. طحطاوی علی المراقی، ص: ۴۹۱، کتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. البحر الرائق کوئٹه ص۲/۱۸۷، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، حلبی کبیر ص۶۱۴، فصل فی احکام المساجد، مطبوعه لاهور.

الجواب حامداً ومصلياً

راجح اور اصح قول کے مطابق عیدگاہ صرف جواز اقتداء بصورتِ عدم اتصال صفوف کے حق میں مسجد کا حکم رکھتی ہے، لہٰذا عیدگاہ میں صلوٰۃ جنازہ (مسجد کی طرح) ممنوع نہیں خواہ متصل کوئی جگہ ہو یا نہ ہو، اگر متصل شارع عام ہے، تو اس میں صلوٰۃ جنازہ مکروہ ہے، اسی طرح کسی کی زمین میں (بغیر اذن مالک) بھی مکروہ ہے، البتہ اگر کوئی جگہ جنازہ کے لئے مخصوص ہے تو اس میں پڑھنا بلا خلاف اولیٰ ہے، اسی طرح ملک غیر میں اذن مالک کے بعد **لا تكره صلوٰة الجنازة في مسجد اعدلها وكذا في مدرسة ومصلى عيد لانه ليس لها حكم المسجد في الاصح الا في جواز الاقتداء وان لم تتصل الصفوف اهـ** (طحطاوی[1] ص: ۳۴۷، ج: ۱) **تكره صلوٰة الجنائز في الشارع واراضي الناس لشغل حق العامة في الاوّل وحق المالك في الثاني اهـ** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی[2] ص: ۳۴۸) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۲۶/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۶/ ذیقعدہ ۵۸ھ

---

[1] طحطاوی ص: ۴۹۱، كتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. بحر كوئٹه ص۱۸۷/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، حلبی كبير ص ۶۱۴، فصل احكام المساجد، مطبوعه لاهور.

[2] طحطاوی ص: ۴۹۲، كتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. هنديه كوئٹه ص۱۶۵/۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، شامی زكريا ص۱۲۶/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی كراهة صلوة الجنازة فی المسجد.

عیدگاہ میں نمازِ جنازہ

سوال: - حدودِ عیدگاہ میں نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور عیدگاہ کے اندر میت رکھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہاں میت بھی رکھ سکتے ہیں اور نماز جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں، وہ من کل الوجوہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸؍۱؍۸۹ھ

ارض مغصوبہ میں نماز جنازہ

سوال: - ارض مغصوبہ میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مغصوبہ زمین میں نماز جنازہ مکروہ ہے: تکرہ صلوٰۃ الجنائز فی الشارع واراضی الناس اھـ. مراقی الفلاح[2] ص: ۳۲۷) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لاتکره في مسجد أعدّلها، وكذا في مدرسة ومصلى عيد لأنه ليس لها حكم المسجد في الأصح الا في جواز الاقتداء وان لم تتصل الصفوف. طحطاوى على المراقى ص: ۴۹۱، كتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. مطبوعه مصر. بحر كوئٹه ص۱۸۷/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، حلبى كبير ص۶۱۴، فصل احكام المساجد، مطبوعه لاهور.

[2] مراقي الفلاح على الطحطاوى ص: ۴۹۲، كتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. هنديه كوئٹه ص۱۶۵/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس، شامى زكريا ص۱۲۶/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى كراهة صلوة الجنازة فى المسجد.

کشادہ جگہ میں نمازِ جنازہ

سوال: - ہمارے وطن میں جنازہ کی نماز کے سلسلہ میں یہ اختلاف ہو رہا ہے کہ ہمارے یہاں عیدگاہ بھی موجود ہے، کچھ لوگ نمازِ عیدین عیدگاہ میں ادا کرتے ہیں اور کچھ لوگ قصبہ میں ایک مسجد ہے، اس مسجد کے سامنے مسجد سے الگ کشادہ جگہ ہے وہاں پر ہر سال عید کی نماز پڑھتے ہیں اس کشادہ جگہ میں نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کشادہ جگہ میں بھی نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۹/۹۵ھ

تعزیہ گاہ میں نماز جنازہ

سوال: - ایک شخص عاشورہ کے دن فوت ہوگیا ہے، جو نمازی اور اہل السنّت والجماعت تھا اس کے ورثاء نے جنازہ کی نماز مقررہ جنازہ گاہ میں نہیں پڑھی اور جنازہ اس مقام پر لے گئے جہاں تعزیے نکلے ہوئے تھے، اور وہاں اہل تشیع ماتم کر رہے تھے، تو بعض ان میں سے آگئے اور جنازہ میں شامل ہوگئے اور نماز جنازہ اہل السنّت والجماعت نے پڑھائی اور ورثاء یہ نیت بیان کرتے ہیں کہ وہاں مجمع کثیر تھا اسلئے وہاں لیگئے حالاں کہ شہر میں اہل السنّت والجماعت کا وعظ ہو رہا تھا، وہاں مجمع کثیر موجود تھا، اوران کو پہلے جنازہ کی اطلاع بھی

---

[۱] لا تكره في مسجد أعدلها، وكذا في مدرسة ومصلى عيد. طحطاوی علی المراقی ص: ۴۹۱، كتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. بحر كوئٹه ص۱۸۷/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، حلبی كبير ص ۴۱۲، فصل احكام المساجد، مطبوعه لاهور.

دی گئی تھی، انہوں نے کہا کہ اگر نماز جنازہ گاہ مقررہ پر پڑھیں تو ہم سب شامل ہیں لیکن تعزیہ کی طرف نہیں جاتے، چنانچہ وہ نہ گئے، اب سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے مجمع اہل السنّت والجماعت سے اہل تشنیع کو ترجیح دی ان کیلئے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

انہوں نے برا کیا ہے، اس فعل سے توبہ کرنی چاہیئے جب نماز دوسری جگہ ہوسکتی تھی، اور مجمع کثیر کی شرکت کی بھی امید قوی تھی، تو جان بوجھ کر فسق وفجور کی جگہ میں جانے کی کیا ضرورت تھی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۱/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۰/محرم ۵۷ھ

نمازِ جنازہ سنتوں سے پہلے یا بعد میں؟

سوال:- نمازِ جنازہ کو سنتوں سے پہلے ادا کیا جائے یا سنتوں کے بعد؟ **وتقدّم صلٰوتها علٰی صلوة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عيناً والجنازة كفاية وتقدم صلٰوة الجنازة علی الخطبة وعلٰی سنة المغرب وغيرها درمختارباب العيد. قوله علی الخطبة ای خطبة العيد وذٰلک لفرضيتها وسنية الخطبة كذا يقال فی سنة المغرب. قوله وغيرها كسنة الظهر والجمعة والعشاء.** (شامی ص: ۵۵۵) عبارتِ مذکورہ کا کیا مفہوم ہے اور کیا حکم نکلتا ہے؟

---

[1] ولا تركنوا الی الذين ظلموا.(الآية) سورہ ھود آیت: ۱۱۳،

ترجمہ:- اور ظالموں کی طرف مت جھکو۔ (از بیان القرآن)

الجواب حامداًومصلیاً

اصل تو یہی ہیکہ نمازِ جنازہ کوسنتوں پر مقدم کیا جاوے جیسا کہ آپنے درمختار سے نقل کیا ہے لیکن حلبی اور بحر کے حوالہ سے درمختار ہی میں ص:۵۵۶ پر یہ بھی لکھا ہے **لٰکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبی الفتویٰ علٰی تأخیر الجنازۃ عن السنۃ و اقرہ المصنف کانہ الحاق لھا بالصّلوٰۃ لٰکن فی آخر احکام دین الاشباہ ینبغی تقدیمُ الجنازۃ والکسوف حتٰی علی الفرض مالم یضق وقتہ فتأمّل**[۱] **اھ۔** لہٰذا اگر سنتیں پہلے پڑھ لیں جو کہ فرضِ عین کے تابع ہیں،اور پھر نمازِ جنازہ ادا کریں تب بھی اعتراض اور بحث کی ضرورت نہیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح:بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز جنازہ سنتوں پر مقدم ہے

سوال:- اگر بعد نماز جمعہ نماز جنازہ پڑھی جاوے تو پہلے ظہر کی سنتیں پڑھیں یا نماز جنازہ پڑھیں اس مسئلہ میں کتاب کا حوالہ دینا ضروری ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

پہلے نماز جنازہ پڑھیں سنتیں بعد میں پڑھیں: **وتقدم صلٰوۃ الجنازۃ علٰی الخطبۃ وعلٰی سنۃ المغرب وغیرھا کسنۃ الظھر والجمعۃ والعشاء اھ**(درمختار[۲] وشامی

---

[۱] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:۴۶، ج:۳، باب العیدن، مطلب فیما یترجح تقدیمہ من صلاۃ عید وجنازۃ الخ. البحر الرائق کوئٹہ ص۲۵۳/۱، کتاب الصلوۃ، قبیل باب الاذان، حلبی کبیر ص۶۰۷، کتاب الصلوۃ، فصل فی الجنائز الثامن فی المتفرقات، مطبوعہ لاھور.

[۲] شامی نعمانیہ ص:۵۵۵، ج:۱، باب العیدین، مطلب فیما یترجح تقدیمہ من صلاۃ علیہ وجنازۃ الخ. سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر ص۲۷۷/۱، باب صلوۃ الجنائز، قبیل باب الشھید، حلبی کبیر ص۶۰۷، کتاب الصلوۃ، فصل فی الجنائز الثامن فی المتفرقات، مطبوعہ لاھور.

ص: ۵۸۰، ج: ۱،) بعض نے سنتوں کی تقدیم کا حکم دیا ہے، لٰکن فی البحر الفتویٰ علٰی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ ای سنۃ الجمعۃ اھـ (شامی[۱] ص: ۵۸۰، ج: ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور

سنت وقت اور جنازہ میں ترتیب

سوال:- نمازِ جنازہ بعد جماعت سنتوں سے قبل ادا کی جائے یا بعد سنت؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں قول ہیں لہٰذا دونوں طرح درست ہے: وتقدم صلٰوۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلٰی سنۃ المغرب وغیرھا کسُنَّۃ الظھر والجمعۃ والعشاء لکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبی الفتویٰ علی تأخیر الجنازۃ عن السنۃ وأقرہ المصنف کأنہٗ الحاق لھا بالصَّلٰوۃ لکن فی آخر احکام دین الاشباہ ینبغی تقدیم الجنازۃ والکسوف حتّٰی علی الفرض مالم یضق وقتہٗ فتأمل وروی الحسن انہ یخیر فافھم. درمختار[۲] وشامی مختصراً. (باب العیدین ص: ۵۵۵، ۵۵۶، ج: ۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

---

[۱] شامی نعمانیہ باب العیدین ص: ۵۵۶، ج: ۱. البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۵۳/۱، کتاب الصلوۃ، قبیل باب الاذان.

[۲] الدر المختار مع الشامی زکریا ص: ۲۰۴، ج: ۳، مطلب فیما یترجح تقدیمہ من صلاۃ علیہ وجنازۃ الخ. فتاوی بزازیہ علی ھامش الھندیہ ص ۷۹/۴، کتاب الصلوۃ، فصل الخامس والعشرون فی الجنائز، مطبوعہ کوئٹہ، حلبی کبیر ص ۶۰۷، فصل فی صلوۃ الجنائز، الثامن فی مسائل متفرقۃ من الجنائز، مطبوعہ لاھور.

نماز عید و جنازہ میں ترتیب

سوال:-عید کے دن اگر جنازہ آجائے تو نماز عید و جنازہ وخطبہ میں کیا ترتیب رکھنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وتقدم صلاتها (ای صلاة العید) علٰی صلاة الجنازة اذا اجتمعا لانه واجب عینًا والجنازة کفایة وتقدم صلٰوة الجنازة علٰی الخطبة ای خطبة العید وذٰلک لفرضیتها وسنیة الخطبة اھ. (درمختار وشامی ص:۸۶۵، ج:۱) اس سے معلوم ہوا کہ اول نماز عید ہوگی پھر نماز جنازہ پھر خطبۂ عید[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

متعدد جنازوں کی نماز اکٹھی

سوال:- تین جنازے ہیں ان میں سے دو مذکر ہیں، مگر ایک بچہ ہے، اور دو جوان یا ادھیڑ عمر کے، تو اگر کوئی تینوں کی اکٹھی جنازے کی نماز پڑھادے تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟ کیا اس صورت میں جنازہ کی نماز ہوجاوے گی؟ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک جوان مرد ہے، اور ایک جوان عورت ہے، ان دونوں کی اگر ایک ہی جگہ جنازہ کی نماز پڑھادی جائے تو کیا نماز ہوجاوے گی، یا دونوں کی الگ الگ پڑھاویں۔

---

[۱] شامی نعمانیه ص:۵۵۵، ج:۱، مطبوعه زکریا ص:۴۶، ج:۳، باب العیدین. مطلب فیما یترجح تقدیمه من صلاة علیه وجنازة الخ. سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ص۱/۲۷۷، باب صلوة الجنائز، قبیل باب الشهید، حلبی کبیر ص۲۰۷، کتاب الصلوة، فصل فی الجنائز الثامن فی المتفرقات، مطبوعه لاهور.

الجواب حامداً ومصلياً

افضل طریقہ یہ ہے کہ سب کی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھائی جائے لیکن اگر سب کی ایک ساتھ میں پڑھادی گئی تب بھی بلاشبہ ادا ہوجاوے گی۔ و اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصّلٰوۃ اولٰی اھ تنویر[۱]. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۴/۸۸ھ

نمازِ جنازہ متعدد دفعہ

سوال:- جنازہ کی نماز دو دفعہ یا تین دفعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

جنازہ کی نماز ایک دفعہ ہے اس سے زائد نہیں[۲]۔ ہاں اگر ولی جنازہ نے ابھی نماز نہیں پڑھی بلکہ کسی اور نے پڑھ لی ہے، پھر ولی پڑھنا چاہے تو اس کو اجازت ہے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص:۵۸۸، ۵۸۹، ج:۱، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب فى بيان من هو احق بالصلاة على الميت. طحطاوى على المراقى ص۴۸۸، كتاب الصلوة، باب الجنائز فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص۲۷۷/۱، باب صلوة الجنائز قبيل باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] ولا يصلى على ميت الا مرة واحدة، والتنفل بصلاة الجنازة غير مشروع كذا في الايضاح. عالمگيرى ص:۱۶۳، ج:۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت. طحطاوى على المراقى ص۴۸۷، كتاب الصلوة، احكام الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر، كذا فى الدرالمختار مع الشامى ص۱۲۴/۳، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، مطلب تعظيم اولى الامر واجب، مطبوعه مكتبه زكريا ديوبند. (حاشیہ نمبر۳ اگلے صفحہ پر)

نمازِ جنازہ مکرر

سوال:-ایک جنازہ کی نماز باجماعت دوبارہ ہوسکتی ہے یانہیں؟اس میں کچھ نئے لوگ اور کچھ پرانے بھی شامل ہوسکتے ہیں یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

نمازِ جنازہ اگرولی کی اجازت کے بغیر پڑھ لی گئی تو ولی کو دوبارہ پڑھنا درست ہے،اور اس میں نئے لوگ شریک ہوسکتے ہیں،اور جولوگ پہلے پڑھ چکے ہیں وہ نہ شریک ہوں: **فــان صلّٰی غیرہٗ ای غیر من لہٗ حق التقدم اعادھا ان شاء ولایعیدُ معه من صلّی مع غیره الخ کذا فی مراقی الفلاح ص:۴۸۶، مصری**[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نمازِ جنازہ مکرر

سوال:-میت کی نمازاداکرنے کے کچھ دیربعد تین چارشخص اورآگئےتوانکے لئے میت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] فـان صـلـی غیـره (أی الـولي) ممن لیس له حق التقدم. (علی الولي) ولم یتابعه الولي أعاد الولي، ان شاء. الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۵۹۱، ۵۹۲، ج: ۱، ص:۱۲۳، ج:۳، باب صلا ۃ الـجنازۃ. مـطـلـب تـعـظیم اولی الامر واجب. مطبوعه زکریا دیـوبند، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۴۸۷، باب احکام الجنائز السلطان احق بصلوته، مطبوعه مصر، البحرالرائق کوئٹه ص ۲/۱۸۱، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص:۴۸۷، کتاب الجنائز، السلطان احق بـصـلاتـه، مـطـبـوعـه مـصر. مجمع الانهر ص ۱/۲۶۹، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنائز، تـحـت فـصـل، فتـاوی الهـنـدیـه ص۱/۲۶۳، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الـجـنـائـز، الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص۱۲۳، باب صلوۃ الجنائز، مطلب تعظیم اولی الامر واجب.

کی نماز دوبارہ پڑھنے کیلئے علماءِ دین کیا حکم فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ولی نے اول نمازِ جنازہ پڑھی ہے یا اس کی اجازت سے پڑھی گئی ہے تو پھر اور کو دوبارہ پڑھنا درست نہیں ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۵/۹/۶۲ھ

نماز جنازہ کے وضو سے فرض نماز

سوال:-نماز جنازہ پڑھ کراس کے وضوء سے نماز ظہر یا عصر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں قرآن وحدیث سے تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز جنازہ کیلئے وضو کر کے اس سے ظہر وعصر پڑھنا درست ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وان صلّٰی هو (أي الولي) بحق لا يصلى غيره بعده. الدر المختار على الشامى نعمانيه ص:۵۹۲، ج:۱، كتاب الجنائز، مطلب تعظيم اولى الامر واجب، وفي المراقى ص:۴۸۷، لأن التنفل بها غير مشروع، كما لا يصلى أحد عليها بعده وان صلى وحده اهـ. كتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر. البحر الرائق كوئٹه ص ۱۸۱/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[۲] عن بريدةؓ كان النبى صلى الله عليه وسلم يتوضأ لكل صلاة، فلما كان عام الفتح صلى الصلوات كلها بوضوءٍ واحد، ......(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نمازِ جنازہ بلا وضو

سوال:- جنازہ کی نماز امام نے بلا طہارت پڑھا دی تو اس صورت میں مقتدیوں کی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جنازہ کی نماز امام نے بلا وضو پڑھا دی تو صحیح نہیں ہوگی، نہ امام کی نہ اسکے مقتدیوں کی[۱]۔ اگر دفن کر دیا گیا ہے تو قبر پر پڑھ لی جاوے جب تک میت کے پھٹنے کا غالب گمان نہ ہو ورنہ استغفار کیا جائے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......قال الترمذی: والعمل علی هذا عند أهل العلم أنه یصلی الصلوات بوضوءٍ واحدٍ. مالم یحدث. ترمذی ص: ۱۰، ج: ۱ کتاب الطهارة. باب ما جاء أنه یصلی الصلوات بوضوءٍ واحدٍ. مطبوعه رشیدیه دهلی، نووی علی مسلم ص۱۳۵/ ۱، کتاب الطهارة، باب جواز الصلوات کلها بوضوء واحد، مکتبه بلال دیوبند، شامی زکریا ص۱۹۲/ ۱، کتاب الطهارة، مطلب فی اعتبارات المرکب التام.

ترجمہ :-حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا وضو کرتے تھے، لیکن فتح مکہ کے سال تمام نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں۔

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] فلو أمّ بلاطهارةٍ والقوم بها أعیدت، لأنه لا صحّة لها بدون الطهارة، واذا لم تصح صلاة الامام لم تصح صلاة القوم. الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص: ۵۸۲، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی صلاة الجنازة. البحرالرائق کوئٹه ص۱۷۹/ ۲، کتاب الجنائز، فصل السطان احق بصلاته، طحطاوی علی المراقی ص ۳۷۹، باب الجنائز فصل الصلوة علی المیت، فرض کفایة، مطبوعه مصر. (حاشیہ نمبر۲ اگلے صفحہ پر)

نماز جنازہ میں کچھ لوگوں کا محض تماشا بینوں کی طرح کھڑے رہنا

سوال:- جنازہ کے ساتھ پچاس ساٹھ آدمیوں کا مجمع ہے، لیکن صلوٰۃ جنازہ ادا کرنے کے وقت صرف دس پندرہ آدمی نماز پڑھتے ہیں اور باقی مثل تماشا بینوں کے کھڑے رہتے ہیں یہ بقیہ لوگ مسلمان تارک فرض کفایہ ہوں گے یا نہیں اور ان پر کچھ گناہ ہوگا یا نہیں حالانکہ کوئی عذر مانع شرکت نماز سے بھی نہیں۔ کراہت وغیرہ مفصل ومبرہن فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب کچھ لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو فرض کفایہ ہونے کی وجہ سے سب کے ذمہ سے ساقط ہوگئی لیکن ثواب صرف ان کو ملا کہ جنہوں نے نماز پڑھی نماز پڑھتے وقت باقی لوگوں کا تماشہ بینوں کی طرح کھڑے رہنا اور نماز میں شریک نہ ہونا انتہائی بے حسی اور بے مروتی ہے، حقوق میت اور احترام نماز دونوں کے خلاف ہے۔ **والصلوٰۃ علیہ ای علی المیت فرض کفایۃ بالاجماع اھ** (درمختار[1] ص:۶۰۶، ج:۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] وان دفن بغیر صلاۃ صلی علی قبرہ مالم یغلب علی الظن تفسخہ، الدر المختار علی الشامی نعمانیہ ص:۵۹۳، ۵۹۲، ج:۱، قبیل مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد. باب صلاۃ الجنازۃ فی المسجد. فتاوی الہندیہ ص:۱۶۵، ج:۱، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت، مطبوعہ کوئٹہ، حلبی کبیر ص۵۸۳، فصل فی الجنائز الرابع فی الصلوۃ علیہ، مطبوعہ لاھور.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] در مختار مع الشامی نعمانیہ ص:۵۸۱، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ. مطلب فی صلاۃ الجنازۃ. طحطاوی علی المراقی ص۳۷۷، احکام الجنائز، فصل الصلوۃ علی المیت فرض کفایۃ، مطبوعہ مصر، فتاوی الہندیہ ص۱۶۲/۱، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت، مطبوعہ کوئٹہ.

خنثی بچہ کی نماز جنازہ

سوال:- اگر کوئی لڑکا زندہ پیدا ہوا اور اس کے پاخانے پیشاب کی راہ بالکل نہ ہوتو اس پر نماز جنازہ لڑکی کی یا لڑکے کی کس کی پڑھی جاوے گی۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے بچہ پر لڑکی کے احکام جاری ہونگے بغیر ان چند مخصوص احکام کے جن کو اشباہ ص:۲۴۴، میں نقل کیا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہجڑے کے جنازہ کی نماز

سوال:- خصی مردوں یعنی ہجڑوں کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے اگر چہ وہ اپنے فعل کی وجہ سے سخت گنہگار رہیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وحاصله أنه كالأنثى في جميع الأحكام الا في مسائل لا يلبس حريرا ولاذهبا ولا فضة ولايتزوج من رجل ولايقف في صف النساء ولاحد بقذفه ولا يخلو بامرأة ولا يقع عتق وطلاق علقا على ولادتها انثى به ولايدخل تحت قوله كل أمة. الأشباه والنظائر ص:۱۷۷، أحكام الخنثى من الفن الثاني وهو فن الفوائد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى.

[۲] لقوله صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر بيهقى ص: ۱۹، ج:۴، كتاب الجنائز، باب الصلوة على من قتل نفسه غير مستحل لقتلها، دار المعرفة بيروت، وأبو داؤد بمعناه. ص۳۴۳/۱، كتاب الجهاد، باب فى الغزو مع ائمة الجور. سعد بكڈپو ديوبند، طحطاوى مصرى ص۳۷۷، باب صلاة الجنائز، فصل فى الصلاة عليه.

زانیہ اور ولد الزنا کی نماز جنازہ

سوال:- ایک عورت کو زنا کا حمل قرار دیا گیا اور ولادت کے دو دن بعد زچہ بچہ دونوں کا انتقال ہو گیا تو ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے، یا نہیں؟ کیونکہ زانی اور زانیہ کو سنگسار کرنا فرمایا گیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں کی جنازہ کی نماز لازم ہے، سنگسار کرنے کا حکم مستقل ہے، اس سے نماز جنازہ ساقط نہیں ہوتی[1] اور ایسے بچہ کو تو سنگسار کرنے کا بھی حکم نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زانیہ اور ولد زنا کے احکام

سوال:- کسی انقلاب کی وجہ سے مسلمان کی بالغ لڑکی کافر کے ہاتھ میں قید ہو گئی ہے،

---

[1] عن عمر بن یحیی قال صلی رسول الله ﷺ علی ولد الزنا وأمه ماتت فی نفاسها (مصنف ابن عبدالرزاق ص ۵۳۴/۳، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی ولد الزنا والمرجوم، مجلس علمی ڈابھیل گجرات) لقوله صلی الله علیه وسلم: صلوا علی کل بروفاجر. طحطاوی علی المراقی ص:۴۷۷، باب صلاة الجنائز، فصل فی الصلاة علیه مطبوعه مصر، بیهقی ص ۱۹، ج:۴، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی من قتل نفسه غیر مستحل لقتلها، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، وأبوداؤد ص: ۳۴۳، ج:۱، کتاب الجهاد، باب فی الغزو مع ائمة الجور، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

[2] وفیه لاترجم الحبلی حتی تضع سواء کان حملها من زنا او غیره وهذا مجمع علیه لئلا یقتل جنینها (نووی علی مسلم ص۶۸/۲، کتاب الحدود، باب حد الزناء، مکتبه بلال دیوبند.

یہاں تک کہ مسلمہ عورت سے کافر کے بچے تولد ہوئے پھر بحکم خداوند فعال لما یرید کافر کی قید سے چھوٹ گئی اور وہ بچے جو کافر کے نطفہ سے تولد ہوئے اسی عورت کے ساتھ مسلمانوں کے پاس آئے چونکہ وہ بچے اب تک نابالغ ہیں اسلئے یہ امر دریافت طلب ہے کہ وہ بچے ماں کے تابع ہوکر مسلمان ہو جائیں گے یا نہیں اگر وہ بچے مر جائیں تو صلوٰۃ جنازہ ان پر پڑھی جائیگی یا نہیں؟ اور بچوں کی حفاظت اور نان نفقہ ماں کے ذمہ ضروری ہے، یا نہیں یا اور دیگر مسلمانوں پر بھی ضروری ہے، یا ان بچوں کو کافر کے زنا سے ہونے کی وجہ سے تحقیراً قتل کر دیا جائے اگر ماں کا ترکہ مال ہو اس میں وہ بچے میراث کے مستحق ہوں گے یا نہیں؟ نیز بتلایئے کہ عام ولد زنا جو کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوں ان کے کیا احکام ہیں آیا ان کا گلا گھونٹ کر مار دیئے جائیں یا ان کی پرورش ضروری ہے، اور وہ عورت مسلمہ جس کو کافروں نے زبردستی سے لیجا کر مدتوں اپنے پاس رکھا اور زنا کیا اسکا کیا حکم ہے آیا مسلمانوں کے ہاتھ اس کا ازدواجی تعلق پیدا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ بچے مسلمان ہیں ان پر صلوٰۃ جنازہ پڑھی جاوے گی، الّا یہ کہ بڑے ہوکر کفر اختیار کریں، ''**والعیاذ باللہ**'' ماں کے ذمہ حفاظت اور پرورش ضروری ہے ان بچوں کو قتل کرنا حرام ہے، ماں کے مرنے پر وہ بچے میراث کے مستحق ہوں گے، بصورت فراش کسی بچے کو ولد زنا قرار دینا بلا وجہ شرعی حرام ہے اور اس طرح ولد الزنا نہیں ہوتا، اگر کوئی اس کو ولد الزنا کہے تو وہ واجب التعزیر ہے[1]، اول اس کے ولد الزنا ہونے پر دلیل شرعی قائم کی جاوے پھر تحریر کیا جاوے کہ اس کے کون سے احکام کو دریافت کرنا مطلوب ہے، گلا گھونٹ کر مارنا بہر صورت

[1] (یاولد الحرام) وفی البحر فینبغی التعزیر بہ لانہ فی العرف بمعنی یا ولد الزنا فعلی ھذا لا فرق بینہ وبین یا حرام زادہ (مجمع الانہر ص ۲/۳۷۴، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ بحر کوئٹہ ص ۵/۴۲، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، الدر مع الشامی زکریا ص ۶/۱۱۹، کتاب الحدود، باب التعزیر)

حرام ہے[۱] خواہ وہ بچہ ثابت النسب ہو خواہ نہ ہو بلکہ پرورش ضروری ہے، اس زنا کی وجہ سے وہ شوہر پر حرام نہیں ہوگی بلکہ اس سے ازدواجی تعلق درست ہے۔

والولد يتبع خير الابوين دينًا ان اتحدت الدار اھ درمختار. الصغير تبع لابويه او احدهما فى الدين فان انعدما فلذى اليد فان عدمت فللدار ويستوى فيما قلنا ان يكون عاقلاً اوغير عاقل لانه قبل البلوغ تبع لابويه فى الدين مالم يصف الاسلام اھ.(شامى[۲] ص:٤٦٧، جلد٢)

تجبرالام على الحضانة اذا لم يكن لها زوج اھ. (شامى[۳] ص:١٠٤٨، ج:٢)

جاز نكاح من رأها تزنى واما قوله تعالىٰ الزانية لا ينكحها الازان فمنسوخ بآية فانكحوا ما طاب لكم من النساء اھ. (درمختار[۴] ص:٤٧٩، ج: ٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۵/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۵/۶۴ھ

۱؎ واعلم ان قتل النفس لغير حق من اكبر الكبائر بعد الكفر بالله تعالىٰ (شامى زكريا ص١٥٧/١٠، كتاب الجنايات، الجوهرة النيرة ص١٦٧/٢، كتاب الجنايات، مطبوعه مكتبه نعمانيه ديوبند، "عن انس بن مالك رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال اكبر الكبائر الاشراك بالله، وقتل النفس وعقوق الوالدين وقول الزور او قال شهادة الزور، بخارى شريف ص١٠١٥/٢، كتاب الديات، باب قول الله ومن احياها، مكتبه اشرفيه ديوبند.

۲؎ شامى نعمانيه ٣٩٤/٢، فى باب نكاح الكافر. مطلب اَلْوَلَدُ يتبع خيرا لأبوين دينا. بحر كوئٹه ص٢٠٩/٣، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، فتاوى الهنديه ص٣٣٩/١، كتاب النكاح، الباب العاشر، فى نكاح الكفار، مطبوعه كوئٹه.

۳؎ شامى نعمانيه ص:٦٣٦، ج:٢، في الحضانة. وكذا ص: ٦٧٥، ج:٢ فى النفقة، بحر كوئٹه ص١٦٦/٤، كتاب الطلاق، باب الحضانة، منحة الخالق على البحر كوئٹه ص١٦٦/٤، باب الحضانة، فتاوى الهنديه ص١٥٤/١، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر فى الحضانة.

۴؎ درمختار مع الشامى نعمانيه ص:٢٩٢، ج:٢، مطلب فيما لو زوّج المولى أمته. فصل في المحرمات. كتاب النكاح. فتاوى الهنديه كوئٹه ص٢٨١/١، كتاب النكاح، القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير، بحر كوئٹه ص١٠٧/٣، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات.

کنواری کے بچہ پر نماز جنازہ

سوال:- ایک بغیر شوہر والی عورت کنواری کے بچہ پیدا ہوا اور امام مسجد نے اس بچہ کی نماز نہیں پڑھائی اور اس بچہ کو اسی طرح سے دفن کر دیا گیا یہ ٹھیک ہوا کہ نہیں اور امام صاحب کی بابت کیا حکم ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تھا تو اس کو بلا نماز دفن کر دینا چاہئے اور اگر زندہ پیدا ہوا تھا تو اس کے جنازہ کی نماز ضروری ہے[1]۔ اگر امام صاحب کو مسئلہ معلوم نہیں تھا، یا اسی طرح معلوم تھا، جس طرح کیا تو وہ ایک درجہ میں معذور ہیں اور اگر باوجود صحیح طور پر مسئلہ معلوم ہونے کے پھر انہوں نے ایسا کیا تو انہیں اپنے فعل سے توبہ کرنا ضروری ہے اور اس پر نماز نہ پڑھنے سے سب لوگ گنہ گار ہوئے کیونکہ صلوٰۃ جنازہ فرض کفایہ ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۳/۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۶/ربیع الاول ۵۶ھ

---

[1] قال في التنوير: ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ان استهل والاّ غسل وسمى وأدرج في خرقة ودفن ولم يصل عليه. شامی نعمانیه ص: ۵۹۴، ۵۹۵، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلانا فی المسجد الخ. مجمع الانهر ص ۲۷۳/۱، کتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، طحطاوی مع المراقی ص ۳۹۲، باب احکام الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر.

[2] وصلاته فرض كفاية، أى ان أدّى البعض سقط عن الباقين وان لم يؤد أحد يأثم الجميع. كذا في شرح الوقاية ص: ۲۰۶، ج: ۱. باب الجنائز، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. طحطاوی علی المراقی ص ۳۷۷، باب احکام الجنائز، فصل الصلوة علی المیت فرض کفایة، مطبوعه مصر، هندیه کوئٹه ص ۱۶۲/۱، کتاب الصلوة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس.

جو بچہ مرا ہوا پیدا ہو اس پر صلوٰۃِ جنازہ نہیں

سوال:-مسماۃ ہندہ کے مرا ہوا بچہ پیدا ہوا لیکن آنول نہیں نکلی ،جس کے باعث ہندہ کا بھی انتقال ہو گیا بچہ کی ناف نہیں کٹی تھی ،لہٰذا زچہ اور بچہ دونوں کو ایک ہی کفن وقبر میں دفن کر دیا گیا دونوں ران کے بیچ میں بچہ کو رکھ دیا گیا تھا، ایسا کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو کر دیا سو کر دیا اس کی کوئی اصلاح نہ کریں[1]،بہتر یہ تھا، کہ ناف کاٹ کر بچہ کو علیحدہ دفن کیا جاتا، وہ مرا ہوا پیدا ہوا تھا اس کی جنازہ کی نماز بھی نہیں تھی[2]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند دیو بند ۲/۷ /۹۴ھ

مردہ بچہ کی نمازِ جنازہ کا حکم ائمہ اربعہ کے نزدیک

سوال:-ان بعضٍ الاخوان غیر الھند ارسل الیَّ خطّاً ومضمونہ ھٰکذا ما

---

[1] فلو وضع لغير القبلة او على يساره ثم تذكروا، قال الامام ان كان بعد تسريج اللبن قبل ان ينهال التراب عليه از الوا ذلك ووجه اليها على يمينه وان اهالوا التراب لاينبش القبر لان ذلك سنة والنبش حرام، طحطاوى مع المراقى ص۲۰۵، باب احكام الجنائز، فصل فى حملها ودفنها، مطبوعه مصر، بحر كوئٹه ص۱۹۴، كتاب الجنائز، فصل السلطان ادحق بصلاته شامى زكريا ص۱۴۱/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فى دفن الميت.

[2] في التنوير ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ان استهل وإلاَّ غسل وسمى وأدرج في خرقة ودفن ولم يصلّ عليه. شامى مع الدر نعمانيه ص:۵۹۴،۵۹۵، ج:۱، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلانا فى المسجد الخ. بحر كوئٹه ص۱۸۸/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مجمع الانهر ص۲۷۳/۱، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

حکم السقط الذی ولد میتًا بشھر أو بعدھا لم یستھل ولم یبکیٔ ولم تظھر امارۃ الحیٰوۃ ماذا حکمہ فی ھٰذہٖ المسئلۃ فی المذاھب الاربعۃ ھل یصلی ام لا؟ وان صلّٰی علیہ احد یجوز ذٰلک ام لا؟ ارجو من حضرتکم الشریفۃ جوابًا شافیًا کافیًا. عباس کیرانوی

الجواب حامداً ومصلیاً

لایصلّی علیہ عند الاحناف کذا فی الدر المختار ومن ولد فمات یُغسل ویصلّٰی علیہ ان استھل ای وجد منہ مایدل علٰی حیٰوتہٖ بعد خروج اکثرہٖ والا یستھل غُسل وسمی وادرج فی خرقۃ ولم یصل علیہ اھ[1] وعند الامام احمد رحمۃ اللّٰہ تعالٰی صلّی علیہ اذا خرج میتًا واتٰی علیہ اربعۃ اشھر وَالامام مالکؒ مع الامام ابی حنیفۃ فی ذٰلک ای لا یصلّٰی علیہ. والامام الشافعیؒ فیہ قولان کالمذھبین المذکورین کذا فی الشرح الکبیر علٰی متن المقنع. فقط واللّٰہ تعالٰی اعلم.

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دَارُالعلوم دیوبند ۱۶/ ۲/ ۹۰ھ

ترجمہ سوال وجواب

سوال:- غیر ہندوستانی میں سے کچھ احباب نے میرے پاس ایک خط بھیجا ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ کیا حکم ہے اس بچے کا جو مرا ہوا پیدا ہوا ہو، ایک مہینہ یا اس سے زیادہ پیٹ میں رہا ہو، نہ چلایا ہو اور نہ رویا ہو، اور نہ زندگی کی کوئی علامت ظاہر ہو، ائمہ اربعہ کے نزدیک اس مسئلے کا کیا حکم ہے، آیا نماز ادا کی جائے گی، یا نہیں۔

اگر اس بچے پر نماز پڑھے ادا ہوگی یا نہیں، میں آپ حضرات سے تشفی بخش جواب کی امید کرتا ہوں۔ فقط عباس کیرانوی۔

الجواب:- اس پر احناف کے نزدیک نماز نہیں پڑھی جائے گی، ایسے ہی درمختار میں ہے، اور جو بچہ پیدا ہوا اور مر جائے اس کو غسل دیا جائے گا، اور اس پر نماز پڑھی جائے گی، اگر وہ چلائے یعنی اس کا اکثر حصہ نکلنے کے بعد کوئی ایسی چیز پائی جائے جو اس کی زندگی پر دلالت کرے، اور اگر نہ چلائے تو غسل دیا جائے گا، اور نام رکھا جائے گا، اور کپڑے کے ٹکڑے میں ڈال دیا جائے گا، نماز نہیں پڑھی جائے گی، اور امام احمدؒ کے نزدیک نماز ادا کی جائے گی جب مردہ نکلے درانحالیکہ اس پر چار مہینے پیٹ میں گذرے ہوں اور امام مالکؒ امام صاحب کے ساتھ ہیں یعنی نماز نہیں ادا کی جائے گی، اور امام شافعیؒ کے اس میں دو قول ہیں، مذکورہ دونوں مذہب کی طرح۔

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کافر نے اپنا چھوٹا بچہ مسلمان کو دیدیا اس پر صلوٰۃ جنازہ

سوال:- ماقولکم ایہا العلماء الکرام اندرینکہ کافرے دختر صغیرہ شیرخوار را بمسلمانے ہبۃً حوالہ نمود ودعویٰ بالکلیہ ترک کرد، ومسلمان صغیرہ را مانند فرزند خود از شیر گاؤ پرورش کردہ گرفت قضارا صغیرہ وفات نمود پس دریں صورت فطرۃ وتبعیت یدرا ملاحظہ نمودہ نماز جنازہ بر دختر صغیرہ موصوفہ گذاردہ شود یا نہ بینوا توجروا۔

الجواب:- درصورت مذکورہ چوں کافر دختر صغیرہ را حوالہ مسلمان نمود ودعوی بالکلیہ ترک نمود ومسلمان مانند فرزند خود دختر صغیرہ را پرورش می کند پس بنظر فطرت وتبعیت ید نماز جنازہ بر دختر صغیرہ گذاردہ شود: کما یفهم من کتب الفقه والحدیث، فی الهندیة والصبی اذا وقع فی یدالمسلم من الجند فی دار الحرب وحده ومات هناک صلی علیه تبعًا لصاحب الید کذا فی المحیط وفیها وان سبی وحده غسل وصلی علیه کذا فی الزاهدی وفی الدر المختار ولو سبی بدونه فهو مسلم تبعا للدار اوللسابی الخ فی الشامیة تحت قوله للدار ان کان السابی ذمیا اوللسابی ان کان مسلمًا کذا فی شرح المنیة وفی الطحطاوی فان وقع فی سهمه صبی من الغنیمة فی دار الحرب فمات یصلی علیه ویجعل مسلمًا تبعًا لصاحب الید وفی الحدیث

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] درمختار مع الشامی ص: ۵۹۵، ج: ۱، مکتبہ نعمانیہ، کتاب الجنائز۔
مجمع الانہر ص ۲۷۳/۱، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنائز، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔، بحر کوئٹہ ص ۱۸۸/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاتہ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) **ترجمہ سوال وجواب**

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے متعلق کہ ایک کافر نے اپنی چھوٹی شیرخوار لڑکی ایک مسلمان کو ہبہ کردی اور بالکلیہ دعویٰ چھوڑ دیا اور اس مسلمان نے اس بچی کو اپنے بچے کی طرح گائے کے دودھ سے پرورش کی اور اتفاق سے اس بچی کی وفات ہوگئی پس اس صورت میں فطرت اور قبضے کے تابع ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے نماز جنازہ مذکورہ چھوٹی لڑکی پر ادا کی جائے گی یا نہیں۔ (ترجمہ الجواب اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

الشریف عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وصحبہ وسلم کل مولود یولد علی الفطرۃ. (الحدیث) حررہٗ العبد الا واہ شیخ احمد حماہ مولاہ.

الجواب حامداًومصلیاً

درصورت مسئولہ معنی تبعیت ید شرعاً متحقق نہ شدہ زیرا کہ مراد از تبعیت ید این است کہ آنکس کہ ایں دختر صغیرہ بدست اواست مالک ایں دختر بود وملکیت دریں صورت یافتہ نمی شود زیرا کہ انسان عام از ینکہ مومن بود یا کافر باعتبار اصل خود حراست وملک برحر ثابت نشود الا برطریق مشروع وہبۂ حر باطل است پس قبضۂ آنکس برایں دختر شرعاً قبضۂ مالکانہ نخواہد بود آرے اگر امام مسلمین جہاد کند وکفار را بہ طریق غنیمت گرفتار نمودہ درغازیان تقسیم کند بعد از تقسیم ہرکس مالک سہم خود خواہد شد پس اگر بایں طور صغیرے درقبضہ کسے درآید وبمیرد برآن صغیر نماز جنازہ گزاردہ خواہد شد بہ تبعیت ید وہم چنیں است اگر از کسے خرید کند وغیرہ وغیرہ (قال

(ترجمہ صفحہ گذشتہ) **الجواب**:-صورت مذکورہ میں جب کافر نے چھوٹی لڑکی کو مسلمان کے حوالے کردیا اور بالکلیہ دعویٰ چھوڑ دیا اور مسلمان نے اس چھوٹی لڑکی کی اپنے بیٹے کی طرح پرورش کی پس فطرت اور قبضہ کے تابع ہونے کو دیکھتے ہوئے نماز جنازہ چھوٹی لڑکی پر ادا کی جائے گی، جیسا کہ کتب فقہ وحدیث سے سمجھا جاتا ہے، فی الھندیۃ الخ ۔فقط حررہ العبد الأ واہ شیخ احمد حماہ مولاہ۔

(ترجمہ صفحہ ھذا)

ترجمۃ الجواب حامدا ومصلیا:-صورت مسئولہ میں شرعاً تبعیت ید کے معنی متحقق نہیں ہیں کیونکہ تبعیت ید کا مطلب یہ ہے کہ یہ چھوٹی لڑکی جس شخص کے قبضے میں ہے وہ اس لڑکی کا مالک ہو۔اور ملکیت اس صورت میں پائی نہیں جارہی ہے کیونکہ انسان خواہ مومن ہو یا کافر اپنی اصل کے اعتبار سے آزاد ہے، اور ملکیت آزاد پر ثابت نہیں ہوتی ہے، مگر شرعی طریقے سے اور آزاد کا ہبہ باطل ہے، پس اس شخص کا اس لڑکی پر شرعاً قبضۂ مالکانہ نہیں ہوگا۔البتہ اگر مسلمانوں کا امام جہاد کرے اور کفار کو غنیمت کے طریقے پر گرفتار کرکے غازیوں میں تقسیم کردے اب تقسیم کے بعد ہر شخص اپنے حصے کا مالک ہوگا، پس اگر اس طور پر کوئی بچہ کسی کے قبضے میں آئے اور مرجائے تو اس پر باعتبار تبعیت ید نماز جنازہ ادا کی جائیگی، اور نیز یہی حکم ہے کہ اگر کسی شخص سے خرید کرے وغیرہ وغیرہ۔

الطحطاوی[۱] ص: ۳۵۰، نقلاً عن الفتح فان من وقع فی سهمه صبی من الغنیمة فی دار الحرب فمات یصلی علیه ویجعل مسلماً تبعًا لصاحب الید الخ كذا فی البحر[۲] الرائق ص: ۱۹۰، ج: ۲)

ومراد از عبارت ہندیہ نیز ہمیں است زیرا کہ جند اسلام چون در دار الحرب بود و بر چیزے از اموال اہل الحرب استیلاء یابد مالک شود و بعد سبی نیز ید شرعی متحقق شود: هٰكذا یفهم من غنیة المستملی[۳] شرح منیة المصلی، والدرالمختار[۴] ورد المحتار وعبارت طحطاوی وبحر ص: ۱۸۹، ۱۹۰، ج: ۱، اصرح عبارت است فالعجیب من المجیب الفاضل انه کیف ذهل عن معنی الید الشرعی وحمل عبارة کلها علٰی المعنی اللغوی قال الشیخ ابن عابدین بعد بحث طویل وحاصله انه انما یحکم باسلامه بالاخراج الٰی دار الاسلام تبعا للدار او بالملک بقسمة او بیع من الامام تبعاً للمالک لو مسلمًا او للغانمین لو ذمیًا اهـ. (شامی)[۵]

ترجمہ متن:- اور ہندیہ کی عبارت کا مطلب بھی یہی ہے کیونکہ اسلام کا لشکر جب دار الحرب میں ہو اور اہل حرب کے مالوں میں سے کسی چیز پر غلبہ پالے تو مالک ہو جاتا ہے اور قید کے بعد بھی شرعی قبضہ متحقق ہو جاتا ہے اور یہی سمجھا جاتا ہے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی اور درمختار اور ردالمحتار اور طحطاوی کی عبارت سے اور بحر کی عبارت زیادہ صریح ہے، پس فاضل مجیب پر تعجب ہے کہ وہ کیسے ید شرعی کے معنی سے ذھول کر گئے اور انہوں نے ان سب کی عبارت کو معنی لغوی پر محمول کیا چنانچہ شیخ ابن عابدین ایک طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے أنه انما یحکم باسلامه الخ

[۱] طحطاوی مصری ص: ۴۹۵، باب صلاة الجنائز، السلطان احق بصلاته.

[۲] البحر الرائق ص: ۲/۱۹۰، کتاب الجنائز، السلطان احق بصلاته. مطبوعه کوئٹه.

[۳] کبیری ص: ۵۴۷، فصل فی الجنائز، الرابع الصلاة علی المیت، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[۴] الدرالمختار مع الشامی زکریا، ص: ۳۳-۱۳۲، ج: ۳، ص: ۴۹۵، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلانا فی المسجد الخ.

[۵] شامی زکریا ص: ۱۳۳، ج۳، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلانا فی المسجد الخ.

پس درصورت مسئولہ صبی از اسباب مذکورہ یافتہ نشد من اشتریٰ رقیقا من الصغار فی دار الحرب فمن مات فیها منهم فلا یصلی علیه کذا فی الغیاثیة وفی الید کصبی سبی مع ابویه لا یصلی علیه لانه تبع له الخ شرح سیر کبیر[1]، باوجود ابوین صغیر تابع کسے نخواہد شد بل بہ تبعیت ابوین احکام کفار براو جاری خواہد شد قال محمد امین الشامی تحت قول صاحب الدرالمختار کصبی سبی مع احد ابویه وبالاولٰی اذا سبی معهما والمجنون البالغ کالصبی کما فی الشرنبلالیة ولافرق بین کون الصبی ممیزاً اولا ولابین موته فی دارالاسلام او الحرب ولا بین کون السابی مسلماً اوذمیًا لانه مع وجود الابوین لاعبرة للدار وللسابی بل هوتا بع لاحد ابویه الٰی البلوغ مالم یحدث اسلاماً وهو ممیز کما صرح به فی البحر. (شامی[2] ۵۹۵) اگر درصورت مسئولہ والدین فوت ہم شوند وحکم بدارالاسلام نیز کردہ شود برآں صغیرہ نماز جنازہ گزاردہ نخواہد شد وکذٰلک ان ماتت آباؤهم وامهاتهم فی دارنا لان معنی التبعیة بالموت لا ینقطع فی حکم الدین الاتری ان اولاد اهل الذمة لا یحکم لهم بالاسلام وان ماتت آباؤهم وامهاتهم

ترجمہ متن:- پس صورت مسئولہ میں بچی اسباب مذکورہ سے حاصل نہیں ہوئی من اشتری قیقا الخ والدین کے علاوہ صغیر کسی کے تابع نہ ہوگا، بلکہ والدین کے تابع ہوکر کفار کا حکم اس پر جاری ہوگا، محمد امین شامی صاحب درمختار کا قول: کصبی سبی مع احد ابویه الخ کے تحت فرماتے ہیں کہ اگر صورت مسئولہ میں والدین فوت بھی ہوجائیں اور دارالاسلام کا حکم بھی لگ جائے تب بھی اس بچی پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ وکذالک ان ماتت الخ

[1] تلاش بسیار کے باوجود یہ عبارت شرح سیر کبیر میں نہیں مل سکی البتہ خانیہ میں یہ عبارت ہے،اذا اشتری الرقیق الصغار فی دارالحرب فمات احد منهم فی دارالحرب لا یصلی علیه (قاضی خان علی الهندیه ص۱۹۳/۱، باب غسل المیت، مطبوعه کوئٹه.

[2] شامی زکریا ص:۱۳۲، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلانا فی المسجد الخ.

فی دارنا وھم صغار الخ . (شرح سیر کبیر[1]ص:۳۳۵،ج:۳)

وازیں عبارات جواب حدیث شریف نیز حاصل شد۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱/۵۴ھ

صحیح :عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/محرم الحرام ۵۴ھ

میت مشتبہ ہوتو نمازِ جنازہ کون پڑھے؟ شیعہ یا سنی

سوال:- زید کی والدہ شیعہ ہے اور اب بھی اسی پر قائم ہے،نماز وغیرہ شیعوں کی طرح پڑھتی ہے اور محرم کے ایام ان کی مجالس میں شریک ہوتی ہے، البتہ بظاہر کسی سنی وغیرہ کو گالی نہیں دیتی ہے اور یہ وصیت کرتی ہے کہ میرے مرنے کے بعد جنازہ کی نماز شیعہ وسنی دونوں مل کر پڑھیں،زید چونکہ سنی ہے اسلئے اس کے مرنے کے بعد ایک سنی عالم فاضلِ دیوبند سے نماز جنازہ پڑھوانا چاہتا ہے، عالم صاحب کو ایک شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ دلائلِ شرعیہ سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب تک کفر کا حکم نہ ہو نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔ لقولہٖ علیہ السّلام صَلّوا عَلٰی کُلِّ بر و فاجر .(الحدیث[2]) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۶/۹۰ھ

ترجمہ متن:-اوران عبارتوں سے حدیث شریف کا جواب بھی نکل آیا۔

[1] شرح سیر کبیر ص: ۳۵۰، ج: ۲، الجزء الرابع، باب المفاداة بالصغیر والکبیر من السبی وغیر ذلک، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] بیهقی ج:۴، ص: ۱۹، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی من قتل نفسه غیر مستحل لقتلها، مطبوعه درالمعرفة بیروت. وابوداؤد ص:۳۴۳، ج: ۱، کتاب الجهاد. باب فی الغز ومع ائمة الجور.

مسلم مرد اور کافر عورت سے پیدا شدہ بچہ کا حکم

سوال:- زید کہتا ہے کہ ولد الزنا من مسلم وکافر ونصرانیۃ (جو ماں کافرہ اور باپ مسلمان دونوں کی پرورش میں ہوں یا صرف باپ مسلمان کی پرورش میں) اگر بچپن میں مرجائے تو اس کی تجہیز وتکفین وغیرہ مسلمانوں کی طرح کی جائیگی بالخصوص جب کہ اس بچہ کا نام بھی مسلمانوں کا سا ہو نیز سن تمیز سے پہلے کسی اسلامی مدرسہ میں داخل کر دیا گیا ہو اور وہ وہیں مدرسہ میں فوت ہو جاوے تو بھی اس کی تجہیز وتکفین وغیرہ مسلمانوں کی طرح کی جائیگی، اور اس پر در بارہ تجہیز وتکفین حکم بالاسلام کیا جائے گا اور اس پر علامہ ابن عابدین کی تقریر جو شامی جلد ثانی باب نکاح الکافر ص:۵۴۸، پر ہے اپنی حجت میں پیش کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ علامہ کے قول کو مستند قرار دیتے ہوئے وسعت کی گنجائش ہے، بناءً علیہ وہ ولد مسلمان قرار دیا جائے گا اور اس کی تجہیز وتکفین وغیرہ مسلمانوں جیسی کی جائے گی۔

بکر کہتا ہے کہ جو کچھ علامہ شامی نے لکھا ہے وہ ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد ہے اور تمام کتب فقہ بلکہ حدیث قطعی کے معارض ہے، اسلئے وہ کسی طرح ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتی اور نہ ہم ان کے مقلد ہیں ان کی شخصی رائے پر حدیث قطعی کے مقابلہ میں فتوی دینے کی اصلاً گنجائش نہیں اور حسب ذیل دلائل پیش کرتا ہے۔(۱) **الولد للفراش وللعاهر الحجر.** دلالت میں قطعی ہے نص کے ہوتے ہوئے قیاس کوئی چیز نہیں، نہ کسی کی رائے محض، اگر کسی کو شبہ ہو کہ حدیث مذکورہ کے مقابلہ میں دوسری حدیث ہے **كل مولود يولد علی الفطرة كما قال العلامة** اس کا جواب ظاہر ہے کہ خود فطرۃ کے معنی میں دو احتمال ہیں اسلام یا استعداد اسلام **والثانی اقرب لحديث ابی داؤد وكل مولود يولد علی الفطرة وفيه قالوا يا رسول الله (صلی الله عليه وسلم) افرأيت من يموت وهو صغير قال الله اعلم**

بما كانوا عاملين ج: ٢، باب فى ذرارى المشركين من كتاب السنة فلو كان معنى الفطرة الاسلام لماتوقف صلى الله عليه وسلم فى حكمهم لان الشيئ اذا ثبت ثبت بلوازمه ومن لوازم الاسلام الحكم بدخول الجنة وفى مجمع البحار يريد انه يولد على نوع من الجبلة والطبع المتهيئ بقبول الدين الخ اوراگراقرب یہ نہ ہوتب بھی **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال** تومحتمل معارض نہیں ہوسکتاقطعی کااور جو مصالح حکم بالاسلام کے لکھے ہیں علامہ شامی نے، اول تو وہ رائے محض ہے، دوسرے اس حکم بالاسلام میں مفاسد بھی ہیں، اسلئے کہ ایک مدعی اسلام غیر مسلمہ کے ساتھ ساری عمر بلا نکاح زنا کرتا رہے اوراس کے بچوں پراسلام کاحکم لگا کرمسلمانوں کا ساحکم ہوتا رہےتو اس سے نہ تو زانی کوعبرت ہواور نہ مزنیہ کومسلمان بنا کرنکاح کی توفیق ہواور نہ خودزانی کواپنےفعل شنیع کا خیال تک گذرے۔ یہ تواقبح القبیح اورافحش الفواحش ہےاس میں تو اورمزیداحتیاط کی ضرورت ہے **فاذا تعارضا اى المصالح والمفاسد تساقطا.**

(۲) عامہ فقہاءرحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ولدالزنا کی نسبت اس کی ماں کی طرف کی جائے گی اور بچہ اسلام وکفر میں اپنی ماں کے تابع ہوگا۔

(۳) حضرت مولانا عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ''مجموعۃ الفتاویٰ'' جلد ایک **باب التجهيز والتكفين** ص: ۳٦٨، حسب ذیل ہے۔

سوال:- مسلمان مرداورکافرہ عورت سے یا کافرمرداورمسلمان عورت سے بذریعۂ زنا لڑکا یا لڑکی پیدا ہوکرقبل بلوغ یا بعدالبلوغ مرجائےتوان کی تجہیز وتکفین کا کیا حکم ہے۔

جواب:- بلوغ کے بعداگروہ ایمان لائیں تو مسلمانوں کی طرح تجہیز وتکفین ہوگی ورنہ کفار کی طرح اوربلوغ کے پہلے وہ ماں کے تابع ہیں کیونکہ ولدالزناء کانسب

زانیہ سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ زانی سے، بحرالرائق وغیرہ میں ہے: **هو تابع لاحد ابويه الى البلوغ مالم يحدث اسلاماً وهو مميز** وہ اپنے ماں باپ میں سے سن بلوغ تک ایک کا تابع ہے، یہاں تک کہ وہ سن تمیز کو پہنچ کر اسلام ظاہر کرے پس جب تک وہ تمیز میں اسلام نہ لائیگا ماں کے تابع ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ زید حق پر ہے یا عمر، نیز اگر زید نے گنجائش کے پیش نظر حکم بالاسلام کا فتویٰ دیا اور اس ولد کی تجہیز وتکفین وتدفین کو مسلمانوں کی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں کروا یا تو اس کا کیا حکم ہے، اگر زید غلطی پر ہے تو آئندہ اسے کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے نیز اگر عمر نے مذکورہ بالا دلائل کی رو سے کفر کا فتویٰ دیا تو اس کا کیا حکم ہے، آثم تو نہیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب وھوالموفق للصواب! حامداً ومصلیاً

اتنا تو فریقین کو تسلیم ہے کہ یہ بچہ زنا سے پیدا ہوا ہے اور جو بچہ زنا سے پیدا ہوتا ہے وہ شرعاً ثابت النسب نہیں ہوتا یعنی شرعاً وہ زانی باپ نہیں ہوتا اور وہ بچہ اس کا بیٹا نہیں کہلاتا: **لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر** (جمع الفوائد[1] ص:۲۲۶) **قال ابوبكر وقوله الولد للفراش الخ قد اقتضى معنيين احدهما اثبات النسب لصاحب الفراش والثانى ان من لافراش له فلا نسب له** (احكام القرآن[2] ص:۳۷۷، ج:۳) **ومن الدليل على ان الزنا قبيح فى العقل ان الزانية لا نسب لولدها من قبل الاب اذ ليس بعض الزناة اولٰى به لحاقه من بعض ففيه قطع الانساب ومنع مايتعلق بها من الحرمات فى المواريث والمناكحات وصلة الارحام وابطال حق الوالد علٰى**

۱؎ جمع الفوائد ص:۲۸۶، ج:۱، باب اللعان والحاق الولد واللقيط، رقم الحديث:۴۴۵۲،

۲؎ احكام القرآن للجصاص الرازى ص:۳۰۶، ج:۳، باب نكاح الملاعن للملاعنة، فصل فى ان الولد قد ينفى من الزوج باللعان، سورۂ نور، مطبوعه درالكتاب العربى بيروت.

الولد وماجری مجری ذٰلک. (احکام القرآن[1] ص: ۲۴۶، ج:۳)

صلوٰۃ جنازہ کیلئے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے اور بچے کے اسلام کی چند صورتیں ہیں اول یہ کہ بچہ عاقل ہو اور اسلام لے آئے تو شرعاً اس کا اسلام صحیح اور معتبر ہے اسلام الصبی العاقل صحیح. (فتاویٰ سراجیہ[2] ص: ۲۵۸، او اسلم الصبی وھو عاقل أی ابن سبع سنین صلی علیه لصیر ورته مسلمًا (درمختار[3] ص: ۵۹۶، ج: ۱) پس اگر وہ بچہ عاقل تھا اور اسلام لے آیا تو وہ اس حکم میں داخل ہے ورنہ نہیں دوسری صورت یہ ہے کہ بچہ عاقل تو نہیں خود اسلام نہیں لایا بلکہ اسکے ابوین میں سے کوئی ایک یا دونوں مسلمان ہو گئے اس صورت میں خیر الابوین کے تابع قرار دیا جائے گا۔ الا ان یسلم احدھما لانه یتبع خیرھما دیناً فیصلی علیه تبعاله (زیلعی[4] ص: ۲۴۳)

صورت مسئولہ میں ماں کافرہ ہے اور زانی سے نسب ثابت نہیں پس زانی کا مسلمان ہونا بچے کے حق میں کچھ نافع نہ ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بچے کو تنہا بغیر احد الابوین دار الحرب سے قید کر کے دار الاسلام میں لے آئے ہوں پس اگر قید کرنے والا ذمی ہے تو تابع دار قرار دے کر اور اگر قید کرنے والا مسلم ہے تو تابع سابی قرار دے کر اس کو مسلمان کہا جائے گا۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ دار الحرب میں امام اس بچہ کا کسی مسلم کو مالک بنادے خواہ بہ طریق بیع خواہ بہ طریق تقسیم غنائم، اس صورت میں بھی بچہ کو تابع مالک قرار دے کر مسلمان کہا جائیگا۔

---

[1] احکام القرآن للجصاص الرازی ص: ۲۰۰، ج:۳، سورۂ بنی اسرائیل، مطلب الزنا قبیح فی العقل قبل ورود السمح، مطبوعه درالکتاب العربی بیروت.

[2] فتاوی سراجیه ص: ۸۵۲، کتاب السیر، باب الاسلام.

[3] الـدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص: ۱۳۳، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب مھم اذا قال: ان شتمت فلانا فی المسجد الخ.

[4] زیلعی ص: ۲۴۳، ج: ۱، باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان.

لوسبی وحده لا یحکم باسلامه مالم یخرج الٰی دارالاسلام فیصیر مسلمًا تبعا للدار اویقسم الامام الغنائم اویبیعها فی دار الحرب فیصیر مسلمًا تبعًا للمالک رد المحتار ص: ۵۹۶، ج: ۱، ولو سبی بدونه فهومسلم تبعا للدار اوللسابی درمختار قال الشامی ای ان کان السابی ذمیاً اوللسابی ان کان مسلمًا کذا فی شرح المنیة شامی[1] ص: ۶۹۶، ج: ۱ .

صورت مسئولہ میں کسی دارالحرب سے قید کر کے دارالاسلام نہیں لایا گیا کہ تابع دار یا تابع سابی قرار دیا جائے نیز زانی نہ سابی ہے نہ مالک۔

کلام فقہاء میں ایسی صورتیں ملیں گی کہ باوجود تحقیق اسلام میت بعض عوارض کی بناء پراس پرنماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی **وهی فرض علٰی کل مسلم مات خلا بغاة وقطاع طریق اذا قتلوا فی الحرب الخ (تنویر[2] ص: ۵۸۳، ج: ۱)** ایسی صورت نہیں ملے گی کہ باوجود تحقیق کفرمیت اس پرنماز جنازہ کا حکم ہو بلکہ جس کے کفرواسلام میں اشتباہ ہواس پر بھی نماز جنازہ نہیں **ومما ینبغی ان یعلم فی هٰذا المقام ان الفقهاء ذکروا ان الصلٰوة لا تجوز علٰی الکافر بحال وان کان له ولی مسلم حتی قالوا انه فی من اشتبه علٰی انه مؤمن اوکافر لایصلی علیه لان الصلٰوة علٰی الکافر لا تجوز بحال وترک الصلٰوة علٰی المؤمن جائز فی الجملة، تفسیر[3] احمدی ص: ۳۰۸،** اورعلامہ شامی

---

[1] ردالمحتار زکریا ص: ۱۳۳، ۳/۱۳۲، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم اذا قال ان شتمت فلانا فی المسجد الخ. حلبی کبیر ص ۵۹۱، فصل فی الجنائز، الرابع فی الصلوة علیه، مطبوعه لاهور، بحر کوئٹه ص ۲/۱۹۰، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلوته.

[2] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص: ۱۰۷، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی. بدائع زکریا ص۲/۴۷، فصل فی صلوة الجنازة، بیان من یصلی علیه، هندیه کوئٹه ص ۱/۱۶۳، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس.

[3] تفسیر احمدی ص۳۰۸، پاره: ۱۰، تحت سوره انفال، مطبوعه رحیمیه دیوبند. بدائع زکریا ص ۲/۳۱، شرائط وجوب الغسل، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۳۲۱، باب احکام الشهید،

نے اس صورت مسئولہ پر صلوٰۃ جنازہ کے متعلق کوئی کلام نہیں کیا کیونکہ باب نکاح الکافر اس کا محل نہیں تبعیت کی جتنی صورتیں ہیں ان میں سے کوئی سی بھی بچے میں موجود نہیں لہٰذا تبعیت کی وجہ سے اس پر صلوٰۃ جنازہ کا ترک بھی احوط معلوم ہوتا ہے: **وذكر في شرح الزيادات في كتاب السير الدين يثبت بالتبعية واقوى التبعية تبعية الابوين لانهما سبب لوجوده ثم تبعية اليد لان الصغير الذى لا يعبر بمنزلة المتاع وعند عدم اليد تعتبر تبعية الدار لانه قبل وجوده الاترىٰ ان اللقيط الموجود فى دارالاسلام مسلمٌ قال العبد الضعيف عصمه الله تعالىٰ قد اختلف الرواية فى اللقيط ايضاً قيل يعتبر المكان وقيل الواجد وقيل الانفع زيلعى[1] ص: ۲۴۴، ج: ۱.**

مگر چونکہ زید بھی شامی کی عبارت سے استدلال کرتا ہے اور اسی سے اس بچہ کا مسلمان ہونا معلوم ہوتا ہے لہٰذا طرفین میں سے کسی کو کافر کہنا یا لعن طعن کرنا درست نہیں، حتی الوسع تکفیر سے کف لسان وقلم ضروری ہے کہ کما صرح بہ فی البحر[2] والہندیہ[3] وغیرہما۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صورت مسئولہ میں حکم اصول وقواعد اور ظواہر نصوص کے مطابق ظاہر یہی ہے کہ ایسے بچہ کو قبل سن تمیز ماں کے تابع قرار دیا جائے لیکن مسئلہ مختلف فیہ ہے اور امام صاحب سے صراحۃً منقول نہیں علماء میں اختلاف ہے جیسا کہ علامہ شامی نے بیان کیا ہے اسلئے صورت مسئولہ

---

[1] زیلعی ص: ۲۴۴، ج: ۱، باب الجنائز، مطبوعہ امدادیہ ملتان. بحر کوئٹہ ص ۱۹۰/۲، كتاب الجنائز، فصل اسلطان احق بصلاته.

[2] والذى تحرر انه لا يفتى بتكفير مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان فى كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة الخ، البحرالرائق ص: ۱۲۵، ج: ۵، كتاب السير، باب احكام المرتدين، مطبوعہ کراچی.

[3] عالمگیر کوئٹہ ص: ۲۸۳، ج: ۲، كتاب السير، الباب التاسع، قبيل الباب العاشر فى البغاة.

مذکورہ میں گونسب ثابت نہ ہوگا، اورصلوٰۃ جنازہ بوجہ اشتباہ اسلام نہ پڑھی جائیگی کما نقل فی الجواب المذکور من التفسیر الاحمدی لیکن اسکے کفر کا حکم بھی قطعی طور پر نہ کیا جائیگا، کما صرحوا فی باب المرتدین انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولو روایة ضعیفة (شامی[1] ص: ۲۸۵، ج:۳، باب المرتد) قلت الصبی المذکور وان لم یکن مرتداً لکن فی کفره اختلاف العلماء فالاحوط السکوت اوعدم التکفیر. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ سعید احمد غفرلہٗ

مسلمان عورت جو ہندو کے قبضہ میں ہواس کی نمازِ جنازہ

سوال:- تقسیمِ ہند کے وقت بہت سی عورتیں ہندو یا سکھوں کے قبضہ میں چلی گئی تھیں، ان میں سے ایک مظلوم مسلمان عورت یہاں (انگلستان) ایک ہندو کے قبضہ میں ہے اوراس ہندو سے اس مسلمان عورت کے دو تین بچے بھی ہیں، مذکورہ عورت وقتاً فوقتاً نماز پڑھ لیتی ہے روزے رکھ لیتی ہے، نیز دوسرے اسلامی رواج بھی ادا کرتی ہے مثلاً مولود، گیارہویں، شبِ برأت وغیرہ نیز تلاوتِ قرآن بھی کرتی ہے، تواگر اس عورت کا انتقال ہوجائے تو یہاں کے مسلمانوں پر اسکا کفن دفن کرنا اور نمازِ جنازہ پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ظاہر ہے کہ اس عورت نے اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا، بلکہ وہ مظلوم دوسرے کے قبضہ میں آ گئی تھی، ممکن ہے کہ اب اس کو خلاصی ممکن ہومگر وہ اس مرد سے مانوس ہوگئی ہواس کو وہاں سے

---

[1] شامی زکریا ص:۳۶۷، ج:٦، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب الاسلام یکون بالفعل کالصلاة بجماعة.

علیحدہ ہونے کی کوشش لازم ہے تاہم جب تک تبدیلِ مذہب کی تصدیق نہ ہوجائے[۱]، اس کے مرنے پر اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا، جو مسلم عورت کے ساتھ کیا جاتا ہے[۲]، جن لوگوں کو اس وقت اس کی اعانت پر قدرت ہے ان کو ضروری ہے کہ وہ اس کو الگ کرانے کی کوشش کریں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۱۸ھ

بے نمازی کے جنازہ کی نماز

سوال:- جس نے اپنی تمام عمر میں نماز نہ پڑھی ہو یا صرف جمعہ کی نماز پڑھتا ہو اس کی جنازہ کی نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

ایسے مسلمان کے جنازہ کی نماز بھی ضروری پڑھنی چاہئے ہاں اگر کوئی مقتداء اور بڑا آدمی

---

۱ لایخرج الرجل من الایمان الا جحود ما ادخله فيه ثم ما تيقن انه ردة يحكم بها به ومايشک انه ردة لايحكم بها اذالاسلام الثابت لا يزول بشک (بحر کوئٹه ص ۱۲۴/۵، کتاب السير، باب احکام المرتدين، شامی زکريا ص ۶/۳۵۸، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب ما يشک انه ردة لايحكم بها.

۲ في الطحطاوي : (يجب تخليصه من يده أى بالقيمة) تخليصا للمسلم من ولاية الكافر، قال تعالى: ولن يجعل الله للكفرين على المؤمنين سبيلا. طحطاوی ص: ۴۹۵، قبيل فصل في حملها ودفنها. شرح السير الكبير ص ۴/۳۴۴، المفاداة بالاسراء وغيرهم من الاموال، مطبوعه عباس احمد الباز مكه مكرمه.

۳ وقال في الدرالمختار: وهي فرض على كل مسلم مات خلا أربعة بغاة وقطاع طريق. شامی نعمانيه ص: ۵۸۳، ج: ۱. باب صلاة الجنازة مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى، بدائع زکريا ص ۲/۴۷، فصل فى صلوة الجنازة، بيان من يصلى عليه، هنديه کوئٹه ص ۱۶۳/۱، باب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس.

اس وجہ سے اسکے جنازہ کی نماز نہ پڑھے کہ بے نمازیوں کو عبرت ہوگی تو مضائقہ نہیں[۱]، ایسی صورت میں اورلوگ اسکی نماز پڑھ کر باقاعدہ دفن کردیں: وھی فرض علیٰ کل مسلم مات خلابغاۃ وقطاع طریق اذا قتلوا فی الحرب. تنویر[۲] ص: ۹۱۰. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تارکِ نماز کا جنازہ اوراس پر جرمانہ

سوال:-(۱) اگر کسی مسلمان نے تمام عمر نماز نہیں پڑھی حتی کہ جمعہ اور عیدین کی بھی نہیں پڑھی اور شرابی بھی ہے اور نماز خود بھی نہ پڑھے اور دوسروں کو بھی منع کرے، ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے، اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(۲) جب کہ آج کل مسلمان حاکم نہیں ہیں، تو ایسے شخص کو جماعتِ مسلمین شرعی سزا دے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ایسا شخص بہت بڑا مجرم ہے[۳]، اور سخت گنہگار ہے، مگر اسکے باوجود اسکے جنازہ کی نماز

[۱] درمختار مع الشامی ص:۵۸۳، ۵۸۴، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في صلاۃ الجنازۃ. مکتبہ نعمانیہ دیوبند، فتاوی الهندیه کوئٹہ ص۱۶۳/۱، کتاب الصلوۃ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت، بدائع الصنائع زکریا ص۴۷/۲، کتاب الصلوۃ، صلوۃ الجنائز، فصل فی صلوۃ الجنازۃ بیان من یصلی علیه.

[۲] وتارک الصلاۃ أحیانا، وأمثاله من المتظاهرین بالفسق، فأهل العلم والدین اذا کان في هجر هذا، وترک الصلاۃ علیه منفعة للمسلمین بحیث یکون ذلک بامثالهم علی المحافظة علی الصلاۃ علیه هجروه ولم یصلوا علیه. مجموع فتاوی ابن تیمیه ج:۲۴، ص:۲۸۸. کتاب الجنائز سئل عن رجل یصلی وقتا ویترک الصلاۃ کثیرا او لا یصلی هل یصلی علیه.

[۳] عن ابی سفیان قال سمعت جابراً یقول سمعت النبی ﷺ یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ، مسلم شریف ص ۶۱/۱، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق الاسم للکفر علی من ترک الصلوۃ، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند، ترمذی شریف ص ۹۰/۲، ابواب الایمان باب ماجاء فی ترک الصلوۃ، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند.

پڑھی جائیگی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں سنت کے موافق دفن کیا جائیگا۔ صلّوا علیٰ کل بر وفاجر الحدیث (ابوداؤد شریف[۱])

(۲) جماعتِ مسلمین ترکِ تعلق کی سزا دے سکتی ہے[۲]، وہ بھی حدود شرع کے اندر، مالی جرمانہ کا اس کو بھی حق نہیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۶/۲۷ھ

بے نمازی کے جنازہ کو سزا

سوال:- زید نے اپنی زندگی میں کبھی نماز نہیں پڑھی صرف عیدین کی پڑھتا تھا، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سب نمازی اس کی میت کو تین جھٹکے دیں تب نماز پڑھیں ورنہ سب گنہگار ہوں گے، کیا یہ طریقہ درست ہے؟ اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

---

[۱] ابو داؤد شریف ج: ۱، ص: ۳۴۳، کتاب الجهاد. باب في الغز ومع ائمة الجور. مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، بیهقی ج: ۱، ص: ۱۹. کتاب الجنائز، باب الصلوة علی من قتل نفسه غير مستحل لقتلها، مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

[۲] ومن كان مبتدعا ظاهر البدعة، وجب الانكار عليه، ومن الانكار المشروع أن يهجر حتى يتوب. كذا في فتاویٰ ابن تیمیه رحمة اللّٰه عليه. ص: ۲۹۲، ج: ۲۴. كتاب الجنائز سئل عن رجل يدعى المشيخة الخ. مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ص ۹/۲۶۲، كتاب الادب، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الاول، مطبوعه مكتبه امداديه ملتان.

[۳] والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذ المال، درمختار مع الشامی زکریا ص ۶/۱۰۶، کتاب الحدود، باب التعزير، البحر الرائق كوئٹه ص ۵/۴۱، کتاب الحدود، فصل فی التعزير، مجمع الانهر ص ۲/۳۷۱، کتاب الحدود، فصل فی التعزير، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز فرضِ عین ہے عمر بھراس کوادانہ کرنا بہت بڑا جرم ہے اور سخت محرومی ہے[۱]، اللہ پاک معاف فرمائے نمازِ جنازہ اس پر لازم ہے، تین جھٹکے دینا شرعاً ثابت نہیں پرلے درجہ کی جہالت ہے بغیر جھٹکے دیئے اسکے جنازہ کی نماز پڑھ کراس کو دفن کیا جائے بغیر نمازِ جنازہ دفن کرنا بہت بڑا گناہ ہے[۲]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۴/۷/۸۷ھ

ماں یا باپ کے قاتل پر نماز جنازہ

سوال:- والدین کے قاتل پر یا والدین میں سے کسی ایک کے قاتل پر جنازہ کی نماز نہیں، بوجہ اہانت اس کی، التنویر، درالمختار، مراقی الفلاح، شامی، فتاویٰ قاضی خاں، رُکنِ دین ص:۱۹۴، کیا یہ درست ہے؟

---

[۱] عن جابرؓ عن النبی ﷺ قال بین الکفر والایمان ترک الصلوة، ترمذی شریف ص ۹۰/۲، ابواب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلوة، مکتبہ بلال دیوبند، مسلم شریف ص ۶۱/۱، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق الاسم بین للکفر علی من ترک الصلوة، مکتبہ بلال دیوبند.

[۲] وصلاته فرض کفایة ای ان ادی البعض سقط عن الباقین وان لم یؤد احد یأثم الجمیع کذا فی شرح الوقایہ ص ۲۵۳/۱، کتاب الصلوة، بیان کیفیة الصلوة، علی المیت، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الجهاد واجب علیکم برا او فاجرا ...... والصلوة واجبة علی کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمد الکبائر، ابو داؤد شریف ص ۳۴۳/۱، کتاب الجهاد، باب فی الغزو مع ائمة الجور، مکتبہ سعد دیوبند، بیهقی ص ۱۹/۱، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی من قتل نفسه غیر مستحل لها لقتلها، طبع دارالمعرفة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

درمختار میں ہے: لا یُصَلّٰی عَلٰی قاتل احد ابویه اهانة لهٗ وَالحقهٗ فی النهر بالبغاة ١ هـ
اس پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: الظاهرُ انَّ المراد انه لا یُصَلّٰی عَلَیْهِ اذا قتله الامَام قصاصًا امَّا لو مات حتف انفه یصلّی عَلَیْهِ۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۹۵ھ

قاتل پر نماز جنازہ

سوال:- ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو عمداً قتل کر دیا تو اس کو حکومت کی جانب سے پھانسی کا حکم ہو گیا، اس کے جنازے کی نماز کا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ سخت گنہ گار ہے، لیکن نماز جنازہ ضرور پڑھی جائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] درمختار مع الشامی نعمانیه ص:۵۸۵، ج:۱، باب صلاة الجنازة، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، فتاوی الهندیه ص۱۶۳/۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلوة علی المیت، مطبوعه کوئٹه، طحطاوی علی المراقی ص۴۹۷، باب احکام الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر.

[2] قال الزیلعی: وأما اذا قتلوا بعد ثبوت ید الامام علیهم فانهم یغسلون ویصلی علیهم، وهذا تفصیل حسن أخذ به کبار المشائخ، لأن قتل قاطع طریق في هذه الحالة حد أو قصاص، ومن قتل بذلک یغسل ویصلّی علیه. شامی ص:۵۸۴، ج:۱، باب صلوة الجنازة، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، تبیین الحقائق للزیلعی ص ۲۵۰/۱، کتاب الصلوة، باب الشهید، مکتبه امدادیه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۰۰/۲، کتاب الجنائز، باب الشهید.

عصبیت پر جو شخص مقتول ہو اس کے جنازہ کی نماز

سوال:-نورالایضاح میں مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص کو عصبیۃً قتل کیا جائے اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، عبارت یہ ہے: **ولا یصلی علیٰ باغ وقاطع طریق قتل فی حالة المحاربة وقاتل بالخنق غیلة ومکابر فی المصر لیلاً بالسلاح ومقتول عصبیة ص: ۱۵۴.** (کتب خانہ امدادیہ دیوبند) عصبیۃً قتل کئے جانے سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص اپنے کسی عصبہ کی غلط حمایت کرتا ہوا مر جائے وہ مراد ہے: **وفی نهایة ابن الاثیر العصبیة وَالتعصب المحاماة والمدافعة والعصبی من یعین قومه علی الظلم وَالَّذی یغضب لعصبته ومنه الحدیث لیس منّا من دعا الی عصبیة اوقاتل عصبیة قال فی شرح در رالبحاروفی النوازل وجعل مشائخنا المقتولین فی العصبیة فی حکم اهل البغی عَلیٰ هٰذا التفصیل. ردالمحتار[1] ص: ۵۸۴، ج: ۱) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱ / ۶ / ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۲ / ۶ / ۹۲ھ

---

[1] شامی نعمانیه ص ۱/۵۸۴، باب صلوۃالجنازۃ، مطلب ھل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، والنهایة فی غریب الحدیث ص: ۲۴۶، ج:۳. باب العین مع الصاد، مطبوعه مکتبه تجاریه دارالفکر بیروت. طحطاوی مع المراقی ص۴۹۷، باب احکام الجنائز فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر، بحر کوئٹه ص ۲/۲۰۰، کتاب الجنائز، باب الشهید، وفی حدیث بنت واثلة بن الاسقع انها سمعت اباها یقول قلت یا رسول الله ما العصبیة قال ان تعین قومک علی الظلم، عن جبیر بن مطعم ان رسول الله ﷺ قال لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل علی عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة، ابوداؤد شریف ص۲/۶۹۸، کتاب الادب، باب فی العصبیة، تحت ابواب النوم، مطبوعه مکتبه سعد دیوبند.

خودکشی کرنیوالے اورنشہ کی حالت میں مرنیوالے کی نماز جنازہ

سوال:-خودکشی کرنے والیکی نماز جنازہ ادا ہوگی یانہیں؟ شراب یااور کسی نشہ کی حالت میں مرنے والے کی نماز جنازہ ہوگی یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس مسلمان نے خودکشی کرلی اس پربھی نماز جنازہ پڑھی جائیگی[1]۔ اورجس مسلمان کا نشہ کی حالت میں انتقال ہوا اسکی بھی نماز جنازہ پڑھی جائیگی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خودڈوب کرمرنے والے کی نماز جنازہ اور بخشش

سوال:-ایک آدمی کنویں میں گرکرمرگیا تواس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یانہیں؟ اس کی بخشش ہوگی یانہیں؟

---

[1] من قتل نفسه عمداً يصلى عليه عند ابى حنيفة ومحمد رحمها الله عالمگيرى ص: ۱۶۲، ج: ۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، كوئٹه پاكستان. مراقى مع الطحطاوى ص۲۹۷، باب احكام الجنائز، قبيل فصل فى حملها ودفنها، مطبوعه مصر، الدر مع الشامى زكريا ص۱۰۸/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى.

[2] ويدل على الصلاة على الفاسق حديث صلوا على من قال لا اله الا الله. بذل المجهود ص: ۲۰۲، ج:۴، كتاب الجنائز. باب الصلاة على من قتلته الحدود، المكتبة الرشيديه بجوار مظاهر علوم سهارن پور. ابوداؤد شريف ص۳۴۳/۴، كتاب الجهاد، باب فى الغزو مع ائمة الجور، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند، بيهقى ص۱۹/۱، كتاب الجنائز، باب الصلوة على من قتل نفسه غير مستحل لقتلها، مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

فتوی ہے کہ جوشخص خودکشی کرے خواہ ڈوب کر یا کسی اور طرح سے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے اور دعا کی جائے کہ خداوند تعالیٰ اسکے جرم عظیم کو معاف فرمائے۔ من قتل نفسهٗ ولو عمداً يغسل ويُصَلّٰى عليه به يفتى وان كان اعظم وزراً من قاتل غيره ا هـ درمختار[۱] ص: ۵۸۴، ج: ۱، مطلب فی صلاۃ الجنازۃ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسافر پر نماز جنازہ

سوال:- اگر کوئی شخص مسافر چلا جارہا ہے تو اسکے راستہ میں مسلمانوں کا جنازہ دفناتے ہوئے ملا تو اب اس مسافر کے واسطے آگے چلنا حرام ہے یا نہیں؟ کیوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر مسافر جنازہ کی نماز ادا نہ کرے اور مٹی وغیرہ نہ ڈالے تو اس مسافر کے واسطے آگے چلنا حرام ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض ادا کرلیں تو سب کے ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے[۲]، پس اگر اس جنازہ پر نماز پڑھی جا چکی ہے تو مسافر کے لئے نماز کا سوال ہی نہیں

---

۱ شامی زکریا ص: ۱۰۸، ج: ۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی صلاۃ الجنازۃ. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۳۹۷، باب احکام الجنائز، قبیل فصل فی حملها ودفنها، هندیه کوئٹه ص ۱۶۲/۱، الباب الحادی والعشرون، فی الجنائز، الفصل الخامس.

۲ الصلاۃ علیه ککفنه ودفنه وتجهیزه فرض کفایة. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۳۷۷. باب صلاۃ الجنائز، فصل فی الصلاۃ علیه. الدرمع الشامی زکریا ص ۱۰۲/۳، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی صلوۃ الجنازۃ، هندیه کوئٹه ص ۱۶۲/۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\ Namaz Janaza

رہا[۱]، اور اگر نہیں پڑھی گئی تو بہتر یہ ہے کہ یہ مسافر بھی نماز میں شریک ہوجائے، ہاں اگر کچھ دشواری ہو یا اسکو جانے کی جلدی ہو اور نماز میں تاخیر ہوتو یہ مسافر نماز جنازہ نہ پڑھنے سے بھی گنہ گار نہ ہوگا، یہی حال دفن کرنے کا ہے، یعنی اگر اسے موقعہ اور گنجائش ہے تو دفن کرنے میں شریک ہوجائے ورنہ گناہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۹/۶/ ۵۶ھ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/۲/ ۵۶ھ

مقروض کے جنازہ کی نماز

سوال:- نمازِ جنازہ کن کن مسلمانوں کی نہیں پڑھنی چاہئے؟ ایک حافظ قرآن جو کہ حفظِ قرآن کے سوا اور کچھ نہیں جانتے ہیں، انہوں نے ایک حدیث بیان کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک جنازہ آیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ قرض دار ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی، اور آج مولوی صاحبان ہر کس وناکس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیتے ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے کہ قرض دار کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھانا چاہئے؟ اور اگر یہ بات غلط ہے تو حافظ صاحب مذکور کے لئے کیا حکم ہے؟ ان کی امامت میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱] لا يصلى على ميت الامرة واحدة (بدائع زكريا ص۴۷/ ۲، صلاة الجنازة، بيان من يصلى عليه، تبيين الحقائق ص ۲۴۰/ ۱، باب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امداديه ملتان، هنديه كوئٹه ص۱۶۳/ ۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس.

الجواب حامداً ومصلیاً

متعدد آدمیوں کے متعلق فقہاء نے لکھا ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ایک جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے ذمہ قرض تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ ہے پھر فرمایا کہ اسنے اتنا چھوڑا ہے کہ قرض ادا کردیا جائے؟ عرض کیا گیا کہ نہیں؟ اسپر ارشاد فرمایا کہ اپنی میت کی نماز خود پڑھ لو، اسپر ایک صحابی نے کہا کہ میں اسکے قرض کی ذمہ داری لیتا ہوں، کہ اسکا قرض میرے ذمہ ہے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھادی[2]، پھر یہ بھی ہوا کہ جس میت کے ذمہ قرض ہوا اسکی ذمہ داری خود لے لی اور نماز پڑھادی[3]۔ مقروض کے جنازہ کی نماز ممنوع ہیں، حافظ صاحب مذکور غالبًا

---

[1] وهی فرض علی كل مسلم مات خلابغاة وقطاع طريق الخ، الدر المختار ص:٥٨٣، ج:١، مطبوعه زكريا ص:١٠٧، ج:٣، باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية الخ. مراقی مع الطحطاوی مصری ص٢٩٦، باب احكام الجنائز، فصل الصلوة علی الميت، هنديه كوئٹه ص١٦٣/١، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس.

[2] اتی النبی ﷺ بجنازة فقالوا يا نبی الله قال هل ترک عليه دينا قالوا نعم قال هل ترک من شئ قالوا لا قال صلوا علی صاحبكم قال رجل من الانصار يقال له ابو قتادة صلی عليه وعلی دينه فصل عليه (نسائی شريف ص٢١٥/١، كتاب الجنائز، الصلوة علی من عليه دين، مطبوعه فيصل ديوبند، ترمذی شريف ص٢٠٥/١، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی المديون، مطبوعه مكتبه بلال ديوبند.

[3] عن أبی هريرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم كان يؤتی بالرجل المتوفی عليه الدين فيقول هل ترک لدينه من قضاء (الی قوله) فلما فتح الله عليه الفتوح قام فقال انا اولی بالمؤمنين من انفسهم فمن توفی من المؤمنين وترک دينا فعلَیّ قضاءه ومن ترک مالاًفلورثته. رواه الترمذی ص:١٢٧، ج:١، كتاب الجنائز باب ماجاء في المديون نسائی شريف ص٢١٥، ج:١، كتاب الجنائز، الصلوة علی من عليه دين، مطبوعه فيصل ديوبند، كذا في جمع الفوائد ص:٣٧٩، ج:١، كتاب الجنائز، الصلاة علی الميت رقم الحديث:٢٥٦٣.

ناواقف ہیں ان کو سمجھا دیا جائے تا کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں، حدیث[1] پاک میں ارشاد ہے صَلُّوا عَلٰی کُلِّ بِرٍّ وفاجرٍ ہر نیک وبد مسلمان کے جنازے کی نماز پڑھے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۵/۸/۹۲ھ

غائبانہ نماز جنازہ

سوال:-(۱) غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا حنفیوں کے نزدیک جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو کس وجہ سے مکمل تحریر فرمادیں۔

(۲) کیا ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس کے نزدیک اور کیونکر؟

(۳) ایک واقعہ حدیث کا یاد پڑتا ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی وہ کون تھے اور اس کی کیا وجہ تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے شرائط صحتها شرائط الصّلٰوة المطلقة واسلام الميت وطهارته ووضعه امام المصلى وبهذا القيد علم انها لاتجوز علٰى غائب. كبيرى[2] ص: ۵۳۹، ج: ۱.

[1] رواه البيهقى ص: ۱۹، ج: ۴، كتاب الجنائز، باب الصلوة على من قتل نفسه غير مستحل قتلها، مطبوعه دار المعرفة بيروت، وأبو داؤد ص: ۳۴۳، ج: ۱، باب في الغز ومع ائمة الجور. كتاب الجهاد. مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند.

[2] كبيرى ص: ۵۸۳، فصل فى صلوة الجنائز، الفصل الرابع فى الصلٰوة على الميت. مطبوعه لاهور. الدر مع الشامى زكريا ص ۱۰۴/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى، مراقى مع الطحطاوى ص ۴۷۹، فصل الصلوة على الميت، مطبوعه مصر.

(۲) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر صلوٰۃ غائبانہ پڑھی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناجائز ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسامنے نجاشی کا جنازہ کردیا گیا تھا اور درمیانی حجابات اٹھا دیئے گئے تھے پس وہ جنازہ حاضر تھا، غائب نہ تھا ومن ذٰلک قول الشافعیؒ واحمدؒ بصحة الصّلوٰة علٰی الغائب مع قول ابی حنیفةؒ ومالکؒ بعدم صحتها الخ میزان[۱] شعرانی ص:۴۰۸، ج:۱، وبسط الدلائل فی الاوجز[۲] شرح الموطا ص:۴۴۵، ج:۲.

فقط واللّٰه تعالٰی اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت غائب کی نماز جنازہ

سوال:- میت غائب کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز جنازہ کیلئے میت کا حاضر ہونا ضروری ہے غائب پر درست نہیں[۳]، الّا یہ کہ بغیر نماز جنازہ

---

[۱] المیزان الکبری للشعرانی ص:۲۳۶، ج:۱، کتاب الجنائز، مطبوعه مصر.

[۲] اوجز المسالک ص:۴۴۵، ج:۲، کتاب الجنائز، نعی النبی ﷺ النجاشی وخرج الی المصلی الخ، مطبوعه یحیوی سهارنپور، کذا في زاد المعاد ص:۱۴۵، ج:۱، فصل فی هدیه فی الصلاة علی الغائب وذکر الاختلاف فیه، مطبوعه دار الفکر بیروت. بحر کوئٹه ص ۱۷۹/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[۳] شرائط صحتها شرائط الصلوة المطلقة واسلام المیت وطهارته ووضعه امام المصلی وبهذا القید علم انها لا تجوز علی غائب (کبیری ص۵۸۳، فصل فی صلوة الجنائز، الرابع فی الصلوة علی المیت، مطبوعه لاهور، الدر مع الشامی زکریا ص۱۰۴/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، مراقی مع الطحطاوی ص ۴۷۹، فصل الصلوة علی المیت، مطبوعه مصر)

دفن کر دیا گیا ہو تو قبر پر خاص مدت تک کے اندر نماز جنازہ پڑھی جائے[1]، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے جنازہ پر غائبانہ نماز پڑھی ہے یہ روایت معتبر ہے[2]، شراح حدیث نے لکھا ہے کہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا وہ غائب نہیں تھا نماز پڑھنے والے صحابۂ کرام آپ کے تابع تھے۔[3] علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے: اگر میت کو کسی شہر میں بلا نماز جنازہ دفن کر دیا گیا ہو جیسا کہ نجاشی کا حال تھا تو دوسرے شہر کے لوگ غائبانہ نماز جنازہ پڑھیں اگر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا گیا ہو تو نہ پڑھیں، کیونکہ فرض پہلی نماز کے ذریعہ ادا ہو گیا۔[4]

اور بھی بعض نام بعض روایات میں آئے ہیں جن پر غائبانہ نماز جنازہ کا تذکرہ ہے لیکن

---

[1] وان دفن بغير صلوۃ صلی علی قبره مالم يغلب علی الظن تفسخه من غير تقدير هو الاصح، لانه يختلف باختلاف الاوقات حر ا وبردا والميت سمناء وهزالاء والامكنة وقيل يقدر بثلاثة ايام وقيل عشرة وقيل شهر (الدر مع الشامی زكريا ص۱۲۵/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب تعظيم اولی الامر واجب، بحر كوئٹه ص۱۸۲/۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس)

[2] ان رسول الله ﷺ نعی النجاشی فی اليوم الذی مات فيه وخرج الی المصلی فصف بهم وكبر اربعا (بخاری شريف ص۱۶۶/۱، كتاب الجنائز، باب الرجل ينعی الی اهل الميت بنفسه، اشرفی بكڈپو ديوبند)

[3] كشف للنبی ﷺ عن سرير النجاشی حتی راه وصلی عليه الخ، مرقات شرح مشكوة ص:۳۵۵، ج:۲، باب المشی بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی. عمدة القاری ص۲۲/۴، الجزء الثامن، كتاب الجنائز، باب الرجل ينعی الی اهل الميت بنفسه، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[4] وقال شيخ اللاسلام ابن تيمية: الصواب أن الغائب ان مات ببلد لم يصل عليه فيه، صلی عليه صلاة الغائب، كما صلی النبي صلی الله عليه وسلم علی النجاشي، لأنه مات بين الكفار ولم يصل عليه، وان صلی عليه حيث مات لم يصل عليه صلاة الغائب، لأن الفرض قد سقط صلاة المسلمين عليه. زادالمعاد في هدی خير العباد ص:۱۴۵، ج:۱، فصل ولم يكن من هديه وسنته الصلاة علی كل ميت غائب، مطبوعه دار الفكر بيروت.

محدثینؒ نے ان پر جرح بھی کی ہے، اور جنازہ سامنے کرنے کی ان میں تصریح موجود ہے۔
تاہم اتنا مسلم ہے کہ یہ آپ کی عادت نہیں تھی، بہت سے صحابہؓ نے دور دراز مقامات پر وفات پائی جیسے بیر معونہ کا واقعہ پیش آیا اور آپ کو بذریعہ وحی خبر بھی دی گئی آپ کو صدمہ بھی ہوا لیکن آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کا کسی میت غائب کی نماز جنازہ پڑھنا کہیں نہیں دیکھا اگر یہ عمل سنت متوارثہ ہوتا تو صحابہ کرامؓ بھی ضرور اس پر عمل کرتے اور بطریق توارث منقول ہوتا علامہ حلبیؒ نے روایات سے بحث کرنے کے بعد لکھا ہے۔

ثم دليل الخصوصية انه عليه السلام لم يصل علىٰ غائب سوىٰ هؤلآء ومن عدا النجاشي صرح فيه بانه رفع له وكان بمرأى منه ثم انه قد توفي خلق كثير منهم غيبًا في الغزوات وغيرها ومن اعز الناس اليه كان القراء ولم يؤثر قط عنه عليه الصلوٰة والسلام انه صلى عليهم وكان علىٰ الصلوٰة على كل من توفي من اصحابه شديد الحرص حتى قال لا يموتن احدمكم الا اٰذنتموني به فان صلاتي رحمة له اهـ (کبیری[1] ص: ۵۴۱، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں پر صلوٰۃ جنازہ

سوال:- سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے چچا تھے، جس میں صرف دو چچا ایمان لائے تھے، حضرت عباسؓ اور حضرت حمزہؓ اور بقیہ سات یا نو ایمان نہیں لائے تھے، ابولہب

[1] كبيري ص: ۵۸۴، فصل في الجنائز، الفصل الرابع في الصلاة عليه. مطبوعه لاهور، عمدة القاري ص ۴/۲۲، الجزء الثامن كتاب الجنائز، باب الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه، مطبوعه دارالفكر بيروت.

وابوطالب ان کے جنازہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کی تھی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

کتنی تو آپ کوخود بھی معلوم ہے جیسا کہ تحریر کررہے ہیں صلوٰۃ جنازہ کیلئے میت کا اسلام شرط ہے۔(کذا فی البحر[1] ص: ۱۷۹، ج: ۱) ابتداءً منافقین کے ساتھ ظاہری طور پر مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جاتا تھا، جب عبداللہ ابن ابی بن سلول کا واقعہ پیش آیا تو اس کے بعد منافقین پر بھی صلوٰۃ جنازہ کی ممانعت ہوگئی اور کفار پر تو صلاۃ جنازہ کبھی پڑھی نہیں گئی[2]۔ ابولہب نے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی حتی کہ "تبت یدا ابی لھب" الخ اسی کی مذمت اور وعید میں نازل ہوئی[3]،جس میں اسکے دوزخی ہونے کو صاف صاف فرمایا گیا،ابوطالب

---

[1] وشرطها اسلام الميت وطهارته، فلا تصح على الكافر. بحر ص: ۱۷۹، ج: ۱، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه كوئٹه. الدر مع الشامی زکریا ص۱۰۳/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی صلوة الجنازة، هندیه کوئٹه ص: ۱۶۳، ج: ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس.

[2] عن عمر بن الخطاب انه قال لما مات عبد الله بن ابی بن سلول (الی قوله) فصلی علیه رسول ﷺ ثم انصرف، فلم یمکث الایسیرا، حتی نزلت الآیتان من البرأة، "ولاتصل على أحد منهم مات أبدا" بخاری شریف ص ۱۸۲/۱، کتاب الجنائز، باب مایکره من الصلاة على المنافقين الخ، رقم الحديث: ۱۳۵۱، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[3] روى الشيخان فى الصحيحن انه لما نزلت قوله تعالى "وانذر عشيرتک الاقربين" جمع رسول اللهﷺ اقاربه فانذرهم وفى رواية عند البخارى وغيره صعد على الصفا فنادى فاجتمعت اليه قريش ارأيتم لو اخبرتكم ان لاعدو مصبحكم او ممسيكم اما كنتم مصدقى قالوا بلىٰ قال فانى نذير لكم بين يدى عذاب شديد فقال ابو لهب تبا لک الهذا جمعتنا واخذ حجرا ليرميه فنزلت تبت يدأ ابى لهب (تفسیر مظهری ص۳۶۷/۱۰، مکتبه رشیدیه کوئٹه پاکستان، بخاری شریف ص۷۴۳/۲، الجزء: ۲۰، کتاب التفسیر، سورۂ تبت یدا ابی لهب، اشرفی بکڈپو دیوبند.

کی موت کا قصہ صحیح بخاری شریف[۱] میں موجود ہے۔(فتح[۲] الباری ص: ۱۵۴، ج:۷) میں لکھا ہے کہ ابو طالب کے مرنے پر حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ آپ کا گمراہ چچا مر گیا تو آپ نے فرمایا جا اُسے دبا دے انہوں نے عرض کیا کہ وہ مشرک مرا ہے، آپ نے پھر بھی فرمایا جا اُسے دبا دے اور اسی سال میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی[۳]، اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک صلوٰۃ جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی[۴] کذا فی الطحطاوی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی نماز

سوال:-حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی نماز جنازہ

---

۱ بخاری شریف ص: ۱۸۱، ج: ۱، کتاب الجنائز، باب اذا قال المشرک عند الموت لا اله الا اللّٰه رقم الحدیث: ۱۳۴۴، مطبوعه اشرفی دیوبند.

۲ وروی أبوداؤد والنسائی وابن خزیمة وابن الجارود من حدیث علي رضی اللّٰه قال: لما مات أبوطالب قلت: یا رسول اللّٰه : اِنَّ عَمک الشیخ الضال قد مات، قال: اذهب فواره" قلت انه مات مشرکا فقال اذهب فرواه الحدیث. فتح الباری ص: ۵۹۲، ج:۷، کتاب مناقب الانصار، باب قصة أبی طالب. مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه. ابوداؤد ص۲/۴۵۸، کتاب الجنائز، باب الرجل یموت له قربة شرک، سعد بکڈپو دیوبند، نسائی شریف ص ۱/۲۱۹، کتاب الجنائز، باب لو اراة المشرک، مطبوعه فیصل دیوبند.

۳ وقال محمد بن اسحاق ماتت خدیجة وابوطالب فی عام واحد (البدایة والنهایة ص ۲/۱۷۲، الجزء الثالث، مطبوعه مکتبه تجاریه مکه مکرمه.

۴ قال الواقدی: لم تکن شرعت یوم موت خدیجة وموتها رضی اللّٰه عنها بعد النبوة بعشر ستین علی الاصح الخ. طحطاوی علی المراقی ص:۴۷۸، فصل الصلاة علی المیت الخ. مطبوعه مصر.

نہیں پڑھی گئی کیا اس وقت نماز جنازہ کے متعلق احکام نازل نہیں ہوئے تھے، یا بعد نزول وحی قبر پر نماز جنازہ پڑھی گئی یا نہیں جیسا کہ شاہ نامہ حفیظ جالندھری میں ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

شاہ نامہ حفیظ میرے پاس نہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی۔ (طحطاوی[1] ص: ۳۱۸) جن کا انتقال مکہ معظّمہ میں ہوا ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ کذا فی اوجز المسالک[2] ص: ۴۲۱، ج: ۲، آپ کی قبر پر نماز کا پڑھانا میری نظر سے نہیں گذرا آپ کا انتقال ہجرت سے کئی سال قبل مکہ معظّمہ میں ہوا۔ (الاکمال[3] ص: ۹) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

نماز جنازہ کے بعد میت کیلئے دعا

سوال:- جب امام جنازہ کی نماز پڑھ لیتا ہے تو بعد میں بعض جگہ دعا مانگتے ہیں اور جو

---

[1] قال الواقدي: لم تكن شرعت يوم موت خديجة، وموتها رضي اللّٰه تعالىٰ عنها بعد النبوة بعشر سنين على الأصح. طحطاوى مع المراقى ص: ۴۷۸، احكام الجنائز، فصل فى الصلاة على الميت. مطبوعه مصر.

[2] وفي الأنوار الساطعة: شرعت صلاة الجنازة بالمدينة المنورة في السنة الأولىٰ من الهجرة، فمن مات بمكة المشرفة لم يصل عليه. اوجز ص: ۴۲۱، ج: ۲، كتاب الجنائز. قبيل غسل الميت، مطبوعه يحيوى سهارنپور.

[3] وماتت بمكة قبل الهجرة بخمس سنين وقيل باربع سنين وقيل بثلاث. اكمال فى أسماء الرجال على مشكوة المصابيح ص: ۵۹۳. تحت خديجة، مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

جنازہ کی نماز کے بعد دعا نہ مانگے اسکو برا سمجھتے ہیں بعض جگہ نماز جنازہ کے بعد گیارہ مرتبہ قل هو الله احد پڑھ کر جنازہ کو اٹھاتے ہیں کتب فقہ میں بعد نماز جنازہ دعا کرنا یا گیارہ مرتبہ قل هو الله احد پڑھنا نہیں آیا کیونکہ یہ نماز خود دعا ہے، ایسا کرنے والا بدعتی ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

کتب فقہ میں بعد نماز جنازہ دعاء کا ثبوت نہیں بلکہ دعاء کا انکار منقول ہے، اور قل هو الله احد گیارہ مرتبہ پڑھنے تک بھی جنازہ کو نہ اٹھانا ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ طریقہ شرعاً بے اصل اور بدعت ہے، اسپر انکار کرنیوالے کو برا کہنا تو بہت ہی برا ہے، صلوٰۃ جنازہ خود دعاء ہے، نفس ایصال ثواب بغیر التزام مالا یلزم کے درست اور نافع ہے[1]۔

قال الشامی[2] فقد صرحوا عن آخرهم بان صلوٰة الجنازة هی الدّعاء للميت اذهو المقصود منها شامی نعمانيه ص:۵۸۳، ج:۱،

قال القاری فی شرح المشكوٰة ولايدعو للميت بعد صلوٰة الجنازة لانه يشبه الزيادة فی صلوٰة الجنازة اهـ[3]

قال فی خلاصة الفتاویٰ[4] ص:۲۲۵، ج:۱، لا يقوم الرجل بالدعاء بعد

---

[1] للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيره (شامی زكريا ص ۱۵۱/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراءة للميت، بحر كوئٹه ص ۵۹/۳، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مجمع الانهر ص ۴۵۸/۱، كتاب الحج، قبيل باب الهدی، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] شامی زكريا ص۱۰۶/۳، باب صلاة الجنازة. مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی.

[3] مرقاة شرح مشكوة ص: ۲۶۹، ج:۲، كتاب الجنائز، باب المشی بالجنازة، الفصل الثالث، مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

[4] خلاصة الفتاوی ص:۲۲۵، ج:۱، كتاب الصلوة، الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، مطبوعه رشيديه كوئٹه.

صلوٰۃ الجنازۃ اھ وقال فی شرح المنیۃ وفی السراجیۃ واذا فرغ من الصلوٰۃ لا یقوم بالدعاء. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۵/۵/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۷/۵/۶۷ھ

جنازۂ اقدس ﷺ میں کتنے آدمی تھے؟

سوال: -حضور اکرم ﷺ کے جنازہ کی نماز میں کتنے اشخاص شریک ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جنازۂ مقدسہ کی نماز اگر جماعت کے ساتھ بیک وقت ہوتی تو ممکن تھا کہ شرکت کرنے والوں کا تخمینہ کرلیا جاتا، مگر وہاں تو بغیر امام کے ہی لوگ آ آ کر نماز پڑھتے رہے جن کی کوئی تعداد نہیں بتائی جاسکتی[1]۔

---

[1] عن ابن عباس قال لما فرغوا من جهازه صلى الله عليه وسلم يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته ثم دخل الناس عليه ارسالاً يصلون عليه، ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد، اتحاف السادة المتقين. ص:۳۰۴، ۳۰۵، ج:۱۰، كتاب ذكر الموت وما بعده. الباب الرابع فى وفات رسول الله ﷺ. مطبوعه دار الفكر بيروت. وابن ماجه ص:۱۱۸، ابواب ما جاء فى الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم. مطبوعه رشيديه دهلى. دلائل النبوة للبيهقى ص ۲۵۰/۷، جماع ابواب مرض رسول الله ﷺ، باب ماجاء فى الصلوة على رسول الله ﷺ مطبوعه دار الفكر بيروت.

ترجمہ :-ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب دوشنبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس ﷺ کی تجہیز سے فارغ ہوئے تو آپ کو گھر میں چارپائی پر رکھ دیا گیا، پھر لوگ جماعت در جماعت آپ پر نماز کیلئے آئے اور حضور اقدس ﷺ کے جنازے کی امامت کسی نے نہیں کی۔

نماز کی یہ صورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجویز سے تھی[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جنازہ نبوی ﷺ پر نماز کی کیفیت

سوال:-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم مجھ کو نہلا کر کفناؤ تو چارپائی میرے اس حجرہ میں قبر کے کنارے پر رکھ کر ذرا ایک ساعت کے لئے باہر چلے جانا کہ اول جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار جل شانہٗ ہے کہ وہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔(از مذاق العارفین، ترجمہ احیاء علوم الدین جلد چہارم باب دہم موت کے ذکر میں باب الوفات نمبر ۱۰ ص:۸۷۴،۸۷۵، مترجم مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی)

مندرجہ بالاعبارت یہاں مستقل فتنہ کا سبب بنی ہوئی ہے، جس میں صراحۃً مذکور ہے اول جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار جل شانہٗ ہے، کیا واقعی معبود حقیقی نے بھی محمد رسول ﷺ پر نماز پڑھی ہے جب کہ سب بندے بلکہ خود نبی کریم ﷺ بھی اس کی نماز پڑھتے ہیں اور اب بھی اس کی نماز پڑھی جاتی ہے نیز اللہ رب العزت اور فرشتوں کی نماز کے لئے سب کا باہر جانا کیوں ضروری ہے وہ تو غیر محسوس و غیر مرئی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رہتے ہوئے بھی

---

[۱] لما وضع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على السرير، قال علي رضى اللّٰه عنه : ألا يقوم عليه أحد لعله يؤم، هو امامكم حيًا وميتا. الطبقات الكبرى ص: ۲۹۱، ج: ۲، ذكر الصلاة على رسول اللّٰه ﷺ. مطبوعه دار الفكر بيروت.

ترجمہ:-اور ابن سعدؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں جب حضور اقدس ﷺ کو چارپائی پر رکھ دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کی امامت کیلئے کوئی کھڑا نہ ہو وہی تمہارے امام زندہ بھی ہیں اور مردہ بھی۔

C:\f.m.Fainal\Jild-13\ Namaz Janaza

نماز پڑھ سکتے ہیں اصل عبارت ملاحظہ فرما کر واضح فرمائیں کہ یہ مترجم کی غلطی ہے یا مصنف کا یہی مطلب ہے، نوازش ہوگی اگر جواب میں اصل عبارت تحریر فرمائیں کیونکہ ہمارے پاس اصل کتاب نہیں صرف اس کا ترجمہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

طبقات ابن سعد میں روایت ہے، واقدی راوی ہے اور ضعیف ہیں نیز مرسل ہے[1]، علامہ عراقی نے تخریج میں ایسا ہی فرمایا ہے کما فی ہامش احیاء العلوم ص:۴۰۰۔ یہاں الفاظ یہ ہیں:

اذا غسلتمونی و کفنتمونی فضعونی علٰی سریری فی بیتی ھٰذا علٰی شفیرقبری ثم اخرجوا عنّی ساعةً فانّ اول یصلّی علیَّ اللّٰہ عزوجل ھو الّذی یصلی علیکم وملائکتہ ثم یاذن للملائکة فی الصّلوة علی فاوّل من یدخل علی من خلق اللّٰہ ویصلی علیَّ جبرئیل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنود کثیرة ثم الملائکة بأجمعها صلی اللّٰہ علیھم اجمعین ثم انتم فادخلوا علی افواجًا فصلوا علی افواجًا زمرة زمرة وسلّموا تسلیما اھ احیاء العلوم۔[2]

---

[1] قال العراقی: رواہ ابن سعد في الطبقات عن محمد بن عمر ھو الواقدی باسناد ضعیف الی ابن عون عن ابن مسعود وھو مرسل ضعیف. الاتحاف شرح احیاء العلوم ص:۲۹۰، ج:۱۰. کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الباب الرابع فی وفات رسول اللّٰہ ﷺ. مطبوعہ دارالفکر بیروت. طبقات ابن سعد ص ۲/۲۵۶، ذکر ما اوصی بہ رسول اللّٰہ ﷺ فی مرضہ الذی مات فیہ مطبوعہ دارالفکر بیروت،

[2] احیاء العلوم ص:۴۵۵، ج:۴، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الرابع فی وفات رسول اللّٰہ ﷺ، مطبوعہ مصر. **ترجمہ**:-جب مجھے غسل دیدوگے اور کفن دیدوگے، تو مجھ کو میری چار پائی پر رکھ دینا میرے اس گھر میں میری قبر کے کنارے تم لوگ تھوڑی دیر کیلئے میرے پاس سے نکل جانا کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ صلوۃ پڑھیں گے، پھر اجازت دیں گے ملائکہ کو صلاۃ کیلئے پس سب سے پہلے وہ داخل ہونگے مجھ پر جس کو اللہ نے پیدا کیا اور صلوٰۃ پڑھیں گے مجھ پر جبرئیل پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت کثیر جماعت کے ساتھ پھر ملائکہ کے تمام اللہ کی رحمت ہوان پر پھر تم جماعت در جماعت میرے پاس آنا اور درود وسلام بھیجنا۔

عبارت میں لفظ صلوٰۃ ہے[1]۔ جب صلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے تو اس سے رحمت مراد ہوتی ہے یہی حق تعالیٰ شانہٗ کے شان کے لائق ہے، یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ رفعِ یدین کر کے تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھیں گے اور سبحانک اللّٰھم بطریقِ معروف پڑھیں گے، قرآن کریم میں وارد ہے اِنَّ اللّٰہَ وملائکتہ یصلّون علی النبیّ[2] غلط فہمی کو رفع کر دیا جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۸/۹۰ھ

جنازۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

سوال:- اگر بحکم رسول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نائب رسول تھے، تو بعد رسول ساری ذمہ داریاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر عائد تھیں، یہاں تک نمازِ وغیرہ، پھر جنازۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سب نے الگ الگ کیوں پڑھی؟ حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پہلا کام یہ تھا کہ رسول کے جنازہ کی نماز باجماعت پڑھائیں اور دفن کریں۔

---

[1] **تنبیہ**:- اسی طرح مذاق العارفین میں بھی ''لفظ صلاۃ'' ہے، ''لفظ نماز'' اس میں نہیں، عبارت یہ ہے کہ اول جو مجھ پر صلوٰۃ پڑھے گا وہ میرا پروردگار جل شانہ ہے کہ تم پر وہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ مذاق العارفین ص: ۱۶۷، ج: ۴۔

[2] سورۂ احزاب آیت: ۵۶،

ترجمہ:- بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر (بیان القرآن)

قال البغوی الصلوة من اللّٰہ رحمة الخ. تفسیر مظھری ص: ۳۵۲، ج: ۷، سورۂ احزاب تحت آیت: ۴۳، مطبوعہ رشیدیہ کراچی. روح المعانی ص ۶۱، ج ۱۲، الجزء الثانی والعشرون، سورۂ احزاب آیت: ۴۳، طبع دارالفکر بیروت، مجمع بحار الانوار ص ۳/۳۴۴، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن.

الجواب حامداًومصلیاً

جنازہ کا ولی اگر نماز پڑھ لے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں رہتا کہ اس جنازے کی نماز پڑھے[۱] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر اول ہی جماعت سے نماز پڑھا دیتے تو بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سعادت سے محروم رہ جاتے اسلئے ایسا نہیں کیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ

سوال:- رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز کس نے پڑھائی ہے جب کہ یہ مسلمات میں سے ہے کہ انبیاء علیہم السلام جہاں مرتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں امام کوئی نہیں تھا، بلاامام ہی لوگ آتے رہے نماز پڑھتے رہے یہی وصیت تھی۔ اتحاف[۲] السادۃ المتقین ص: ۳۰۴، ج: ۱۰، فتح البار[۳]ی،

---

[۱] وان صلى هو اى الولى بحق لا يصلى غيره بعده. الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص: ۵۹۲، ج: ۱، مطبوعه زكريا ص: ۱۲۴، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب تعظيم اولى الامر واجب. هنديه كوئٹه ص ۱۶۴/ ۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت، حلبى كبير ص۵۸۵، فصل فى الجنائز، الرابع فى الصلاة على الميت. طبع لاهور.

[۲] ثم دخل الناس عليه ارسالا يصلون عليه، ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد. اتحاف السادة المتقين ص ۳۰۴، ۳۰۵، ج: ۱۰، كتاب ذكر الموت وما بعده، الباب الرابع فى وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۳] فتح البارى ص: ۲۵۲، ج:۷، باب وفاة النبي، كتاب المناقب. مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه.

عمدۃ[۱] القاری وغیرہ[۲] میں روایات موجود ہیں باب وفات نبی ﷺ مستقلاً کتبِ حدیث میں منعقد کیا جاتا ہے، اس کے ذیل میں شراح حضرات تفصیل سے ایک ایک چیز کے متعلق روایات نقل فرماتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۲/۹۰ھ

جنازۂ رسول میں تاخیر کی وجہ

نماز جنازہ کے بعد دعاء

سوال:- جناب کا فتویٰ موصول ہوا جس سے ثابت ہوا کہ مدرسہ کنز العلوم ٹانڈہ کا فتویٰ موافق سنت ہے اور مدرسہ عین العلوم ٹانڈہ کا فتویٰ معتزلانہ ہے، جناب نے جوہدایہ کی عبارت نقل فرمائی ہے، اور نیز یہ تحریر فرمایا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد فوراً جنازہ اٹھالیا جاوے اور قبر تک کی مسافت میں چلتے ہوئے حسب توفیق تلاوت کرکے ثواب پہنچادیا جاوے اور قبل دفن جس قدر بھی ثواب پہنچادیا جاوے میت کے حق میں انفع ہے اس سے اول مسئلہ بالکل حل ہوگیا اور منکروں کا انکار باطل ثابت ہوگیا، مگر اس سلسلہ میں جناب نے جو چند باتیں زائد تحریر فرمائی ہیں، ان کی تشریح کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) جنازہ کے بعد دعا کیلئے ایک منٹ کا ٹھہرنا بھی جناب نے خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت **ولایقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ ا ھـ** کی رو سے ممنوع بتایا ہے، مگر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی نماز کے بعد جنازہ ٹھہرایا گیا ہے اور دو روز تک نماز جنازہ جو دعاء ہی ہے برابر پڑھی گئی ہے، اور حدیث: **اسرعوا بالجنائز** نماز جنازہ کے بعد ٹھہرنے کیلئے

---

[۲] عمدة القاري ص: ۹۹، ج:۸. الجزء السادس عشر. مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۳] الطبقات الكبرى لابن سعد ص: ۲۸۸، ج: ۲، ذكر الصلاة على رسول الله ﷺ، مطبوعه دارالفكر بيروت.

مانع ہوتی ہے تو حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہرگز نماز جنازہ کے بعد دوروز تک نماز جنازہ کو نہ روکے رکھتے، لہٰذا اس کے متعلق اگر کوئی حدیث صریح ہو تو نقل فرمایئے ورنہ یہ تو تحریر فرمادیں کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صریح نہیں ہے اگر حدیث صریح ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) یہ حضور اقدس ﷺ کی خصوصیت تھی: اخرج ابن سعد وابن منبع والحاکم والبیھقی والطبرانی (فی الاوسط) عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال لما ثقل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قلنا من یغسلک یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال رجال من اھل بیتی الادنی فالادنٰی مع ملائکۃ کثیرۃ یرونکم من حیث لاترونھم قلنا من یصلی علیک قال اذا غسلتمونی وحنطتمونی وکفنتمونی فضعونی علٰی سریری ھٰذا علٰی شفیر قبری ثم اخرجوا عنی ساعۃ فان اول من یصلی علی جبرئیل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنود من الملائکۃ ثم لیصل علّی اھل بیتی ثم ادخلوا علی افواجًا وفرادیٰ قلنا فمن یدخلک قبرک قال اھلی مع ملائکۃ کثیرین یرونکم من حیث لاترونھم اھ خصائص[۱] کبریٰ ص: ۲۷۶، ج: ۲. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳/شعبان ۶۶ھ

تنبیہ: -طرز سوال مناظرانہ ہے مستفتیانہ نہیں اسکے متعلق پہلے بھی عرض کیا تھا۔

فی الجواب کفایۃ لمن اراد الھدیۃ واما المجادل فلا یقنع الا بالمجادلۃ

سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/شعبان ۶۶ھ

۱؎ خصائص کبریٰ ص ۲/۲۷۶، باب اختصاصہ ﷺ بالصلوۃ علیہ افرادا بغیر امام الخ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نمازِ جنازہ کے بعد دعا

سوال:- دعا بعد نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نمازِ جنازہ خود دعا ہے، اس کے بعد وہیں ٹھہر کر دعا کرنا جیسا کہ بعض جگہ رواج ہے، شرعاً ثابت نہیں۔ خلاصۃ[1] الفتاویٰ میں اس کو مکروہ لکھا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف ۱۴/ شعبان

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم ۱۳/۸/۶۴ھ

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**)......طبقات ابن سعد ص۲۵۷/۲، ذکر ما اوصی به رسول اللہ ﷺ فی مرضه الذی مات فیه، مطبوعه دار الفکر بیروت. دلائل النبوة للبیهقی ص ۲۳۱/۷، ذکر الحدیث الذی روی عن ابن مسعود عن النبی ﷺ فی نعیه نفسه الی اصحابه وما اوصاهم به، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

ترجمہ :- ابن سعد ابن منیع، حاکم بیہقی اور طبرانی نے معجم اوسط میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخت بیمار ہوئے ہم نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپکو کون غسل دیگا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل بیت اقرب فالاقرب بہت سے ملائکہ کے ساتھ وہ تم کو دیکھیں گے، جب کہ تم انکو نہیں دیکھو گے، ہم نے دریافت کیا آپ پر نماز جنازہ کون ادا کرے گا، فرمایا جب تم مجھے غسل دے دو حنوط مل دو، اور کفن دیدو تو مجھ کو میری اس چارپائی پر میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا پھر تھوڑی دیر کیلئے میرے پاس سے نکل جانا اسلئے کہ سب سے پہلے مجھ پر صلاۃ جبرئیل پڑھیں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت ملائکہ کے لشکروں کے ساتھ پھر مجھ پر میرے اہل بیت صلاۃ پڑھیں گے، پھر تم میرے پاس جماعت در جماعت داخل ہونا، پھر ہم نے پوچھا کہ آپ کو آپ کی قبر میں کون داخل کرے گا فرمایا میرے اہل بیت بہت سے ملائکہ کے ساتھ ملائکہ تم کو دیکھیں گے، حالانکہ تم ان کو نہیں دیکھو گے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر)

نمازِ جنازہ کے بعد دعا

سوال:- بعض لوگ نمازِ جنازہ کے بعد بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں اسکا کیا حکم ہے، درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ ثابت نہیں قرآن کریم، حدیث شریف اور کتاب فقہ میں کہیں اس کا حکم نہیں دیکھا، حالانکہ چھوٹے چھوٹے مستحبات بھی کتبِ فقہ میں مذکور ہیں، بلکہ بعض کتب میں نمازِ جنازہ کے بعد دعا کو منع کیا گیا ہے[۱]۔ (اسلئے کہ نمازِ جنازہ خود میت کیلئے دعاء ہے)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نمازِ جنازہ کے بعد دعا

سوال:- ہمارے علاقہ میں نمازِ جنازہ کے سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر امام و جملہ مقتدی دعا مانگتے ہیں، کیا یہ دعا مانگنا جائز ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۱] لایقوم الرجل بالدعاء بعد صلاة الجنازة (خلاصة الفتاوی کوئٹه ص ۲۲۵، ج ۱، الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۱۸۰، کتاب الصلوة، الجنائز، المتفرقات، فتاوی بزازیه علی الهندیه ص ۴/۸۰، کتاب الصلوة، الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع المختار ان الامام الاعظم، مطبوعه کوئٹه)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] لایقوم الرجل بالدعاء بعد صلاة الجنازة (فتاوی تاتارخانیه ص ۲/۱۸۰، کتاب الصلوة، الجنائز، المتفرقات، مطبوعه کراچی، بزازیه علی هامش الهندیه ص ۴/۸۰، کتاب الصلوة، الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع المختار ان الامام الاعظم، مرقاة شرح مشکوة ص ۲/۳۶۹، باب المشی بالجنازة، الفصل الثالث، مطبوعه بمبئی.

الجواب حامداً ومصلیاً

خلاصۃ[۱] الفتاوی ص:۲۲۵، ج:۱، میں اس کو منع کیا ہے: **لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة اھـ.**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۹ھ

نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہوکر مستقلاً میت کیلئے دعاء

سوال:- نماز جنازہ پڑھنے کے بعد کھڑے ہوکر مستقلاً میت کیلئے دعائے مغفرت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز جنازہ خود دعاء ہے، اور میت کیلئے اس میں دعائے مغفرت ہی اصل ہے، نماز کے بعد مستقلاً کھڑے ہوکر دعا کرنا ثابت نہیں، بلکہ کتب فقہ میں اس کو منع کیا گیا ہے۔ **لا یقوم بالدعاء بعد الصلوة الجنازة اھـ خلاصۃ[۲] الفتاویٰ ص: ۲۲۵/۱.**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ لایقوم الرجل بالدعاء بعد صلاة الجنازة وقال فی شرح المنیة وفی السراجیة واذا فرغ من الصلاة لا یقوم بالدعاء الخ ، خلاصة الفتاوی ص: ۲۲۵، ج: ۱. الفصل السادس والعشرون فی الجنائز، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه ص ۱۸۰/۲، کتاب الصلوة، الجنائز، المتفرقات، مطبوعه کراچی، مرقاة ص ۳۶۹/۲، باب المشی بالجنازة، الفصل الثالث، مطبوعه ممبئی.

۲ لایقوم الرجل بالدعاء بعد صلاة الجنازة وقال فی شرح المنیة وفی السراجیة واذا فرغ من الصلاة لا یقوم بالدعاء الخ ، خلاصة الفتاوی ص: ۲۲۵، ج: ۱. الفصل السادس والعشرون فی الجنائز، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه ص ۱۸۰/۲، کتاب الصلوة، الجنائز، المتفرقات، مطبوعه کراچی، مرقاة ص ۳۶۹/۲، باب المشی بالجنازة، الفصل الثالث، مطبوعه ممبئی.

عورت کے جنازہ پر امام کا رومال ڈالنا

سوال:- کوئی حنفی امام یا عالم عورت کے جنازہ پر اپنا رومال اپنی نظر کی جگہ ڈالتا ہے تا کہ وہ ریشمی اور خوبصورت کپڑا جو میت کے اوپر ہے حضور قلب میں مخل نہ ہو، کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اسکی کوئی ضرورت نہیں، بلا رومال ڈالے بھی نماز درست ہے، اور رومال ڈالنے میں بھی مضائقہ نہیں دونوں طرح درست ہے کسی ایک کو ضروری سمجھنا یا اصرار کرنا خلاف اصل ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم

عورت کے جنازہ کا ولی شوہر ہے یا باپ؟

سوال:- ایک عورت کا انتقال ہوگیا، اسکے والد چاہتے ہیں کہ شوہر کے مکان سے اپنے مکان پر لیجا کر دفن کریں، اس میں اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں کہ جنازہ کی نماز یہیں ہوجانی چاہئے بعض کہتے ہیں کہ جب ولی نہیں تو نماز کیسے ادا ہوگی، دریافت طلب یہ ہے کہ ولی باپ ہے یا شوہر؟ اگر شوہر اجازت نہ دے تو باپ جنازہ لے جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور بغیر اجازت ولی

[1] ان الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة فكيف اصرار البدعة التي لا اصل لها في الشرع (سعايه ص ۲/۲۶۵، ومن البدع تخصيص المصافحة بعد صلوة الفجر الخ، قبيل فصل في القراءة، مطبوعه لاهور، مرقاة ص ۲/۱۴، باب الدعاء في التشهد، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی، طيبي ص ۲/۴۴۶، باب الدعاء في التشهد، مطبوعه زكريا ديوبند.

نماز ہوجائیگی یا نہیں؟ شوہر اور باپ کے مکان میں تین میل کا فاصلہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ولو ماتت امرأة ولها اب وابن بالغ عاقل وزوج فالاب احق بها ا ھ بحر[۱] ج:۲، ص:۱۸۱، اس عبارت سے معلوم ہوا کہ باپ کو ولایت حاصل ہے، نماز جنازہ کیلئے اپنے مکان پر لیجانے کی ضرورت نہیں، شوہر ہی کے مکان پر یا جہاں مناسب ہو والد نمازِ جنازہ پڑھادے، اگر شوہر نے یا دوسرے لوگوں نے نماز پڑھ لی تب بھی ادا ہوجائیگی، بغیر ولی کی اجازت کے بھی ادا ہوسکتی ہے البتہ ایسی صورت میں ولی کو بعد میں پڑھنے کا اختیار رہتا ہے، ولی کے پڑھنے کے بعد کسی اور کو اختیار نہیں رہتا[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۳/۹/۸۷ھ

امام محلّہ کی امامت ولی کے مقابلہ میں

سوال:-محلّہ کا امام میت کے وارث کے ہوتے ہوئے بغیر اس کے اجازت کے نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

---

۱ البحر الرائق کوئٹہ، ص:۱۸۱، ج:۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته. تاتارخانیه کراچی ص ۲/۱۶۵، کتاب الصلوة، صلوة الجنازة، من هواولی بالصلوة علی المیت، شامی زکریا ص ۳/۱۲۱، باب صلوة الجنازة، مطلب تعظیم اولی الامر واجب.

۲ فان صلی علیه غیر الولی، أعاد الولي ولم يصل غيره بعده أی بعد ما صلی الولي لأن الفرض قد تأدّى بالأولى والتنفل بها غير مشروع الا لمن له الحق وهو الولي عند تقدم الأجنبي. بحر ص:۱۸۱، ج:۱، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه کوئٹه. هندیه کوئٹه ص ۱/۱۶۴، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، الدر مع الشامی زکریا ص ۳/۱۲۳، باب صلوة الجنازة، مطلب تعظیم اولی الامر واجب.

الجواب حامداً ومصلیاً

مناسب نہیں، بہتر یہ ہے کہ اگر امام صالح دیندار ہو تو خود ہی امام سے نماز پڑھانے کی درخواست کرے ورنہ ولی کا خود نماز جنازہ پڑھانا اولیٰ ہے۔ (ردالمحتار[۱] ص:۸۲۳، ج:۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز جنازہ کی اجازت ولیٔ میت سے

سوال:- کیا جنازہ کی نماز کیلئے ولیٔ میت سے اجازت لینی ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل حق ولی کا ہے اس سے اجازت لی جائے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وتقديم امام الحيّ مندوب فقط بشرط أن يكون أفضل من الولي والاّ فالولي أولى الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص: ۵۹۰، ج: ۱، مطبوعه زكريا، ص: ۱۲۰، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى بيان من هو احق بالصلاة على الميت. طحطاوى على المراقى ص۴۸۵، احكام الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصر، سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۲۶۹/۱، باب صلوة الجنائز، فصل الصلوة عليه فرض كفاية، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] ولا بأس بالاذن في صلاة الجنازة لأن التقدم حق الولي ،فيملك ابطاله بتقديم غيره. كبيرى ص:۶۰۳، الفصل الثامن في مسائل متفرقة من الجنائز، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. وكذا فى البحر ص: ۱۸۱، ج: ۲. كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه كوئٹه. الدرمع الشامى زكريا ص ۱۲۲/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب تعظيم اولى الامر واجب.

امام کا موقف صلوٰۃ جنازہ میں

سوال :- ایک مولانا صاحب بی اے منشی فاضل نے اس طور پر نماز جنازہ پڑھائی امام (میت) یعنی مولانا صاحب بی اے منشی فاضل وہاں کھڑے ہوئے جہاں امام لکھا ہے، حدیث بخاری پارہ پانچ کتاب الجنازۃ عمران بن میسرۃ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت پر نماز پڑھی جو نفاس میں مرگئی تھی آپ اس کے بیچا بیچ کھڑے ہوئے۔ اس طور پر، مولانا صاحب بے اے نے بھی عورت کا جنازہ پڑھایا کیا اب شریعت بدل گئی جو مولانا صاحب نے اس طور پر جنازہ پڑھایا، کیا اب ایسے جنازہ ہونا جائز ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ویقوم من الرجل والمرأة بحذاء الصدر لما روی احمد ان اباغالب قال صلیت خلف انسؓ علٰی جنازة فقام حیال صدره ولان الصدر محل الایمان ومعدن الحکمة والعلم وهو ابعد من العورة الغلیظة فیکون القیام عنده اشارة الٰی ان الشفاعة وقعت لاجل ایمانه وعن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ انه یقوم من الرجل بحذاء صدره ومن المرأة بحذار وسطها الی قوله وقال هو السنة وعن سمرة بن جندبؓ انه قال صلیت وراء رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علٰی امرأة ماتت فی نفاسها فقام وسطها قلنا الوسط هو الصدر فان فوقه یدیه وراسه وتحته بطنه ورجلیه اهـ زیلعیؒ[1] ص: ۲۴۲.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام کو میت کے سر یا پیر کی جانب نہیں کھڑا ہونا چاہئے، بلکہ سینہ کے مقابلہ میں کھڑے ہونا چاہئے، اور جس روایت میں آتا ہے کہ میت کو سامنے رکھ کر اس کے بیچا بیچ کھڑے ہو کر نماز پڑھائی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے، کیونکہ سر اور ہاتھ سینہ سے

---

[1] زیلعی ص: ۲۴۲، ج: ۱، باب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امدادیه ملتان.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\ Namaz Janaza

اوپر ہیں اور پیٹ اور پیر سینے سے نیچے ہیں، لہٰذا سینہ وسط میں ہوا دوسرے سینہ محل ایمان وحکمۃ وعلم ہے، اسلئے بھی سینہ کو فوقیت ہے اور ایسا کرنا مستحب ہے، اگر کسی نے گھٹنے کے مقابل یا کندھے کے مقابل کھڑے ہوکر نماز پڑھادی تب صحیح ہوجائیگی، لیکن صحت صلوٰۃ جنازہ کیلئے میت کے کسی حصہ کا سامنے اور مقابلہ میں ہونا شرط ہے، اگر میت کا کوئی حصہ بھی امام کے سامنے نہ ہوگا تو نماز جنازہ درست نہ ہوگی، کونہ (ای الامام) بالقرب من الصدر مندوب والاًفمحاذاة جزء من الميت لابدمنها. قهستانی ۱ھ ردالمحتار[۱] ص:۵ ۱ ۹ ، ج: ۱ واذا أخطؤا بالرأس فوضعوها فی موضع الرجلين وصلوا عليها جازت الصلوٰة لان ما هو شرط وهو كون الميت امام الامام فقد وجد انما التغير فی صفة الوضع وذٰلک لا يمنع جوازالصلوٰة الا انهم ان تعمدوا ذٰلک فقد اساؤا بتغير الوضع عما توارثه الناس مبسوط[۲] سرخسی ص: ۶۹، ج: ۲، اورشریعت محمدیہ علٰی صاحبها الصلوة والتحية جس طرح مستحکم ہوچکی ہے، وہ منسوخ نہیں ہوسکتی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۱۶/ محرم ۵۶ھ

---

[۱] ردالمحتار ص:۵۸۷، ج: ۱، مطبوعه زكريا، ص: ۱۱۴، ج:۳، تحت قول صاحب الدر: ويقوم الامام ندبا بحذاء الصدر مطلقاً. باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی.

[۲] مبسوط سرخسی ص: ۶۹، ج: ۲، باب غسل الميت، مطبوعه دارالفكر بيروت. طحطاوی على المراقی ص ۴۸۰، و ۴۸۱، باب احكام الجنائز، فصل الصلاة على الميت فرض كفاية، مطبوعه مصر، تاتارخانيه كراچی ص ۱۵۴/ ۲، كتاب الصلوة، صلوة الجنازة، كيفية الصلوة.

جائے نماز پر نمازِ جنازہ

سوال: - جنازہ کی نماز اگر جائے نماز بچھا کر پڑھی جائے تو اسمیں کوئی حرج نہیں تو ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی جائے نماز بچھا کر پڑھادے تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ جزوِ کفن نہیں[1] ہے، اور اس کا التزام درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت کی نمازِ جنازہ چارپائی پر

سوال: - کیا میت کو چارپائی پر رکھ کر نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میت کو چارپائی پر رکھ کر نمازِ جنازہ درست ہے[2]، مگر چارپائی پاک ہو[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] يسن في الكفن له ازار وقميص ولفافة الخ. الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص:۵۷۸، ج:۱، مطلب فى الكفن. بحر كوئٹه ص۱۷۵/۲، كتاب الجنائز، حلبى كبير ص۵۸۰، فصل فى الجنائز، الثالث فى تكفينه، مطبوعه لاهور،

[2] لما توفى رسول الله ﷺ وضع على سريره فكان الناس يدخلون عليه زمرا زمرا يصلون عليه الخ، (طبقات ابن سعد ص۲۸۸/۲، ذكر الصلوة على رسول الله ﷺ، مطبوعه دارالفكر بيروت، دلائل النبوة ص۲۵۰/۷، باب ماجاء فى الصلوة على رسول الله ﷺ، مطبوعه بيروت)

[3] وفي القنية: الطهارة من النجاسة في ثوب وبدن ومكان وستر العورة شرط في الميت والامام جميعاً. (الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص:۵۸۲، ج:۱. مطبوعه زكريا ج:۳، ص:۱۰۳.۴، باب صلاة الجنازة، مطلب فى صلاة الجنازة. بحر كوئٹه ص۱۷۹/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص۴۷۹، باب احكام الجنائز، فصل الصلوة على الميت فرض كفاية، مطبوعه مصر)

جنازہ کو جمعہ تک مؤخر کرنا

سوال:-اگر کسی کے یہاں بروز جمعہ بوقت صبح میت ہوجائے اوراسکے وارث اسکو بعد نماز جمعہ اسلئے دفن کرتے ہیں کہ جمعہ میں نماز جنازہ پڑھی جاوے تو زیادہ ثواب ہے ایسا عقیدہ کرنا درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

میت کو محض اسلئے اتنی دیرتک روکے رکھنا مکروہ ہے، مستحب اورافضل یہ ہے کہ اسکے دفن میں جلدی کی جائے اگرایسے وقت انتقال ہوا ہے، کہ اسکے دفن کرنے میں جمعہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو پھر نماز جمعہ تک مؤخر کردیں۔ **کذا فی الطحطاوی**[۱] ص: ۳۳۲.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز جنازہ میں دوسرے محلّہ والوں کا انتظار کرنا

سوال:- ہمارے یہاں یہ طریقہ ہیکہ اگرکوئی مرجاتا ہے تو تمام محلوں میں جاکراطلاع دیتے ہیں اورجبتک سب لوگ نہ آجائیں نمازِ جنازہ کا انتظار کرتے ہیں تو یہ درست ہے یانہیں؟

---

[۱] فلو جهز الميت صبيحة يوم الجمعة، يكره تأخير الصلاة عليه ليصلى عليه الجمع العظيم بعد صلاة الجمعة، ولو خافوا فوت الجمعة بسبب دفنه يؤخر الدفن. طحطاوی علی المراقی، ص:۴۹۸، فصل في حملها ودفنها، احكام الجنائز، مطبوعه مصر. الدر مع الشامی زکریا ص۱۳۶/۴، باب صلوة الجنازة، مطلب فی حمل الميت، بحر کوئٹہ ص ۱۹۱/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز جنازہ کیلئے اطلاع کر دینے میں تو مضائقہ نہیں[1] پھر جس جس کو موقع ہو آکر شریک ہو جائے لیکن دوسرے محلے کے لوگوں کے انتظار میں مؤخر کرنا کہ جب تک سب جگہ کے لوگ نہ آجائیں نماز نہ پڑھی جائے خواہ کتنی ہی دیر ہو جائے یہ ٹھیک نہیں[2]، بلکہ وقت متعین کر کے کہہ دیا جائے کہ اتنے بجے جنازہ تیار ہو جائے گا اور نماز ہوگی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مجذوم کو بلا غسل دفن کر دیا گیا

سوال:- زید کو جذام کا عارضہ تھا اور جذام کافی ترقی پر تھا، اسی حالت میں زید کا انتقال ہو گیا، اسکا کوئی وارث نہیں تھا، اب اسکی اس حالت کی وجہ سے کسی نے اسکو غسل دینا گوارہ نہیں کیا اور بلا کفن وبلا نماز کسی صورت سے اسکو ایک گڈھے میں ڈھکیل دیا گیا اب اسکا کیا حکم ہے؟

---

[1] لا بأس بالاذان فمعناه لا بأس بالاعلام ...... عن ابی حنیفة انه لا ینبغی ان یؤذن بالجنازة الا لاهلها وجیرانها ومسجد حیها وفی الینابیع واقرانه واصدقائه حتی یؤدوا، حقه بالصلاة علیه والدعاء (تاتارخانیه کراچی ص۱۷۸/۲، کتاب الصلوة، الجنائز، متفرقات، الدر مع الشامی زکریا ص:۱۴۷ ، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۳۶۵، باب احکام الجنائز.

[2] وکذا یستحب الاسراع بتجهیزه کله أی من حین موته ، فلو جهز المیت صبیحة یوم الجمعة، یکره تأخیر الصلاة علیه، لیصلی علیه الجمع العظیم بعد صلاة الجمعة. طحطاوی علی المراقی ص:۴۹۸، باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، مطبوعه مصر. الدر مع الشامی زکریا ص۱۳۶/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی حمل المیت، بحر کوئٹه ص۱۹۱/۲، کتاب الجنائز، فصل اسلطان احق بصلاته.

الجواب حامداًومصلیاً

اگراس کو ہاتھ لگا کر غسل دینا دشوار تھا، تو اس پر لوٹے یا مشک سے پانی بہادیا جاتا[۱]، اگر یہ بھی نہ ہوسکتا تھا، تو ہاتھ پر تھیلی باندھ کر صرف تیمّم کرادیا جاتا، پھر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کیا جاتا اوراس کیلئے قبر کا بنانا بھی ضروری تھا گڈھے میں دھکیل دینا بھی غلط ہوا[۲]، جس میت کو بلا غسل ونماز دفن کردیا جائے اسکی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم ہے جب تک اسکے پھٹ جانے اور ٹکڑے ٹکرے ہوجانے کا ظنِ غالب[۳] نہ ہو، بہرحال اب اس کیلئے ایصالِ ثواب کیا جائے تا کہ اسکے حقوق ادا کرنے میں جوکوتاہی ہوئی اسکی کچھ مکافات ہوسکے۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۶/ ۸۹ھ

صفوفِ نمازِ جنازہ میں طاق عدد

سوال:-(۱) نمازِ جنازہ میں طاق عدد کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

---

[۱] ولو كان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه الخ، عالمگیری كوئٹه ص:۱۵۸، ج:۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل. تاتارخانيه كراچى ص۱۳۶/۲، كتاب الصلوة، الجنائز، قسم آخر فى بيان كيفية الغسل، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۳۶۹، باب احكام الجنائز.

[۲] ثم غسل الميت وتكفينه والصلوة عليه ودفنه فروض كفاية بالاجماع (حلبى كبير ص ۵۷۹، فصل فى الجنائز، مطبوعه لاهور، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص۳۷۷، باب احكام الجنائز، فصل الصلوة على الميت فرض كفاية، الدر مع الشامى زكريا ص ۱۰۲/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فى صلاة الجنازة.

[۳] وقال: وان دفن بغير صلاة ، صلى على قبره، مالم يغلب على الظن تفسخه الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص: ۵۹۲، ۵۹۳، ج:۱، مطبوعه زكريا ص: ۱۲۵، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب تعظيم اولى الامر واجب. بحر كوئٹه ص ۱۸۲/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، الهندية ص۱۶۵/۱، الباب الحادى والعشرون، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت، مطبوعه كوئٹه.

(۲) پھر اس طاق عدد کو پورا کرنے کیلئے نابالغوں کی صفوں کو بھی شمار کیا جاویگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) نماز جنازہ میں طاق عدد کی صفوف کا لحاظ رکھا جائے، یہی شرعاً مستحب ہے[۱]۔

(۲) اس طاق عدد کے لحاظ سے نابالغوں کی صف کو بھی شمار کیا جا سکتا ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صفوفِ نماز جنازہ میں بچوں کی صف

سوال:- اگر بالغ مردوں کی آخری صف کو پورا کرنے کیلئے بچوں کو دونوں کناروں سے کھڑا کر لیا جائے تو کیا حکم ہے؟ ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی کیا ضرورت ہے، ان کی صف مستقل بنا دی جائے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۲/۱۷ھ

---

[۱] قال في المحيط: ويستحب أن يصف ثلاثة صفوف حتى لو كانوا سبعة يتقدم أحدهم للامامة، ويقف وراءهٗ ثلاثة، ثم اثنان، ثم واحد. شامی زکریا، ص: ۲۱۲، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى. حلبى كبير ص: ۵۸۸، فصل فى الجنائز، الرابع فى الصلوة عليه، مطبوعه لاهور، طحطاوى على المراقى ص ۴۸۱، فصل الصلوة على الميت فرض كفاية، مطبوعه مصر.

[۲] بصف الرجال ثم يصف الصبيان ثم الخناثى ثم يصف النساء (مراقى مع الطحطاوى مصرى ص۲۴۸، باب الامامة، فصل فى بيان الاحق بالامامة، الدرمع الشامى زكريا ص ۳۱۴/۲، باب الامامة، مطلب فى الكلام على الصف الاول، حلبى كبير ص ۵۲۱، فصل فى الامامة، طبع لاهور.

(حاشیہ نمبر ۳/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

صفوفِ جنازہ میں کونسی صف افضل ہے؟

سوال :- نمازِ جنازہ کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں صفِ اول کا ثواب آخری صف والوں کوملتا ہے، اوروہ اس کی دلیل میں **اول الصفوف اٰخرھا** پیش کرتے ہیں پتہ نہیں یہ حدیث ہے یا کسی کا مقولہ؟ بعض لوگ کہتے ہیں یہ گڑ بڑ مسئلہ ہے اس سے انتشار ہوتا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ مسئلہ کبیری[۱] ص:۵۴۵، میں بھی اسی طرح ہے، **افضل صفوف الرجال فی الجنازة اٰخرھا وفی غیرھا اولھا اظهارًا للتواضع لتكون شفاعته ادعى للقبول.** صحیح مسائل کتابوں میں چھپے ہوئے ہیں پڑھائے جاتے ہیں فتاویٰ میں لکھے جاتے ہیں، زبانی بتائے جاتے ہیں، عوام میں زیادہ سے زیادہ شائع کئے جاتے ہیں ان سے کوئی گڑ بڑ نہیں گڑ بڑ کا سبب تین چیزیں ہیں، علم نہ ہونا، ناقص علم ہونا، یا پھر طبیعت میں عناد کا ہونا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] قال في المحيط: ويستحب أن يصف ثلاثة صفوف. شامی نعمانیه ص ۵۸۶/۱، باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية الخ، حلبی کبیر ص۵۸۸، فصل فی الجنائز، الرابع فی الصلوة علیه، مطبوعه لاهور، طحطاوی علی المراقی ص ۳۸۱، فصل الصلوة على الميت فرض كفاية، مطبوعه مصر. ويصف الرجال ثم الصبيان، شامی نعمانیه ص: ۳۸۲، ۳۸۴، ج: ۱. باب صفة الصلاة. مطلب هل الاساء ة دون الكراهة. مراقی مع الطحطاوی مصری ص۲۴۸، باب الامامة، فصل فی بيان الاحق بالامامة، حلبی کبیر ص ۵۲۱، فصل فی الامامة، مطبوعه لاهور.

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] کبیری ص:۵۸۸، فصل فی الجنائز، الرابع فی الصلاة علیه، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، وكذا فی الشامی نعمانیه ص:۳۸۳، ج: ۱، باب صفة الصلاة. مطلب في الكلام علی الصف الأول. طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۴۹، باب الامامة، بيان الاحق بالامامة.

نماز جنازہ میں آخر صف افضل ہے

سوال:- جنازہ کی نماز میں سب سے پچھلی صف میں کھڑے ہونے کو فقہاء کرام نے افضل قرار دیا ہے، زید کا کہنا ہے کہ مردہ سے دوری افضلیت کا باعث بن رہی ہے، لیکن اس کو قیاس تسلیم نہیں کرر ہا ہے، ایسی صورت میں امام کو سب سے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام کا مقتدیوں سے آگے ہونا منصوص ہے[1]، اور تعلیل فی مقابلۃ النص ممنوع ہے[2]، فقہاء نے پچھلی صف کو نمازِ جنازہ میں جس بناء پر افضل فرمایا ہے وہ یہ نہیں، جس کو سائل نے تجویز کر کے قیاس شروع کر دیا ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۸۹ھ

---

[1] سمعت عتبان ابن مالک الانصاری قال استأزن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأذنت له فقال این تحب ان اصلی من بیتک فاشرت له الی المکان الذی احب فقام وصففنا خلفه الخ (بخاری شریف ص ۹۵/۱، کتاب الاذان، باب اذا زارالامام قوما فأمهم، ایضا ۹۴/۱، باب اهل العلم، والفضل احق بالامامة، مطبوعه اشرفیه دیوبند.

[2] القیاس بمقابلة المنقول مردود (تبیین الحقائق ص ۱۱/۱، کتاب الطهارة، نواقض الوضوء طبع امدادیه ملتان، اصول الشاشی ص۸۵، البحث الرابع، فصل شروط صحة القیاس، مطبوعه شاهد بکڈپو دیوبند، حسامی مع النامی ص ۲/۲۰۴، باب القیاس، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[3] وأفضل صفوفها آخرها، اظهارًا للتواضع. الدرالمختارعلی الشامی نعمانیه ص:۵۸۶، ج: ۱ مطبوعه زکریا، ص: ۱۱۲، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی. وقال الشامی في موضع آخر: لأنهم شفعاء فهو أحری بقبول شفاعتهم ولأن المطلوب فیها تعدد الصفوف فلو فضل الأول امتنعوا عن التأخر عند قلتهم شامی نعمانیه ص:۳۸۳، ج: ۱، باب صفة الصلاة، مطلب في الکلام علی الصف الأول. کبیری ص۵۸۸، فصل فی الجنائز، الرابع فی الصلوة علیه، مطبوعه لاهور، طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۹، باب الامامة، فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصر.

نماز جنازہ کی صفوف میں فصل

سوال:- جگہ کے رہتے ہوئے بغیر کسی عذر کے جنازہ کی نماز میں مل کر کھڑا ہونا چاہئے یا جس طرح نماز میں ایک صف کی جگہ رہتی ہے، اتنی ہی جگہ چھوڑنی چاہئے، اگر مل کر بغیر کسی عذر کے کھڑا ہو تو کوئی خاص خرابی تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صلوٰۃ مطلقہ میں رکوع سجدہ ہوتا ہے، دوصفوں کے درمیان اتنی جگہ خالی چھوڑی جاتی ہے، کہ رکوع سجدہ سنت کے موافق ادا ہو سکے نمازِ جنازہ میں اس کی ضرورت نہیں قریب صفیں ہوں تب بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۷/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/۸۹ھ

نماز جنازہ کی صفوف میں کتنی جگہ رہے؟

سوال:- جنازہ کی نماز میں صف بندی کرنا قائم مقام رکوع وسجود کے جگہ چھوڑنا کیسا ہے؟ نمازِ جنازہ میں سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا کیا حرام ہے؟ اور جس نے ایسا کیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہاں لوگوں میں بہت تکرار ہے، کچھ لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ دیوبندی عقائد کی مسجد ہے، بریلی عقائد کا جو بھی نام لے گا قتل کر دیا جائے گا، اور مسجد میں بریلی عقائد کے لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے، اس بارے میں کچھ لوگ امام کے ساتھ ہیں اور کچھ مخالف ہیں براہِ کرم جواب تفصیل سے عنایت فرمائیں۔

---

[1] كذا في فتاوى دار العلوم ص: ۳۴۶، ج:۵. مطبوعه زكريا ديوبند.

الجواب حامداًومصلیاً

نماز جنازہ میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ لہٰذا صف بندی کے وقت رکوع سجدہ کی جگہ چھوڑ نا بے محل ہے، نمازِ جنازہ میں میت کیلئے مستقل دعا موجود ہے بلکہ دعا ہی کیلئے نمازِ جنازہ مشروع ہوئی ہے، کہ حمد وثناء اور درود شریف (پہلی تکبیر کے بعد) پڑھ کر میت کیلئے دعا کی جائے، سلام پھیر کر ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ میں اس کو منع فرمایا ہے، یہ مکروہ ہے[۱]۔ جو شخص مسجد میں نماز کیلئے آئے اور سنت کے موافق نماز پڑھے، خلافِ سنت امور نہ پھیلائے، جھگڑا نہ کرے، فتنہ نہ اٹھائے اس کو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے خواہ دیوبندیوں کی مسجد ہو خواہ بریلیوں کی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷ر۱ر۹۴ھ

میت کے تین ٹکڑے ہونے پر صلوٰۃ جنازہ اور اسکی تدفین

سوال:۔(۱) زید پہلے سے شرابی تھا، ایک دن کسی نے خوب شراب پلا کر اس میں زہر دے کر اُسے ختم کر دیا، اس کے بعد اس کے تین ٹکڑے کئے، ایک گردن تک، دوسرا کمر تک، تیسرا پاؤں والا حصہ، اسکے بعد اسکے تین بنڈل اسطرح بنائے کہ اسمیں پانی کا اثر نہ ہو سکے، اور

---

۱ لایقوم بالدعاء بعدصلاة الجنازة. (خلاصة الفتاوی ص:۲۲۵، ج:۱، الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع منه اذا اجتمعت الجنائز، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه کراچی ص:۱۸۰، ج:۲، کتاب الصلوة، الجنائز، المتفرقات، مرقاة ص ۳۶۹، ج۲، باب المشی بالجنازة، مطبوعه ممبئی)

۲ فلا یجوز لاحد مطلقا ان یمنع مؤمنا من عبادة یأتی بها فی المسجد لان المسجد ما بنی الا لها (بحر کوئٹه ص ۲/۳۴، باب مایفسد الصلوة ویکره فیها، فصل لما فرغ الخ قرطبی ص۷۵/۱، الجزء الثانی سورۂ بقره آیت:۱۱۴، مطبوعه دارالفکر بیروت)

اگر اسکو کنویں میں ڈال کرآئندہ نکل نہ سکے اس کا پورا انتظام کر دیا، خدا کی قدرت کہ سی آئی ڈی کی تحقیق سے پورے تین ماہ بعد اس لاش کو اسمیں سے مذکورہ صورت پر نکالی گئی، اسکی مزید تحقیقات کیلئے دو ماہ تک سرکار کے پاس رہی اب سوال یہ ہیکہ اسکو کفن دفن کی کیا صورت ہوگی؟

(۲) نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) دفن کہاں کیا جائے، مسلمان کے قبرستان میں یا باہر اور کس طرح؟

(۴) اگر چند ماہ پہلے سے قبر کھود کر رکھی گئی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) اس میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ شہید کہا جائیگا یا نہیں؟ بعض حضرات کا بیان ہے کہ نعش بد بودار اور پھول گئی ہے، مگر ابھی تک پھٹ کر سب گوشت گرا نہیں ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اسکی نعش کے جب تین حصے کر دئے گئے اور جسم کی ہیئت ترکیبیہ باقی نہیں رہی، اور اجزاء منحل ہوگئے، تو اس پر نہ نماز جنازہ ہے نہ اس کیلئے کفن مسنون ہے، نہ غسل میت ہے بلکہ اس کپڑے میں لپیٹ کر مسلم قبرستان میں دفن کر دیا جائے، جس میت کو بغیر نماز جنازہ دفن کر دیا جائے اسکے متعلق فقہاء لکھتے ہیں کہ جب تک میت کے تفسخ کا ظن نہ ہو اس وقت تک اسکی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے، اسکے بعد نہیں۔

" وان دفن بلا صلوٰة صلی علی قبره وان لم یغسل مالم یتفسخ والمعتبر فیه اکبر الرائ علی الصحیح (مراقی الفلاح) قوله مالم یتفسخ ای تتفرق اعضاؤه فان تفسخ لایصلی علیه مطلقاً لانها شرعت علی البدن ولاوجود له مع التفسخ [۱] واذا وجد اکثر البدن اونصفهٔ مع الراس غسل وصلی علیه والا لا" (مراقی الفلاح ص ۳۴۔)

---

[۱] مراقی مع الطحطاوی، ص ۴۸۸/ باب احکام الجنائز، فصل الصلاة علیه الخ طبع مصر، الدرمع الشامی کراچی ج ۲/ص ۲۲۴/ باب صلوٰة الجنائز مطلب تعظیم اولی الامرواجب، بحر کوئٹه، ج ۲/ص ۱۸۲/ کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

(۴) اگر موقوفہ قبرستان میں کسی نے اپنے لئے پہلے سے قبر کھودر کھی ہو اور اس کے علاوہ بھی قبر کیلئے جگہ موجود ہو تو اس قبر میں دوسرا مردہ دفن کرنا مکروہ ہے، اور کھودنے کی اجرت کا ضمان ترکہ میت میں لازم ہوگا، ''وان دفن فی قبر حفر لغیرہ من الاحیاء بارض لیست مملوکة لاحد ضمن قیمة الحفر من ترکته والا فمن بیت المال او المسلمین کما قد مناہ فان کانت المقبرة واسعة یکرہ ذٰلک'' (مراقی الفلاح[۲] ص۳۷۰ /)

(۵) اگر کسی شخص کا واجب القتل یا مباح القتل ہونا معلوم نہیں تو یہ بھی شہید ہے، انواع شہید بیان کرتے ہوئے قدر مشترکہ کے طور پر طحطاوی[۳] علی المراقی الفلاح، ص۳۷۹ / ''لان القتل لم یخلف فی ھذہ المواضع بدلاھو مال'' فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

جنازۂ شہید پر نماز

سوال: ۔ شہید کے اوپر بحسب الفتویٰ نماز جنازہ ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو ان احادیث

---

[۱] مراقی مع الطحاوی ص۳۷۴ / باب احکام الجنائز، طبع مصر، الدرمع الرد کراچی ج۲ / ص۱۹۹ / باب صلوة الجنازة، مطلب فی کل سبب ونسب منقطع الا سببی ونسبی، حلبی کبیر ص۵۹۰ / فصل فی الجنائز، الرابع فی الصلوٰة علیه، طبع سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] مراقی مع الطحطاوی مصری، ص۵۰۸ / فصل فی حملها ودفنها، حلبی کبیری، ص۶۱۰ / فصل فی الجنائز، الثامن فی المتفرقات، طبع لاهور، هندیه کوئٹه، ج۱ / ص۱۶۶ / الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبور والدفن.

[۳] طحطاوی علی المراقی مصری، ص۵۱۷ / باب احکام الشهید، حلبی کبیر، ص۵۹۹ / فصل فی الجنائز السابع الشهید طبع سهیل اکیڈمی لاهور، شامی کراچی، ج۲ / ص۲۵۰ / باب الشهید، بحر کوئٹه، ج۲ / ص۱۹۹ / باب الشهید.

کا کیا جواب ہوگا جن میں یہ ہے کہ ان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور حدیثیں شرح نقایہ میں صفحہ ۱۴۱/ ولنا سے لے کر فان قیل تک ہیں، اگر کسی حدیث سے عدم صلوٰۃ بھی ثابت ہو تو ساتھ اس کے رواۃ پر جرح وتعدیل کے اعتبار سے بھی بحث ہے مع حوالہ مفصل جواب دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

حنفیہ کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی ”ودليله ماروى ابن عباس وابن زبير انه عليه الصلوٰة والسلام صلى على شهداء احد مع حمزة وكان يوتى بتسعة بتسعة حمزة عاشرفيصلى عليهم الحديث وقد صلى عليه الصلوٰة والسلام على غيرهم كماروى انه عليه الصلوٰة والسلام اعطى اعوابيا وقال قسمته لک قال ماعلىٰ هذا ابتعتک ولكن ابتعتک على ان اروى ههنا واشار الى حلقه فاموت وادخل الجنة ثم اتى بالرجل فاصابه سهم حيث اشار وكفن فى جبة النبى صلى الله عليه وسلم فصلى عليه ، الحديث وقال عقبة بن عامر رضى الله عنه انه عليه الصلوٰة والسلام خرج يوما فصلى على اهل احد صلوٰته على الميت ثم انصرف المنبر، متفق عليه، زيلعى[1] ص ۲۴۸/.

جس روایت میں نفی مذکور ہے، اسکا جواب یہ ہیکہ محدثین کے نزدیک نفی اور مثبت میں جب تعارض ہو تو ترجیح مثبت کو ہوتی ہے، حدیث مثبت متفق علیہ ہے،[2] جواب ان کے ذمہ ہے جو منکر ہیں ان منقولہ احادیث کا بھی اور شرح نقایہ کی روایت کا بھی آثار السنن[3] جلد ۲/ ص ۱۲۱/ میں

[1] تبيين الحقائق ،ج ۱/ص ۲۴۸/باب الشهيد،طبع امداديه ملتان.

[2] بخارى شريف ،ج ۱/ص ۱۷۹/ كتاب الجنائز ،باب الصلوٰة على الشهيد ،مطبوعه اشرفى ديوبند،مسلم شريف،ج ۲/ص ۲۵۰/ كتاب الفضائل،باب اثبات حوض نبينا صلى الله عليه وسلم ،طبع بلال ديوبند .

[3] آثار السنن ،ج ۲/ص ۱۲۱/ باب فى الصلوٰة على الشهداء ،طبع دارالاشاعة الاسلاميه كلكته.

نسائی[1]، طحطاوی[2]، ابن ماجہ[3]، طبرانی[4]، تبیین الحقائق ج ۱/ص ۲۴۸/ باب الشہید، طبع امدادیہ ملتان۔ اور ابوداؤد[5] سے بھی روایات نقل کی ہیں، جن میں بعض کی اسانید محدثین کے نزدیک صحیح ہیں، بعض کی اس سے کم درجہ کی ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱/۸۷ھ

خودکشی کرنے والے پر صلوۃ جنازہ

سوال:۔ اگر کوئی مسلمان خودکشی کر کے مرجائے تو اس کا جنازہ ہوگا یا نہیں، اگر خودکشی کرنے والا نابالغ ہو تو کیا حکم ہے، اور بالغ ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

خودکشی خواہ کسی طریقے پر ہو حرام اور کبیرہ گنا ہے، تاہم خودکشی کرنیوالے مسلمان کو بھی شرعی طریقہ پر غسل دیکر کفن پہنایا جائے، اور نماز جنازہ پڑھ کر مسلم قبرستان میں ہی دفن کیا جائے، بالغ ہو، نابالغ، غسل، کفن، نماز جنازہ، دفن، سب شرعی طور پر لازم ہے[6]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۶/۴/۹۴ھ

---

[1] نسائی شریف، ج ۱/ص ۲۱۴/ کتاب الجنائز، الصلوٰۃ علی الشہداء، طبع فیصل دیوبند۔

[2] طحطاوی شریف، ج ۱/ص ۳۲۲/ کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہداء، طبع مکتبہ بلال دیوبند۔

[3] سنن ابن ماجہ، ص ۱۰۹/ ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الشہداء ومثلهم، طبع اشرفی بکڈپو دیوبند۔

[4] معجم کبیر للطبرانی، ج ۱۷/ص ۲۷۸/ رقم الحدیث ۷۶۷/ ابو الخیر مرثد عن عقبۃ بن عامر، مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی۔

[5] مراسیل ابوداؤد، مطبوعہ مع ستہ ص ۱۸/ الصلوٰۃ علی الشہداء، طبع سعد بکڈپو دیوبند۔

(حاشیہ نمبر ۶/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

خودکشی کرنے والے پر صلوٰۃ جنازہ

سوال:۔ اگر کسی مسلمان نے خودکشی کرلی ہے، تو اس کو عام مسلمانوں کی طرح غسل وکفن ودفن کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

خودکشی کرنا بہت بڑا گناہ ہے[۱]، لیکن اس پر بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور جملہ امور تجہیز وتکفین موافق سنت ادا کئے جائیں گے، امام اعظمؒ کا یہی مذہب ہے، اسی پر سکب الانہر میں فتویٰ نقل کیا ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ من قتل نفسه ولوعمداً يغسل ويصلى عليه به يفتى وان كان اعظم زوراً من قاتل غيره الدرالمختار مع الشامي زكريا ،ج۳/ص۱۰۸/ باب صلوٰة الجنازه مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى وحده، فتاوىٰ الهنديه ،ج۱/ص۱۶۳/ الباب الحادى والعشرون فى الجنائز الفصل الخامس فى الصلوٰة على الميت طبع كوئٹه ،حلبى كبير ،ص۵۹۱/ فصل فى الجنائز، الرابع فى الصلوٰة عليه مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ وعن ابى هريرةؓ قال قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم من تردى من جبل فقتل نفسه فهو فى نارجهنم يتردى فيها خالداً مخلداً فيها ابداً ومن تحسى سما فقتل نفسه فسمه فى يده يتحساه فى نارجهنم خالداً مخلداً فيها ابداً ومن قتل نفسه بحديد فحديدته فى يده يتوجأبها فى بطنه فى نارجهنم خالداً فخلداً فيها ابداً .متفق عليه ،مشكوٰة شريف، ص۲۹۹/كتاب القصاص الفصل الاول، مطبوعه ياسرنديم ديوبند .

۲؎ ويصلىٰ علىٰ قاتل نفسه عمداً به يفتىٰ الخ سكب الانهر ،ج۱/ص۲۸۱/ باب الشهيد، دارالكتب العلمية بيروت ،حلبى كبير ،ص۵۹۱/ فصل فى الجنائز ،مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، درمختار علىٰ الشامى زكريا ،ج۳/ص۱۰۸/ باب صلوٰة الجنازة.

متعدد بچوں پر ایک ہی نماز کافی یا الگ الگ

سوال:۔دولڑکیاں ایک ساتھ پیدا ہوکر فوت ہوگئیں تو کیا نماز جنازہ الگ الگ ہوگی ایک ہی کافی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

الگ الگ ہوتو اعلیٰ بات ہے ایک ساتھ بھی درست ہے[۱]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

متعدد جنازوں پر نماز کا طریقہ

سوال:۔(۱) ایک ساتھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوکر فوت ہوگئے تو نماز جنازہ الگ الگ پڑی جائیگی یا ایک ہی مرتبہ پڑھنا کافی ہے،تو دعا لڑکے یا لڑکی کی پڑھی جائے گی۔

(۲) اگر میتیں مرد اور عورتوں کی بیک وقت موجود ہوں تو نماز جنازہ الگ الگ پڑھی جائے گی، یا ایک ہی کافی ہونے کی حالت میں دعا،نابالغ یا بالغ ،کونسی پڑھنی چاہئے ،نابالغ کی یا بالغ کی۔

---

[۱] واذا اجتمعت الجنائز فالا فراد بالصلاة كل منها اول وان اجتمعن صلى مدة واحدة صح الخ، مراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی ،ص ۴۸۸/ فصل السلطان أحق بصلاته، مطبوعہ مصر ،شامی مع الدرالمختار زکریا ،ج۳/ص ۱۱۸/ باب صلوٰۃ الجنازۃ ،قبیل مطلب فی بیان معنی ھو أحق بالصلاة علی المیت ،سکب الانھر علی ھامش مجمع الانھر، ج ۱/ ص۲۷۷/فصل الصلاة علیه ،باب صلاة الجنائز ،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) الگ الگ ہو تو اعلیٰ بات ہے، ایک ساتھ بھی درست ہے[۱] دعا دونوں پڑھی جائیں[۲]

(۲) جب دونوں بالغ ہوں تو دعا بالغ کی پڑھی جائے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مردہ بچہ پر نماز جنازہ کا حکم

سوال:۔(۱) بچہ مردہ پیدا ہونے کی حالت میں نماز جنازہ ہونی چاہئے یا نہیں؟

(۲) بچہ زندہ پیدا ہو کر کچھ دیر بعد ہونے کی صورت میں نماز جنازہ ہونی چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(۱) جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی[۳]

---

[۱] واذا اجتمعت الجنائز فالاقراء بالصلاة لكل منها اولى وان اجتمعن وصلى مدة واحدة صح، مراقى على الطحطاوى، ص ۴۸۸/ فصل السلطان احق بصلاته ،مطبوعه مصر ،شامى زكريا ، ج۳/ص ۱۱۸/ باب صلاة الجنائز ،سكب الانهر على هامش مجمع الانهر، ج ۱/ ص۲۷۷/ فصل الصلاة عليه ،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت .

[۲] كذا يستفاد بقى ماذا كان فيهم مكلفون وصغار والظاهر أنه يأتى بدعاء الصغار بعد دعاء المكلفين، طحطاوى على المراقى ص۴۸۸/ فصل السلطان أحق بصلاته، مطبوعه مصر، ويكتفى لهم بدعاء واحد كما بحثه بعضم يؤيده أن الضمائر ضمائر جمع فى قوله اغفر لحينا الخ، طحطاوى على المراقى ص۴۸۸/ السلطان احق بصلاته ،مطبوعه مصر .

اوراگر بالغ ونابالغ دونوں ہوں تو پہلے بالغ کی پھر نابالغ کی دعاء پڑھیں۔والظاهر أنه ياتى بدعاء الصغار، بعد دعاء المكلفين ،ايضاً.

[۳] ومن ولدفمات يغسل ويصلى عليه ان استهل والا غسل ودفن ولم يصل عليه ،تنوير الابصار مع الدرالمختار ، ج۳/ص ۱۲۹/مطلب لهم اذا قال ان شتمت فلاناً الخ مطبوعه زكريا ديوبند.

(۲) اگر پیدا ہونے کے کچھ دیر بعد مر جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائیگی[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نصف جلی ہوئی لاش پر نماز جنازہ

سوال: ۔ایک گاؤں میں آگ لگی ہے لڑکی بیل گئی اور بیٹی جلی کہ سر اور پیروں تک کا پتہ نہ چلا، اس کی نماز پڑھی جانے چاہئے، نیز غسل وکفن بھی دیا جانا چاہئے تھا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

اس کو نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن پہنایا جائیگا، نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائیگا، "**وان وجد نصفه من غير الرأس او وجد نصفه مشقوقاً طولا فانه لايفعل ولا يصلى عليه ويلف فى خرقة ويدفن فيها. (عالمگیری، ص ۱۸۱/[۲])**" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه، تنوير الابصار مع الدرالمختار ص ۱۲۹/۳، باب سلاة الجنازة، مطبوعه زكريا ديوبند، النهرالفائق ص۲۹۷/۱، فصل فى الصلاة على الميت، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ج ۱/ ص ۲۷۳/ باب صلاة الجنائز فصل فى الصلاة، على الميت، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] عالمگيرى كوئٹه، ج ۱/ص ۱۵۹/ الباب الحادى، والعشرون فى الجنائز الفصل الثانى فى الغسل الدرالمختار على الشامى زكريا ج۳/ص ۹۲/ باب صلاة الجنازة، مطلب فى حديث كل سبب ونسب منقطع الخ، مجمع الانهر ج ۱/ص ۲۷۲/ باب صلاة الجنائز، فصل الصلاة عليه فرض كفاية، مطبوعه دارالكتب العلمية.

ایک عورت ڈوب گئی کئی روز بعد پانی سے نکالی گئی جسکو جانوروں نے خراب کردیا اور نعش متعفن ہوگئی اسکے جنازہ کی نماز

سوال:۔ ایک عورت پانی میں ڈوب گئی، دریا بڑا اور زیادہ پانی ہونے کے سبب کافی کوشش کرنے کے باوجود نعش نہ ملی، چار روز بعد جب نعش اوپر آئی تو جانوروں نے اس کو خراب کیا، اور تعفن اس قدر پیدا ہوا کہ اس کی تجہیز وتکفین دستور شرع کے مطابق نہ ہوسکی، اس کو بدقت تمام وہاں سے بگی میں اُٹھا کر دفن کی جگہ تک پہنچایا گیا، جب کہ میت خراب اور تعفن ہو چکا، تو اس حالت میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے، اس قسم کی میت کی نماز جنازہ پڑھنی ضروری ہے یا نہیں، ایک فریق نے یہ کہا کہ بگی میں نماز پڑھا دو، دوسرے فریق نے اعتراض کیا کہ نماز بگی میں رکھی ہوئی میت کی نہیں ہوگی، کیونکہ بگی سواری ہے اور غیر معتبر ہے، زمین پر یا چار پائی اتارلو، یا قبر میں اندر رکھ لو اس کے بعد نماز ادا کریں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

میت کا کچھ حصہ پانی کے جانوروں نے کھا کر خراب کردیا ہو، لیکن نصف یا اکثر حصہ موجود ہو تو اس پر پانی بہا کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھ لی جائے، بلکہ تخت یا چار پائی جس پر بھی ایسی حالت میں ممکن ہو تو نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے، تعفن کی وجہ سے نماز ترک نہ کی جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۹۸ھ

[1] واجمعوا انه ان وجدأكثر البدن غسل ويصلى عليه ،تاتارخانيه ، ج۲/ص ۱۷۸/ الجنائز المتفرقات ،مطبوعه كراچى،عالمگیری ، ج ۱/ص ۱۵۹/ الفصل الثانى فى الغسل ،مطبوعه كوئٹه ،شامى كراچى ، ج۲/ص ۱۹۹/ باب صلوٰة الجنازه.

جڑواں دو بچوں کے جنازہ پر نماز ایک ہے یا دو

سوال:۔ایک ساتھ پیدا ہونے والے دو بچے مرجائیں تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟اور ایک بار نماز پڑھی جائے گی یا دو بار پڑھی جائے گی؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جب زندہ پیدا ہوکر مرے ہیں تو ضرور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائیگی[1]جنازہ ہر دو کا ساتھ ہوتو ایک نماز بھی دونوں پر کافی ہے،الگ الگ پڑھنا اعلیٰ بات ہے[2]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کے لئے بنیاد کھودتے ہوئے میت کی کچھ ہڈیاں ظاہر ہوئیں وہاں نماز کا حکم

سوال:۔ایک قبرستان میں ایک بہت پرانی مسجد تھی،اس مسجد کو منہدم ہوئے بہت زمانہ

---

[1] ومن استهل بعد الولادة غسل وصلى عليه والا غسل فى المختار وادرج فى خرقة ولايصلى عليه، ملتقى الابحر مع مجمع الانهر ج١/ص٢٧٣/ باب صلوٰة الجنائز، فصل فى الصلاة عليه، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، شامى كراچى ج٢/ص٢٢٧/ باب الجنائز، النهر الفائق ج١/ص٢٩٧/ فصل فى الصلاة على الميت، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] اجتمعت الجنائز للصلاة قالواالامام بالخيار ان شاء صلى عليهم دفعة واحدةً وان شاء صلى على كل جنازة صلاة على حدة ،البحر الرائق، ج٢/ص١٨٧/ كتاب الجنائز ،مطبوعه كوئٹه، تاتارخانيه، ج٢/ص١٥٧/ صلاة الجنازة، وممايتصل بهذا القسم، مطبوعه كراچى، واذا اجتمعت الجنائز، فافراد الصلوة اولىٰ، شامى كراچى، ج٢/ص٢١٨/ باب الجنائز عالمگيرى، ج١/ ص١٦٥/ الباب الحادى والعشرون فى الجنائز الفصل الخامس ،مطبوعه كوئٹه.

ہوا، لیکن اس کے کچھ منہدمہ نشانات باقی تھے، انہیں نشانات کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں نے نئی مسجد کی بنیاد ڈالی ہے، لیکن بنیاد کے کھودتے وقت کچھ ہڈیاں بھی ملیں، نیو کافی بند ہو چکی ہے، گمان یہ ہے کہ قبریں بھی اس میں پڑگئی ہیں، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس میں نماز عید یا کوئی نماز کسی طرح درست ہوسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

وہاں مدت دراز سے مردے دفن نہیں ہوتے اور قبروں کے نشانات بھی باقی نہیں، تو وہاں نماز عید یا کوئی نماز ممنوع نہیں، اگر چہ نیو کھودنے میں کچھ ہڈیاں بھی ظاہر ہوگئیں، ایسا بھی ہوجاتا ہے، کہ بعض میت کی ہڈیاں برسہابرس کے بعد کھودتے وقت ظاہر ہوجاتی ہیں، مگر ان کی وجہ سے اس تمام زمین میں نماز کی ممانعت کا حکم نہیں ہوتا" **جاز زرعه والبناء عليه اذا بلى وصار ترابا (شامی[1]) فی زاد الفقير وتكره الصلوٰة فی المقبرة الا ان يكون فيها موضع اعد للصلوٰة لانجاسة فيه ولاقذر فيه قال الحلبی لان الكراهية معللة بالتشبه وهو منتف حينئذ" (طحطاوی[2])**

والله تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند ۱/۱/۱۷ ۸۶ھ

---

[1] شامی زکریا، ج۳/ص۱۴۵/ باب صلوٰۃ الجنازۃ مطلب فی دفن المیت، زیلعی، ج۱/ ص۲۴۶/ قبیل باب الشهيد، مطبوعه امداديه ملتان، عالمگیری کوئٹہ، ج۱/ص۱۶۷/ الفصل الثالث فی الدفن.

[2] طحطاوی علی المراقی، ص۲۹۰/ فصل فی المکروهات، مطبوعه مصری، حلبی کبیری، ص۳۶۳/ فصل فی المکروهات تحت فرع، مطبوعه لاهور، شامی زکریا، ج۲/ص۴۲/ اوقات الصلوٰۃ قبیل تکره الصلاة فی الکنیسة.

الترتیب بین المکتوبة والجنازة

سوال:۔''اذاحضرت الجنازة فی المسجد وقت صلوٰة وبقی للامامة خمس دقیقة اوعشرة دقیقة فبای صلوٰة یقوم من الصلوٰتین ''۔[۱]

الجواب حامداًومصلیاً

''تقدم المکتوبة علی صلوٰة الجنازة فی هذه الصورة''۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۲/۶ھ

نماز جنازہ میں سمت قبلہ بدل گئی

سوال:۔عورت کا جنازہ جس کا سرجنوب کی طرف اور پیرشمال کی طرف تھا، نماز پڑھادی گئی،تو جائز ہوایانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اگرغلطی سے جنازہ کاسرجنوب کی طرف اورپیرشمال کی طرف ہوکراس پرنماز پڑھادی گئی

۱؎ **خلاصۂ سوال** :۔ مسجد میں نماز کے وقت جنازہ حاضر ہوا اور جماعت میں پانچ یادس منٹ باقی ہوتو دونوں نمازوں میں کونسی نماز ادا کی جائے۔

خلاصۂ جواب حامداً ومصلیاً! اس صورت میں فرض کونماز جنازہ سے مقدم کیا جائے۔

۲؎ ولو حضرت الجنازة فی وقت المغرب تقدم صلاة المغرب ثم تصلی الجنازة الخ حلبی کبیر ص۶۰۷/ فصل فی الجنائز، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.تاتارخانیه کراچی، ج۲/ ص۱۷۸/ الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز،نوع آخر من هذا الفصل فی المتفرقات، البحرالرائق کوئٹه ،ج۱/ص۲۵۳/کتاب الصلوٰة ،قبیل باب الاذان.

تو وہ بھی درست ہوگئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۴/۹۴ھ

نماز جنازہ قبر تیار ہونے سے پہلے

سوال:۔نماز جنازہ تیار ہونے سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں[۲] قبرستان میں اگر جگہ خالی ہو کہ وہاں قبریں نہ ہوں تو وہاں بھی پڑھ سکتے ہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱/۸۹ھ

---

[۱] واذا اخطفوا بالرأس وقت الصلوٰۃ فجعلوہ فی موضع الرجلین فصلوا علیہا جازت الصلوٰۃ فان فعلوا ذٰلک عمداً جازت صلاتھم وقد اساؤا وفی شرح الطحاوی ولاتعاد، فتاویٰ التارتارخانیہ ج۲/ص۱۷۷/ الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز نوع آخر من ھذ الفصل فی المتفرقات طبع ادارۃ القرآن کراچی، الدرالمختار مع الشامی زکریا، ج۳/ص ۱۰۵/ باب صلاۃ الجنازۃ مطلب ھل یسقط فرض الکفائۃ بعفل الصبی وحدہ ،بدائع الصنائع زکریا، ج۲/ ص۵۴/ کتاب الصلوٰۃ باب الصلاۃ الجنازہ فصل واما بیان تصح بہ وماتفسدہ ومایکرہ.

[۲] فی روایۃ ابی بن کعب ؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فقبضوا روحہ ثم غسلوہ وحفطوہ وکفنوہ ثم صلوا علیہ ثم حفروا لہ ثم دفنوہ ثم قالوا یابنی آدم ھذہ سنتکم فی موتاکم فکذا فافعلوا، مستدرک حاکم ج۱/ص۴۹۵/ کتاب الجنائز رقم الحدیث۱۲۷۵/۲۱/مطبوعہ الکتب العلمیۃ بیروت، الفقہ الحنفی وادلتہ ،ص ۲۹۲/ الجنائز البکاء، علی المیت ،مطبوعہ بیروت.

[۳] سئل ابونصر بن سلام عن الصلاۃ فی المقبرۃ قال ان کانت القبور ماوراء المصلی لایکرہ الخ تاتارخانیہ ،ج۲/ص ۱۸۲/ الجنائز،قبیل فصل فی التعزیۃ مطبوعہ کراچی .

سنت مؤکدہ مقدم ہے یا نماز جنازہ

سوال:۔ تین جولائی بروز بدھ کوایک میت ہوئی، نماز جنازہ مغرب کی نماز کے بعدادا کی ،امام مسجد فرض عین ادا کر کے نماز جنازہ کے لئے باہر نکل پڑے، مگر کچھ اعتراض کرنے لگے کہ سنت نماز پڑھنے کے بعد ہی جنازہ پڑھی جاتی ہے، چند دنوں کے بعد امام مسجد نے اعلان کیا کہ فرض عین کے بعد ہی فرض کفایہ پڑھنا چاہئے ،اس بات پر تنازعہ بڑھ گیا، لہٰذا شریعت کی رو سے کسی بھی وقتی نماز کے وقت جنازہ آ جانے کے بعد سنت نماز پڑھنی درست ہے یا فرض کفایہ ادا کرنا ضروری ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اصل تو یہ ہے کہ فرض عین کے بعد سنت مؤکدہ سے پہلے فرض کفایہ نماز جنازہ پڑھی جائے ،لیکن اگر اس میں سنت مؤکدہ کے بالکل ہی ترک ہوجانے کا اندیشہ ہوتو سنت مؤکدہ پہلے پڑھیں پھر نماز جنازہ پڑھیں، اس میں نزاع نہ کیا جائے ، نرمی سے بات کو بنا کر سلجھادیا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۴ھ

صلوٰۃ جنازہ اور سنن ونوافل میں ترتیب

سوال:۔ چند دن قبل کا ذکر ہے کہ مسجد میں میت آ چکی تھی، اور نماز جنازہ پڑھنا تھا، فرض

---

[1] تقدم صلاة الجنازة على الخطبة وعلى سنة المغرب وغيرها والعيد على الكسوف لكن فى البحر قبيل الأذان عن الحلبى الفتوىٰ على تاخير الجنازة عن السنة (الدرمع الرد زكريا، ج۳/ص۴۸/ باب العيدين ،مطلب الفقهاء قد يذكرون مالا يوجد عادة ، بحر كوئٹه، ج۱/ص۲۵۳/ قبيل باب الأذان.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\ Namaz Janaza

نماز باجماعت ادا ہونے کے بعد لوگوں نے سنت ونوافل پڑھنی شروع کردی، اور بعد سنن ونوافل کے نماز جنازہ ادا کی گئی میں نے پیش امام مسجد سے دریافت کیا کہ سنن ونوافل سے پہلے فرض کفایہ مقدم نہیں تھا، توانہوں نے جواب دیا کہ کوئی ضروری نہیں کہ سنن ونوافل سے پہلے فرض کفایہ ادا کیا جائے، ہم کو تو یہ طریقہ ترک کرنا ہے، اس لئے ہم نے عمداً سنن ونوافل پہلے پڑھ لیں میں عقلی طور پر...... یہ محسوس کرتا ہوں کہ فرض کے بعد فرض کفایہ ادا کیا جانا چاہئے، اس کے بعد سنن ونوافل، اس کا یہ جواب کسی حد تک صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

"تقدم صلوۃ الجنازۃ علی سنۃ المغرب لکن فی البحر الفتویٰ علی تاخیر الجنازۃ عن السنۃ ......" درمختار[۱]، اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کو سنت مؤکدہ سے پہلے پڑھنا چاہئے، لیکن اگر سنت مؤکدہ کو پہلے پڑھیں اور نماز جنازہ کو بعد میں پڑھیں تب بھی منع نہیں، بلکہ فتویٰ اسی پر ہے، ورنہ نماز جنازہ پڑھکر فوراً ہی اس کو قبرستان لیجانا ہوتا ہے، اگر سنت مؤکدہ پہلے نہ پڑھی تو وہ بالکل ہی ترک ہوجائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۸۶ھ

جس گھر میں موت ہوجائے اس کا سب پانی گرادینا اور نماز جنازہ پڑھانے کی اُجرت

سوال:۔ جس گھر میں موت ہوجائے، اس گھر کا تمام پانی پھینک دیا جاتا ہے، اور کہا

[۱] الدرمع الشامی زکریا، ج۳/ص۴۸/ باب العیدین، مطلب الفقهاء قدیذکرون مالا یوجد عادۃ، بحر کوئٹہ ج۱/ص۲۵۳/ قبیل باب الاذان.

جاتا ہے کہ اس پانی میں فرشتے چھری دھوتے ہیں، حقیقت کیا ہے، تحریر فرمائیں؟ جنازہ کی نماز پڑھانے کی اُجرت لینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بے بنیاد اور افواہ ہے ملائکہ کو چھری سے کوئی واسطہ نہیں، نماز جنازہ کی اُجرت جائز نہیں، ''ان المفتی به لیس جواز الاستیجار علی کل طاعة ''[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۹/۸۷ھ

بے نمازی کے جنازہ کی نماز

سوال:۔ بعض مسلمان ایسے ہوتے ہیں کہ اس نے تمام عمر نماز نہیں پڑھی اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے[2] اگر کوئی مقتدیٰ اس میں شرکت سے انکار کردے تو درست ہے، بشرطیکہ اس سے دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور نماز کی..................

---

[1] الاصل أن کل طاعة یختص بها المسلم لایجوز الاستیجار علیها عندنا (شامی زکریا، ج۹/ ص ۷۶/ کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب فی الاستیجار علی الطاعات، هدایه ج۳/ص ۳۰۳/ کتاب الاجارات ،باب الاجارة الفاسدة، طبع تهانوی دیوبند ،تبیین الحقائق ج۵/ص ۱۲۴/کتاب الاجارة ،باب الاجارة الفاسدة، طبع امدادیه ،ملتان.

[2] قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم الصلوٰة واجبة علی کل مسلم براکان أو فاجراً وان عمل الکبائر (ابوداؤد شریف، ج ۱/ص ۳۴۳/ کتاب الجهاد ،باب فی الغز ومع ائمة الجور،سعدبکڈپو دیوبند .

...... پابندی کرنے لگیں[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

مسلمین اور غیر مسلمین کی لاشیں مخلوط ہوجائیں ان کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے

سوال: ۔ایک فیکٹری میں ہندومسلم سب مل کر کام کرتے ہیں کسی وجہ سے فیکٹری میں آگ لگ گئی، اور ہندو مسلم مزدور آگ سے اس طرح جل گئے کہ شناخت مشکل ہے، اب تجہیز وتکفین کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ جب شناخت مشکل ہے!

الجواب حامداًومصلیاً: ۔

امتیازی علامات ختنہ اور زیرناف بالوں کا صاف وغیرہ کرنا ہے، اگر یہ علامات بھی مفقود ہوجائیں اور امتیازی کوئی صورت نہ ہوتو دیکھا جائے کہ اس جگہ پر کل کتنے آدمی کام کررہے تھے، ان میں مسلمانوں کی تعداد کیا تھی، اور غیر مسلمانوں کی کتنی تعداد تھی، اگر اکثریت مسلمانوں کی تھی تو سب کو غسل دیا جائے، کفن پہنا کر نماز جنازہ یکدم اس نیت سے پڑھی جائے کہ ان میں جو مسلمان ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھتا ہوں، یا مسلمانوں کی تعداد کے اعتبار سے جن نعشوں کے

[۱] لایصلی علی باغ وقاطع طریق ولایصلی علی قاتل بالخنق غیلة ولاعلی مکابر فی المصر لیلا بالسلاح ولایصلی علی مقتول عصبیة اهانة لهم وزجر الغیر هم (مراقی مع الطحطاوی، ص۵۹۷/ فصل السلطان احق بصلاته ،طبع مصر، شامی زکریا، ج۳/ص۱۰۷/ باب صلاة الجنازة ،مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی،بدائع زکریا ، ج۲/ص۴۹/ بیان من یصلی علیه .

متعلق ظن غالب ہو جائے کہ یہ مسلمانوں کی ہونگی ان کو علیحدہ کرلیا جائے، اور تجہیز و تکفین کے بعد اس قصد و نیت سے ان پر نماز پڑھی جائے کہ ان میں جو مسلمان ہوں ان کی نماز جنازہ پڑھتا ہوں، اور انہیں کے لئے دعاء و استغفار کرتا ہوں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند

نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا

سوال:۔ نماز جنازہ کے بعد یعنی سلام پھیرنے کے بعد اور جنازہ اُٹھانے سے پہلے بعض جگہ پر رواج ہے کہ تمام لوگ کھڑے ہوکر ہاتھ اُٹھا کر میت کے لئے دعا مانگتے ہیں، دعا مانگنے سے قبل جنازہ نہیں اُٹھایا جاتا، دعا نہ مانگنے والوں کو ملامت کیا جاتا ہے، کہ یہ تارک سنت ہے، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ سنت ہے (دعاء میں سورۂ فاتحہ اخلاص وغیرہ پڑھتے ہیں) اور اگر منع کیا جائے، تو کہتے ہیں کہ تم لوگ نیک کام سے منع کرتے ہو، اور یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ سنت نہ بھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں، ثواب کا کام ہے، اس لئے کہ شریعت اسلام کا یہ حکم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کسی بھی نیک کام کو ترک نہ کیا جائے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ یا صحابہ کرامؓ یا ائمہ اربعہؒ، فقہائے متقدمین یا متأخرین سے یہ عمل ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت

[۱] لو اجتمع الموتیٰ المسلمون والكفار ينظر ان كان بالمسلمين علامة يمكن الفصل بها يفصل، وعلامة المسلمين اربعة اشياء الختان والخضاب ولبس السواد حلق العانة وان لم يكن بهم علامة ينظر ان كان المسلمون اكثر غسلوا وكفنوا ودفنوا فى مقابر المسلمين وصلى عليهم وينوى بالدعاء المسلمون الخ (بدائع زكريا، ج۲/ص ۳۱/ صلاة الجنائز، شرائط وجوب الغسل، الدرمع الرد زكريا، ج۳/ص ۹۳/ باب صلاة الجنازة ،مطلب فى حديث كل سبب ونسب الخ، الهنديه كوئٹه ج ۱/ص ۱۵۹/ الباب الحادى والعشرون، الفصل الثانى فى الغسل.

نہیں تو فی زماننا اس پرعمل کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ ابتدائے اسلام میں تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جولوگ ایسے عمل کو سنت کہتے ہیں، ان سے مطالبہ کیا جائے کہ حدیث میں کس فقہ کی کتاب میں ہے، مگر آپ نے ان سے ثبوت طلب نہیں کیا، کچھ حکمت ہی ہوگی، فقہاء نے نماز جنازہ سے فارغ ہوکر بعد سلام میت کے لئے مستقلاً کھڑے ہوکر دعا کرنے کو منع کیا ہے، فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''خلاصۃ الفتاویٰ'' میں اس کو منع کیا ہے، اس دعاء کا نیک کام ہونا کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، ائمہ مجتہدین وغیرہم کو معلوم نہیں تھا، آج ہی منکشف ہوا ہے۔''لایقوم بالدعا بعد صلوٰۃ الجنازۃ'' (خلاصۃ الفتاویٰ[1]، ج ۱/ص ۲۲۵/ المدخل[2] ج۳/ص ۲۵۱/) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] خلاصۃ الفتاویٰ، ج ۱/ص۲۲۵/ الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع منه اذااجتمعت الجنائز، مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

[2] المدخل، ج۳/ص ۲۵۱/ صلاۃ الجنازۃ، مطبوعه مصر.

بزازیه علی الهندیة کوئٹه، ج۴/ص۸۰/الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، قبیل نوع آخر ذهب الی المصلیٰ الخ. تاتارخانیه کراچی، ج۲/ص ۱۸۰/ الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر من هذاالفصل فی المتفرقات، المحیط البرهانی ج۳/ص ۱۰۹/ الفصل الثانی، والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر من هذا الفصل فی المتفرقات، مطبوعه المجلس العلمی، ڈابھیل گجرات.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب پنجم

جنازہ اٹھانے اور دفن کرنے کا بیان

جنازہ کو کس رفتار سے لے کر چلنا چاہئے

سوال: -جنازہ لے کر کس رفتار سے چلنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جنازہ لیکر پوری رفتار سے چلنا چاہئے لیکن دوڑ نا نہیں چاہئے جس سے جنازہ منتشر ہوجائے (جیسا کہ غیر مسلم لے جاتے ہیں) نہ اتنا آہستہ لیجائیں جیسا کہ یہاں دستور ہیکہ بہت آہستہ آہستہ چلتے ہیں جہاں کسی نے پورا قدم اٹھایا سب نے منع کرنا شروع کردیا کہ آہستہ چلو گویا کہ جنازہ کو بیمار تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو اسپتال لئے جارہے ہیں، حدیث[1] پاک میں جنازہ کو تیز لیکر چلنے کا حکم ہے یہی حکم فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے[2]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اسرعوا بالجنازۃ، (الحدیث) مشکوۃ شریف ص:۱۴۴، باب المشی بالجنازۃ، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

[2] ویسرع بالمیت وقت المشی بلا خبب وحدہ ان یسرع بہ بحیث لا یضطرب المیت علی الجنازۃ الخ، عالمگیری ص:۱۶۲، ج:۱، الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ، مطبوعہ کوئٹہ، طحطاوی علی المراقی ص:۴۹۸، فصل فی حملہا ودفنہا، مطبوعہ مصر. شامی کراچی ص:۲۳۱، ج:۲، باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی حمل المیت.

جنازہ کتنے قدم لے کر چلے

سوال:- جنازہ لیجاتے وقت یہاں پر ایک عمل ہے کہ چار پائی کو چار آدمی پکڑے ہوئے لیجاتے ہیں اور دس دس قدم کے بعد گردن بدلتے ہیں آخر ایک جگہ کے بعد جب پہلا آدمی پہلی جگہ پر آجاتا ہے یعنی چالیس قدم ہو جائے تب قبرستان لیجاتے ہیں، اسکی کیا اصل ہے؟

یہاں اس کا کافی زور چل رہا ہے اور بعض لوگ اتنا تشدد کرتے ہیں کہ اس کے خلاف کرنے والوں سے جھگڑا کرتے ہیں، اس لئے آپ کے فتویٰ کی سخت ضرورت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جنازہ کو چار آدمی اٹھائیں اور ہر اٹھانے والا چالیس قدم لے کر چلے باقی دس دس قدم پر منزل کرنا شرعی حکم نہیں ہے، رسم محدث ہے، اس کی اصلاح کی جائے: **ویسن لحملها اربعة رجال وینبغی لکل واحد حملها اربعین خطوة اهـ. مراقی الفلاح**[1].

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/ ۹۲ھ

میت کو کندھا دینا چالیس قدم

سوال:- یہ دستور بھی ہے کہ مردے کو قبر میں لے جاتے وقت قدم شمار کئے جاتے ہیں،

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۴۹۷، طبع بمصر، فصل فی حملها ودفنها. شامی زکریا ص:۱۳۵، ج:۳، مطلب فی حمل المیت. زیلعی ص:۲۴۵، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امدادیه ملتان، وسکب الانهر علی مجمع الانهر ص:۲۷۴، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

یعنی گھر سے قبر تک چالیس قدم گنے جاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

میت کو چالیس قدم کندھا دینا بعض روایات میں منقول ہے [۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جنازہ کے ساتھ ننگے سر چلنا

سوال:۔ جنازہ کے ساتھ ننگے سر چلنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جنازے کے ساتھ ننگے سر نہیں جانا چاہئے کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے [۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] عن انسؓ بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حمل جوانب السریر الا ربع کفر اللّٰہ عنہ اربعین کبیرۃ .رواہ الحدیث ،الطبرانی فی الاوسط مجمع الزوائد، ج۳/ص۲۶ ۱/ باب حمل السریر رقم الحدیث ۴۱۹/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، کنزالعمال ج۱۵/ ص۵۹۳-۵۹۸/ رقم الحدیث:۴۲۳۸/۶۶/۶۵/۴۲۳/ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت.

[۲] من تشبہ بقوم فھو منھم ای من شبہ نفسہ بالکفار مثلاً فی اللباس وغیرہ او بالفساق او الفجار فھو منھم ای فی الإثم قال الطیبی ھذا عام فی الخلق والخلق والشعار. مرقات ص: ۴۳۱، ج:۴، کتاب اللباس، مطبوعہ بمبئی.

جنازہ کا ہلکا بھاری ہونا

سوال:- بعض جنازہ جب اٹھاتے ہیں تو ہلکا ہوتا ہے کچھ دور چلنے کے بعد کافی بھاری ہوجاتا ہے اور بعض جنازہ بالکل ہلکے پھلکے ہوتے ہیں اس میں کوئی وجہ ہو تو جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض جنازہ میں ملائکہ شرکت فرماتے ہیں[1] اور اسکو اٹھاتے ہیں[2]، اتنا تو حدیث شریف میں ہے ممکن ہے اسمیں غور کرنے سے آپکا مسئلہ بھی کچھ حل ہوجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱/۱۴۰۱ھ

جنازہ اٹھانے سے گناہوں کی معافی

سوال:- حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو آدمی جنازہ لے کر چالیس قدم چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، کتب فقہ میں اس کی صورت لکھی ہے، اب اگر جتنے آدمی جنازہ کے اندر گئے ہیں سب یکے بعد دیگرے جنازہ لے کر چالیس قدم چلے، اب ہر ایک

---

[1] فی حدیث ثوبانؓ مرفوعاً الاتستحیون ان ملائکة اللّٰه علی اقدامهم وانتم علی ظهور الدواب الحدیث حدیث ثوبان یدل علی ان الملائکة تحضر الجنازة والظاهر ان ذالک عام مع المسلمین بالرحمة ومع الکفار باللعنة. مرقاة ص: ۲۶۴، ج: ۲، مطبع اصح المطالع بمبئی، باب المشی مع الجنازة، الفصل الثانی.

[2] لما مات سعد بن معاذ وکان رجلاً جسیماً جزلاً الی ماقال لم نری کالیوم رجلاً اخف الی قوله فذکر ذلک للنبیؐ فقال والذی نفسی بیده کانت الملئکة تحمل سریره الخ، طبقات لابن سعد ص: ۴۳۰، ج: ۳، مناقب سعد بن معاذ، مطبوعه دارالفکر بیروت.

آدمی کے چالیس چالیس گناہ معاف ہوں گے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ویستحب ان یحملها من کل جانب عشر خطوات لما رویٰ عنه علیه الصلوٰة والسلام انه قال من حمل جنازة اربعین خطوة کفرت عنه اربعین کبیرة رواه ابوبکر النجار اھ کبیری[1] ص: ۵۴۸. اس عبارت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر وہ شخص جو کہ ۴۰/قدم جنازہ اٹھا کر چلے گا اس کے ۴۰/گناہ معاف ہوں گے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جنازہ لے جاتے وقت رخ کدھر ہو؟

سوال:- میت کو غسل دے کر گورستان کی طرف جو مشرق کی جانب ہے اٹھا کر جب جنازہ لے جاتے ہیں تو پاؤں میت کے کس طرف کریں؟ اگر خلافِ معتاد آگے کو کریں تو رُخ میت کا قبلہ کے مخالف جانب ہوگا، اگر سر آگے حسبِ معتاد کریں تو رُخ میت کا قبلہ کو ہوگا، میت کو کس طرح لے جانا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

معتاد صورت بلاتردد جائز ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر العلوم سہارن پور

[1] کبیری ص: ۵۹۲، ج: ۵، مطیوعه سهیل اکیڈمی لاهور پاکستان. فصل فی الجنائز. شامی زکریا ص: ۱۳۵، ج: ۳، مطلب فی حمل المیت، زیلعی ص: ۲۴۵، ج: ۱، باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص: ۲۴۷، ج: ۱، فصل فی الصلاة علی المیت. مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،

[2] وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس. عالمگیری، ص: ۱۶۲، ج: ۱، الفصل الرابع فی حمل الجنازة، طبع بمصر. حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص: ۲۴۴، ج: ۱، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امدادیه ملتان، تاتار خانیه ص: ۱۵۱، ج: ۱، فی حمل الجنازة، مطبوعه کراچی.

عورت کی میت کو گھر سے کس رُخ سے نکالیں؟

سوال:- کسی عورت کی میت کو گھر سے پیروں کی جانب سے نکالیں یا سر کی جانب سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سر کی جانب سے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۳/۹۵ھ

میت کو قبرستان لے جاتے وقت پیر آگے کی طرف کرنا

سوال:- اگر کسی مقام پر قبرستان آبادی سے بطرف قبلہ ہو، تو میت کو لے جاتے وقت پیر آگے کی طرف رکھنے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر آگے کی طرف کرنا خلافِ سنت ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جنازہ کے ساتھ زور سے کلمہ شریف پڑھتے چلنا

سوال:- جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شریف یا قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

---

[1] فی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس. عالمگیری ص: ۱۶۲، ج: ۱، الفصل الرابع فی حمل الجنازة، طبع بمصر.

[2] وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الراس (عالمگیری، ص: ۱۶۲، ج: ۱، الفصل الرابع فی حمل الجنازة) طبع بمصر، تاتارخانیه کراچی ص ۱/۱۵۱، فصل فی حمل الجنازة، حاشیة الشلبی علی الزیلعی ص ۱/۲۴۴، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امدادیه ملتان،

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ ہے۔ فتاویٰ[1] عالمگیری، ص: ۱۰۴، ج: ۱۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

جنازہ کے ساتھ رفعِ صوت بالذکر

سوال:- ہر کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے ساتھ چلنے والوں کو رفعِ صوت بالذکر مکروہ ہے، اس کی کراہت کی وجہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شامی نے ملتقیٰ سے روایت نقل کی ہے عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القرآن والجنازۃ والزحف والتذکیر اھـ درالمختار[2] ص: ۲۵۵، ج: ۵، اس تصریح کے بعد کسی علت کے معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۱/۳ / ۸۹ھ

---

[1] وعلی متبعی الجنازۃ الصمت ویکرہ لھم رفع الصوت بالذکر وقراءۃ القرآن. عالمگیری کوئٹہ ص: ۱۶۲، ج: ۱، الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ، الدرالمختار علی الشامی ج: ۱، ص: ۵۹۸. باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی حمل الجنازۃ، مطبوعہ نعمانیہ، سکب الانہر علی مجمع الانہر ص۲۴۷/۱، فصل فی الصلاۃ علی المیت، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،

[2] شامی زکریا ص: ۵۷۰، ج: ۹، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع. حلبی کبیری ص: ۵۹۴، فصل فی الجنائز، مطبوعہ لاھور، ملتقی الابحر ص: ۲۱۹، ج: ۲، کتاب الکراھیۃ، فصل فی المتفرقات، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت. بدائع الصنائع زکریا ص: ۴۶، ج: ۲، باب صلاۃ الجنازۃ.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Janaza Uthane & Dafan Karne ka bayan

جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونا

سوال:- نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد جب جنازہ قبرستان جاتا ہے اس وقت بازار میں لوگ ملتے ہیں، بعض دوکاندار کام میں لگے ہوتے ہیں وہ نعش کو دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں کچھ دور تک جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں پھر واپس ہوجاتے ہیں یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ گنہگار قرار پائے یا نہیں؟ اپنی ضرورتِ شدیدہ کی بناء پر واپس ہوسکتا یا نہیں؟ یا قبرستان تک جانا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسلم میت کو غسل کفن دینا، جنازہ کی نماز پڑھنا، اس کو قبرستان پہنچانا، دفن کرنا یہ سب چیزیں میت کے حقوق ہیں، جو مسلمانوں پر لازم ہیں، مگر ان کا لزوم ایسا نہیں جیسا فرض نمازوں کا لزوم ہے، کہ ہر شخص پر فرضِ عین ہے، بلکہ جو لوگ میت کے گھر والے ہیں، انپر لزوم ہے پھر پڑوس والوں پر ہے، پھر دیگر اہلِ محلّہ اور اہلِ بستی پر ہے، پھر اور سب پر ہے جہاں تک علم وقدرت ہو، اگر گھر والوں نے ان سب چیزوں کو پورا کردیا تو سب کے ذمہ سے لزوم ساقط ہوجائے گا اگر اہلِ محلّہ اور اہلِ بستی نے پورا کردیا تو گھر والوں سے ساقط ہوجائے گا، اگر کسی نے نہیں کیا تو سب گنہگار رہوں گے[1]۔ تاہم محض گھر والوں کے کرنے پر دوسرے لوگ بھروسہ اور کفایت نہ کریں، بلکہ ان کی ہمدردی اور اعانت حسبِ وسعت لازم ہے، اگر جنازہ لے جایا جارہا ہو اور کوئی شخص اپنے کام میں مشغول ہو اسکو مناسب ہے، کہ کام چھوڑ کر جنازہ کے اہتمام

---

[1] والصلاة علیه ای المیت فرض کفایة کدفنه وغسله وتجهیزه فانهافرض کفایة، الدرالمختار علی الشامی کراچی. ص:۲۰۷، ج:۲، مطبوعه زکریا، ص:۱۰۲، ج:۳، باب صلا ة الجنازة، مطلب فی حمل الجنازة. حلبی کبیری ص:۵۸۳، الرابع فی الصلاة، فصل فی الجنائز، مطبوعه لاهور، سکب الانهر ص:۲۶۸، ج:۱، فصل فی الصلاة علیه، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

کیلئے کھڑا ہو جائے اور قبرستان تک جائے دفن وغیرہ میں شرکت کرے، لیکن اگر کام ضروری ہے، جس کو پھر نہیں کرسکتا تو نمازِ جنازہ پڑھ کر جنازہ کے ولی سے اجازت لے کر واپس آجائے، اگر نماز کیلئے جانے کو بھی وقت میں گنجائش نہیں مشغولی زیادہ ہے، تب بھی یہ ترکِ فرض کا مجرم نہیں، البتہ یہ طریقہ بنالینا مکروہ ہے، کہ جنازہ کے ساتھ چل کر اس کی نماز پڑھ کر واپس چلا آئے اور دفن کیلئے قبرستان نہ جائے، اگر ایسی ضرورت پیش آئے تو جنازہ کے ولی سے معذرت کرکے چلا آئے تو مضائقہ نہیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۹۰ھ

میت کو تابوت میں رکھنا

سوال:- قبر میں پانی آجانے یا مٹی کے خراب ہونے کی وجہ سے تختے کسی طرح نہیں رُکتے، ایسی حالت میں اندر کی دیوار پختہ اینٹ سے بنائی جاسکتی ہے، یا نہیں یا اس دیوار پر سمنٹ لگا کر مضبوط کرسکتا ہے، یا نہیں اگر ایسا نہیں کرسکتا تو پھر کیا شکل کرے؟

---

[1] ولا ینبغی ان یرجع من جنازة حتی یصلی علیها و بعد ما صلی لا یرجع الا باذن الاولیاء الخ. کبیری ص:۵۹۳، فصل فی الجنائز، الخامس فی الحمل، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. شامی کراچی ص:۲۲۲، ج:۲، باب صلاة الجنازة، مطلب تعظیم اولی الامر واجب، زیلعی ص:۲۴۴، ج:۱، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امدادیه ملتان.

تنبیہ:- محض جنازہ کے احترام اور تعظیم میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

ولا یقوم لها من راها الخ، سکب الانهر ص:۲۷۴، ج:۱، فصل فی الصلاة علیه، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. تاتار خانیه ص:۱۵۲، ج:۲، حمل الجنازة، مطبوعه کراچی ص:۲۴۴، ج:۱، مطبوعه امدادیه ملتان، حلبی کبیری ص:۵۹۳، باب الجنائز، مطبوعه لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً

لکڑی کا صندوق بنوا کر اس میں میت کو رکھ کر قبر میں رکھ دیا جائے[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

میت کو تابوت میں دفن کرنا

سوال:- یہاں انگلستان میں حکومت کا قانون ہے کہ میت کو صندوق میں بند کر کے دفن کیا جائے، تو کیا ہم مسلمانوں کیلئے بھی ایسا کرنا جائز ہوگا اور اگر حکومت کی اجازت نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قبر کی زمین نرم یا تر ہو تو صندوق میں میت کو رکھ کر دفن کرنا درست ہے بلا ضرورت مکروہ ہے: **ولا بـأسَ باتخاذ تابوتٍ عندَ الحاجة كرخاوة الارض اى يُرَخّصُ ذٰلک عند الحاجة والا كره. اهـ درمختار وشامی**[2] **ص: ۵۹۹، ج: ۱**، قانون کی مجبوری

[1] لابأس باتخاذ تابوت له عند الحاجة كرخاوة الارض اى يرخص ذالک عند الحاجة والاكره. درمختار مع الشامى نعمانيه ص: ۵۹۹، ج: ۱، مطبوعه زكريا ص: ۱۴۰، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت. زيلعى ص: ۲۴۵، ج: ۱، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص: ۲۷۵، ج: ۱، فصل فى الصلاة عليه، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] الدرالمختار مع الشامى زكريا ص: ۱۴۹، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى صلاة الجنازة. تاتار خانيه ص: ۱۶۹، ج: ۲، فصل فى القبر والدفن، مطبوعه كراچى.

معذوری ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

عورت کے جنازہ کو نامحرم اٹھا سکتا ہے؟

سوال:- عورت کے جنازہ کو غیر محرم چھو سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چھو سکتا ہے[۲]: لان یدہ لا تصل الٰی بدنها فلا مانع بأخذ السریر.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

میت کو قبر میں اُتارتے وقت لانگ باندھنا

سوال:- میت کو قبر میں اُتارتے وقت لانگ باندھنا ضروری سمجھتے ہیں، زنانی میت کے لئے اس کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں، تہبند باندھے ہوئے میت کو قبر میں اتارنے کو بے پردہ سمجھ کرنا جائز سمجھتے ہیں موافق شرع شریف خلاصہ تحریر فرمایا جائے۔

۱؎ لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسه قالو او کیف یذل نفسه قال ﷺ یتعرض من البلاء لمالا یطیق الحدیث. ترمذی شریف ص: ۵۰، ج: ۲، ابواب الفتن، مطبوعه رشیدیه دهلی.

۲؎ اجنبیہ کے بدن کو ہاتھ لگانا حرام ہے، اور اجنبیہ میت کو اٹھانے میں ہاتھ چارپائی پر لگتا ہے نہ کہ بدن پر اس لئے بلا شبہ اجنبیہ عورت کی چارپائی اٹھانا درست ہے۔ وما حل نظره حل لمسه الا من اجنبية فلا يحل مس وجهها وكفها الخ. الدر المختار علی الشامی زکریا ص: ۵۲۸، ج: ۹، کتاب الحظر و الاباحة، فصل فی النظر والمس، مجمع الانهر س: ۲۰۲، ج: ۴، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر. مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت. فتاوی دار العلوم ص: ۲۸۲، ج: ۵، جنازہ اٹھانے کا بیان۔

الجواب حامداً و مصلیاً

ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ چھپانا ضروری ہے، اس کو کسی کے سامنے کھولنا منع ہے[1]۔ جو کپڑا اتنا حصہ (ناف سے گھٹنوں تک) چھپالے اسکو باندھ کر میت کو قبر میں رکھنا بالکل درست ہے، لانگ باندھنے میں کچھ حصہ گھٹنوں یا ران کا کھل ہی جاتا ہے، اسلئے خیالِ مذکور کی اصلاح کی جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

لنگی پہن کر میت کو قبر میں اُتارنا

سوال:- اپنے رواج کے مطابق زید لنگی پہن کر میت قبر میں اُتارتا ہے، اور اس کو مباح جانتا ہے، وجہ مباح جاننے کی یہ پیش کرتا ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر لنگی پہنتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل کو اپناتے تھے، پس اصحابِ نبی لنگی کا استعمال کرتے اور قبر میں اترتے تھے، ایسی صورت میں لنگی پہن کر قبر میں اترنا کیسا ہے؟ نیز یہ عقیدۂ تسنن صحیح ہے یا باطل؟

الجواب حامداً و مصلیاً

زید اپنے اس عمل اور مأخذ کی وجہ سے مستحق اعتراض نہیں اور نیت صحیح ہونے کی وجہ سے

---

[1] واعلم ان ستر العورة خارج الصلاة بحضرة الناس واجب اجماعا الی قوله وهی من تحت سرته الی تحت رکبتیه الخ، البحرالرائق کوئٹه ص:۲۶۸، ج:۱، باب شروط الصلاة، شامی کراچی ص:۴۰۴، ج:۱، کتاب الصلاة مطلب فی سترالعورة، ومجمع الانهر ص:۲۰۰، ج:۴، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر، مطبوعه دارالکتب العمیة بیروت.

مستحق اجر ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۱/۹۵ھ

جنازۂ عورت کیلئے دفن کے وقت پردہ

سوال:- عورت کی قبر پر پردہ کرنا رات اور دن کو کسی وقت شرعاً کیسا ہے اور کیوں کیا جاتا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

جنازہ کے ساتھ نامحرم بھی ہوتے ہیں اسلئے پردہ کیا جاتا ہے تاکہ قبر میں رکھتے وقت بدن کے جثہ کو نامحرم نہ دیکھیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۲/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۸/صفر ۵۶ھ

---

۱ وسنة نبينا احق ان تتبع الى ماقال وهى ان هديه فى اللباس ما تيسر من اللباس من الصوف تارةً والقطن تارةً ولبس البرود اليمانية الى قوله والا زارو الرداء الخ، زادالمعاد ص: ۳۸-۱۳۷، ج: ۱، فصل فى ملابسه الخ، مطبوعه بيروت، مرقات ص: ۲۱۷، ج: ۴، كتاب اللباس، مطبوعه بمبئى. شمائل نبوى اردو ص: ۲۷۳، ج: ۱، ازار اور تہبند، خصائل نبوى ص: ۱۲۰، حضور ﷺ کی لنگی کا ذکر۔

۲ ويسجى قبر المرأة (ملتقى الابحر) لان مبنى حالهن على الاستتار مجمع الانهر. ج: ۱، ص: ۲۷۵، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. باب صلاة الجنائز. حلبى كبيرى ص: ۵۹۷، الفصل السادس فى الدفن واللحد، مطبوعه لاهور، شامى زكريا ص: ۱۴۲، ج: ۳، مطلب فى دفن الميت، باب صلاة الجنازة.

عورت کو دفن کرتے وقت پردہ

سوال:- اگر عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارتے وقت کیا پردہ ضروری ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلياً

جی ہاں: کما یشعر بہ التعلیل بان مبنی حالھن علی الاستتار اھ مجمع[1] الانهر ص: ۱۸۶، وھو حاصل بالتابوت.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کی میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ

سوال:- ہمارے یہاں دستور ہے، کہ جب کسی عورت کو دفن کیا جاتا ہے، تو قبر کے چاروں طرف پردۂ رسمی کرلیا جاتا ہے (چادر وغیرہ کے ذریعہ) حالاں کہ لوگ پھر بھی میت کو دیکھ لیتے ہیں، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس پردۂ مروجہ کا ثبوت ہے، یا نہیں جب کہ میت کفن میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً

میت کو چارپائی سے اٹھا کر لحد میں رکھتے وقت بعض مرتبہ ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے یا بے احتیاطی کی بناء پر کفن کھل جاتا ہے یا میت کے جسم کی ہیئت ظاہر ہونے لگتی ہے، اس وجہ سے چادر چاروں طرف سے تان لی جاتی ہے، تاکہ اجنبی کی نظر اس پر نہ پڑے یہ مسئلہ طحطاوی

[1] مجمع الانهر ص: ۲۷۵، ج: ۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت. باب صلاۃ الجنائز.

علی مراقی الفلاح میں مذکور ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۱۴۰۰ھ

میت کو اس کا شوہر قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں

سوال:-شوہر کی حیات میں اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو مرحومہ حلقۂ شوہریت سے نکل جاتی ہے، یا نہیں اور مرد کا بحیثیت نامحرم ہونا درست ہے، یا نہیں نیز حقیقی محرم جیسے باپ، بھائی، چچا، بیٹا وغیرہ کی موجودگی میں شوہر مذکور مرحومہ کو قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انتقال سے نکاح ختم ہو جاتا ہے[2]، ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ البتہ دیکھنا درست ہے[3]۔ جب محرم باپ بھائی وغیرہ موجود ہوں تو وہ مقدم ہیں وہی قبر میں اتاریں شوہر کو بھی اتارنا اور جنازہ کو

---

[1] ویستحب ان یسجی ای یستر قبرها ای المرأة سترا لها الی ان یسوی علیها اللحد مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص: ۵۰۴، فصل فی حملها ودفنها. مطبوعه بمصر. عالمگیری کوئٹه ص: ۱۶۶، ج: ۱، الفصل السادس فی القبر والدفن الخ، عنایه علی فتح القدیر ج: ۲، ص: ۱۳۹، فصل فی الدفن مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] وبالموت ینتهی النکاح نهایته هدایه ص: ۳۲۴، ج: ۲، باب المهر. شامی کراچی ص: ۱۹۹، ج: ۲، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کل سبب ونسب منقطع الخ مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص: ۴۷۱، باب صلاة الجنازة. فتح القدیر ص: ۱۱۱، ج: ۲، فصل فی الغسل، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[3] ویمنع زوجها من غسلها ومسها لامن النظر الیها علی الاصح، شامی نعمانیه ص: ۵۷۵، ج: ۱. مطبوعه زکریا ص: ۹۰، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، قبیل مطلب فی حدیث کل سبب ونسب الخ. سکب الانهر ص: ۲۶۶، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. طحطاوی علی المراقی مصری ص: ۴۷۱، باب صلاة الجنازة.

ہاتھ لگانا درست ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورت کی قبر میں کون اُترے

سوال: ۔عورت کی قبر میں غیر محرم مرد دفنانے اُتر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

بہتر یہ ہے کہ محرم قبر میں میت کو رکھنے کے لئے اترے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رکھتے وقت کفن کا کچھ حصہ کھل جاتا ہے، اور میت کے جسم پر ہاتھ لگ جاتا ہے، اگر محرم نہ ہوتو پھر دوسرے اہل دیانیت وتقویٰ اس کو قبر میں رکھیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۰/۱۳۹۹ھ

میت کو لحد میں رکھ کر پھر بانس وغیرہ رکھ کر مٹی ڈالی جائے

سوال: ۔قبر میں نعش رکھ کر کبھی پوری مٹی بدن پر ڈال دیتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

---

[۱] وذوالرحم المحرم اولی بادخال المرأة من غيرهم الخ. عالمگيری كوئٹه ص:۱٦٦، ج:۱ الفصل السادس فی القبر الخ. حلبی كبيری ص:۵۹۷، الفصل السادس فی دفنه، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، طحطاوی علی المراقی ص:۵۰۲، باب صلاة الجنازة مطبوعه مصری.

[۲] وذوالرحم المحرم اولی بادخال المرأة ثم ذوالرحم غيرالمحرم ثم الصالح من مشائخ جيرانهم ثم الشاق الصلحاء الخ مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص۵۰۲/ فصل فی حملها ودفنها، مطبوعه مصر،وفی البحر،فان لم يكن فلابأس للاجانب وضعها الخ، البحرالرائق كراچی، ج۲/ص۱۹۳/فصل السلطان أحق بصلاته،تاتار خانيه، ج۲/ص۲۱/ الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز ،نوع آخر من هذا الفصل فی القبر والدفن ،مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

بانس وغیرہ دینا یعنی فاصلہ کرنا واجب ہے یا مستحب؟ بچوں میں عموماً ایسا ہی کیا جاتا ہے کہ کچھ فاصلہ دیئے بغیر پوری مٹی انڈیل دی جاتی ہے اور کچھ حرج نہیں سمجھا جاتا ہے، اس کی ابتداء ومنها خلقنا کم الخ پڑھ کر لوگ کسی ٹوکری میں رکھ کر سر کی جانب سے رکھتے ہوئے پیر تک ختم کرتے ہیں پھر تختہ اوپر رکھتے ہیں یا بغیر پاٹے مٹی انڈیل دیتے ہیں شرعی طریقہ کیا ہے آیت مذکورہ یاد ہونے پر ضرور کوئی بھی دعاء پڑھ کر مٹی دیتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بغیر تختہ رکھے میت کے اوپر مٹی ڈال دینے کی اجازت نہیں بچہ ہو یا بڑا سب کیلئے یہی حکم ہے لحد بنائیں پھر اسکو کچی اینٹ وغیرہ سے بند کریں یا شق بنا کر تختہ یا بانس رکھیں، تب مٹی ڈالیں[۱]۔ آیت: "منها خلقنکم" کا پڑھنا مستحب ہے، واجب نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

میت کو قبر میں رکھنے کی صورت

سوال:- مندرجہ ذیل مسائل میں علماء کی کیا رائے ہے؟ مع دلائل بیان فرمائیں۔

الف: اذا احتضر الرجل وجّه الی القبلة علٰی شقه الایمن اعتبارًا بحال الوضع فی القبر لانه اشرفُ علیه والمختار فی بلادنا الاستلقاء لانه ایسر لخروج الروح والاوّل هو السنة کذا فی الهداية.

---

[۱] ویبنی جانباه باللبن اوغیره ویوضع المیت ویسقف. عالمگیری کوئٹه ص:۱۶۶، ج:۱، الفصل السادس فی القبر. حلبی کبیری ص:۵۹۸، الفصل السادس فی دفنه، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، طحطاوی مع المراقی مصری ص:۵۰۳، باب الجنائز.

[۲] ویستحب ای یحثی ثلاحثیات ...... ویقول فی الاولی منها خلقناکم الخ، طحطاوی علی المراقی مصری ص:۵۰۴، باب صلاة الجنازة، شامی کراچی ص:۲۳۷، ج:۲، فی دفن المیت. عالمگیری کوئٹه ص:۱۶۶، ج:۱، الفصل السادس فی القبر.

ب: یُوجّہ المحتضر الی القبلة علیٰ یمینه وهو السنة وجاز الاستلقاء علیٰ ظهره وقد ماه الیها وهو المعتاد فی زماننا لکن یُرفع رأسه قلیلاً لیتوجَّه الی القبلة کذا فی الدر المختار باب صلوٰة الجنائز. باب ایضاً.

(۱) عبارت مذکورہ بالا میں معنیٰ اور مطلب کی رُو سے کوئی فرق وتدافع ہے، یا نہیں آیا ہر دو عبارت کا مطلب ایک ہی ہے، یا کچھ فرق ہے، اگر فرق ہو تو اس کی توضیح کر کے بیان فرمائیں۔

(۲) عبارتِ درمختار ینبغی کونه علیٰ شقه الایمن میں لفظ ینبغی سے کیا ثابت ہوتا ہے، وجوب یا سنت یا ندب اور جو کچھ بھی ثابت ہو وہ متفق علیہ ہے یا مختلف فیہ۔ اور اس کے خلاف عمل کرنے سے کیا وعید لازم آئے گی اور وضع علی شقه الایمن کی کیا صورت ہے آیا شق ایمن زمین کے متصل ہو اور شق ایسر آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہو مثل دیوار کے، کیسی صورت ہونی چاہئے؟

(۳) جب مردہ کو علیٰ شقه الایمن رکھنا سنت ہے، تو ہندوستان وغیرہ کے بعض بلاد میں زمین نرم ہونے کی وجہ سے یا جواز کی بنا پر میدانی قبر کھودی جاتی ہے۔ اور اس کے درمیان میں میت کو رکھنے کیلئے ہاتھ بھر یا اس سے چوڑا گڈھا اس کیلئے کھودا جاتا ہے، اس کی کیا ضرورت ہے، جب چھوٹی سی نالی کھود کر سنت کی بنا پر کروٹ پر مردہ کو رکھ سکتے ہیں، تو کیوں یہ چوڑا گڈھا کھود کر تکلیف اٹھائی اور سنت چھوڑ کر جہل کی طرف چلے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کوئی تدافع نہیں ہے علامہ شامی نے درمختار کی تائید میں ہدایہ کی عبارت پیش کی ہے[۱]۔

(۲) سنت ہے: وذکر فی المحیط الاضطجاع للمریض انواع احدها فی حالة الصّلوٰة وهو ان یستلقی علیٰ قفاه والثانی اذا قرب من الموت ان یضطجع

[۱] وجاز الاستلقاء اختاره مشائخنا بما وراء النهر لانه ایسر لخروج الروح الخ. شامی زکریا ص:۷۸، ج:۳، اول صلاة الجنازة طحطاوی مع المراقی مصری ص: ۴۵۹، باب احکام الجنائز.

علی الایمن واختیر الاستلقاء والثالث فی حالة الصّلٰوة علی المیت تضجع علٰی قفاه معترضًا للقبلة والرابع فی اللحد یضطجع علٰی شقه الایمن ووجّه الی القبلة هٰکذا توارث السنّة. اھ البحرالرائق[۲] اوراس میں کسی کااختلاف نظرسےنہیں گذرا۔

بلاعذرقصداً خلافِ سنت کرناموجب حرمانِ شفاعت وباعث عتاب[۱] ہے۔

وضع علٰی شقہ الایمن کی صورت یہ ہے کہ شق ایمن زمین سے متصل رہے اورشق ایسر آسمان کی طرف مائل بمشرق رہے اورمیت کومشرقی حصہ لحد سے سہارادیدیاجائے اورچہرہ قبلہ کی جانب ہوجائے: ویوضع فی القبر علٰی شقه الایمن مستقبل القبلة کذا فی الخلاصه اھ عالمگیری.[۲] هٰکذا فی الخانیه وغیره من کتب الفقه.

(۳) جسم سے جوکچھ زائدعرض میں قبرکھودی جاتی ہےاور بالکل جسم کے مساوی نہیں کھودی جاتی وہ اس وجہ سے کہ میت کواس میں رکھنے میں سہولت رہے، کیونکہ دوتین آدمی قبر میں اوّلاً اترتے ہیں ان کے کھڑے ہونے کیلئے بھی جگہ کی ضرورت ہے، اگروہ جگہ زائدنہ رکھی جائے تو بجزاسکے کہ میت کواوپرہی سے چھوڑ دیاجائے، بلکہ اس نالی میں ٹھونس دیاجائے کوئی

---

[۲] البحرالرائق کوئٹه ص:۱۷۰، ج:۲، باب صلاة الجنائز، محیط برهانی ص:۱۳۱، ج:۳، مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل، صلاة المریض.

ترجمہ:- محیط میں ذکرکیاگیاہے، کہ مریض کے لیٹنے کی کئی قسمیں ہیں (۱) ایک نمازکی حالت میں وہ یہ ہے کہ گدی کے بل چت لیٹے، (۲) دوسرے جب وہ موت کےقریب ہواس وقت دائیں کروٹ پرلیٹے اور چت لیٹنا بھی پسندکیاگیاہے، (۳) تیسرے نمازِ جنازہ کی حالت میں گدی کے بل چت لٹایاجائے قبلہ کے شمال جنوب (کہ سرشمال کی جانب پیرجنوب کی جانب ہو) (۴) چوتھے لحدمیں کہ دائیں کروٹ پرلٹایاجائے اورچہرہ قبلہ کی جانب کردیاجائے سنت متوارثہ یہی ہے۔۱۲

[۱] شامی کراچی ص:۱۰۴، ج:۱، کتاب الطهارة، مطلب فی السنة وتعریفها، طحطاوی علی المراقی مصری ص:۱۵، فصل فی سنن الوضوء.

[۲] عالمگیری کوئٹه ص:۱۶۶، ج:۱، الفصل السادس فی القبر. خانیه علی الهندیه ص:۱۹۴، ج:۱، طحطاوی علی المراقی مصری ص:۵۰۲، فی احکام الجنائز.

صورت نہ ہوگی، اور ظاہر ہے کہ میت کو قبر میں رکھنے سے قبل بحالتِ استلقاء ہوتی ہے، اسلئے قبر میں داخل کرنے سے پہلے ہی اس کی شق ایسر کو آسمان کی طرف کر دینا اور شق ایمن کو عرض کی جانب کرنا ہاتھ میں لئے ہوئے مشکل ہے، پھر اوپر سے چھوڑنے اور ٹھونسنے میں احترام باقی نہیں رہتا، بلکہ بے حُرمتی ہوتی ہے، اسلئے کچھ زائد قبر چوڑی بنائی جاتی ہے تاکہ اتارنے اور رکھنے میں سہولت رہے بخلاف لحد کے زائد کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ جس وقت جانب قبلہ لحد میں داخل کیا جاتا ہے، اسوقت ہی خود بخود اسکی ہیئت مسنونہ ہو جاتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/۶۰ھ

جوابات صحیح ہیں حدیث[1] میں اوسعوا و اعمقوا بھی آیا ہے، اسلئے چھوٹی سی نالی کھودنا خلافِ سنت متوارثہ اور حدیث اوسعوا کے خلاف ہوگی۔سعید احمد غفرلہٗ ۱۲/ محرم ۶۰ھ

میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ

سوال:-میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شمال کی طرف سر، جنوب کی طرف پیر، داہنی کروٹ قبلہ کی طرف چہرہ ہو[2]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۹۰ھ

میت کو مٹی دیتے وقت کی دعاء

سوال:۔مٹی دیتے وقت کوئی مسنون دعاء ہوتو تحریر فرما دیجئے؟

۱؎ مشکوۃ شریف ص:۱۴۸، باب دفن المیت. الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

۲؎ یوجه الیها وجوباً وینبغی کونه علی شقه الایمن، شامی نعمانیه ص ۶۰۰/۱، مطبوعه زکریا ص ۱۴۱/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت، عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۶/۱، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۰۲، فی احکام الجنائز.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

''مِنۡهَا خَلَقۡنَا كُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرىٰ''[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر میں لحد کی جہت

سوال:۔قبروں میں جو عموماً لحد قبلہ کے اقرب جانب کھودی جاتی ہے بضرورت یا بلا ضرورت ابعد جانب کھودنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مستحب یہ ہے کہ لحد جانب قبلہ میں ہو وصفته ان يحفر القبر ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيه الميت. شامی[2]، ص:۹۳۳، ج:۱، لیکن اگر میت کو جانب قبلہ کے خلاف میں (غفلت یا کسی عذر سے) رکھ دیا اور مٹی ڈال دی گئی تو پھر قبر کھود کر اصلاح کی ضرورت نہیں: ولو وضع الميت لغير القبلة اوعلیٰ شقه الايسر اوجعل رأسه موضع

---

[1] ويستحب لمن شهد دفن الميت أن يحثى فى قبره ثلاث حثيات بيديه جميعا من قبل رأسه ويقول فى الاولى "منها خلقناكم وفى الثانية وفيها نعيدكم وفى الثالثة ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ" طحطاوى ،ص۵۰۴/ فصل فى حملها ودفنها .مطبوعه مصرى، عالمگيرى ج ۱/ ص۱۶۶/ الباب الحادى والعشر الفصل السادس فى الدفن الخ ، مطبوعه كوئٹه شامى زكريا ، ج۳/ص۱۴۳/ مطلب فى دفن الميت.

[2] شامى كراچى ص:۲۳۴، ج:۲، مطبوعه زكريا ص:۱۳۹، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت. عالمگيرى كوئٹه ص:۱۶۵، ج:۱، الفصل السادس فى القبر الخ، تاتارخانيه ص:۱۶۷، ج:۲، مطبوعه كراچى ،طحطاوى مصرى ص:۵۰۱، باب احكام الجنائز.

رجليه و اهيل عليه التراب لم ينبش. عالمگیری[۱] ص :۱۶۷/ ۱ ، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/ ۵۳ھ

صحیح عبداللطیف ۱۸/ذی قعدہ ۵۳ھ

قبر میں کفن کے تینوں بند کھول دے اور کروٹ قبلہ کی طرف دیدے

سوال:-جنازہ قبر میں رکھنے کے بعد بند تینوں کھول دیئے جائیں نیز میت کا چہرہ بطرف قبلہ کر دینا بس ہے، یا تمام جسم کی کروٹ دلادی جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

تینوں بند کھول دئے جائیں۔ اور تمام جسم قبلہ کی طرف کروٹ دیدیا جائے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر میں میت کا سر کدھر ہو اور پاؤں کدھر

سوال:۔میت کو کس طرح لٹایا جائے، اور پاؤں کی سمت کونسی ہوں؟

---

[۱] علـمـگيری كوئٹه ص:۱۶۷، ج: ۱، الفصل السادس فی القبر والدفن الخ. شامی كراچی ص: ۲۳۶، ج: ۲، مطلب فی دفن الميت. طحطاوی مصری ص: ۵۰۲، احكام الجنائز.

[۲] ويـوجـه اليهـا وجـوبًـا ويـنبغی كونه علی شقه الايمن وتحل العقدة للاستغناء. درمختار مع الشـامـی ص: ۶۰۰، ج: ۱، مـطـبـوعـه نعمانيه. مطبوعه زكريا ص: ۱۴۱، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مـطـلـب فی دفن الميت. عالمگيری كوئٹه ص: ۱۶۶، ج: ۱، الفصل السادس فی القبر. زيلعی ص: ۲۴۵، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطبوعه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

قبر میں میت کو اس طرح لٹایا جائے کہ سر شمال کی طرف ہو اور پیر جنوب کی طرف [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر میں میت کو کروٹ دینا

سوال:-قبر میں مردہ کو چت لٹا کر صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے، یا اس کو قدرے داہنی کروٹ پر کر دیا جائے کہ پورا رُخ قبلہ کی طرف ہو جائے، کونسی صورت بہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو کروٹ دے کر قبلہ رخ کیا جائے صرف چہرہ قبلہ کی طرف پھرانے پر کفایت نہ کی جائے [۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ویوضع فی القبر علی جنبه الایمن مستقبل القبلة کذافی الخلاصه،عالمگیری ج ۱/ ص ۱۶۶/ الباب الحادی والعشرون،الفصل السادس،فی القبر والدفن الخ ، مطبوعه کوئٹه، المحیط ج۳/ص ۹۰/ الفصل الثانی والثلاثون، الجنائز نوع آخر من هذا الفصل فی القبر والدفن، مطبوعه تاتارخانیه ج۲/ص۱۶۷/ الجنائز فی القبر والدفن، مطبوعه کراچی.

[۲] ویوجه الیها وجوباً وینبغی کونه علی شقه الایمن. درمختار مع الشامی نعمانیه ص: ۶۰۰، ج: ۱، مطبوعه زکریا ص: ۱۴۱، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت. البحرالرائق ص:۱۹۳، ج:۲، مطبوعه کوئٹه، زیلعی ص:۲۴۵، ج: ۱، مطبوعه امدادیه ملتان. باب صلاة الجنازة.

بغلی قبر کھودنا افضل ہے، یا درمیانی؟

سوال: -بغلی قبر کھودنا اچھا ہے، یا درمیانی؟ ہم لوگ اکثر درمیانی قبر کھودتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

بغلی قبر بنانا افضل ہے، درمیانی بنانا بھی جائز ہے، کذا فی درالمختار[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/۹۳ھ

قبر کی شکلیں

سوال: -قبر کھودنے کی کتنی شکلیں ہیں، کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلی قبر ہے، آیا بغلی قبر اس طرح سے ہوتی ہے کہ مردہ کی لمبائی کے مطابق قبر کھودی جاتی ہے، اور اس قبر کی بغل میں ایک گڈھا کھود دیا جاتا ہے، اور مردہ کو اس میں رکھنے کے بعد اس طرح سے اس کو بند کر دیتے ہیں کہ مردہ نہ تو اس میں بیٹھ سکتا ہے اور نہ کروٹ ہی لے سکتا ہے، تو کیا اس طرح سے مردہ کو دفن کرنا درست ہے، میں نے ایک حدیث میں دیکھا ہے کہ مردہ کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب قریب غروب ہے، پس مردہ بیٹھتا ہے اور اپنی دونوں آنکھیں ملتا ہے، گویا کہ ابھی خواب سے اٹھا ہے الخ، تو اس صورت میں حدیث

---

[1] یلحد لانہ السنۃ ولا یشق الخ الدرالمختار نعمانیہ ص:۵۹۹، ج:۱، مطبوعہ زکریا ص:۱۳۹، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت. زیلعی ص:۲۴۵، ج:۱، مطبوعہ امدادیہ ملتان. اللحد فی القبر افضل عند الائمۃ الاربعۃ الخ. کبیری ص:۵۹۵، الفصل السادس فی الدفن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور.

کا کیا جواب ہے، مدلل مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

قبر کا یہ طریقہ اعلیٰ طریقہ ہے اور جہاں بغلی نہ بن سکتی ہو شق بھی درست ہے، وہ اس طرح کہ قد کے برابر گہری قبر کھود کر کچھ حصہ اسی میں ایسا بنایا جائے، جس میں میت کو رکھا جائے، اور اس پر تختی یا بانس رکھ کر بوریہ وغیرہ ڈال کر مٹی ڈال دی جائے، میت کا جسم بانس اور تختوں کو نہ لگے،[1] یہ بات صحیح ہے کہ قبروں پر فرشتے آ کر میت کے اندر روح داخل کر کے اس کو بٹھاتے ہیں، مگر وہاں کی مٹی وغیرہ اس کے حق میں ایسی ہو جاتی ہے، جیسا پانی کہ آدمی حوض میں اپنا ہاتھ داخل کرتا ہے، پانی ہونے کے باوجود اس میں سہولت سے پہنچ جاتا ہے، کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، اسی طرح مردہ بھی سہولت سے بیٹھ جاتا ہے، کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی،[2] جیسا کہ حادی الارواح میں لکھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۹۹ھ

قبر کی گہرائی

سوال:- یہ جو مشہور ہے کہ قبر اس قدر گہری ہونا چاہئے کہ فرشتے جب سوال کرنے کیلئے

---

[1] وحفر قبره في غير دار مقدار نصف قامة اوالیٰ حدالصدر وان زاد الیٰ مقدار قامة فهو حسن فعلم ان الا دنیٰ نصف القامة والا علیٰ القامة (ويلحد)لانه السنة وصفته ان يحفر القبر ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيها الميت ويجعل ذٰلک کالبيت المسقف ولايشق الا في ارض رخوة، الدرالمختار مع الشامي زكريا ج۳/ص ۱۳۹ / باب صلوٰة الجنازة، فتاویٰ الهنديه كوئٹه ج ۱/ ص ۱۶۵-۱۶۶ / الباب الحادي والعشرون في الجنائز الفصل السادس في القبر والدفن.

[2] فيقعدانه فيبتدئانه بعنف وينتهرانه بجفاء وقدصار التراب لهٗ كالماء حيثما تحرک انفسخ فيه ووجد فرجة فيقولان لهٗ من ربک ومادينک ومن نبيک الخ التذكرة في احوال الموتی ج ۱/ ص ۹۵/ باب في سوال الملكين للعبد (مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

آئیں تو مردہ بیٹھ سکے تختہ اس کے سر میں نہ لگے اس کی کیا اصلیت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر کا اوپر کا حصہ تو سینے کے برابر یا پورے قد کے برابر گہرا ہونا چاہئے اور جس جگہ میت کو رکھا جاتا ہے وہ جگہ اتنی گہری ہو کہ قبر کا تختہ اسکے جسم سے نہ لگے تقریباً دو بالشت کی مقدار گہری ہو تو تختہ میت کے جسم سے نہیں لگے گا، میت کو قبر میں دفن کرتے وقت نہ فرشتوں کے آنے کیلئے جگہ رکھنے کی ضرورت ہے، نہ میت کے بیٹھنے کیلئے ضرورت ہے، جب فرشتے آئیں گے وہ خود بٹھانیکی جگہ کرلیں گے، اور قبر کی مٹی میت کے حق میں پانی کی طرح نرم ہوجائیگی جیسا کہ حادی[1] الارواح میں درج ہے: **ویحفر القبر نصف قامة او الیٰ الصدر وان یزد کان حسنًا اھ فی الحجة روی الحسن ابن زیاد عن الامام رحمة اللّٰه انه قال طول القبر علیٰ قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامة اھ یوضع فیها المیت. ویسقف علیه باللبن اوالخشب ولایمس سقف المیت اھ طحطاوی**[2] **ص: ۳۳۳**. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر کتنی گہری ہونی چاہئے؟

سوال:۔ بعض ملکوں میں قبر اس طرح سے کھودی جاتی ہے کہ اس کی گہرائی ڈیڑھ یا دو گز

---

[1] لم اجده فی حادی الارواح ولکن ذکر فی التذکرة فی حدیث طویل الی قوله فیقعد انه فیبتدئانه بعنف وینتهر انه بجفاء وقد صار التراب له کالماء حیثما تحرک انفسخ فیه ووجد فرجة الخ. التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة ص: ۹۵، ج: ۱، باب فی سئوال الملکین للعبد الخ. مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. ابوالقاسم ادری

[2] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص: ۵۰۱، طبع بمصر، فصل حملها ودفنها، احکام الجنائز. مجمع الانهر ص: ۲۷۵، ج: ۱، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. باب صلاة الجنازة.

ہوتی ہے، اور اس کی سیڑھی دو یا تین انچ زمین کے بالائی حصہ سے نیچے بنائی جاتی ہے تا کہ اس پر رکھ کر مٹی سے قبر برابر کر دی جائے، اب جواب طلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت شق میں داخل ہوگی یا نہیں اگر نہیں ہے، تو اس قسم کی قبر شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ لحد اور شق کے علاوہ بھی کوئی صورت شریعت میں بتائی گئی ہے؟ نیز شق کی تعریف کیا ہے؟ اور قبر شرعی کتنی کھودی جائے اور شق کی صورت پر تختہ یا بانس میت سے کتنا اوپر رکھا جائے؟ بینوا بالکتاب

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح قبر بنانا خلافِ سنت ہے، یا میت کیلئے لحد بنائی جائے یعنی قبر کھود کر جانب قبلہ میں ایک دوسرا گڈھا جسمِ میت کے مناسب بنایا جائے کہ اس میں میت کو داخل کر کے کچی اینٹیں اس پر لگا دی جائیں، اگر زمین نرم ہو تو پھر شق بنا دی جائے اس طرح کہ قبر کھود کر پھر درمیان قبر میں ایک اور گڈھا جسم میت کے مناسب بنا کر اس میں میت کو رکھ کر اس پر بانس وغیرہ رکھ دیا جائے، اور مٹی کے ڈھیلوں سے کچی اینٹوں اور بانس کے ذریعہ سوراخوں کو بند کر دیا جائے یا اس پر بوریا ڈال دیا جائے، قبر قد کے برابر گہری ہونی چاہئے، یا سینہ تک یا کم از کم نصف قد تک ہو اس سے کم نہ ہو اور بانس وغیرہ میت سے صرف اس قدر اوپر ہو کہ جسم میت سے الگ رہے، متصل نہ ہو جائے، زیادہ اونچائی کی ضرورت نہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے زمین کے نرم اور تر ہونے کے وقت تابوت بھی درست ہے، اگر بستی وغیرہ میں کسی کا انتقال ہو جائے اور خشکی قریب نہ ہو تو غسل کفن اور صلوٰۃ کے بعد دریا میں غرق کر دیا جائے۔ بعض صحابہ نے بغیر شق اور لحد کے بھی اپنے دفن کی وصیت فرمائی ہے: **یحفر القبر نصف قامةٍ او الی الصدر وإن یزد کان حسنًا فی الحجة روی الحسن بن زیاد عن الامامؒ قال طول القبر علٰی قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامةٍلانه ابلغ فی الحفظ ای حفظ المیت من السباع وحفظ الرائحة من الظهور ویلحد فی ارض**

صلبة وهو حفيرة تجعل فی جانب القبلة من القبر يوضع فيها الميت وينصب عليها اللبن ولايشق بحفيرة فی وسط القبر يوضع فيها الميت بعد ان يبنی حافتاه باللبن اوغيره ثم يوضع الميت بينهما ويسقّف عليه باللبن او الخشب ولا يمسُّ السقف الميّت الا فی ارض رخوةٍ فلابأس به فيهاولا باتخاذ التابوت واوصی كثير من الصّحابة ان يرمسوا فی التراب من غير لحد ولاشق وقال ليس احد جنبیٌّ اولٰی بالتراب من الاٰخر مراقی[1] الفلاح مع الطحطاوی ص: ۳۸۴، مات فی سفينة غسل وكفن وصلی عليه، والقی فی البحر ان لم يكن قريب من البر. اھ درمختار[2]، ص: ۹۳۴، ج: ۱، فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۱/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۴/ محرم ۶۰ھ

قبر کے صندوق کی گہرائی

سوال:- قبر کے صندوق کی گہرائی کتنی ہونی چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ويحفر القبر نصف قامة اوالٰی الصدر وان كان يزد كان حسنا لانه ابلغ فی

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص: ۵۰۱، طبع بمصر، فصل فی حملها ودفنها. البحر ص: ۱۹۳، ج: ۲، مطبوعه كوئٹه. زيلعی ص: ۲۴۵، ج: ۱، باب صلاة الجنازة. مطبوعه امداديه ملتان.

[2] در مختار مع الشامی نعمانيه ص: ۵۹۹، ج: ۱، مطبوعه زكريا ص: ۱۴۰، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن الميت. البحر ص: ۱۹۳، ج: ۲، مطبوعه كوئٹه. مجمع الانهر ص: ۲۷۵، ج: ۱، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

الحفظ اھ (مراقی الفلاح ص:۳۳۳)[1] قبر کا صندوق کم از کم نصف قبر کے برابر گہرا ہونا چاہئے، سینہ کے برابر گہرا ہوتو بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۶/۲۶ھ

جڑوا بچوں کو کس طرح دفن کریں؟

سوال:- ایک شخص کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے دونوں کی کمر ملی ہوئی ہے، ایک کا منھ مغرب کی طرف ہے اور دوسرے کا مشرق کی طرف اور دونوں کا انتقال ہو گیا، اب دفن کس طرح کریں؟ اگر ایک کا منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں تو دوسرے کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا، اب کیا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس مجبوری کی حالت میں دونوں کا منہ قبلہ کی طرف کرنا لازم نہیں بلکہ کیا ہی نہیں جا سکتا، ایک ہی کا منہ رہے گا۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۱/۶/۱۷ھ

میت کو بعد دفن منتقل کرنا

(بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے متعلق)

سوال:- حضرت محترم دامت برکاتہم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج اقدس! جنرل شاہ نواز کے خط کی نقل ہمرشتہ ہے، اس سلسلہ میں یہ بات خاص طور

۱۔ مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص: ۵۰۱، طبع بمصر، فصل فی حملها ودفنها، احکام الجنائز.

۲۔ یسقط (استقبال القبلة) للعجز وقال الشامی فکل الشروط کذالک الخ در مختار مع الشامی زکریا ص: ۱۰۸، ج: ۲، مبحث فی استقبال القبلة باب شروط الصلاة.

سے قابل توجہ ہے، کہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد اور مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی زندگی میں بھی یہ مسئلہ آیا تھا، ان حضرات کا خیال تھا کہ منتقل کرنے کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ قبر کو کھودنے اور لحد کو کھولنے کے بجائے پوری قبر اٹھائی جائے، یعنی قبر کے چاروں طرف سے دوڈھائی گز تک زمین کو کھود کر یہ پورا ٹکڑا جس میں لحد اور قبر ہے، اس طرح اٹھالیا جائے جیسے بڑے درخت کا پینڈا اٹھایا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس صورت میں بھی وہی حکم ہوگا، جو لحد کھولنے اور جنازہ کو اس سے نکالنے کا ہوتا ہے۔ بینوا توجرا انشاء اللہ

نیازمند محتاج دعا (حضرت مولانا) محمد میاں ۴ر جمادی الآخر ۸۳ھ

شاہ نواز کا خط

از صفدر جنگ روڈ نئی دہلی مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۶۳ء

محترم جناب مولانا صاحب مدظلہٗ..............................السلام علیکم

۷ر نومبر ۶۳ء کو چھ بجے شام لال قلعہ دہلی میں جناب بہادر شاہ ظفر کی برسی منائی جارہی ہے جس کی رسم افتتاح جناب جواہر لال نہرو فرمارہے ہیں، اس موقعہ پر یہ سوال بھی اٹھے گا کہ بہادر شاہ ظفر کی قبر کو رنگون سے دہلی کے لال قلعہ میں منتقل کیا جائے، یہ وہ حسرت ہے، جس کو اپنے دل میں لئے ہوئے حضرت ظفرؔ نے وفات پائی، یہ حسرت انکے اس شعر سے صاف ظاہر ہوتی ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے۔

دوگز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

۴۳ء میں جنگ آزادی کے دوران نیتا جی سبھاش چندر بوس پہلی مرتبہ رنگون گئے تو انہوں نے شہنشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کے مزار کے اوپر کھڑے ہوکر ان کی یہ نظم دہرائی تھی۔

غازیوں میں بو رہے گی، جب تلک ایمان کی
تخت لندن تک چلے گی تیغ ہندوستان کی

نیتا جی سبھاش چندر بوس نے وعدہ فرمایا تھا کہ ''میں سبھاش چندر بوس آپ کے سامنے یہ

وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہندوستان کی تلوار لندن تک چلاؤں گا، اور جو کام جنگ آزادی کا آپ نے شروع کیا ہے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں گا'' اس موقعہ پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب ہندوستان آزاد ہوگا اور دہلی کے لال قلعہ کے اوپر ''یونین جیک'' کی جگہ ترنگا جھنڈا لہرائے گا تب آپ کو جنگ آزادی کے شہنشاہ کی حیثیت سے پوری شان وشوکت کیساتھ دیش واپس لایا جائے گا ظفر کمیٹی کی خواہش ہے کہ نیتا جی سبھاش چندر بوس کے اقرار کو پورا کیا جائے اور شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے مزار کو دہلی کے لال قلعہ میں لایا جائے اور اس کے اوپر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کیا جائے ممبران کمیٹی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ دینی نقطۂ نگاہ سے مزار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں کوئی اعتراض تو نہیں ہے میں بہت مشکور ہوں گا کہ اگر آپ مجھے اس کا جواب دوسرے علمائے کرام سے مشورہ کر کے جلد از جلد دیں۔ زیادہ آداب، آپ کا مخلص۔

(دستخط) شاہنواز خان

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ آدمی کا جس بستی میں انتقال ہوا اسی بستی میں اس کو دفن کیا جاوے اگر اس نے وصیت کی ہو کہ مجھ کو فلاں جگہ دفن کرنا تو اس وصیت پر عمل لازم نہیں۔ شرعاً یہ وصیت[1] باطل ہے: **یندب دفنه فی جهة موته ای فی مقابر اهل المكان الذی مات فيه اوقتل اهـ** (شامی[2]) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو انتقال کے بعد دوسرے مقام پر لے جا کر

---

[1] واذا اوصى بان ينقل الى بلد آخر لاتنفذ وصيته فان النقل حرام على المذهب الصحيح المختار الخ، الاذكار للنووی ص: ۱۵۰، باب وصية الميت ان يصلى عليه انسان بعينه الخ، دارالكتاب العربی بيروت. عالمگيری كوئٹه ص: ۹۵، ج: ۲، الباب الثانی فی بيان الالفاظ التی تكون وصيية الخ شامی كراچی ص: ۲۲۲، ج: ۲، كتاب الوصايا حلبی كبيری ص: ۲۰۲، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، باب صلاة الجنازة فی المتفرقات.

[2] شامی نعمانيه ص: ۲۰۲، ج: ۱، مطبوعه زكريا ص: ۱۴۷، ج: ۳، مطلب فی دفن الميت. حلبی كبيری ص: ۲۰۷، الفصل الثامن فی مسائل متفرقة من الجنائز، مطبوعه لاهور. عالمگيری كوئٹه ص: ۱۶۷، ج: ۱، الفصل السادس فی القبر الخ.

دفن کیا گیا، جہاں انتقال ہوا وہاں دفن نہیں کیا گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سفر میں جاتے ہوئے جب ان کی قبر پر گذریں تو فرمانے لگیں کہ اگر میرا بس چلتا تو تم یہاں دفن[1] نہ کئے جاتے بلکہ جہاں انتقال ہوا تھا وہیں دفن ہوتے، تاہم اس مسئلہ میں اتنی تنگی نہیں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے میل دو میل کو مقام وفات سے حسب مصالح دور لے جا کر دفن کرنے کی بھی گنجائش بتائی ہے: **ولابأس بنقله قبل دفنه قيل مطلقاً وقيل الٰى مادون السفر وقيده محمد رحمه اللّٰه بقدر ميل اوميلين لان مقابر البلد ربما بلغت هذه المسافة فيكره فيما زاد قال فى النهر عن عقد الفرائد هو الظاهر اهـ** (شامی[2])

لیکن دفن کے بعد منتقل کرنے کی اجازت نہیں دی: **واما نقله بعددفنه فلا مطلقاً اهـ** (شامی[3])

طحطاوی نے دفن کے بعد منتقل کرنے کی تین صورتیں لکھی ہیں ایک یہ کہ میت کو کسی غیر کی زمین میں بغیر اجازت مالک دفن کر دیا گیا، جس سے وہ حصہ زمین غصب ہو گیا اور مالک کسی طرح میت کے یہاں رہنے پر رضامند نہیں ہے، بلکہ اس کے نکالنے پر مصر ہے، تو ایسی حالت میں مجبوراً دوسری قبر میں منتقل کر دیا جائے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے، دوسری صورت کہ میت کو دوسرے قبرستان میں منتقل کرنا مقصود ہے، (خواہ میت کی عظمت ومحبت کی وجہ سے یا اسکی تمنا اور وصیت کی خاطر) یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ میت کی

۱؎ **عَنْ اِبْنِ مُلَيْكَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِى بَكْرٍ بِالحُبشى وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِّلَ اِلٰى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا اِلٰى قوله ثُمَّ قَالَتْ لَوْ حَضَرُ تُكَ مَا دُفِنت اِلَّا حَيْثُ مِتَّ (الحديث) مشكوة شريف ص: ۱۴۹، باب البكاء على الميت. مطبوعه ياسر نديم ديوبند، حاشية الشلبى على الزيلعى ص: ۲۴۶، ج: ۱، جنائز، مطبوعه امداديه ملتان.**

۲؎ **گذشته صفحه كا حاشيه نمبر ۲/ ملاحظه هو.**

۳؎ **شامى زكريا ص: ۱۴۷، ج: ۳، حلبى كبيرى ص: ۶۰۷، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، باب الجنازة فى المتفرقات، عالمگيرى كوئٹه ص: ۱۶۷، ج: ۱، الفصل السادس فى القبر.**

قبر پر پانی غالب آجائے جس سے میت محفوظ نہ رہ سکے اس صورت میں بعض حضرات نے میت کو منتقل کرنے کی اجازت دی ہے، بعض نے منع کیا ہے[1]۔

واقعہ مسئولہ دوسری صورت میں داخل ہے، جو کہ بالاتفاق ناجائز ہے، یہ تاویل کہ دوڈھائی گز زمین کھود کر اٹھالی جائے کارآمد نہیں کیونکہ اصل مقصود نعش کو منتقل کرنا ہے اور جو کچھ مٹی ساتھ آئے گی وہ نعش کے تابع ہو کر منتقل ہوگی جس طرح کہ میت کے ساتھ کفن تابوت ہو کہ وہ تابع میت ہے، نہ کہ مقصود اصل لہٰذا اس منتقل کرنے کو بھی کہا جائے گا کہ میت کو منتقل کیا گیا ہے یہ نہیں کہا جائے گا کہ قبر کی مٹی منتقل کر کے لائے ہیں پھر دہلی لا کر شاندار مقبرہ تعمیر کیا جائیگا یہ بناء علی القبر ہے، جس کی حدیث میں ممانعت[2] آئی ہے، اور فقہاء نے اس کو حرام لکھا ہے: **فی الشرنبلالی عن البرهان یحرم البناء علیه للزینة ویکره للاحکام بعد الدفن ا هـ** (طحاوی[3])

تنبیہ:- شہنشاہ کا لفظ غیر اللہ کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] النقل بعد الدفن علی ثلاثة اوجه فی وجه یجوز باتفاق وفی وجه لا یجوز باتفاق وفی وجه اختلاف اما الاول فهو اذا دفن فی ارض مغصوبة ولم یرض صاحبه الا بنقله عن ملکه جاز ان یخرج منه باتفاق اما الثانی فکالام اذا أرادت ان تنظر الی وجه ولدها او نقله الی مقبرة اخری لا یجوز باتفاق واما الثالث اذا غلب الماء علی القبر فقیل یجوز تحویله الخ. طحطاوی ص:۵۰۷، طبعه بمصر، فصل فی حملها ودفنها. احکام الجنائز. حاشیة الشلبی ص:۲۴۶، ج:۱، قبیل فصل التعزیة، مطبوعه امدادیه ملتان. بحر کوئٹه ص:۱۹۵، ج:۲، فی الجنائز.

[2] عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یبنٰی عَلَیْهِ (الحدیث) مشکوة شریف ص:۱۴۸، باب دفن المیت. مطبوعه دیو بند.

[3] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص: ۵۰۴، مطبوعه مصر. فصل فی حملها ودفنها، احکام الجنائز. زیلعی ص:۲۴۶، ج:۱، مطبوعه امدادیه ملتان. بحر کوئٹه ص:۱۹۴، ج:۲،

[4] اَخْنَعُ اِسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ تُسَمّٰی بَمَلِکِ الْاَمْلَاکِ قَالَ سفیان شاهان شاه...وَاَخْنَع یَعْنِی اَقْبَحُ (الحدیث) ترمذی شریف ص:۱۰۷، ج:۲، ابواب الاستئذان باب ماجاء مایکره من الاسماء. مطبوعه رشیدیه دهلی.

بہادر شاہ ظفر کی قبر کی منتقلی

سوال: - ہندوستان کے آخری تاجدار مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزوں نے ظلماً ہندوستان سے جلاوطن کیا اور ان کو رنگون میں نظر بند کیا، وہاں ان کا اب سے ڈیڑھ سو برس پہلے انتقال ہوا، اور وہیں ان کو دفن کر دیا گیا، اب کچھ مسلم زعماء گورنمنٹ ہند کی مدد سے ان کو ہندوستان منتقل کرنا چاہتے ہیں، اس مسئلہ میں حسبِ ذیل امور کی طرف بھی جناب کی توجہ مبذول کرانا مناسب ہوگا۔

(۱) ان کو دفن ہوئے اتنا عرصہ گذر چکا ہے، کہ فقہاء کی تصریحات کی بناء پر ان کی قبر پر کھیتی اور تعمیر مکان جائز ہے۔

(۲) قرنِ اول میں بعض شہدائے اُحد کو اور ۱۹۳۰ء میں حضرت خدیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو ان کی قبروں کے منتقل کر دیئے جانے کا فتویٰ علماء نے اس بنیاد پر دیا کہ یہ قبریں پانی کے بہاؤ کی زد میں آ گئی تھیں۔

(۳) بہادر شاہ ظفر کی قبر کو ہندوستان میں منتقل کرنا اسلام اور مسلمانوں کی شوکت کا باعث ہے، اور ہندوستان میں ایک اسلامی اثر کا قیام ہے۔

(۴) بہادر شاہ ظفر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خود آرزو تھی کہ وہ ہندوستان میں مدفون ہوں جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہے۔

(۵) اس منتقلی کی یہ صورت نہ ہوگی کہ قبر کو کھود کر ان کی ہڈیاں نکالی جائیں اور وہ منتقل کی جائیں، بلکہ اب ایسے آلات ایجاد ہوئے ہیں کہ اس کے ذریعہ پوری قبر اصل حالت میں مع کچھ اطراف کے منطقۂ زمین کے منتقل ہو سکے گی۔

(۶) حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت کے مطابق ان کے تابوت کو مصر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام شام لے کر آئے۔

(۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید اُحد کو ان کی قبر سے نکال کر جنت البقیع میں دفن کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر کا احترام لازم ہے[1]۔ جب قبر میں میت باقی نہ رہے مٹی بن جائے تو اسکا حکم بدل جاتا ہے، احترام لازم نہیں رہتا، وہاں تعمیر وزراعت کی اجازت ہوتی ہے[2]۔ بہادر شاہ ظفر مرحوم کی قبر کو منتقل کرنے کیلئے وجہِ جواز اگر نمبر: ۱/ کو تجویز کیا جائے تو نمبر: ۲، ۶، ۷/ کی طرف توجہ مبذول کرانا بے محل اور بے سود ہے، کیونکہ شہداء اور انبیاء علیہم السلام کا جسم محفوظ رہتا ہے اسکو زمین نہیں کھاتی[3] نمبر: ۵/ کا ذکر بے ضرورت ہے، نمبر: ۴/ کیلئے وجہِ جواز کیا ہے؟ فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی نے وصیت کی کہ مجھے فلاں جگہ دفن کیا جائے تو وصیت باطل ہے، قابلِ نفاذ نہیں: **وكذا تبطل (اى الوصية) لو اوصٰى بان يكفن فى ثوب كذا اويدفن فى موضع كذا اهـ شامی نعمانیہ**[4] ص: ۵۹۱، ج: ۱، یہاں تو وصیت بھی نہیں محض اشعار سے آرزو مستفاد ہے،

---

[1] يجب تعظيم قبر المسلم الخ تاتارخانيه ص: ۱۷۱، ج: ۲، فى القبر والدفن، مطبوعه كراچى، طحطاوى مع المراقى ص: ۵۱۵، فصل فى زيارة القبور، مطبوعه مصرى.

[2] اذا بلى الميت وصار تراباً يجوز زرعه والبناء عليه، شامى نعمانيه ص: ۶۰۲، ج: ۱، شامى كراچى ص: ۲۴۵، ج: ۲، قبيل باب الشهيد. عالمگيرى كوئٹه ص: ۱۶۷، ج: ۱، فصل فى الدفن، زيلعى ص: ۲۴۶، ج: ۱، مطبوعه امداديه ملتان. السلطان احق بصلاته. بحر كوئٹه ص: ۱۹۵، ج: ۲، فى الجنائز.

[3] ان اللّٰه حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء الخ. تذكرة الموتى ص ۱۳۴، باب لاتأكل الارض اجساد الانبياء الخ. طبع دارالكتب العلمية بيروت، طحطاوى مع المراقى مصرى ص ۵۰۷، باب احكام الجنائز، مشكوة شريف ص ۱۲۰، باب الجمعة الفصل الثانى، ياسرنديم ديوبند،

[4] شامى زكريا ص: ۱۲۲، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، تعظيم اولى الامر واجب. الاذكار للنووى ص: ۱۵۰، باب وصية الميت ان يصلى عليه انسان بعينه، مطبوعه بيروت. عالمگيرى ص: ۹۵، ج: ۶، الباب الثانى فى بيان الالفاظ التى تكون وصية الخ.

اسلام اور مسلمانوں کی شان وشوکت تو اسلام کا جھنڈا سر بلند کرنے اور احکامِ اسلام کو غالب کرنے میں ہے، پرانی ہڈیوں یا ہڈیوں کی مٹی منتقل کرنے میں نہیں بلکہ اسمیں اندیشہ تو یہ ہے کہ اس مٹی کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا، جو دیگر معظم قبور کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ اسپر چراغ جلائیں گے، غلاف چڑھائیں گے، طواف کریں گے، سجدہ کریں گے، شاہی آداب بجالائیں گے، قبہ وگنبد بنائیں گے وغیرہ وغیرہ ظاہر ہے کہ ان امور سے اسلام کی خلاف ورزی ہوگی نہ کہ شان وشوکت میں اضافہ۔ لہٰذا نمبر:۳ر بھی وجہِ جواز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۹۵ھ

مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں

سوال:- یہاں پر عام دستور ہے کہ مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں ڈال دیتے ہیں اور پھر اس کے عوض میں نئی چٹائی خرید کر رکھ جاتے ہیں کیا یہ دستور جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر میں میت کے نیچے چٹائی بچھانا مکروہ ہے، (کذا فی الطحطاوی[1]) مسجد میں اگر کسی شخص نے چٹائی لاکر بچھادی اور اب وہ بوسیدہ ہوگئی اور مسجد میں استعمال کے قابل نہ رہی تو بچھانے والے اصل مالک کو اختیار ہے کہ جو چاہے کرے۔ کذا فی الفتاویٰ الہندیہ[2]۔ اگر مسجد کے پیسہ

[1] یکرہ القاء الحصیر فی القبر، مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص:۵۰۳، فصل فی حملها ودفنها، مطبوعہ مصر. تاتارخانیہ کراچی ص:۱۶۸، ج:۲، فی القبر والدفن کبیری ص:۵۹۸، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور. فصل فی الدفن.

[2] حصیر المسجد اذا صار خَلَقًا واستغنی اهل المسجد عنه وقد طرحه انسان ان کان الطارح حیاً فهو له. عالمگیری ص:۴۵۸، ج:۲، الباب الحادی عشر فی المسجد، کتاب الوقف. مجمع الانهر ص:۵۹۵، ج:۲، کتاب الوقف. مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت. زیلعی ص:۳۳۱، ج:۳، کتاب الوقف، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

سے خریدی گئی تو اسکو مسجد کے کسی کام میں لائیں، یا فروخت کر کے پیسہ مسجد میں خرچ کر دیں[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۸۹ھ

قبر میں مٹی کے ڈھیلے رکھنا

سوال:۔ قبر میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے ڈھیلے اور قرآن کریم کی آیات پڑھ کر وہ ڈھیلے قبر میں میت کے بازو میں رکھ دیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

یہ فعل کتب حدیث میں موجود نہیں، بعد کے بعض لوگوں کا عمل ہے جو شرعی حجت نہیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تلقین کی اقسام اور کونسی قسم جائز ہے

سوال:۔ تلقین کی کتنی قسمیں ہیں؟ قرآن وحدیث کی رو سے کون سی تلقین جائز ہے، ہمارے یہاں یہ بھی رواج ہے کہ دفن وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد قبر ہی کے نزدیک جشن وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اور کچھ قرآن کی آیتیں پڑھ کر بخش دیتے ہیں اسکا کیا حکم ہیں؟ غزالی ملیشیاوی

---

[۱] الفاضل من وقف المسجد هل يصرف الى الفقراء قيل لايصرف وانه صحيح لكن يشترى به مستغلاً للمسجد. عالمگیری ص:۴۶۳، ج:۲، الباب الحادى عشر فى المسجد، كتاب الوقف. شامى كراچى ص:۳۶۶، ج:۴، كتاب الوقف مطلب يبدأ من غلة الوقف بعمارته.

[۲] قال النبى صلى الله عليه وسلم من أحدث فى أمرنا هذا ماليس منه فهورد، مشكوٰة شريف ص۲۷، باب الاعتصام، بالكتاب والسنة، الفصل الاول، مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

تلقین اس وقت کرنا جب کہ مرض الموت میں مبتلا ہو آثار سے معلوم ہوتا ہو کہ عنقریب انتقال ہونے والا ہے حدیث شریف سے ثابت[۱] ہے، وہ اس طرح کہ مریض محتضر کے نزدیک کلمہ شریف پڑھا جائے تا کہ وہ بھی پڑھ لے اور اس دنیا سے جاتے وقت سب سے آخری بات: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ كذا فی رد المحتار[۲]. پھر جس وقت بعد انتقال، غسل، کفن، نمازِ جنازہ سے فارغ ہونیکے بعد اس کولحد میں رکھا جائے، تو رکھتے وقت پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. یہ دونوں تلقین تو ثابت ہے[۳]، پھر دفن کرنے (مٹی ڈالنے) کے بعد بھی بعض روایات میں تلقین کا ذکر ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: يَا فلان بن فلان اذكر دينك الذى كنت عليه من شهادة ان لا اِلٰهَ الا اللّٰه وان محمدًا رسول اللّٰه وان الجنة حق والنار حق وان البعث حق وان السَّاعة اٰتية لَارَيبَ فيها وان اللّٰه يبعث من فى القبور وانك رضيت باللّٰه ربًّا وبالاسلام دينًا وبمحمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبيًا وبالقرآن امامًا وبالكعبة قبلة وبالمومنين اخوانًا اهـ رد المحتار[۴]. سورۂ بقرہ کا اوّل وآخر پڑھنا بھی اس وقت مروی ہے[۵]۔

---

[۱] قال رسول اللّٰه ﷺ لقنوا موتاكم لااله الااللّٰه. مشكوة شريف ص: ۱۴۰، باب مايقال عند من حضر الموت. مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۲] ويلقن بذكر الشهادتين لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم لقنوا موتاكم لا اله الا اللّٰه الخ، شامی كراچی ص: ۱۹۰، ج: ۲، مطبوعه زكريا ص۷۸/۳، اول باب صلاة الجنازة. حلبی كبيری ص: ۵۷۶، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، مجمع الانهر ص: ۲۶۳، ج: ۱، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] وان يقول واضعه بسم اللّٰه وباللّٰه وعلى ملة رسول اللّٰه ﷺ، الدرالمختار على الشامی زكريا ص: ۱۴۱، ج: ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن الميت. مجمع النهر ص: ۲۴۷، ج: ۱، زيلعی ص: ۲۴۵، ج: ۱، مطبوعه امداديه ملتان، فی الجنائز. المعجم الكبير للطبرانی ص: ۲۲۱، ج: ۱۹، رقم الحديث: ۴۹۱، مطبوعه داراحياء التراث العربی بيروت. (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

جشن وغیرہ کا انتظام اور میلہ لگانا ہرگز ثابت نہیں[۱]، اس سے پورا پرہیز کیا جائے دعائے مغفرت ودُعائے تثبیت فی الجواب کر کے وہاں سے رُخصت ہوجائیں[۲]۔ ہاں ایصالِ ثواب کرتے رہا کریں[۳]، مگر اس میں غیر ثابت امور کے اختلاط سے بچتے رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۵/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۹/۵/۹۳ھ

تلقین بعد الدفن

سوال:- تلقین بعد دفن میت کے، صحابہ وتابعین سے ثابت ہے، یا نہیں، اکثر فقہاء نے اس کے پڑھنے کی یعنی اس کے عمل کی اجازت دی ہے، جیسا کہ مظاہر حق، ماتہ مسائل، اربعین وغیرہ مظاہر حق ج:۱، کتاب الایمان باب اثبات عذاب قبر، تلقین بعد دفن میت کے اکثر حنفی مذہب سے ثابت نہیں ہے، لیکن اکثر شافعیہ وحنفیہ کے نزدیک مستحب ہے، ایک حدیث

(حواشی صفحہ گذشتہ) [۴] شامی کراچی ص:۱۹۱، ج:۲، مطبوعہ زکریا ص:۸۱-۸۰، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ. مطلب فی التلقین بعد الموت. مجمع الانہر وسکب الانہر ص:۲۶۴، ج:۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت. حلبی کبیری ص:۵۷۶، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاھور. فی الجنائز.

[۵] عن عبدالله بن عمر قال سمعت رسول الله ﷺ الی ماقال ولیقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة، مشکوٰۃ ص:۱۴۹، ج:۱، باب دفن المیت. الفصل الثالث،

(حواشی صفحہ ہذا) [۱] ویکره عند القبر کل ما لم یعهد من السنة الخ البحر کوئٹہ ص:۱۹۶، ج:۲، فتح القدیر ص:۱۴۲، ج:۲، قبیل باب الشهید، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[۲] عن عثمانؓ قال کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیه ثم سلوا له بالتثبیت فانه الآن یسأل. مشکوٰۃ ص ۲۶، باب اثبات عذاب القبر، یاسر ندیم دیوبند،

[۳] صرح علماءنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاۃ او صوما او صدقة او غیرها الخ، شامی کراچی ص:۲۴۳، ج:۲، مطلب فی القراءۃ للمیت اهداء ثوابها له، باب الجنائز. هدایه ص:۲۹۶، ج:۱، باب الحج عن الغیر. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ صحابی سے ذکر کی ہے، سیوطی سے جمع الجوامع میں حدیث طبرانی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑا ہوا ایک شخص سرہانے اور کہے اے فلاں بن فلاں اور کہا جائے کہ پروردگار تیرا خدا تعالیٰ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر تیرے ہیں، اور اسلام دین تیرا ہے، اور قرآن امام تیرا ہے، جب یہ کہتا ہے تو پکڑ لیتا ہے، منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ اور کہتا ہے، کہ باہر نکل کیونکہ حق تعالیٰ نے اسے تلقین کی ہے، اگر میت کا نام نہ معلوم ہو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنت حواء یا بن آدم کہو۔ عمل و جواز کس پر ہے، محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تحریر کیا ہے سب آدمی جانے کے بعد کرے یا دو چار آدمی کی موجودگی میں کرے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مسئلہ فرع ہے، مسئلہ سماع موتی کی، جن حضرات کے نزدیک ثابت ہے، وہ تلقین بعد دفن کے قائل ہیں جن کے نزدیک ثابت نہیں وہ قائل نہیں، سماع موتی کے متعلق صحابہ میں بھی اختلاف تھا، اور بعد میں بھی اختلاف رہا، حنفیہ کے دو قسم کے اقوال موجود ہیں، قاضی خاں ظہیرالدین صاحب الغیاث صاحب الحقائق صغار یہ سب فقہاء حنفی ہیں تلقین بعد دفن کے قائل ہیں، جو روایت آپ نے لکھی ہے اس سے اور اس قسم کی دوسری روایات سے استدلال کرتے ہیں، کما فی الشلبی[1] ہامش الزیلعی ص:۲۳۴، ج:۱، اور طریقہ تلقین کا وہی ہے جو آپ نے نقل کیا ہے، کما فی مراقی[2] الفلاح ص:۳۰۷، سنّیت سے عام طور پر حنفیہ اور معتزلہ منکر ہیں مراقی

[1] قال صاحب الغياث سمعت استاذى قاضيخان يحكى عن ظهير الدين المغينانى انه لقن بعض الائمة بعد دفنه و اوصانى بتلقينه فلقنته بعد ما دفن الخ. الشلبى على هامش الزيلعى ص:۲۳۴، ج:۱، اول باب الجنائز، مطبوعه امداديه ملتان. فتح القدير ص:۱۰۴، ج:۲، اول باب الجنائز. مطبوعه دارالفكر بيروت. اعلاء السنن ص:۱۴۷، ج:۸، باب مايلقن المحتضر. مطبوعه مكة المكرمة. (حاشیہ ۲؍ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

الفلاح[1]، مجمع الانہر[2]، درمنتقی[3]، جوہرۃ نیرۃ[4]، تبیین[5] الحقائق میں دو قول نقل کئے ہیں، فتاویٰ عالمگیر[6] ی جلدا،ص:۱۵۷، میں عینی اور معراج الدرایۃ سے عدم تلقین کو ظاہر الروایۃ نقل کیا ہے، سب کا ماحصل یہ ہیکہ خود تلقین نہ کرے، اگر کوئی دوسرا کرے تو اسکو منع نہ کرے، دو چار آدمیوں کی موجودگی میں بھی اشکال معلوم نہیں ہوتا، محدث دہلوی بھی تلقین کے قائل ہیں، کذا فی شرح سفرالسعادۃ[7] ص:۲۵۱۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر پر اذان دینا

سوال: - تاج الدین صاحب ٹال والے قصبہ مود ہا کے لوگ حنفی ہیں، بروقت دفن

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲ کیفیته ان یقال یا فلان بن فلان اذکر دینک الذی کنت علیه فی دار الدنیا الخ، مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص: ۴۲۱، اول باب احکام الجنائز. اعلاء السنن ج:۸، ص: ۱۷۳، باب ما یلقن، المحتضر، مطبوعه مکه مکرمه،

(حواشی صفحہ ھذا) ۱ مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص: ۴۲۰، اول باب احکام الجنائز. اعلاء السنن ص:۱۷۳، ج:۸، باب ما یلقن المحتضر.

۲ مجمع الانهر ص:۲۶۴، ج: ۱، اول باب صلاة الجنائز. مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

۳ الدر المنتقی علی مجمع الانهر ص:۲۶۴، ج: ۱، باب صلاة الجنائز. مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

۴ الجوهره النیرة ص: ۹۹، ج: ۱، مطبوعه نعمانیه، اول باب صلاة الجنائز.

۵ تبیین الحقائق ص:۲۳۴، ج: ۱، اول باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان.

۶ واما التلقین بعدالموت فلا یلقن عندنا فی ظاهر الروایة کذا فی العینی شرح الهدایة ومعراج الدرایة الخ، عالمگیری کوئٹه ص:۱۵۷، ج: ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول فی المحتضر.

۷ ودر تلقین میت بعد از دفن حدیثے آمدہ کہ نزد شافعیہ معمول است الخ۔ شرح سفرالسعادۃ ص:۲۵۱، فصل در عادات آنحضرت ﷺ در احوال میت۔ مطبوعہ نول کشور لکھنو۔

میت قبر پر اذان دیتے ہیں یہ طریقہ حال ہی میں لوگوں نے ایجاد کیا ہے کہتے ہیں کہ ہمارے پیر کا حکم ہے، کیا یہ جائز ہے پیر صاحب بھی حنفی ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

قبر پر اذان دینا ثابت نہیں، فقہ حنفی کی معتبر کتاب ردالمحتار[۱] ص:۲۵۸، ج:۱، میں اس کو بعض شافعیہ سے نقل کرکے خود شافعیہ سے اس کی تردید نقل کی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود دارالعلوم دیوبند

میت کے کان میں کچھ کہنا اور بوسہ دینا

سوال:-زید انتقال کرگیا، اس کو قبر میں اُتارتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" نہیں پڑھا گیا اور قبر میں رکھ دینے کے بعد اسکے کان میں کوئی دعا پڑھا اور اس کو بوسہ دیا، تو یہ از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

لحد میں رکھتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" اگر نہیں پڑھا تو گناہ نہیں ہوا، ایک مستحب ترک[۲] ہوگیا اس وقت کان میں کچھ کہنا ثابت نہیں، لحد میں رکھ کر بوسہ دینا بھی ثابت نہیں، ثابت و مستحب کو ترک کرنا اور غیر ثابت کو اختیار کرنا نہیں چاہئے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۴/۱/۹۴ھ

۱؎ رأيت في كتب الشافعية، قيل وعند انزال الميت القبر قياساً على اول خروجه للدنيا لكن رده ابن حجر في شرح العباب. شامي نعمانيه ص:۲۵۸، ج:۱، شامي كراچي ص:۳۸۵، ج:۲، مطلب في المواضع التي يندب لها الاذان في غير الصلاة. باب الاذان.

۲؎ ويستحب ان يقول واضعه بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله الدرالمختار على ردالمحتار زكريا ص:۱۴۱، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت.

قبر میں میت کا منہ دکھلانا

سوال:- قبر کے اندر یا قبر کے باہر قبرستان میں مردہ کا چہرہ دکھلانا کیسا ہے شرع میں اس کی کیا اصلیت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں، یہ اہتمام کہ بعض جگہ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کھول کر چہرہ دکھلایا جاتا ہے، بے اصل ہے، شریعت میں اس کی کوئی تاکید نہیں، کفن کا بندھن لگا دینے کے بعد چہرہ کھولنا مناسب نہیں بسا اوقات آثار برزخ شروع ہوجاتے ہیں، جن کا اخفاء مقصود ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

بوقت دفن غیر مسلموں کو میت کا چہرہ دکھانا

سوال:- اگر مؤمن بندہ مرجائے اور بوقت دفن قبرستان کے روبرو غیر مسلم ہندو عیسائی وغیرہ آکر تقاضا کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس مردہ کے آشنا ہیں اور یہ مردہ ہمارا دوست تھا ہمیں مردہ کا چہرہ دکھایا جائے نہ دیکھنے کی حالت میں شر اور شور وشغف کا خوف ہے تو کیا اس حالت میں قبل از نماز یا بعد از نماز ان غیر مسلموں کو مردہ کا چہرہ دکھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] ولا بأس بان يرفع ستر الميت ليرى وجهه وانما يكره ذالك بعد الدفن الخ عالمگیری کوئٹہ ص: ۳۵۱، ج:۵، کتاب الکراهية، الباب السادس عشر فی زيارة القبور. فتاوی دارالعلوم دیوبند ص: ۴۰۶، ج:۵، اغلاط العوام ص: ۲۱۱،

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے لیکن اگر زیادہ شر کا اندیشہ نہ ہو تو انکار کر دیا جائے کہ یہی احوط ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کافر کا مسلم جنازہ کیساتھ اور مسلم کا کافر کے جنازہ کیساتھ جانا

سوال:- آج دنیا میں رواج ہے کہ کافر مسلمانوں کے جنازہ کے ساتھ قبرستان جاتے ہیں بلکہ پایہ بھی پکڑ لیتے ہیں، اسی طرح مسلمان کافر کے جنازہ کے ساتھ جاتے ہیں، اور ارتھی بھی پکڑ لیتے ہیں، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پڑوسی کافر بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا اور اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا تو ثابت ہے[۲]۔ لیکن ارتھی پکڑنا اور اس کو جلانے کیلئے مرگھٹ جانا ثابت نہیں، اس سے بچنا لازم ہے[۳]، اسی طرح سے برعکس۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۹۳ھ

---

[۱] ولا بأس بان يرفع ستر الميت ليرى وجهه وانها يكره ذالك بعد الدفن الخ. عالمگير كوئٹه ص: ۱۵۲، ج: ۵، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر فى زيارة القبور. فتاوى دارالعلوم ديوبند ص: ۴۰۶، ج: ۵.

[۲] وقد صح ان النبى عليه السلام عاد يهوديا مرض بجواره هكذا روى ابن حبان هدايه ص: ۴۷۴، ج: ۴، كتاب الكراهية.

[۳] ولا تقم على قبره الآية! اى لا تقف عليه ولا تتول دفنه الخ. روح المعانى ص: ۱۵۵، ج: ۱۰، ادارة الطباعة المصطفائية، بيان القرآن ص: ۱۳۱، ج: ۲، مكتبه الحق دهلى، تفسيرات الاحمديه ص: ۳۱۹، كتابخانه رحيميه ديوبند. حلبى كبيرى ص: ۶۰۳، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

جذامی کی قبر میں چونا پانی ڈالنا

سوال:- جذام کی بیماری میں جب کسی آدمی کا انتقال ہوتو اس کی قبر میں پچاس کلوگرام چونا اور چالیس گھڑے پانی ڈالا جاتا ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ شریعت نے تجویز نہیں کیا کسی نے خود ہی گھڑ لیا ہے یہ طریقہ غلط ہے، خلافِ سنت ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱/۱۴۰۱ھ

دفن کے وقت جھاڑ کی لکڑی قبر میں رکھنا

سوال:- بعض جگہ دیہات میں قبر کے اندر تقریباً ایک بالشت لمبی جھاڑ کی لکڑی رکھتے ہیں، جس کی وجہ بعض جگہ تو یہ کہتے ہیں کہ میت مسواک کرے گی، اور بعض کہتے ہیں کہ اس کیوجہ سے مردے پر عذاب کم ہوگا، یہ لکڑی رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:-

بے اصل ہے، غلط ہے، نہیں رکھنا چاہیے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۸۸ھ

---

[۱] من احدث فی امرنا هٰذا ما لیس منه فهو رد، مشکوۃ شریف ص: ۲۷، الفصل الاول، باب الاعتصام بالکتاب و السنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

[۲] عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد مشکوٰۃ شریف ،ص۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة ، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

قبر میں بیری کی ٹہنی ڈالنا

سوال:-تختہ لگانے کے بعد قبر میں بیری کی ٹہنی ڈالنا کیسا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

فقہ کی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا، اگر یہ چیز ثابت ہوتی تو فقہاء ضرور لکھتے، فتاویٰ رشیدیہ میں اس کو روافض کا شعار لکھا ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے[1]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر میں بیری کی شاخ

سوال:- مردے کے دفن کے وقت بیری کی لکڑی رکھ دیتے ہیں کیا یہ درست ہے، مشہور ہے کہ فرشتے اس لکڑی کو لے کر سوال کرتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

میت کے دفن کے وقت بیری کی لکڑی کا رکھنا شرع شریف سے ثابت نہیں، یہ عقیدہ کہ فرشتے بیری کی لکڑی کو لے کر سوال کرتے ہیں غلط ہے، اس سے اجتناب لازم ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۸۸ھ

---

[1] من شبه نفسه بالكفار مثلاً فى اللباس او بالفساق او الفجار فهو منهم اى فى الإثم قال الطيبى هذا عام فى الخلق والخلق والشعار الخ. مرقات ص: ۴۳۱، ج: ۴، كتاب اللباس. الفصل الثانى، مطبوعه ممبئى.

اس کا ضروری سمجھنا بدعت ہے اور بیری کی خصوصیت میں مشابہت رفاض ہے لہٰذا اس کو ترک کرنا چاہئے اس کی کچھ اصل نہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ ص: ۱۵۵، ج:۲) کتاب البدعات والشرک، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔

[2] فتاوىٰ رشيديه ص: ۱۵۵، ج: ۲، كتاب البدعات والشرك، مطبوعه رحيميه ديوبند.

قبر میں بیری کے پتے ڈالنا

سوال:- میت کے دفن کرنے کے بعد بیری کے پتے تختے کے اوپر عام طور سے ڈالتے ہیں، اس کے بعد مٹی ڈالتے ہیں کیا بوجہ بیری کے ٹہنی کے کچھ عذاب میں تخفیف ہوتی ہے یا بدعت ہے، کہتے ہیں کہ بیری کا درخت سدرۃ المنتہیٰ یعنی ساتویں آسمان پر ہے، اس کی فضلیت سے گناہ میں کمی ہوتی ہے، مذہب میں اس کی اصلیت کیا ہے؟ بیری کی شاخ قبر میں تختے کے اوپر ڈالنی چاہیئے یا اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ترک کر دینا چاہیئے اس فعل کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے، بدعت اور شعارِ روافض ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حفاظت کیلئے قبر پر کانٹے رکھنا

سوال:- قبر کو جانوروں کے کھودنے وکھا جانے کے ڈر سے قبر پر کانٹے رکھ کر مٹی ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کانٹے حفاظت کیلئے اوپر رکھ دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۹۳ھ

---

[۱] فتاوی رشدیه ص: ۱۵۵، ج: ۲، کتاب البدعات والشرک، مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[۲] اما اذا ارید به دفع أذی السباع او شی آخر لا یکره. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص: ۵۰۳، فصل فی حملها ودفنها. مطبوعه مصر.

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال:- میت کو دفن کرنے کے بعد جو دعاء مغفرت کی جاتی ہے، وہ ہاتھ اٹھا کر کی جائے یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

الجواب حامداً ومصلياً

دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی کی جاسکتی ہے، اور ہاتھ اٹھا کر بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کے بعد قبلہ کی طرف رُخ فرما کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہے، اگر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے قبر کی طرف رخ نہ کیا جائے بلکہ قبلہ کی طرف رخ کرلیا جائے: **وفی حديث ابن مسعودؓ رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قبر عبدالله ذى النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا يديه اخرجه ابوعوانة فى صحيحه اهـ فتح الباری[1] شرح بخاری ص: ۱۲۲، ج: ۱۲.** فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دار العلوم دیو بند

بعد دفن ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

سوال:- قبرستان میں فاتحہ کے بعد ایصالِ ثواب کے لئے دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا چاہئے یا نہیں۔

---

[1] فتح الباری شرح بخاری ص: ۱۴۳، ج: ۱۲، تحت حديث: ۶۳۴۳، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه، كتاب الدعاء، باب الدعاء مستقبل القبلة.

الجواب حامداً ومصلیاً

ثواب پہنچانے کیلئے ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں بغیر ہاتھ اٹھائے بھی ثواب پہنچ جاتا ہے، نیز اس سے دیکھنے والوں کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید صاحب قبر سے کچھ مانگ رہا ہے، اسلئے بہتر یہ ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں اگر اٹھانا ہی ہوتو قبلہ رو ہو کر اٹھائے جائیں تا کہ شبہ مذکور نہ رہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۶/۶/۵۶ھ

دفن کے بعد دعا اور رفعِ یدین

سوال:- میت کو دفن کرنے کے بعد فوراً قبر پر میت کیلئے دعا کرنا کیسا ہے؟ اگر درست ہے تو قبر کے پاس ہی یا الگ ہٹ کر نیز فاصلہ کی بھی اگر کہیں تصریح ہو تو تحریر فرمائیں۔

مفہوم حدیث:- نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ دعا کرو اپنے بھائی کے لئے اس کو قبر میں دفن کرنے کے بعد اتنی دیر تک جتنی دیر نکیرین سوال کرتے ہیں کیونکہ اس عمل سے مردہ کو جواب دینے میں سہولت ہوتی ہے اور وہ نکیرین کے سوال سے گھبراتا نہیں ہے، یہ حکم عام تھا، یا خاص؟

دوسرے اگر دعا مانگی جاوے تو ہاتھ اٹھا کر یا ایسے ہی؟ نیز گذشتہ سال دو طالب علموں کے دفن میں شرکت کا موقع ملا، لیکن کسی کو اجتماعی شکل میں دفن کے بعد دعا کرتے نہیں دیکھا،

---

[1] وفی حدیث ابن مسعود رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قبر عبد اللّٰہ ذی النجادین الحدیث وفیہ لما فرغ من دفنہ استقبل رافعاً یدیہ اخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ. فتح الباری ص: ۱۴۳، ج: ۱۲، مطبوعہ مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء مستقبل القبلۃ.

البتہ موجودہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کو دیکھا گیا کہ دفن کے بعد قبر پر بیٹھے رہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

میت کو دفن کرنے کے بعد ایصالِ ثواب نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ متعدد احادیث میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب فرمائی ہے، دفن کے بعد کسی جگہ کھڑے ہو کر کیا پڑھے، اس میں مختلف صورتیں ہیں۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ دفن کے بعد میت کے قریب سرہانے ہو کر سورۂ فاتحہ یا سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات تا اولٰئک ھم المفلحون پڑھے اور پیروں کی طرف کھڑے ہو کر سورۂ بقرہ کا آخری رکوع لِلّٰہ مافی السمٰوٰات والارض تا آخر پڑھے اور میت کو ایصالِ ثواب کر کے میت کیلئے سہولتِ سوال وجواب وتخفیف ہول قبر واثبات علی الایمان کی دعا کرے۔

اخرج الطبرانی والبیھقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنه قال سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسراعوا بهٖ الی قبرہٖ ویقرأ عند رأسه فاتحة الکتاب ولفظ البیھقی فاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة فی قبرہٖ شرح الصدور[1] ص: ۶۸.

یستحب الوقوف بعدا لدفن قلیلاً والدعاء للمیت مستقبلاً وجهه بالثبات. شرح الصدور[2] ص: ۶۹. اس سلسلہ میں قبر پر دعا کیلئے ہاتھ نہ اُٹھانا بہتر ہے، اور جہاں کہیں کسی غلط فہمی کا اندیشہ ہو تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے میں مضائقہ بھی نہیں، لیکن اس صورت میں رخ قبلہ کی طرف کرے وفی حدیث ابن مسعودؓ رأیتُ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فی قبر عبد اللّٰہ ذی النجادین الحدیث وفیه لما فرغ من دفنه استقبل رافعاً یدیه. اخرج

---

[1] شرح الصدور ص: ۴۱، باب مایقال عند الدفن، مطبوعہ مصر.

[2] شرح الصدور ص: ۴۲، باب مایقال عند الدفن، مطبوعہ مصر.

ابو عوانه فی صحیحه فتح الباری[۱] ص: ۲۲۱، ج: ۱۱. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲/۸۸ھ

دفن کے وقت اگربتی جلانا بعد دفن دعا کرنا

سوال:- قبرستان میں اگربتی لوبان جلانا کیسا ہے، قبر پر دونوں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبرستان میں اگربتی اورلوبان جلانا نہیں چاہئے، میت کو غسل دیتے وقت اسکے تختے کو دھونی دینا درست ہے، جس پر غسل دیا جائے، نیز کفن کو دھونی دیکر میت کو پہننایا جائے۔ باقی قبر پر ثابت نہیں ہے، بدعت اور منع ہے[۲]، بہتر یہ ہیکہ بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھی جائے، اگر ہاتھ اٹھانا ہوتو قبر کی طرف پشت کرے اور قبلہ کی طرف رُخ کرے، ایسا کرنا حدیث[۳] شریف

---

۱ فتح الباری شرح بخاری ص: ۱۴۳، ج: ۱۲، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، کتاب الدعاء، باب الدعاء مستقبل القبلة.

۲ وفی حاشية العلامة الطحطاوی علی المراقی فی علة کراهة الآجر مانصه وبان الآجر به اثر النار فیکره فی القبر للتشاءم بخلاف الغسل بالماء الحار فانه یقع فی البیت فلا یکره الاجمار فیه بخلاف القبر. طحطاوی ص:۵۰۳، ج: ۱، مطبوعه مصر. فصل فی حملها ودفنها.

۳ وفی حدیث ابن مسعود رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی قبر عبد اللّٰه ذی النجادین الحدیث فیه لما فرغ من دفنه استقبل رافعاً یدیه اخرجه ابوعوانة فی صحیحه. فتح الباری ص: ۱۴۳، ج: ۱۲، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، کتاب الدعاء، باب الدعاء مستقبل القبلة.

ترجمہ:- عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ ذی النجادین کی قبر پر دیکھا اس کے بعد حدیث شریف میں یہ ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ سلم دفن سے فارغ ہوگئے تو ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ کا استقبال کیا۔

سے ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ مدرسہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

میت کے قریب اگربتی سلگانا

سوال:۔ میت کے قریب اگربتی سلگانا کیسا ہے ایک شخص کہتا ہے کہ یہ تشبہ بالنار ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

میت میں بدبو پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے اس کو غسل دینے سے پہلے تختہ کو خوشبو کی دھونی دیجاتی ہے یہ مسئلہ عام کتب فقہ میں درج ہے، اس میں تشبہ بالنار نہیں ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۶/۶/۲۵ھ

دفن میت کے بعد دعا اور الفاتحہ

سوال:۔ میت کو قبر میں دفن کرنیکے بعد دعا کرنا کہ اللہ پاک سوالِ قبر کے جواب میں اسکو ثابت قدم رکھے، اور آخر میں الفاتحہ کہہ کر کچھ پڑھتے ہیں تو یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

[1] فیوضع کمامات علی سریر مجمر أی بخر بنحو عود ثم المتبادر أن فعل ذٰلک قبل وضعه علیه وقیل عند اراده غسلهٗ اخفاء للرائحة الکریهة (مراقی مع الطحطاوی مصر ص ۴۲۶/ باب احکام الجنائز، شامی زکریا ج۳/ص ۸۵/ باب صلوٰة الجنازة، مطلب فی القرأة عندالمیت، بحر کوئٹه ج۲/ص ۱۷۱/ کتاب الجنائز.

الجواب حامداً ومصلیاً

میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد دعا کرنا کہ اللہ پاک سوالِ قبر کے جواب میں اس کو ثابت قدم رکھے اور اسکی مغفرت فرمائے، حدیث شریف سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے[1]۔ لیکن الفاتحہ کا طریقہ ثابت نہیں، اسکو ترک کرنا چاہئے، اور حضور ﷺ کا طریقہ اختیار کیا جائے کہ یہی ہدایت ونجات کا ذریعہ ہے: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. متفق علیه[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۹/۳۰ھ

دفنِ میت کے بعد چار پائی الٹ دینا

سوال:- عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ میت کو قبر میں اتارنے کے بعد فوراً چار پائی کو الٹا کر دیتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً اس کی کچھ اصل نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳۰/۷/۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۴/شعبان ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۴/شعبان ۶۱ھ

---

[1] عن عثمانؓ قال كان النبی صلی الله علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا له بالتثبیت فانه الآن یسأل. مشکوٰة شریف ص: ۲۶، ج: ۱، باب اثبات عذاب القبر. الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

ترجمہ:- حضرت عثمان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوئے تو اس پر ٹھہرے اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو پھر اسکے ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو، کیونکہ اب اس سے سوال کیا جارہا ہے۔ **(باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

پرانی قبر میں نئی میت کو رکھنا

سوال:-شہروں میں بوجہ تنگی گورستان پرانی قبر جس میں نشان وشناخت موجود ہے اس میں پھر دوبارہ قبر بنا کر دفن کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں نیز بر تقدیر عدم عذر ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں اگر جائز ہے، تو کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلياً

اگر قبر اتنی پرانی ہو جائے کہ میت بالکل مٹی بن جائے تو اس قبر میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے، ورنہ بلاضرورت ایسا کرنا منع ہے اور بوقت ضرورت جائز ہے اور ایسی حالت میں جب میت کی ہڈیاں وغیرہ کچھ قبر میں موجود ہوں تو وہ ایک طرف علیحدہ قبر میں رکھ دی جائیں اگر میت بالکل صحیح سالم قبر میں موجود ہو تب بھی بوقت ضرورت اس کے برابر اسی قبر میں دوسری میت کو رکھنا جائز ہے، لیکن میت قدیم اور میت جدید کے درمیان مٹی کی آڑ بنادی جائے۔

اگر ایک وقت میں چند مردوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کی ضرورت پیش آئے اگر سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہو تب تو افضل کو اول لحد میں رکھا جائے اس کے بعد غیر افضل کو، اگر موتی مخلوط ہوں تو اول مرد کو رکھا جائے، اسکے بعد لڑکے کو اسکے بعد خنثیٰ کو اسکے بعد عورت کو اور ہر دو کے درمیان مٹی کی آڑ بنادی جائے: **ولا يدفن اثنان او ثلثة في قبر واحد الا عند الحاجة فيوضع الرجل مما يلي القبلة ثم خلفه الغلام ثم خلفه الخنثىٰ ثم خلفه المرأة ويجعل بين كل ميتين حاجز من التراب كذا في محيط السرخسي وان كان رجلين يقدم في اللحد افضلهما هكذا في المحيط وكذا اذا كانتا امرأتين**

(حواشی صفحہ گذشتہ) ۲؎ مشکوة شريف ص:۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة. الفصل الاول.

۳؎ من احدث في امرنا هٰذا ما ليس منه فهو رد، مشكوة شريف ص:۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة. مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

هكذا في التاتارخانية ولو بلى الميت وصار تراباً جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه كذا في التبيين اهـ هندية[۱] ج: ۱، ص: ۱۶۷. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پرانی قبر میں سر ملا تو اس کو کیا کیا جائے؟

سوال:- تالاب کھودتے کھودتے چار ہاتھ کھودنے کے بعد انسان کا سر ملا، معلوم ہوا کہ یہاں بہت زمانہ پہلے کی قبر ہے، تو اب کیا کیا جائے؟ آیا چھوڑ دیا جائے یا کوئی صورت ہے اور جان بوجھ کر قبر پر کوئی تالاب کھودنا یا کوئی مکان بنانا یا درخت لگانا جائز ہے یا نہیں، صدقہ دینا ہوگا یا اور کچھ کرنا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قبرستان بہت پرانا ہو کہ وہاں میت موجود نہیں بلکہ مٹی ہو چکی ہو اس کو کھود کر وہاں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے، اگر پرانی میت کے کچھ ناتمام اجزاء کوئی ہڈی وغیرہ نکلے تو اس کو اسی قبر میں ایک طرف کو دفن کر دیں باہر نکال کر نہ پھینکیں، اگر پرانا قبرستان مملوک ہو تو اس کو دوسرے کام میں لانا مکان بنانا، باغ لگانا بھی درست ہے، اگر وقف ہو تو اس کو دوسرے کام میں لانا جائز نہیں، جو سر نکلا ہے، اس کو اسی جگہ دفن کر دیں[۲]۔ اس کا کوئی اور صدقہ وغیرہ

---

[۱] عالمگیری کوئٹہ ص: ۱۶۷، ج: ۱، الفصل السادس في القبر والدفن الخ. تاتارخانیہ ص: ۱۶۹، ج: ۲، مطبوعہ کراچی، محیط برھانی ص: ۹۴، ج: ۳، مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل، الفصل في القبر الخ. زیلعی ص: ۲۴۶، ج: ۱، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[۲] ولا يدفن اثنان في قبر الا لضرورة وهذا في الابتداء وكذا بعده قال في الفتح ولا يحفر قبر لدفن آخر الا ان بلى الاول فلم يبق له عظم الا ان يوجد فتضم عظام الاول ويجعل بينهما حاجز من تراب. شامی نعمانیہ ص: ۵۹۸/۱، شامی کراچی ص: ۲۳۳/۲، مطلب في دفن الميت. باب صلاة الجنازة. زیلعی ص: ۲۴۶/۱، امدادیہ ملتان. البحرالرائق کوئٹہ ص: ۱۹۵/۲،

لازم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۸۵ھ

دفن کے بعد وہیں ہاتھ دھونا

سوال:- قبر میں مٹی ڈالنے کے بعد اسی وقت قبرستان میں ہاتھ دھوڈالتے ہیں بعض اس کو منع کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ دھوڈالنا چاہئے شرعاً کیا کرنا چاہئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

جو دل چاہے کوئی پابندی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

غیر کی زمین میں میت کو دفن کرنا

سوال:- بلا اجازت میت کو کسی دوسرے کی زمین پر دفن کردیا گیا تو از روئے شریعت مطلع فرمائیں کہ یہ جائز ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بلا اجازت مالک اسکی زمین میں میت دفن کرنا جائز نہیں، گناہ ہے[۱]، مالک کو حق ہے کہ دفن کرنے والوں سے کہے کہ اپنی میت کو یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کردو، ورنہ ہم یہاں

---

[۱] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلا انہ ولا ولایتہ الخ درمختار علی الشامی زکریا ص: ۲۹۱، ج: ۹، کتاب الغضب. مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر الخ.

ہل چلا کر قبر کو برابر کر دیں گے اور زمین میں کھیتی کر دیں گے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ص ۱۸/۱۲/۸۹ھ

کسی کی زمین میں اپنی میت کو دفن کرنا

سوال:- کریم اللہ خانصاحب کا ایک پرائیوٹ ذاتی خاندانی ملکیت کا قبرستان ہے، اس قبرستان میں صرف ان ہی خاندان کے مردے دفن ہوتے رہے ہیں، لیکن کسی ہمدردی سے زید کو اس شرط پر اپنے مردے دفن کرنیکی اجازت دیدی تھی کہ وہ بغیر اجازت منتظم ومتولی اپنے مردے دفن نہ کرے، اب جب کہ جگہ کم ہونے کی وجہ سے موجودہ منتظم ومتولی قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے، ایسی صورت میں بلا اجازت جبراً غیر کی ملکیت میں زید کے ورثاء کو مردے دفن کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور مردے اور ان کے ورثاء پر کوئی مواخذہ یا عذاب تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ قبرستان مملوک ہے، وقف عام نہیں تو کسی کو اپنا مردہ بغیر اجازتِ مالک وہاں دفن کرنا درست نہیں، اگر زید کے ورثاء بلا اجازت مالک وہاں دفن کردینگے، تو ناجائز فعل کے مرتکب ہونگے[۲]،

---

۱ اذا دفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذن مالکھا فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزرع فیھا. عالمگیری ص:۱۶۷، ج:۱، الفصل السادس فی القبر والدفن. مطبوعہ کوئٹہ. زیلعی ص:۲۴۶، ج:۱، مطبوعہ امدادیہ ملتان. شامی کراچی ص:۲۳۸، ج:۲، مطلب فی دفن المیت.

۲ لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنہ ولا ولایتہ الخ. شامی زکریا ص:۲۹۱، ج:۹، کتاب الغصب. مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر.

مالک کو اختیار ہوگا کہ اپنی زمین کو خالی کرنیکا مطالبہ کرے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۸؍۱۲؍۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۸؍۱۲؍۹۲ھ

میت کے دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا

سوال:- یہاں رواج ہے کہ مردے کو دفن کرنے کے بعد مٹی ڈالنے کے بعد اسکے اوپر لوٹے سے تین مرتبہ پانی ڈالتے ہیں مثل تین لکیر کے سر سے پاؤں تک ڈالتے ہیں اور کچھ آیات پڑھتے ہیں اس کی اصل کہاں تک ہے؟ اس کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دفن کرنے کے بعد قبر پر کچھ پانی ڈالدینا تاکہ مٹی منتشر نہ ہوجائے، مستحب ہے: **لابأس برش الماء علیه حفظاً لترابه عن الاندراس بل ینبغي ان یندب لانهٗ صلی اللّٰه علیه وسلم فعلهٗ بقبر سعد رضی اللّٰه عنه کما رواه ابن ماجة وبقبر ولده ابراهیم کما رواه ابوداؤد فی مراسیله وامر به فی قبر عثمان بن مظعون رضی اللّٰه عنه کما رواه البزار الخ. (شامی[۲] ص: ۶۰۱، ج: ۱ نعمانیه)**

دفن کے بعد سر کی جانب سورہ بقرہ کا اول اور پیر کی جانب اس کا آخر پڑھنا بھی حدیث

[۱] اذا دفن المیت فی ارض غیره بغیر اذن مالکها فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت الخ. عالمیگیری ص:۱۶۷، ج:۱، الفصل السادس فی القبر والدفن الخ. مطبوعه کوئٹه.

[۲] شامی کراچی، ص:۲۳۷، ج:۱، مطبوعه زکریا ص:۱۴۳، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت. ابن ماجه ص:۱۱۱، ج:۱، باب ماجاء فی ادخال المیت القبر مطبوعه اشرفی دیوبند. مراسیل ابو داؤد علی ابی داؤد ص:۱۸، مطبوعه سعد دیوبند،

شریف سے ثابت ہے، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے[1] مگر یہ بھی مستحب ہے، فرض سمجھنا غلط ہے بے اصل ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا، پھول پتی ڈالنا

سوال: -میت کی قبر کو ہموار کر کے قبر پر پانی چھڑکنا اور پھول پتی ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پانی چھڑکنا مستحب ہے، تا کہ قبر کی مٹی جم جائے منتشر نہ ہو[3]۔ پھول ڈالنا ثابت نہیں[4]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عن عبد اللّٰه بن عمر مرفوعا، وليقرأ عند راسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة. مشکٰوة شريف ص ۱۴۹ / ۱، باب دفن الميت. الفصل الثالث، مطبوعه ياسرنديم ديوبند،

[2] ويستحب ان يقرأ بعد الدفن اول سورة البقرة وخاتمتها الخ. شامی کراچی ص:۲۳۷، ج:۲، باب فی الدفن، مطلب فی دفن الميت،

[3] قوله لاباس برش الماء عليه حفظاً لترابه عن الاندارس (در مختار) بل ينبغی ان يندب الخ شامی کراچی ص:۲۳۷، ج:۲، مطبوعه زکريا ص:۱۴۳، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن الميت. زيلعی ص:۲۴۶، ج:۱، فی الدفن، مطبوعه امدايه ملتان.

[4] فتری العامة يلقون الزهور علی القبور، لا اصل لها فی الدين ولا مستند لها من الكتاب والسنة. معارف السنن ص:۲۶۵، ۲۶۶، ج:۱، کتاب الطهار ة باب التشديد فی البول مکتبه اشرفيه ديوبند. فيض الباری ص:۴۸۹، ج:۲، فصل الجريد علی القبر، کتاب الجنائز. مطبوعه خضرراه ديوبند. عمدة القاری ص:۱۲۱، ج:۲، جزء نمبر:۳، کتاب الوضوء باب من الكبائر ان لا يستتر من البول الخ. بيان استنباط الاحکام. مطبوعه دارالفکر بيروت.

قبروں پر پانی چھڑکنا

سوال: ۔قبر کے اوپر مٹی ڈالنے کے بعد لوٹے سے ایک لوٹا پانی ڈالتے ہیں، اس نیت سے کہ میت کو ٹھنڈک پہنچے، کیا یہ صورت یا یہ عقیدہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

یہ عقیدہ غلط ہے البتہ مٹی جمنے کی غرض سے پانی ڈالتے ہیں کہ ہوا سے منتشر نہ ہوجائے یہ ثابت ہے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دفن میت کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا

سوال: ۔مردے کو دفن کرنے کے بعد مٹی ڈالنے کے بعد اسکے اوپر پانی تین مرتبہ مثل تین مشکیزہ سر سے پاؤں تک ڈالتے ہیں، اور کچھ آیت پڑھتے ہیں، اسکی اصل کہاں تک ہے، کوئی مستحب ہے یا کسی حدیث وغیرہ سے ثابت ہے، مدلل تحریر فرمائیں، اور اسکو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

دفن کرنے کے بعد قبر پر کچھ پانی ڈال دینا تا کہ مٹی منتشر نہ ہوجائے مستحب ہے، تین مشکیزہ کی قید نہیں۔

---

[1] ولابأس برش الماء عليه حفظاً لترابه عن الاندراس قال الشامي بل ينبغي أن يندب لانه صلى الله عليه وسلم فعله بقبر سعد الخ شامي زكريا ،ج٣/ص ١٤٣/ باب صلاة الجنازة مطلب في دفن الميت ، عالمگیری ،ج ١/ص ١٦٦/ الفصل السادس في القبر مطبوعه كوئٹه ،البحر ،ج٢/ص ١٩٤/ مطبوعه الماجديه كوئٹه .

”لابأس برش الماء علیه حفظا لترابه عن الاندراس الخ بل ینبغی ان یندب لانه صلی اللّٰه علیه وسلم فعله بقبر سعدؓ. رواه ابن ماجه وبقبر ولده ابراهیم کما رواه ابوداؤد فی مراسیله وامربه فی قبر عثمان بن مظعون رضی اللّٰه تعالیٰ. رواه البزار شامی، ج ۱ / ص ۱۰۴۰“[1]

دفن کے بعد سر کی جانب سورہ بقرہ کا اول رکوع اور پیر کی جانب اس کا آخری رکوع پڑھنا بھی حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے،[2] مگر یہ بھی مستحب ہے فرض سمجھنا غلط ہے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

قبر میں خوشبو چھڑکنا

سوال:- قبر کے اندر کیوڑہ گلاب وغیرہ خوشبو کا وقت دفن چھڑکنا کیسا ہے، شرع میں اس کی کیا اصلیت ہے؟

---

[1] شامی زکریا، ج۳/ص ۱۴۳/ باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، بحر کوئٹہ ج۲/ص ۱۹۴/ کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، الهندیه کوئٹہ، ج ۱/ص ۱۶۶/ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن.

[2] عن عبداللّٰه بن عمرؓ قال سمعت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الیٰ قبره ولیقرأ عندرأسه فاتحة البقرة وعندرجلیه بخاتمة البقرة، رواه البیهقی (مشکوٰۃ ص ۱۴۹/ باب دفن المیت، طبع یاسرندیم دیوبند، شامی زکریا، ج۳/ ص ۱۴۳/ باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت،

[3] الاصرار علی المندوب یبلغه الیٰ حدالکراهة (سعایه ج۲/ص ۲۶۵/ باب صفة الصلوٰۃ، ومن البدع تخصیص المصافحة بعد صلوٰۃ الفجر الخ طبع لاهور، مرقاۃ ج۲/ ص ۳۵۳/ باب الدعاء فی التشهد، مطبوعه امدادیه ملتان،

الجواب حامداً ومصلیاً

ویوضع الحنوط فی القبر لانه علیه الصّلوٰة والسلام فعل ذلک بابنه ابراهیم حموی عن الروضة. فتح المعین[1] ص: ۳۴۶، ج: ۱، خوشبو قبر میں ڈالنا ثابت ہے، البتہ قبر میں میت کو رکھ کر میت پر عرق گلاب چھڑکنا بدعت ہے۔ طحطاوی[2] شرح مراقی الفلاح ص: ۳۳۳۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

بلا اجازت مالک اس کی زمین میں دفن کرنا

سوال:- زید کے مرجانے کے بعد ورثاء یا مریدین نے بکر (مالک) وسرکاری زمین میں بغیر بکر اور سرکار سے اجازت لئے ہوئے زید کو دفن کر دیا چند ماہ بعد جب بکر مالک زمین یا سرکار کو معلوم ہوا کہ بغیر سرکاری اجازت کے زید کی نعش کو دفن کر دیا گیا ہے، اور پختہ قبر وگنبد بھی زید کا بنادیا گیا ہے تو کیا بکر وسرکار کو قانونی حق حاصل ہے، کہ زید کو اپنی زمین میں جہاں دفن ہے، قبر کھود کر اس کو نکال دے اور اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا، اور عام مسلمان اس لاش کو کسی قبرستان میں دفن کردیں یا بعد دفن کرنے کے چند ماہ بعد بکر وسرکار کو حق حاصل ہے، کہ زید کی لاش قبر سے جو اس کی مملوکہ زمین میں ہے نکال دے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں مالک زمین کو اختیار حاصل ہے کہ نعش کو نکال دے یا قبر کو زمین کے

---

[1] فتح المعین ص: ۳۴۶، ج: ۱، باب الجنائز، مطبوعه مصر. طحطاوی علی الدر ص: ۵۸۵، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطبوعه مصر.

[2] ینبغی ان یجتنب ما احدث بعضم من انهم یاتون بماء الورد فیجعلونه علی المیت فی قبره فان ذالک لم یرو عن السلف رضی اللّٰه عنه فهو بدعة. طحطاوی ص: ۵۰۱، مطبوعه مصر. فصل فی حملها ودفنها،

برابر کردے اگر نعش کو باہر نکال دیا، تو عام مسلمانوں کو چاہئے کہ زید کی مملوکہ زمین یا عام موقوفہ قبرستان میں دفن کردیں کذا فی مجمع الانہر[1] ج:۱، ص:۱۸۵، پختہ قبر وگنبد بنوانا گناہ ہے۔ کذا فی شرح الکنز[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چمار کی زمین میں میت دفن کرنا

سوال:- ہمارے گاؤں والوں نے جبراً چماروں کی زمین میں اپنے مردے دفن کرنا شروع کردیئے جب چمار مرگیا تو اسکے لڑکوں کے نام زمین ہوگئی مال گذاری دیتے رہے، اوراب چک بندی میں چماروں نے یہ کھیت مولیٰ بخش سے بدل لیا، دریافت طلب یہ ہے کہ مولیٰ بخش کواس کھیت سے انتفاع جائز ہے یا نہیں؟

(۲) چک بندی گاؤں والوں نے قبرستان کیلئے زمین علیٰحدہ کردی دوچار میت اس جگہ دفن بھی ہوگئیں باقی ابھی خالی پڑی ہے، تواس کی آمدنی مسجد مدرسہ میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

چمار کی زمین میں بلا اجازت وبلا مرضی میت دفن کرنا ظلم اور غصب ہے، جب کہ وہ زمین مولیٰ بخش کی ملک میں آگئی ہے، تواس کواختیار ہے کہ جن لوگوں نے اپنی اپنی میت کودفن

---

[1] ولا یخرج من القبر الا ان تکون الارض مغصوبة واراد صاحب الارض اخراجه، مجمع الانهر ص۲۷۶/۱، باب صلاة الجنائز، زیلعی ص۲۴۶/۱، باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] ویکره ان یبنی علی القبر اویعقد علیه اوینام علیه، تبیین الحقائق ص۲۴۶/۱، باب الجنائز، طبع امدادیه ملتان، سکب الانهر ومجمع الانهر ص۲۷۵/۱، باب صلاة الجنائز، دارالکتب العلمیة بیروت. حلبی کبیری ص۵۹۹، فصل فی صلاة الجنائز، السادس فی الدفن، سهیل اکیڈمی لاهور، ابو داؤد ص۲۶۰/۲، باب بناء القبر. مطبوعه سعد دیوبند.

کیا ہے، وہ ان سے کہہ دے کہ یہاں سے اپنے میت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کردو ورنہ میں یہاں کھیتی کروں گا، پھر اس کو کھیتی کرنا مکان بنانا سب درست ہے: **ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی بان یکون الارض مغضوبة او اخذهٔ بشفعةٍ ویخیر المالک بین اخراجهٖ ومساواتهٖ بالارض کما جاز زرعه والبناء علیها اذا بُلی وصَار تراباً (زیلعی**[1]**) اور درمختار**[2] ص: ۸۳۹، ج: ۱۔

(۲) گاؤں والوں نے جو زمین قبرستان کیلئے وقف کرائی وہ قبرستان کی ہوگئی اسکی آمدنی کو اسی قبرستان کی حفاظت اور ضروریات وغیرہ میں (مثلاً چہار دیواری کرادیں) صرف کیا جائے اور دیگر مصارف میں صرف نہ کریں۔ **قولهم شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفهوم والدلالة کذا فی در مختار علیٰ هامش ردالمحتار**[3] ص: ۵۷۵، ج: ۳

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دفنِ میت سے روکنا

سوال:- ایک شخص جو کہ حاجی بھی ہو اور اپنے آپ کو باشرع ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہو اور اپنے آپ کو سید بھی کہتا ہو، وہ اگر کسی ایک مسلمان کی میت کو دفن ہونے سے عملاً روکنے کی کوشش کرے اور دوسرے مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے سے روکے اور ان کو خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کو ان کے بچوں کی قسمیں دلا کر میت میں شریک ہونے سے خود اس

---

[1] **تیبیین الحقائق (زیلعی) ص: ۲۴۶، ج: ۱. باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان.**

[2] **درمختار حاشیه شامی نعمانیه ص: ۲۰۲، ج: ۱، مطلب فی دفن المیت.**

[3] **شامی کراچی، ص: ۴۳۳، ج: ۴، کتاب الوقف، مطلب شرط الواقف کنص الشارع. البحرالرائق ص: ۲۴۵، ج: ۵، کتاب الوقف. مطبوعه الماجدیه کوئٹه.**

نے اور اس کے سب گھر والوں نے روکا، دیگر میت کی قبر کھودنے والوں کو بھی روکا اور ان کو ڈرایا، دھمکایا، پولیس تھانہ جا کر میت کے وارثوں پر جھوٹا الزام لگایا کہ اس کو زہر دے کر مارا گیا ہے، علمائے دین ایسے شخص اور ان کے گھر والوں پر کیا حکمِ شرع عائد کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ کس وجہ سے حاجی صاحب مذکور نے ایسا کیا ہے، اس خاص میت میں کیا بات تھی؟ موت تو اور لوگوں کو بھی آتی ہے، کیا وہ کسی بھی میت میں لوگوں کو شریک نہیں ہونے دیتے اور دفن کرنے سے روکتے ہیں، اگر ایسا ہی ہے تو جس میت کو دفن نہ ہونے دیا اور لوگوں کو شرکت سے روکا، اس وقت ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا، غرض جب تک بات صاف نہ ہو اس کا حکم کیا لکھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۹۲ھ

لاش دو سال بعد دفن کرنا

سوال:- دو سال کے بعد لاش کو اسلامی طریقہ پر دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنی تاخیر کی اجازت نہیں[1]۔ اگر غلطی سے اتنی تاخیر کر دی گئی تب بھی اسلامی طریقہ پر دفن کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۵ھ

---

[1] کره تاخير صلاته ودفنه. شامي كراچي ص: ۲۳۹، ج: ۲، قبيل مطلب في الثواب على الميت. باب صلاة الجنازة. البحر الرائق ص: ۱۹۱، ج: ۲، فصل السلطان احق بصلاتة الخ. مطبوعه كوئٹه. طحطاوى على المراقى ص: ۴۹۸، فصل فى حملها ودفنها. مطبوعه مصرى.

دفن کے بعد خواب میں دیکھا کہ زندہ ہے

سوال:-ایک لڑکا تقریباً ۲۳؍سال عمر کا رمضان المبارک میں سحری کھا کر نماز کے لئے مسجد جارہا تھا کہ راستہ میں وہ گر گیا ایسا معلوم ہوا کہ اس کو دورہ ہوگیا ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی اس کو دومرتبہ دورے پڑے تھے، اور وہ راستہ میں ایسی حالت میں تھا جیسے سجدہ کررہا ہو، اس کے وارثین کو اطلاع دی گئی اور پھر ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ختم ہو چکا ہے، لیکن اس کے بُشرے وچہرے وہیئت سے مردنی کے آثار آٹھ گھنٹے تک معلوم نہیں ہوئے، بعدہ اس کو دفن کردیا گیا، رات کو اس کی ہمشیرہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے، میں تو زندہ ہوں مجھے کیوں دفنا دیا میں تو نجیب آباد گیا تھا، اور دیکھا کہ مسجد کی طرف سے زندہ اپنی قبر کی طرف آرہا ہے، وغیرہ ذالک اب اقرباء کا کہنا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء سے رجوع کریں مرحوم نہایت پابند صوم وصلوٰۃ تھا، دریافت طلب یہ ہے کہ آیا اسے قبر کھود کر نکال لیا جائے یا نہیں، جواب سے ممنون فرمادیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب ماہر ڈاکٹر نے دیکھ کر تجویز کردیا کہ موت واقع ہوگئی ہے اوراس یقین کے ساتھ اسکو دفن کیا گیا تو محض خواب کی بناء پر قبر کھودنے کی اجازت نہیں کذا فی الشامی[1] خواب شرعی حجت نہیں[2] کہ اس کا یقین ضروری ہو، اچانک اس طرح موت واقع ہوجانے سے عامۃً تعجب بھی ہوتا ہے اورذہنوں میں خیال رہتا ہے بسااوقات اسی کے مطابق خواب نظر آجاتا

---

[1] لایخرج منه بعد اهالة التراب. الدرالمختار علی هامش الشامی نعمانیه ص:۶۰۲، ج:۱، باب صلاة الجنازة قبیل مطلب الثواب علی المصیبة، تبیین الحقائق ص۲۴۲/۱، باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص۲۷۶/۱، باب صلاة الجنائز، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

[2] الرؤیا لا تثبت الاحکام. بذل المجهود ص:۲۹۶، ج:۵، کتاب الادب، باب مایقول اذا اصبح. مکتبه رشیدیه سهان پور.

ہے، اگر واقعۃً وہ زندہ دفن کر دیا گیا اور خواب پر اعتماد ہے تو خواب میں اس نے یہ کہا میں تو نجیب آباد گیا تھا، تو کیا وہ قبر سے نکل کر یا بجائے قبر کے نجیب آباد گیا تھا، نیز اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد کی طرف سے آ رہا ہے، اور اپنی قبر کی طرف جا رہا ہے تو قبر سے نکل کر کیا وہ مسجد کی طرف گیا تھا، غرض یہ سب خیالات ہیں، ان کی بناء پر قبر نہ کھودی جائے گی اور ایک کھلی ہوئی ظاہر سی بات ہے کہ اتنی مٹی کے نیچے جہاں ہوا نہ ہو وہاں کوئی زندہ کیسے رہ سکتا ہے، اگر بطور خرق عادت کے محض قدرت خداوندی کے بناء پر وہ زندہ ہے، اور حق تعالیٰ کو اس کو زندہ رکھنا منظور ہے، تو اللہ پاک کو قدرت ہے کہ بغیر قبر کھودے اس کو خرق عادت کی طور پر باہر نکال کر بھیج دے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۰/۸۹ھ

میت نے خواب میں بتایا کہ میں زندہ ہوں

سوال: -مسماۃ فاطمہ کا انتقال ہو گیا، جس کو آج ۲۳/ یوم ہوتے ہیں، اس درمیان میں مرحومہ مختلف رشتہ داروں کے خواب میں آئی جس میں یہ مطالبہ ضرور ہے کہ میں زندہ ہوں، مجھے نکال لیا جائے، وفات ولادت کے سلسلہ میں ہوئی تھی، شوہر کا مطالبہ قبر کھودنے کا ہو رہا ہے، شرعاً کیا حکم ہے، اور یہ موت شہادت کے حکم میں ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بچہ پیدا ہونے میں جس کا انتقال ہو جائے وہ بھی شہید ہے[1]۔ ایسے خواب کی بناء پر قبر کھودنا درست نہیں، قبر میں رکھنے کے بعد برزخ کے امور شروع ہو جاتے ہیں، بعض دفعہ احوال اچھے

---

[1] أوبالجمع الی قوله والمعنی أنها ماتت من شئ مجموع فیها غیر منفصل عنها من حمل قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أیما امرأة ماتت بجمع فهی شهیدة شامی کراچی ص: ۲۵۲، ج: ۲، مطلب فی تعداد الشهداء.

نہیں ہوتے تو میت کے متعلق بدگمانی اور بدگوئی ہوتی ہے، بعض دفعہ ہیبت ناک احوال دیکھ کر قبر کھودنے والے پر وبال آجاتا ہے، وہ پاگل یا بے چین ہوجاتا ہے، اس لئے ہرگز قبر نہ کھودی جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۹/۸۷ھ

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر میت کو نکالنا

سوال:- (۱) کیا زہر خوانی وغیرہ کے معاملات میں نعش دفن ہوجانے کے بعد بغرضِ پوسٹ مارٹم نعش برآمد کرنے کی شرعاً ممانعت ہے، نعش کا پوسٹ مارٹم ایک وجہ ثبوت ہمچوقسم معاملات میں فراہم کرتا ہے۔

(۲) اگر ایسا ہو تو کیا پولیس کو نعش برآمد کرنے سے روکنا، اسکے خلاف احتجاجی کارروائی کرنا مسلمانوں پر واجب ہے خواہ وہ سلسلہ میں مزاحمت سرکاری ملازم کی زد میں بھی آتے ہیں۔

(۳) کیا احترام قبر ومیت شرع میں اس حد تک رکھا گیا ہے کہ قصاصی کارروائی کے سلسلہ میں بھی اگر نعش برآمد کرنے کی قانوناً ضرورت ہو تو بھی نہ کی جائے۔

(۴) جو شخص پولیس میں اس مرگِ مفاجات کی رپورٹ کرتا ہے وہ کسی حکم شرعی کی خلاف ورزی کا ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے، اور کسی شرعی سزا کا مستوجب ہے؟

---

[1] لا یخرج منہ بعد اهالة التراب. الدرالمختار علی هامش ردالمختار نعمانیه ص:۶۰۲، ج:۱، قبیل مطلب فی الثواب علی المصیبة، باب صلاة الجنائز. تبیین الحقائق ص ۲۴۶/۱، باب الجنائز، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۱/۲۷، باب صلاة الجنائز، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) دفن کرنے کے بعد مذکورہ مقصد کیلئے نعش کو قبر کھود کر نکالنا شرعاً درست وجائز نہیں[۱]۔ نعش کو چیرنا بھی جائز نہیں[۲]۔ زہر خوانی کا ثبوت مجرم کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے، پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جو ثبوت ہو وہ شرعی ثبوت نہیں اور اسے ثبوت پر کسی کو مجرم قرار دے کر سزا دینے کا بھی حق نہیں[۳]۔

(۲) ایسی صورت میں قانونی چارہ جوئی وکیلوں سے کی جاسکتی ہے، قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر مقابلہ کرنے کے نتائج بسااوقات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہوتا ہے اور ایسا فتنہ کھڑا ہوجاتا ہے، جس کا خمیازہ بہت سے بے قصوروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔

(۳) اس کا جواب (۱) میں آگیا۔

(۴) اخفاء وارادات جرم ہے، اگر اس جرم سے بچنے کیلئے اطلاع کی ہے کہ اگر اطلاع نہ کرتا تو وہ مستوجب سزا ہوتا تب تو مضائقہ نہیں اگر اس تحفظ کے علاوہ دوسرا مقصد ہے کہ دوسروں کو بلاوجہ شرعی ذلیل کیا جائے تو یہ سخت معصیت ہے[۴]، اس نے قبر کی بھی بے حرمتی کی اور

---

[۱] والنبش حرام حقا للّٰہ تعالی. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۵۰۷، فصل فی حملها ودفنها. شامی کراچی ص۲/۲۳۸، باب صلاۃ الجنائز، عالمگیری کوئٹه ص۱/۱۶۷، الفصل السادس فی القبر والدفن،

[۲] لا یشق اتفاقاً، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص:۳۹۴، فصل الصلاۃ علی المیت. مطبوعه مصر. شامی زکریا ص۱۴۵-۱۴۶/۳، باب الجنائز، مطلب فی دفن المیت،

[۳] السادس فی طریق ثبوته ای الحکم له وجهان اعترافه الی قوله الثانی ای یشهد شاهدان علی حکمه، بحر کوئٹه ص۶/۲۵۸، کتاب القضاء، شامی کراچی ص۵/۳۵۴، کتاب القضاء، مطلب الحکم الفعلی.

[۴] ان من اربی الربوٰ الاستطالة فی عرض المسلم بغیر حق (ابو داؤد شریف ص۲/۶۶۹، کتاب الادب، باب فی الغیبة، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، جامع المهلکات، من الکبائر والمحرمات ص۴۲۹، باب تحریم الخوض فی اعراض المسلمین، مطبوعه بیروت.

میت کی بھی بے حرمتی کی، اگر اقتدارِ اعلیٰ ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو شرعی سزا دینے کا مجاز ہو تو وہ حسبِ صواب دید تعزیز کر سکتا ہے، ہر شخص کو تعزیز کا حق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۸۹ھ

میت کو قبر میں غلط طریقہ پر رکھ کر مٹی ڈال دی گئی

سوال:- اگر میت کا رُخ نماز پڑھاتے وقت غلط ہو گیا سر کی جگہ پیر اور پیروں کی جگہ سر۔ اور امام نے نماز پڑھا دی تو کیا نماز ہو گئی؟ اسی طرح قبر میں غلط رکھ دیا تو کیا دوبارہ قبر کھود کر رخ صحیح کرنا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر میں دفن کرنے کے بعد اس غلطی کی اصلاح کیلئے قبر کھود کر نکالنا درست نہیں: **اذا دفن بلا غسل اوصلٰوۃ اووضع علٰی غیر یمینہ اوعلٰی غیر القبلۃ فانہ لا ینبش علیہ بعد اہالۃ التراب.** (شامی[1] ص:۶۰۲، ج:۱) اگر نماز پڑھاتے وقت میت کا جنازہ اسطرح رکھا گیا کہ اس کا سر جنوب کی طرف ہو گیا اور پیر شمال کی طرف اور نماز اسی طرح پڑھائی دی گئی تو بھی نماز ہو گئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، لیکن قصداً اس طرح کرنا اساءت ہے: **وصحت لو وضعوا الرأس موضع الرجلین واساؤ ان تعمّدوا.** (درمختار[2] ص:۵۸۳، ج:۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۶/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۶/۹۲ھ

---

[1] شامی زکریا ص:۱۴۵، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ. ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نصاریٰ کے قبرستان کے قریب دفن کرنا

سوال:- یہاں ایک قبرستان لکھی باغ ایک مدت مدید سے چلا آتا ہے اب اس میں بالکل دفن کرنیکی جگہ نہیں ہے، اسپر سیوسیٹی نے عرصہ ۱۴ سال سے ایک قطعہ اراضی برائے قبرستان مسلمانان عنایت فرمایا ہے، مگر یہ عیسائیوں کے قبرستان سے ملا ہوا ہے اب اس اراضی کا احاطہ حاجی اشتیاق احمد صاحب وائس چیرمین نے دروازہ اور ایک مسجد وغیرہ تیار کرادیا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ عیسائیوں کے قبرستان کے قریب ہے اسلئے اس میں مدفون ہونے والے کا حشر عیسائیں کے ساتھ ہوگا، حالانکہ عیسائیوں کے قبرستان اور اس قبرستان میں ایک حد فاصل مضبوط دیوار کی صورت میں موجود ہے کیا یہ اعتراض مسلمانوں کا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چونکہ مسلمانوں کے مقابر عیسائیوں کے مقابر سے علیحدہ ہے اور بیچ میں حد فاصل بھی ہے اس لئے دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں، شامی[1] میں ہے، ج:۱،ص:۸۳۵ **"قال فی الاحکام لا بأس بان یقبر المسلم فی مقابر المشرکین اذالم یبق من علاماتھم شئی کمافی خزانة الفتاویٰ"** تو جبکہ عدم علامات کی صورت میں مقابر مشرکین میں بھی دفن کرنا جائز ہے،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............مطلب فی دفن المیت. بحر کوئٹہ ص۱۹۵/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[۲] الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص:۱۰۵، ج:۳، باب صلاة الجنازة. مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی. بدائع کراچی ص۳۱۵/۱، صلاة الجنازة، فصل فی بیان ما تصح به وما تفسد.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] شامی کراچی ج:۲، ص:۲۳۴، باب صلاة الجنائز، مطلب فی دفن المیت. تاتارخانیه کراچی ص۱۷۶/۲، کتاب الجنائز، المتفرقات.

تو علیٰحدگی کی صورت میں بدرجہ اولیٰ کسی قسم کا حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

دفن میت سے پہلے کھانا

سوال:- اگر کسی گاؤں میں میت ہوجائے تو جب تک اس کو دفنا نہ دیں تو ان گاؤں والوں پر کھانا پانی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/۶/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/جمادی ۲/۵۶ھ

غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت

سوال:- مسلمان کو غیر مسلم کے جنازہ کے ہمراہ جانا یا غیر مسلم کو مسلم کے جنازہ کے ساتھ چلنا، تکفین وتدفین میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۴/۱/۸۹ھ

---

[1] اغلاط العوام ص: ۱۹۶۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جنازۂ کفار میں شرکت

سوال:- (۱) کفار کے جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا کفار کی ارتھی کو کندھا دینا جائز ہے؟

(۳) کفار کے مذہبی جلوس میں شریک ہونا مسلمانوں کو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)(۲)(۳) ناجائز ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۸/۲۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱ھ

اپنی زندگی میں اپنی قبر کھدوانا یا پکی بنوانا اور اس میں دفن کرنے کی وصیت کرنا

سوال:- (۱) اپنی زندگی میں اپنی قبر کھدوالینا یا پکی بنوالینا کیسا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الکافر الاصلی عند الاحتیاج فلو له قریب فالاولی ترکه لهم الی قوله ولیس للکافرغسل قریبه المسلم. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار نعمانیه ج: ۱، ص: ۵۹۷، قبیل مطلب فی حمل المیت، باب صلاۃ الجنائز. کفایت المفتی ص: ۱۸۹، ج: ۴،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] من کثر سواد قوم فهو منهم ومن رضی عمل قوم کان شریکا فی عمله کنزالعمال ج: ۹، ص: ۲۲، رقم الحدیث: ۲۴۷۳۵، مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت.

ترجمہ:- جس نے کسی قوم کی تعداد بڑھائی وہ انہیں میں سے ہے اور جو آدمی کسی قوم کے عمل سے راضی ہے وہ انکے کام میں برابر کا شریک ہے۔

(۲) والد صاحب نے ضد پر پکی قبر بنوالی، بعد وفات ہم لوگ قبرستان میں دفن کریں اور پکی خالی قبر کو مسمار کر دیں تو کیا حکم ہے؟

(۳) ہماری سوتیلی ماں کو بھی وصیت کر دی ہے کہ ہمارے جنازہ کو اس پکی قبر میں دفن کروانا ورنہ ہم قیامت میں دامن گیر ہوں گے۔

(۴) اگر ہم لوگ والد کی میت کو قبرستان لے جائیں اور ہماری سوتیلی والدہ، والد کے حکم کے مطابق ضد کر کے میت کو پکی قبر میں دفن کرائیں تب ہم لوگوں کو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اپنی زندگی میں قبر کھدوالینا درست ہے[۱]۔ مگر پکی قبر کی اجازت نہیں، نیز قبرستان میں آبادی سے الگ مردہ کو دفن کرنا چاہئے[۲]۔

(۲) پکی قبر میں دفن نہ کریں، اس کو مسمار کر دیں اور قبرستان میں کچی قبر میں دفن کریں[۳]۔

(۳) وہ بھی اس وصیت پر عمل نہ کریں، اس کی وجہ سے قیامت میں ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔

---

[۱] ویحفر قبراً لنفسه (درمختار) هکذا عمل عمر بن عبد العزیز شامی کراچی ص:۲۴۴، ج:۲، مطبوعه زکریا ص:۱۵۴، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی اهداء ثواب القرأۃ للنبی ﷺ الخ. حلبی ص ۶۱۰، قبیل فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] ولایدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیه فان ذالک خاص بالانبیاء بل ینقل الی مقابر المسلمین. شامی کراچی ص:۲۳۵، ج:۲، مطبوعه زکریا ص:۱۴۰، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت. فتح القدیر ص ۲/۱۴۱، فصل فی الدفن، مطبوعه دارالفکر بیروت. حلبی کبیر ص۶۰۷، فصل فی الجنائز، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۳] ولا یجصص ولا یطین ولایرفع علیه. الدرالمختار علی الشامی کراچی ص:۲۳۷، ج:۲، مطبوعه زکریا ص:۱۴۴، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت. مجمع الانهر ص۱/۲۷۵، باب صلاۃ الجنائز، دارالکتب العلمیة بیروت. محیط برهانی ص ۳/۹۲، کتاب الجنائز، فصل فی القبر والدفن، مطبوعه ڈابهیل.

(۴) آپ (۲) کے موافق عمل کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۵/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۵/۸۸ھ

قبر پر کھیتی

سوال:- زید کے باغ میں کوئی قبر تھی، اس نے اس کو بذریعہ ہل کے بے نشان کردیا اور وہاں پر اناج بودیا فرمایئے، اس قبر کا اناج پیدا شدہ اس کے لئے کیا ہوگا، نیز قبر کا بے نشان کرنا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ قبر اتنی پرانی تھی کہ اس میں میت مٹی بن چکی تھی تو اس میں ہل چلانے میں مضائقہ نہیں بلکہ وہاں کھیتی وغیرہ درست ہے[1]۔ یا کسی نے بغیر زید کی اجازت کے زید کی زمین میں اپنے مردہ کو دفن کردیا تھا تب بھی زید کو جائز ہے کہ وہ اس جگہ کھیتی وغیرہ کرے اور اگر خود کوئی زید کا مردہ تھا یا زید کی اجازت سے اس میں دفن کیا گیا تھا، تو زید کو اس مردہ کے اس قدر پرانا ہونے سے پہلے کہ مٹی ہوجائے اس جگہ کھیتی کرنا درست نہیں تاہم وہاں کے اناج میں اس سے خرابی نہیں آتی، اس سے قبر کے بے نشان کرنے کا حکم بھی معلوم ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/۷/۵۶ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ رجب المرجب ۵۶ھ

---

[1] ولوبلی المیت وصار تراباً جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ. عالمگیری ص:۱۶۷، ج:۱، مطبوعہ کوئٹہ، الفصل السادس فی القبر والدفن. طحطاوی علی المراقی ص۵۰۵، فصل فی حملها ودفنها، مطبوعہ مصر. تبیین الحقائق ص ۲۴۶/۱، باب الجنائز، قبیل فصل فی تعزیۃ اهل المیت، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

مصنوعی دانتوں کا قبر میں جانا

سوال:- میرے دانت مصنوعی ہیں اس میں چند اصلی ہیں، اگر میں مرگیا اور وہ دانت میرے منہ میں رہ گئے تو اس کے بارے میں قرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں مستند حوالات کے ساتھ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ کے مصنوعی دانت آپ کے منہ میں بعد الموت آپ کے ساتھ چلے گئے تو آپ سے اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/۹۲ھ

قبر کی مٹی تبرکاً لے جانا

سوال:- اگر کوئی شخص بزرگوں کی قبر پر سے مٹی اٹھا کر کے تبرکاً اپنے پاس رکھے تو جائز ہے یا نہیں، اگر شق ثانی ہو تو ممانعت کی وجہ کیا ہے اگر شق اول ہے تو قرآن وحدیث سے ثبوت ہونا چاہئے، اور اگر کوئی بزرگوں کے مزار سے مٹی لے بھی آوے تو اس کو کیسی جگہ پر ڈالنا چاہئے عام راستہ میں پھینک دینا درست ہے یا نہیں ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قبرستان وقف سے مٹی اٹھا کر لانا ناجائز ہے لانّــہ وقف[1] اور اپنے مملوک قبرستان سے

---

[1] اذا تم ولزم لا یملک ولا یملک (درمختار مع الشامی زکریا ص ۶/۵۳۹، کتاب الوقف،

مٹی اٹھا کر لانا جائز ہے لانہ ملکہ[1] البتہ تبرکاً کسی بزرگ کی قبر سے مٹی لانا اور اپنے پاس رکھنا امر محدث ہے، میت جب خاک بن جائے تو قبر کی جگہ بشرطیکہ مملوک ہو کھیتی کرنا درست ہے[2]۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر کی مٹی کا کوئی خاص احترام شریعت نے نہیں بتایا بلکہ میت کا احترام بتایا ہے لہٰذا اس مٹی کو عام راستہ میں پھینکنا بھی درست ہے، اگر عالم کسی قبر کی مٹی کو تبرکاً لاکر اپنے پاس رکھیگا، تو جاہل قبر کو سجدہ کرنے سے دریغ نہ کریگا، لہٰذا اجتناب چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۹/۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/صفر ۵۴ھ

قبر پر تالاب کی مٹی ڈالنا

سوال:- بنگال میں عام طور پر دیکھا جارہا ہے کہ تالاب کے کنارے جس کو یہ لوگ پاٹ کہتے ہیں قبر ہوتی ہے، اب تالاب کو گہرا کرنے کی ضرورت ہے تو سوال یہ ہے کہ تالاب کی مٹی کو قبر پر رکھا جاسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تالاب کی مٹی قبر پر ڈالنے سے قبر زیادہ بلند ہو جائے گی لہٰذا وہاں نہ ڈالی جائے قبر کے لئے وہی مٹی کافی ہوتی ہے، جو قبر کھودنے سے نکلتی ہے: **ویکرہ ان یزید فیه علی التراب**

---

[1] المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف شاء من الملک (بیضاوی ص۷، سورۂ فاتحه، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] لو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه. شامی کراچی ص:۲۳۳، ج:۲، مطلب فی دفن المیت. تبیین الحقائق ص ۱/۲۴۶، باب الجنائز، قبیل فصل فی تعزیة اهل المیت، مطبوعه امدادیه ملتان.

الذی خرج منه ویجعلهٗ مُرتفعًا عن الارض قد شبر او اکثر بقلیل. (مراقی الفلاح ص:۳۷۰[1]) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۹۰ھ

قبر کی مٹی لانا

سوال:- بزرگوں کی قبر سے قبر کی مٹی لانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس مقبرہ سے مٹی لائی جائیگی وہ دو حال سے خالی نہیں، موقوفہ ہے یا مملوکہ، اگر موقوفہ ہے تو منشاءِ واقف کے خلاف ہے، لہٰذا ناجائز ہے[2]۔ اگر مملوکہ ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو مالک کی اجازت سے لائے جائے گی یا بغیر اجازت۔ اگر بغیر اجازت لائی گئی تو بالکل نادرست اور ناجائز ہے، اگر اجازت سے ہو تو جائز ہے[3]، بشرطیکہ اعتقاد صاف ہو یعنی مؤثر حقیقی

---

[1] مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص:۵۰۴، فصل فی حملها و دفنها، مطبوعه مصر. سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۲۷۵/۱، باب صلاة الجنائز، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. حلبی کبیر ص۵۹۸، فصل فی الجنائز، السادس فی الدفن، مطبوعه لاهور.

[2] شرط الواقف کنص الشارع. درمختار علی الشامی کراچی ص:۴۳۳، ج:۴، کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، تبیین الحقائق ص ۳۲۹/۳، کتاب الوقف، مطبوعه امدادیه ملتان)

[3] وعن ابی حرة الرقاشی عن عمه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الا لا تظلمو الالا یحل مال امر أ الا بطیب نفسه منه. مشکوٰة شریف ص:۲۵۵، باب الغصب، الفصل الثانی. الهندیة کوئٹه ص۱۶۷/۲، کتاب الحدود فصل فی التعزیر.

ترجمہ:- حضرت ابوحرہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں! کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار کسی پر ظلم نہ کرو اور کسی کا مال اسکی اجازت اور خوشی کے بغیر نہ لو۔

نہ خاک کو سمجھا جائے اور نہ مردے کو[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۶ھ

پرانی قبر پر مٹی ڈالنا

سوال:- جو قبر بالکل منہدم ہوگئی ہو دوبارہ اس کو مثل نئی کے بنا دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر کی اہانت شرعاً ممنوع ہے، اسلئے اسپر بیٹھنا، چلنا، نجاست ڈالنا یہ سب چیزیں ناجائز ہیں[۲]۔ جو قبر منہدم ہوگئی تو اس نیت سے کہ اہانت سے محفوظ رہے اس پر مٹی ڈالنا درست ہے: **المختار ان التطيين غير مكروه وكان عصام بن يوسف يطوف حول المدينة ويعمر القبور الخربة الخ**[۳] (مجمع الانهر ج: ١، ص:١٨٧) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۶/۱/۲۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم

---

۱ فان لكل شيء من الموجودات خاصية واثرا او دعها فيه الحكيم جل وعلا (مرقاة ص ٤/٥٢٢، باب الفال والطيرة، مطبوعه بمبئی، طيبی ص ٨/٣٤٦، باب الفال والطيرة، مطبوعه زكريا ديوبند.

۲ ويكره وطی القبور والجلوس والنوم. مجمع الانهر ص ١/٢٧٦، باب صلاة الجنائز، قبيل باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ٥١٥، فصل فی زيارة القبور، بحر كوئٹه ص ٢/١٩٤، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

۳ مجمع الانهر ص:٢٧٦، ج: ١، باب صلاة الجنائز، قبيل باب الشهيد، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ٥٠٥، فصل فی حملها ودفنها، بحر كوئٹه ص ٢/١٩٤، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

قبر پر وقت ضرورت مٹی ڈالنا

سوال:- کچی قبر مٹی بعد بیٹھ جانے کے اس پر مٹی ڈلوانا، یا سال دو سال بعد پھر دوبارہ مٹی ڈلوانا تاکہ نشان باقی رہے، درست ہے یا نہیں اور قبر کا چبوترہ معمولی کچی اینٹ سے بنوانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مٹی ڈلوانا درست ہے[1]۔ اگر قبر مملوکہ زمین میں ہے تو معمولی کچا چبوترہ بنوانا فی حد ذاتہ بھی درست ہے، لیکن آگے چل کر اس میں دیگر مفاسد کا مظنّہ ہے، اس لئے نہیں چاہئے[2]، وقف کی زمین میں کوئی گنجائش نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر کے دھنس جانے پر مٹی ڈالنا

سوال:- پرانی قبر کوئی مٹی سے بھر دینا کیسا ہے؟

---

[1] المختار ان التطيين غير مكروه مجمع الانهر ص: ۲۷۶، باب صلاة الجانئز، قبيل باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. مراقى مع الطحطاوى ص ۵۰۵، فصل فى حملها ودفنها، مطبوعه مصر، بحر كوئٹه ص ۱۹۴/ ۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[2] ما كان سببا لمحظور فهو محظور (شامى زكريا ص ۹/۵۰۴، كتاب الحظر والاباحة، قبيل فصل فى اللبس)

[3] شرط الواقف كنص الشارع (درمختار مع الشامى زكريا ص ۶/۶۴۹، كتاب الوقف، مطلب فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع، تبيين الحقائق ص ۳/۳۲۹، كتاب الوقف، مطبوعه امداديه ملتان)

الجواب حامداً و مصلیاً

درست ہے خاص کر جبکہ اس میں میت موجود ہو مٹی نہ ہوئی یا کسی کے اس میں گر جانے کا اندیشہ ہو: لان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مرّ بقبر ابنہ ابراھیم فرأی فیہ حجرا سقط فیہ فسدہ وقال من عمل عملا فلیتقنہ اھ طحطاوی[1] ص: ۳۳۵. فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/ جمادی الاولیٰ ۶۷ھ

قبر سے متعلق چند خرافات

سوال:- ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے ماننے والوں نے تجہیز و تکفین و تدفین کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کئے؟

(۱) نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد بالقصد قبر کھودنے میں دیر کرنا بایں وجہ کہ ان کے مریدین دور دراز سے آنے والے ہیں وہ لوگ پیر کے چہرہ کو دیکھ لیں۔

(۲) قبر میں مردہ کو رکھ کر ایک دو روز تک قبر کھلی ہوئی رکھنا۔

(۳) چھوٹی الائچی پیس کر مردے کے بدن پر لگانا؟

(۴) میت کے غسالہ (دھوون) کو تبرک سمجھ کر پینا، پلانا۔

(۵) قبر کو چھ فٹ گہرا کھودنا تاکہ پیر قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکیں؟

(۶) قبر میں گدے بچھانا، پھولوں کی سیج بچھانا، تین تکیے ایک دائیں جانب، دوسرے بائیں جانب، تیسرے سرہانے کی جانب رکھنا، چھڑی اور بدھنا رکھنا ٹوپی وغیرہ پہنانا۔

---

[1] طحطاوی ص: ۵۰۴، باب صلاۃ الجنائز، فصل فی حملھا ودفنھا. مطبوعہ مصر. مجمع الانھر ص ۱/۲۷۶، باب صلاۃ الجنائز مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

(۷) شخص مذکور کے ماننے والے نے اس قسم کی باتیں بھی کہی ہیں مثلاً تمام نبیوں سے اعلیٰ ہے میرا پیر، نیز یہ بھی کہا ہے کہ اسی سیرت کی پوجا کرو اسی میں کامیابی ہے۔ (العیاذ باللہ)

نوٹ:- جمیع سوالات کے جوابات مدلل و مفصل بحوالہ کتب عنایت فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

میت اور اس کے غسل اور دفن اور قبر سے متعلق چھوٹے سے چھوٹے مستحباب بھی کتاب فقہ میں مذکور ہیں امور مسئولہ کا ذکر نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث شریف میں ہے نہ فقہ کی مستند کتب میں پس یہ سب چیزیں بے اصل ہیں، بے دلیل ہیں، جہالت ہیں، ضلالت ہیں، بدعت ہیں[1]، اور بعض ان میں شرک ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح راستے پر چلائے، اگر دلائل کا مطالبہ کرنا ہے تو جو لوگ ان چیزوں کے مرتکب ہیں ان سے ثبوت طلب کیا جائے، ہمارے واسطے تو اتنی بات کافی ہے، کہ ان کا چیزوں کا کہیں ثبوت نہیں، میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنے کا حکم حدیث[2] وفقہ[3] میں موجود ہے، قبر کا اتنا گہرا کھودنا غلط ہے، بلکہ اتنی گہری

---

[1] من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد (بخاری شریف ص ۳۷۱/۱، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود، مطبوعه اشرفی بکڈپو دیوبند، مسلم شریف ص۷۷/۲، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور، مطبوعه رشیدیه دهلی. مشکوة ص۲۷، باب الاعتصاب بالکتاب والسنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] عن ابی هریرة مرفوعاً قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسرعوا بالجنازة الحدیث. مشکٰوة ص:۱۴۴، ج:۱، باب المشی بالجنازة. اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الی قبره (مشکوة ص ۱۴۹، باب دفن المیت، مطبوعه دار الکتاب دیوبند)

[3] ویستحب الاسراع بها لقوله ﷺ اسرعوا بالجنازة الی قوله وکذا یستحب الاسراع بتجهیزه کله الخ، طحطاوی مع المراقی ص:۴۹۸، فصل فی حملها ودفنها. مطبوعه مصر. هندیه کوئٹه ص۱۵۷/۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول، شامی زکریا ص ۱۴۶/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی دفن المیت.

ہونی چاہیے۔ کہ میت کو اس میں رکھنے کے بعد جو تختہ وغیرہ رکھا جائے تو اس کے جسم سے مس نہ کرے البتہ اوپر کا حصہ ایک آدمی کی قد کے برابر یا اس سے کچھ کم گہرا ہونا چاہیے[1] میت کے نیچے گدا بچھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ائمہ مجتہدین اور جملہ اصحاب عظام سے کہیں ثابت نہیں، تین تکیوں کی مصلحت بھی وہی بتائیں گے۔ حدیث وفقہ میں تو کہیں نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

قبروں پر چلنا

سوال:- قبرستان میں قبروں کے ٹوٹے ہوئے اور بے ترتیب ہونے کے باعث قبرستان میں میت لاتے وقت لوگ قبروں کو اپنے پیروں سے مسلتے چلے جاتے ہیں اس وجہ سے اگر چند قبروں کو ہموار کر کے سیدھے راستے بنا دیئے جائیں تو کیا یہ جائز ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جہاں قبریں ہوں وہاں میت کو لے کر سب آدمی جمع ہو کر نہ جائیں جس سے قبروں پر پیر آئیں بلکہ بچا بچا کر بقدرِ ضرورت آدمی جائیں اور قبروں کو بچا کر جائیں، اسی طرح دفن کرنے

---

[1] وحفر قبره مقدار نصف قامة وان زاد الى مقدار قامة فاحسن. الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۲۳۴، ج: ۲، مطبوعه زکریا ص: ۱۳۸ - ۱۳۹، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت. هندیه کوئٹه ص ۱۶۶/ ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، تاتارخانیه کراچی ص ۱۷۲/ ۲، الجنائز، فصل فی القبر والدفن.

[2] یکره ان یوضع تحت المیت فی القبر مضربة او مخدة او حصیرة او نحو ذالک، طحطاوی علی المراقی ص ۵۰۱، فصل فی حملها ودفنها مطبوعه مصر، تاتارخانیه کراچی ص ۱۶۸/ ۲، الجنائز، فصل فی القبر والدفن، شامی زکریا ص ۱۳۹/ ۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی دفن المیت.

کے لئے آنے جانے کے قابل جگہ چھوڑ کر قبر بنائیں[1]۔ قبروں کو ہموار کرکے راستہ بنانے کی گنجائش ہے جب کہ قبر اتنی پرانی ہو کہ میت مٹی بن چکی ہو[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبرستان میں راستہ بنانا

سوال:- قبرستان کے درخت وغیرہ صاف کرکے بیچ میں راستہ بنانا کیسا ہے؟ اور راستہ میں مرد وعورت سب چلتے ہیں مع حوالہ تحریر کیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قبرستان وقف ہو تو وہاں کو راستہ، سڑک بنانا درست نہیں درختوں کو کاٹ کر جتنی جگہ کو راستہ بنایا جاویگا اسمیں مردے دفن نہیں کئے جاسکیں گے، یہ منشاءِ واقف کیخلاف ہے، ''شرط الواقف كنص الشارع'' اھ شامی[3]۔ ہاں اگر مردے لیجانے کیلئے راستہ نہیں تو راستہ بنایا

---

[1] ويكره ان ينبى على القبر او يقعد اوينام عليه اويوطأ. عالمگیری ص:۱۶۶، ج:۱، الفصل السادس، فی القبر والدفن. مطبوعه کوئٹه پاکستان، مراقی مع الطحطاوی ص۶۱۵، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه مصر، شامی زکریا ص۱۵۴/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی اهداء ثواب القراءة للنبی ﷺ،

[2] ولو بلی الميت وصار تراباً جاز دفن غيره فی قبره وزرعه والبناء عليه. عالمگیری ص:۱۶۷، ج:۱، مطبوعه کوئٹه پاکستان. الفصل السادس فی القبر والدفن. شامی زکریا ص۱۵۵/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی اهداء ثواب القراءة للنبی ﷺ، بحر کوئٹه ص۱۹۵/۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[3] الدر المختار علی هامش الشامی کراچی ص:۴۳۳، ج:۴، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع. کتاب الوقف. تبيين الحقائق ص۳۲۹/۳، کتاب الوقف، مطبوعه امدادیه ملتان، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۶۰۸/۲، کتاب الوقف، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Janaza Uthane & Dafan Karne ka bayan

جاوے تاکہ وہاں کو مردے لیجا سکیں، تو اس میں مضائقہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۹۰ھ

قبر میں نوٹ وغیرہ گر جائے اس کا نکالنا

سوال: ۔قبر کے اندر میت کے دفن کرتے وقت کچھ قیمتی چیز نوٹ وغیرہ گرے تو پھر دوسرے دن قبر کو کھودنا اور اس کو ادھر اُدھر سے دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نوٹ وغیرہ جو چیز قبر میں غلطی سے رہ گئی ہو اس کو احتیاط سے نکالنے کی اجازت ہے، میت کو ہرگز نہ ہلائیں، نہ اس کا کفن کھول کر دیکھیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

میت کو باجہ اور ناچ کیساتھ قبرستان میں لیجانا اور قبر میں شجرہ رکھنا

سوال: ۔زید کی ماں جس کی عمر ۸۰/سال ہوگئی، وہ انتقال کرگئی، ان کا جنازہ پیر بھائیوں

---

[۱] وينبش القبور لمتاع كثوب ودرهم سقط فيه وقيل لاينبش بل يحفر من جهة المتاع ويخرج (مراقی مع الطحطاوی مصری، ص۵۰۸/ فصل فی حملها ودفنها، شامی زکریا، ج۳/ ص۱۴۵/ باب صلوٰة الجنازة، مطلب فی دفن الميت، بحر کوئٹه، ج۲/ص۱۹۵/ کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

کے انتظار میں ۲۴ رگھنٹہ روکا گیا، اس کے بعد اس میت کو گھر سے قبرستان تک انگریزی باجوں کے ساتھ ناچ کراتے ہوئے منزل دے کر لیجایا گیا، زید کا قول ہے کہ ہر وقت میں جائز ہے، دوسری بات یہ ہے کہ قبر میں شجرہ رکھنا مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

پیر بھائیوں کے انتقال میں ۲۴ رگھنٹہ نعش کو روکنا[1]، اور ناچ باجے کے ساتھ قبر تک لے جانا شرعاً غلط ہے، اور معصیت کبیرہ ہے[2]، اس کو علی الاعلان توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے، قبر میں میت کے ساتھ شجرہ رکھنا ثابت نہیں، اس میں مظنہ ہے کہ میت کے جسم سے کچھ مواد نکلے جس سے وہ شجرہ بھی ملوث ہوجائے اس لئے وہ شجرہ بھی نہیں رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر کا مشروع طریقہ

سوال: ۔قبر کھودنے کا مسنون طریقہ کونسا ہے؟ ایک صورت یہ ہے کہ میت کی مقدار یا

---

[1] عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوابه الی قبره الحدیث، رواه البیهقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ المصابیح ج ۱/ص ۱۴۹/ کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثالث، یاسر ندیم دیوبند.

[2] عن النبی ﷺ انه کره رفع الصوت عندقراءۃ القرآن والجنازۃ مجمع الانهر، ج۴/ص ۲۱۹/ کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، واماالرقص والتصفیق والصریخ وضرب الاوتار والصنج والبوق الذی یفعل بعض من یدعی التصوف فانه حرم بالاجماع لانها زی الکفار، طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۸/ فصل فی الاذکار الواردۃ، مطبوعه مصر، سکب الانهر علی مجمع الانهر ج۴/ص ۲۲۲/ فصل فی المتفرقات، کتاب الکراهیة، عالمگیری کوئٹه ج۵/ص ۳۵۲/ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء،

اس سے کچھ زائد حساب سے قبر تخمینا.......... کھود کر پھر اس کے درمیان میں اور ایک حفیرہ نصف قد یا زائد کھودتے ہیں، اور اس میں نعش رکھ کر حصہ اولیٰ میں بانس رکھ کر مٹی ڈالتے ہیں، اور یہ طریقہ ہمارے دیش میں صدیوں سے چلا آرہا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ اولاً نصف قد یا اس سے زائد قبر کھودے اور پھر نیچے ایک حفیرہ تنگ کھودے جس میں مردہ کو رکھ دیا جائے، اور بانس ایک دم متصل ڈالے کہ میت کو نہ لگے، معمولی فاصلہ پر بانس ڈالے، یہ دونوں صورتیں جو لکھی گئی ہیں، صندوقی قبروں کی ہے، کیونکہ ہمارے ملک میں مٹی اکثر نرم ہوتی ہے، بغلی قبر نہیں کھودی جاتی، اب سوال یہ ہے کہ شریعت میں قبر صندوقی کی کونسی صورت مسنون ہے، برائے کرم تفصیل سے جواب مدلل دے کر مشکور فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسری صورت سنت ہے، یعنی قبر کے اوپر کا حصہ ایک قامت یا نصف قامت ہو اس کے بعد پھر ایک حفیرہ ہو جس میں میت کو بسہولت لٹا دیا جائے، اور جو تختہ یا بانس وغیرہ اس پر رکھا جائے جو میت کے حق میں چھت کے درجہ میں ہے وہ میت کے جسم سے مس نہ کرے، پھر جب مٹی ڈالی جائے گی وہ مٹی اوپر کے حصہ میں آجائے گی، اور جو مٹی حفیرہ سے نکلتی تھی وہ زمین سے اوپر بشکل قبر رہے گی، جس سے قبر ڈیڑھ دو بالشت اونچی رہے گی، زیادہ اونچی نہیں رہے گی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] ویحفر القبر نصف قامة أو الیٰ الصدر وان یزد کان حسنا ویلحد فی ارض صلبة من جانب القبلة ولا یشق بحفیرة فی وسط القبر یوضع فیها المیت الا فی ارض رخوة فلا بأس به فیها (قوله یوضع فیها المیت) بعد أن یبنی حافتاه باللبن أو غیره ثم یوضع المیت بینهما ویسقف علیه باللبن أو الخشب ولا یمس السقف المیت (طحطاوی مع المراقی، ص ۵۰۱ / باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، طبع مصر، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قرآن کریم کے اوراق کو قبر میں رکھنا

سوال: ۔ایک شخص نے قرآن کے بوسیدہ اوراق مختلف جگہوں سے گرے پڑے اٹھائے اور انہیں پاک وصاف کرکے رکھ دیا، اب وہ وصیت کرنا چاہتے ہیں کہ میرے پاس میری قبر میں کسی جگہ رکھ دئے جائیں، یہ وصیت اس کی پوری کرنا درست ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر میں طاق بنا کر پاک صاف کپڑے میں رکھ دئے جائیں، کہ ان پر مٹی نہ گرے، نہ میت کے بدن کے ساتھ متصل ہوں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۴ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۹۴ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...........ویکرہ أن یزید فیہ علی التراب الذی خرج منہ ویجعلہ مرتفعا عن الارض قد شبرأواکثر بقلیل (مراقی مع الطحاوی مصری ص۵۰۴/ فصل فی حملها ودفنها، حلبی کبیری ص۵۹۵-۵۹۸/فصل فی الجنائز، السادس فی الدفن ،طبع لاهور، هندیه کوئٹه ،ج۱/ص۱۶۵-۱۶۶/ الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن)

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] "الدرالمختار مع الشامی زکریا ج۳/ص۱۳۵/ باب صلاة الجنازة، مطلب فی حمل المیت، بدائع الصنائع زکریا ج۲/ص۴۳/ فصل فی حمل الجنازة، البحرالرائق کوئٹه ج۲/ ص۱۹۱/ کتاب الجنائز"

المصحف اذا صارخلقا لایقرأ منه ویخاف أن یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولیٰ من وضعه موضعا یخاف أن یقع علیه النجاسة اونحو ذٰلک ویلحدلهٗ لانه لوشق ودفن یحتاج الیٰ اهالة التراب علیه وفی ذٰلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف بحیث لایصل التراب الیه فهو حسن ایضاً .فتاویٰ الهندیه کوئٹه ، ج۵/ص۳۲۳/کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ، کذا فی الدرالمختار مع الشامی زکریا ج۱/ ص۳۲۰/ کتاب الطهارة، مطلب یطلق الدعاء علی مایشمل الثناء،

زچہ اور بچہ دونوں مر گئے تو ساتھ دفن ہونگے یا الگ؟

سوال:۔ایک عورت کی عندالولادت موت ہوگئی، ساتھ ہی اس بچہ کا بھی انتقال ہوگیا اب آیا اس عورت کو اور بچہ کو ایک قبر میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں، اگر کر سکتے ہیں تو بچہ خواہ نر ہو یا مادہ ہو ہر صورت میں یا فرق بھی ہے، اور اگر نہیں کر سکتے ہیں تو کیوں؟ نیز اگر بچہ پیدا ہوا ہے ،تو اس کو ماں کے ساتھ دفن کریں گے یا نہیں؟ نیز مردہ بچہ کو اس کی ماں کے جنازہ کے ساتھ شریک کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا، اور اس کی ماں بھی مر گئی تو دونوں کے جنازہ کی نماز ایک ساتھ پڑھنا درست ہے[1] مگر دونوں کو الگ الگ دفن کرنا چاہئے، بچہ کو ماں کی قبر میں دفن نہ کیا جائے[2] اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تھا تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی[3] دفن اس کو بھی الگ

---

[1] واذا جتمعت الجنائز فافراد الصلاة اولیٰ من الجمع وان جمع جاز بأن صلی علی الکل صلوة واحدة، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۱۱۸ /۳/ باب صلاة الجنازة، قبیل مطلب فی بیان من هو احق بالصلاة علی المیت ،فتاویٰ الهندیه ، ج۱ /ص۱۶۵ / الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، البحر الرائق کوئٹه ج۲ /ص۱۸۷ / کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته،

[2] لایدفن اثنان فی قبرواحد الا لضرورة ،شامی زکریا، ج۳/ص۱۳۸ / باب صلوٰة الجنازة، مطلب فی دفن المیت ،فتاویٰ الهندیه کوئٹه ،ج۱ /ص۱۶۶ / الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، البحرالرائق کوئٹه ج۲ / ص۱۹۴ / کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته،

[3] ومن ولد فمات یغسل ویصلی علیه ان استهل والاغسل وسمی وادرج فی خرقة ودفن ولم یصل علیه ،الدرالمختار مع الشامی زکریا ، ج۳/ص۱۲۹ – ۱۳۱ / ولا یصلی علی من ولد میتاً، بدائع الصنائع زکریا ، ج۲ /ص۴۷/ کتاب الصلاة، فصل فی بیان من یصلی علیه، البحرالرائق کوئٹه ، ج۲/ص۱۸۸ / کتاب الجنائز ،فصل السلطان احق بصلاته،

کیا جائے، ماں کے ساتھ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۹/۱۶ھ

قبر میں دفن کی عجیب صورت

سوال:۔ مشہور دیگر چند مقامات پر عرصہ دراز سے یہ رواج ہے کہ میت کو قبر میں اُتار کر اس کے کفن اور جسم پر ہی مٹی ڈال دی جاتی ہے، اس کا پورا امکان ہے کہ............مٹی کے نیچے دب کر چند دن میں ہی نعش بگڑ جاتی ہے، اور عوام دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ انسان مٹی سے بنا ہے، اور مٹی ہی میں مل جاتا ہے، اس لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، مگر بہت سے حضرات کو میت کے ساتھ اس سلوک میں احترام میت کے خلاف ایک انسانیت سوز حرکت نظر آتی ہے، اس بارے میں شریعت حقہ کی کیا ہدایت ہے امید ہے کہ جلد سے جلد جواب باصواب سے نوازیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ خلاف شریعت بھی ہے میت کو دفن کرنے کی صورت حدیث، فقہ، سے جو ثابت ہے وہ یہ ہے، قبر بنا کر اس میں میت کو رکھا جائے اور اس طرح مٹی ڈالی جائے کہ میت پڑے اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ لحد بنا کر اس میں میت کو رکھا جائے اور کچی اینٹیں لگا دی جائیں تا کہ میت لحد میں محفوظ ہو جائے، پھر مٹی ڈال دی جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ شق بنا کر اس میں میت کو رکھ کر اس پر تختہ رکھ کر میت کو محفوظ کر دیا جائے، پھر مٹی ڈالدی جائے، غرض میت پر مٹی نہ ڈالی جائے، مسئلہ جب شریعت میں منصوص ہو تو پھر اس کے مقابلہ میں قیاس کرنا اور ایسی علت تجویز کرنا جس سے نص ہی بے عمل رہ جائے جائز نہیں غلط ہے، خلاف

اصول ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۱۳۹۲ھ

دفن میت کے بعد چھوارے تقسیم کرنا

سوال:۔ میت کے دفن کے بعد چھوارے یا کھجور تقسیم کرتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بالکل نہیں کہیں ثابت نہیں شاید یہ تصور کرتے ہوں گے کہ میت کا قبر سے نکاح ہوا ہے، اس خوشی میں چھوارے تقسیم کرتے ہیں یہ جہالت ہے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۸/۱۳۹۹ھ

---

[۱] ویحفر القبر ویلحد لحدیث صاحب السنن مرفوعاً اللحدلنا والشق لغیر نا ...... وھوأن یحفر القبر بتمامه یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة یوضع فیها المیت ویجعل ذٰلک کالبیت المسقف، والشق أن یحفر حفیرة فی وسط القبر یوضع فیها المیت واستحسنواالشق فیما اذا کانت الارض رخوة بتعذر اللحد الخ ،البحرالرائق ج۲/ص۱۹۳/کتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته ،مطبوعه سعید کراچی، طحطاوی مع المراقی ،ص۵۰۱/ احکام الجنائز ،فصل فی حملها ودفنها،مطبوعه مصر، مجمع الانهر ج۱/ص۲۷۵/ باب صلوٰة الجنازة، فصل الصلاة علیه فرض کفایة،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

[۲] قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من احدث فی أمرنا هذامالیس منه فهو رد متفق علیه، مشکوٰة شریف، ج۱/ص۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، مطبوعه یاسرندیم دیوبند .

مس ذکر سے مذی آ گئی اسی ہاتھ سے میت کو مٹی دینا

سوال: ۔کوئی شخص اپنے کسی بھی رشتہ دار کے گذر جانے کی خبر پا کر گھر سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے، مگر راستہ میں موٹر پر یا گاڑی میں جانا ہے، سامنے کوئی عورت بیٹھی ہے، مطلب غیر عورت اور وہ شیطانی حرکت سے جان بوجھ کر اپنے عضو تناسل کو اس کے کندھے یا ہاتھ میں لگاتا ہوا گیا، اب اس شخص کو مذی آنے کا بھی شک ہو گیا، پھر بھی اس نے جا کر مٹی دی، اب بتایئے اس کا مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ مٹی جو اس نے اپنے ہاتھ سے دی، اس کی وہ مٹی کیا ہمیشہ کے لئے ناپاک ہو گئی، اور قیامت تک اس شخص کو جو مٹی قبرستان میں رہے گی اس کو گناہ ملے گا، یا برسات سے وہ مٹی پگھل کر چاروں طرف پھیل جائے گی، تو جتنی میت وہاں ہیں، سب کا گناہ پڑیگا، اور اس شخص کی بخشش نہ ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

راستہ کی اس نالائق حرکت کی وجہ سے نہ اس کا ہاتھ ناپاک ہوا، نہ مٹی ناپاک ہوئی، نہ قبر ناپاک ہوئی، نہ قبر پر کوئی گناہ پہنچا، نہ اس کی وجہ سے میت کو عذاب ہوگا[۱]۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲۱/۱/۹۶ھ

مجذوب کی قبر پر عرس

سوال: ۔ہمارے علاقہ میں ایک مجذوب صاحب تھے، انکی ایک خاندان نے ۲۵/۳۰/

---

[۱] خروج مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیکن میت کو مٹی دینے کے لئے باوضو ہونا شرط نہیں ہے۔

”لا عند مذی أو ودی بل الوضوء منه الخ درمختار علی الشامی زکریا، ج ۱/ ص ۳۰۴/ کتاب الطهارة، مطلب فی ابحاث الغسل، المذی ینقض الوضوء الخ، عالمگیری ج ۱/ ص ۱۰/ الفصل الخامس فی نواقض الوضوء.

سال تک خدمت کی اب انکا انتقال ہوگیا ہے، مرنے کے کچھ دن بعد خودغرض لوگوں نے مزار بنا کر آمدنی شروع کردی ہے، اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے ان کو محروم کردیا ہے، اب قدیم خدام پریشان ہیں، اور جدید کمیٹی قابض بن کر عرس کرا رہی ہے، ان حالات میں خودساختہ کمیٹی کو مزار کی تولیت حاصل ہے یا نہیں، یا قدیم مخلصین کو حاصل ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مجذوب صاحب کی خدمت جس نے بھی ثواب آخرت کی غرض سے کی ہے اور کسی دنیاوی مفاد کی خاطر نہیں کی، اب ان کی وفات کے بعد ان کی قبر کو آمدنی کا ذریعہ بنانا اپنے ثواب کو برباد کرنا ہے، اس کی مثال اس طرح سمجھئے کہ کسی نے بڑی محنت سے کھیتی کی، جب غلہ پختہ ہوگیا تو اس میں آگ لگادی، وہ سب ضائع ہوگیا، لہٰذا قدیم خدام وجدید کمیٹی کوئی بھی اس کا ارادہ نہ کرے البتہ مرحوم کو ثواب پہنچانے کا ہر ایک کو حق ہے، اس سے کوئی بھی کسی کو منع نہیں کرسکتا، لہٰذا جس کو بھی ان سے تعلق ہے وہ نفل نماز پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرکے نفل پڑھ کر روزہ رکھ کر، نفلی صدقہ غریبوں کو دے کر (خواہ کھانا ہو یا کپڑا ہو یا نقد ہو یا کچھ اور سامان ہو) کسی مسجد میں صف بچھا کر پانی کا انتظام کرکے کسی دینی مدرسہ میں کتب حدیث، فقہ، تفسیر قرآن کریم وقف کرکے غرض کوئی بھی نیک کام کرکے ثواب پہونچادے[1] مروجہ طریقے پر چہلم، عرس وغیرہ کی اجازت نہیں[2]، گدی نشینی اور قبر کی آمدنی حاصل کرنے کا کوئی بھی ارادہ نہ

---

[1] فللانسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عنداهل السنة والجماعة، صلاة كان او صوماً او حجاً اوقراءة للقرآن او الاذكار أو غيرذٰلک من انواع البر ويصل ذٰلک الى الميت وينفعه، مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى، ص ۵۱۴/ فصل فى زيارة القبور، مطبوعه مصر، شامى زكريا، ج۳/ص ۱۵۱/ باب صلاة الجنازة، مطلب فى القراءة لليمت واهداء ثوابها لهٗ، تبيين الحقائق ج۲/ص ۸۳/ كتاب الحج، اول با ب الحج عن الغير، مطبوعه امداديه ملتان،

[2] لايجوز مايفعل الجهال بقبور الاولياء والشهدا من السجود الى قوله من الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه عرشاالخ، تفسير مظهرى ص۲/۶۵/ سورة القبرة تحت آيت۶۴/ طبع رشيديه كوئٹه،

کرے، نہ دیرینہ خدام اور نہ جدید کمیٹی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/۵/۱۳۹۵ھ

دوراورنزدیک دفن کرنے میں فرق

سوال:۔ اپنے رشتہ داروں کی قبروں کے قریب دفن کرنے اوردور سے کسی اجنبی قبرستان میں دفن کرنے میں کوئی کسی قسم کا فرق پڑتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

فرق تو پڑتا ہے، وہ یہ کہ رشتہ داروں سے جوانس ہوتا ہے، وہ بلاکسی وجہ کے غیروں سے نہیں ہوتا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں میت کودفن کرنا

سوال:۔(۱) وقف کردہ جگہ میں مسجد ہے، اب اصل مسجد کے احاطہ میں اگرتمام اہل بستی

[1] لما مات عثمان بن مظعونؓ اخرج بجنازته فدفن امر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم رجلا أن یاتیه بحجر فلم یستطع حملها فقام الیها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وحسر عن ذراعیه(الیٰ قوله) فوضعها عندرأسه وقال اعلم بها قبرأخی وأدفن الیه من مات من اهلی.(الحدیث) وفی الازهار یستحب ان یجعل علی القبور علامة یعرف بها ویستحب أن یجمع الاقارب فی موضع لقوله علیه السلام وادفن الیه من مات من اهلی (مرقاة، ج۲/ ص ۳۷۹/ کتاب الجنائز،باب دفن المیت،الفصل الثانی ،طبع بمبئی.

[2] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ص۴۳۳/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع) مجمع الانهر ص۶۰۸ /۲، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۳۲۶/ ۳، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

متفق ہوکر کسی شخص کی قبر (روضہ) بنانا چاہتے ہیں، بلکہ ایسا ہوا بھی ہے تو کیا وہ جائز ہے؟

(۲) مسجد میں پہلے چھت بنی ہوئی تھی، بلکہ لکڑی وٹین کا چھپر تھا، تو اب جبکہ مسجد کی چھت بنائی نہیں تو ان اسباب مسجد کو (لکڑی وٹین) وغیرہ کو فروخت کیا جارہا ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ ان چیزوں کو جو مسجد سے مس کئے ہوئے تھے، اپنی عمارت وغیرہ میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً مسلماً

(۱) جو جگہ مسجد کیلئے وقف ہے وہاں میت کو دفن نہ کیا جائے، اس کی اجازت نہیں[۲]۔

(۲) جب مسجد کی چھت بنائی گئی اور ٹین وغیرہ پہلا سامان مسجد میں کارآمد نہیں رہا تو اس کو فروخت کرکے قیمت مسجد میں لگادی جائے[۱]، اور خریدنے والے کو اپنے مکان وغیرہ میں اس سامان کو لگانے اور استعمال کرنے کا حق حاصل ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح: العبد محمد نظام الدین

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱/۹۱ھ

---

[۱] وصرف الحاكم اوالمتولى نقضه اوثمنه ان تعذر اعادة عينه الى عمارته (درمختار على الشامى كوئٹه، ص ۴۱۹/ج۳/ كتاب الوقف، مطلب فى الوقف اذاخرب ولم يمكن عمارته) شامى زكريا ص۶/۵۷۳، المصدر السابق، البحر الرائق كوئٹه ص ۵/۲۱۹، كتاب الوقف، مجمع الانهر ص۲/۵۸۷، كتاب الوقف، مطبوعه بيروت.

[۲] واذا رأى حشيش المسجد فرفعه انسان جاز ان لم يكن له قيمة فان كان له ادنى قيمة لا يأخذه الا بعد الشراء من المتولى او القاضى او اهل المسجد او الامام، بحر ص ۵/۲۵۱، كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد، مكتبه ماجديه كوئٹه، خانيه على هامش الهنديه كوئٹه ص ۳/۲۹۹، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجدا، عالمگيرى كوئٹه ص ۲/۴۵۹، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد وما يتعلق به.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ششم

زیارت قبور

زیارت قبور کا طریقہ

سوال:۔ قبرستان جانے اور فاتحہ پڑھنے کا طریقہ تحریر فرمادیجئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

پنجشنبہ یا جمعہ کو بغیر کسی خاص پابندی کے جاکر قبلہ کی طرف پشت کر کے قبر کی طرف رُخ کر کے سورۂ یٰسین، قُل ھو اللّٰہ احد الخ الحمد الخ وغیرہ پڑھ کر کہہ دے یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچادے اور پڑھنے سے پہلے وہاں جا کر کہے " السّلام علیکم دار قوم مومنین و انا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۸۸ھ

---

[1] وبزيارة القبور اى لابأس بها بل تندب، الا أن الافضل يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس، ويقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء اللّٰه بكم لاحقون ويقرأ يٰسين وفى الحديث، من قرأ الاخلاص احدى عشرة مرة ثم وهب أجرها للأموات اعطى من الأجر بعدد الاموات الخ درمختار مع الشامى زكريا مختصراً ص ۱۵۴، ۱۵۰/۳/ باب زيارة القبور، مراقى الفلاح مع طحطاوى مصرى ص ۵۱۲/تا ۵۱۴/ فصل فى زيارة القبور، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۵۰/۵/ كتاب الكراهية الباب السادس عشر فى زيارة القبور الخ،

عورتوں کا زیارت اولیاء کیلئے جانا

سوال:-عورتوں کا اولیاء کرام کی زیارت کیلئے جانا جائز ہے یا ناجائز ہے؟
اگر جمعہ میں کوئی جنازہ آجائے تو نماز جمعہ پڑھ کر پہلے نماز جنازہ پڑھے یا سنتیں ادا کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نامحرم کو دیکھنا چاہے وہ اولیاء کرام ہوں چاہے کوئی اور ممنوع ہے[1]، اوران کے مزارات پر جانے سے مفاسد زیادہ پیدا ہوتے ہیں اس لئے ان کو منع کیا جاتا ہے[2]۔
پہلے نماز جنازہ اسکے بعد سنتیں، اگر اسکا عکس کریں تب بھی گنجائش ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/صفر ۶۸ھ

۱؎ عن ام سلمة رضي الله عنها انها كانت عند رسول الله ﷺ وميمونة اذا اقبل ابن ام مكتوم فدخل عليه فقال رسول الله ﷺ احتجبامنه فقلت يارسول الله اليس هو اعمى لايبصرنا فقال رسول الله ﷺ افعميا وان انتما الستما تبصرانه (مشكوة شريف ص۲۶۸، باب النظر الى المخطوبة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، ابو داؤد شريف ص۵۶۸/۲، كتاب اللباس، باب في يجوز لهاالنظر الى الرجل، بذل المجهود ص۶۰/۵، مطبوعه رشيديه سهارنپور،

۲؎ وفي السراج: وأما النساء اذا أردن زيارة القبور، من غير ما يخالف (الشرع فلا باس به اذا كن عجائز، وكره ذلک للشابات، وحاصله أن محل الرخصة لهن اذا كانت الزيارة على وجه ليس فيه فتنة. طحطاوى على المراقى ص: ۵۱۲، احكام الجنائز، فصل فى زيارة القبور، مطبوعه مصر، درمختار مع الشامى زكريا ص۱۵۰/۳، صلاة الجنائز، مطلب فى زيارة القبور، حلبى كبير ص۵۹۴، فصل فى الجنائز، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور،

۳؎ وتقدم صلاة الجنازة على الخطبة وعلى سنة المغرب وغيرها أي لسنة الظهر والجمعة والعشاء لكن فى البحر، الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة وأقره المصنف. الدرالمختار على هامش ردالمحتار نعمانيه ص۵۵۶/۱، مطبوعه زكريا ص۴۶/۳، باب العيدين، مطلب فيما يترجح تقديمه من صلاة العيد الخ، سكب الانهر ص۲۷۷/۱، باب الشهيد، دارالكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص۱۹۱/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته،

عورتوں کیلئے زیارت قبور

سوال:-عورتوں کا قبروں پر جانا درست ہے یا نہیں ان کے جانے کے متعلق کوئی حدیث ہو تو تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رونے اور غم تازہ کرنے کیلئے قبروں پر جانا منع ہے، صلحاء کی قبور پر تبرک اور عبرت کے لئے بوڑھی عورت کو پردہ کے ساتھ جانا درست ہے، اور جوان عورتوں کو ہر حال میں جانا منع ہے کیونکہ عورتیں عموماً جا کر ضرور منکرات میں مبتلا ہوتی ہیں خواہ جوان ہوں خواہ بوڑھی اس لئے جہاں تک ہوسکے ان کو جانے سے روکنا چاہئے (ولابأس) بزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الافزوروها (در مختار) قال الشامي قوله ولو للنساء وقيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن بحر وجزم في شرح المنية بالكراهة لما مر في اتباعهن الجنازة وقال الخير الرملي ان كان ذٰلک لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن فلا تجوز وعليه حمل حديث لعن اللّٰه زائرات القبور وان كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرک بزيارة قبور الصالحين فلا باس اذا كن عجائز ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة في المساجد وهو توفيق حسن اهـ ردالمحتار[1] ص: ۹۴۲ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۳/۵۵ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۴/ ج:۲/ ۵۵ھ

---

[1] شامی نعمانیہ ج: ۱، ص: ۶۰۴، ومطبوعہ زکریا ص ۱۵۰/۳، مطلب في زيارة القبور. باب صلاة الجنازة، طحطاوی على المراقي مصری ص ۵۱۲، فصل في زيارة القبور،

عورتوں کے لئے زیارت قبور

سوال :- کیا عورتیں قبور کی زیارت کرسکتی ہیں، حسب ذیل احادیث کی روشنی میں جواب دیجئے۔

(۱) لعن اللّٰہ زوارات القبور (مشکوٰۃ شریف) باب زیارۃ القبور

(۲) کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا فانھا تذکر الموت.

الجواب حامداً ومصلیاً

ان دو حدیثوں کی وجہ سے اس مسئلہ میں دو قول ہیں بعض حضرات نے ممانعت کو صرف مردوں کے حق میں منسوخ مان کر عورتوں کے حق میں ممانعت کو بدستور باقی مانا اور موجب لعنت قرار دیا ہے، بعض علماء نے ممانعت کو عورتوں کے حق میں بھی بدستور منسوخ مان کر ان کیلئے زیارت قبور کو فی نفسہٖ تو جائز قرار دیا ہے[۱]۔ لیکن عورتیں اگر زیارت قبور کو قبرستان جائیں تو اس میں دوسرے مفاسد ہیں مثلاً پردہ کا اہتمام نہیں کریں گی وہاں جاں کر قبور کو دیکھ کر خاص کر جب کہ وہ ان کے اعزہ، اولاد، والدین، شوہر وغیرہ کی قبریں ہوں بے صبری کے ساتھ چلا کر بیان کر کے روئیں گے سینہ کوبی کریں گی، بال نوچیں گی، مونہہ پیٹیں گی، اگر وہ بزرگوں کی قبریں ہوں تو وہ ان کا طواف کریں گی ان کو سجدہ کریں گی، ان سے مرادیں مانگیں گی، ان پر چادر ڈالیں گی، وہاں چراغ جلائیں گی، چڑھاوا چڑھائیں گی، غرض شرکیات ومحرمات میں مبتلا ہونگی جیسا کہ عامۃً اولیاء کے مزارات پر بہت سے مقامات پر ہوتا ہے، اسلئے عورتوں کو زیارت قبور کیلئے جانے سے منع فرماتے ہیں کہ ایک مستحب کی خاطر کسی ناجائز چیز کو برداشت نہیں کیا

---

[۱] واما النساء فقد روی ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ علیہ الصلاۃ والسلام لعن زوارات القبور أی بعض اھل العلم ان ھذا کان قبل ان یرخص فی زیارۃ القبور فلما رخص عمت الرخصۃ لھن وقیل یکرہ لھن الزیارۃ لقلۃ صبرھن وجزعھن. مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۴۰۴/۲، باب زیارۃ القبور. مطبوعہ اصح المطابع بمبئی، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۱۲، فصل فی زیارۃ القبور،

جا سکتا اور جن مردوں کا حال بھی عورتوں کی طرح ہو انکو بھی منع کیا جائیگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

عورتوں کیلئے زیارت قبور

سوال:-عورتوں کا بزرگان دین کی زیارت کیلئے جانا کیسا ہے اور کیا بزرگان دین کی قبروں کیلئے اور قبروں پر جانا اسی میں ہے یا اس سے مستثنیٰ ہے اور مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ جائز فرماتے ہیں اور مولانا محمد طیب صاحب دیوبندی ناجائز فرماتے ہیں اور کتاب بہشتی زیور اور مجالس الابرار میں ایسی عورتوں پر لعنت فرماتے ہیں، کتاب رکن دین میں بھی جائز فرما رہے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا بات ہے، اس کو مفصل تحریر فرمایئے گا، تاکہ خوب سمجھ میں آجائے۔ اور کس پر عمل کیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل یہ ہے کہ عورتوں میں تحمل کم ہوتا ہے قبروں کو دیکھ کر بسا اوقات بے صبری کی حالت میں رونا، چلانا، کپڑے پھاڑنا، مونھہ پیٹنا وغیرہ حرکات شروع کر دیتی ہیں، نیز مطلقاً عورتوں کا گھر سے نکلنا فتنہ ہے اور اس میں مفاسد کثیرہ ہیں، اس لئے ممنوع ہے، مجالس الابرار میں صحیح لکھا ہے کہ حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے[1]۔ جن لوگوں نے اجازت دی ہے، انہوں نے مفاسد پر غور نہیں کیا ہوگا۔ مولانا کفایت اللہ صاحبؒ کی تحریر ہمارے سامنے نہیں۔ رکن دین کی

---

[1] روی ابوهريرة انه عليه السلام لعن زوّارات القبور قال المنلا علی القاری يكره لهن الزيارة لقلة صبرهن وجزعهن. مرقاة ص:۴۰۴، ج:۲، باب زيارة القبور . مطبوعه اصح المطابع بمبئی، وحاصل الكلام انها تكره للنساء بل تحرم فی هذا الزمان لاسيما نساء مصر لان خروجهن علی وجه فيه فساد وفتنة، عمدة القاری ص ۴/۷۰، الجزء الثامن، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، مطبوعه دار الفكر بيروت، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۱۵، فصل فی زيارة القبور،

بعض روایتیں ضعیف ہیں ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
مظاہر علوم سہارن پور

عورتوں کا قبرستان میں جانا

سوال:-عورتیں قبرستان جاسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز تو ہے لیکن نہ جانا ہی زیادہ بہتر ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زیارت قبور بحالت جنابت

سوال:-کسی شخص کا ناپاکی میں قبرستان میں یا قبر کے پاس جانا کیسا ہے یعنی حالت جنابت میں ۔بینواتوجروا

الجواب حامداًومصلیاً

قبر کی زیارت کیلئے پاکی حالت میں جانا چاہئے کیونکہ وہاں جاکر قرآن شریف پڑھنا بھی مسنون ہے[۲]،اورقرآن شریف ناپاکی کی حالت میں پڑھنانا جائز ہے،اگر قرآن شریف نہ پڑھے

---

[۱] ولابأس بزيارة القبور ولو للنساء وقيل تحرم عليهن، والأصح أن الرخصة ثابتة لهن "بحر" وجزم في "شرح المنية" بالكراهة، شامی نعمانیه مع الدر ص:۶۰۴، ج:۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی زیارة القبور، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۱۲، فصل فی زیارة القبور، عمدة القاری ص۴/۷۰، الجزء الثامن، کتاب الجنائز، باب فی زیارة القبور، مطبوعه دارالفکر بیروت، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تو بحالت جنابت جانا بھی گناہ نہیں البتہ خلاف افضل ضرور ہے: والافضل ان یکون ذٰلک یوم الخمیس متطهراً. شامی[١] بحث زیارة القبور ص: ٩٤٢، ج: ١. فقط واللہ سبحانہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ٥/٤/٥٤ھ

اقسام زیارة القبور

سوال:- زيارة القبور ليست مشروعة مطلقاً بل نوعان شرعية وغير شرعية فالمسنونة منها شرعية وغير المسنونة غيرشرعية فبعضها معصية كبيرة وبعضها كفر وشرك.

الجواب حامداً ومصلياً

زيارة القبور من حيث المقاصد والاعمال مختلفة بعضها مستحبة[٢] والبعض

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [١] واخذ من ذلک جواز القرأة على القبر (الى قوله) وقال محمد تستحب لورود الآثار وهو المذهب المختار (طحطاوی على المراقی مصری ص٣١٥، فصل فی زيارة القبور، شامی زكريا ص ١٥١/٣، مطلب فی زيارة القبور، هندية كوئٹه ص ٣٥٠/٥، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر فی زيارة القبور،

(حاشیہ صفحہ هذا) [٢] شامی نعمانیه ص٦٠٤/١، مطلب فی زيارة القبور. باب صلاة الجنازة.

[٣] استفيد منه ندب الزيارة وان بعد محلها. شامی كراچی ص: ٢٤٢، ج: ٢، وزكريا ص ١٥٠/٣، مطلب فی زيارة القبور، بحر كوئٹه ص ١٩٥/٢، كتاب الجنائز،

ترجمہ سوال:-قبور کی زیارت مطلقاً مشروع نہیں بلکہ اس کی دو قسمیں ہیں (١) مشروع (٢) غیر مشروع، مسنون تو شرعی ہے اور غیر شرعی ہے غیر مسنون غیر شرعی میں بعض گناہ کبیرہ ہے اور بعض کفر وشرک ہے۔

ترجمہ جواب :-قبروں کی زیارت میں مقاصد کے اعتبار سے اختلاف ہے بعض زیارات تو مستحب ہیں اور بعض مباح ہیں اور بعض بدعت محرمہ ہیں اور بعض شرک ہیں۔

مباحة والبعض بدعة محرمة[۱] والبعض شرک[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہر سال کے شروع میں زیارتِ قبور

سوال:- بنارس میں اعراس کے شیدائی اوراہلِ بدعت کے غوغائی حضرات نے اس وقت موسم کے لحاظ سے نیاز، فاتحہ، عرس اور دوسرے تمام لوازمات کی غزل پڑھنا شروع کردی ہے، اس سلسلہ میں سالانہ مزارات کی حاضری کے بارے میں فریقِ مخالف نے بس یہ تحریر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال صحابہ کو لے کر اُحد جاتے تھے، میں نے جب تلاش کیا تو شنبہ میں آپ کا جانا ثابت ہے اور حضرت عقبہ کی روایت ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے وہ ضرور تھے، کہ دعاء مغفرت کے سماں کا کیف وسرور کو انہوں نے انتہائی ذوق وشوق سے بیان فرمایا ہے، اور بھی دوجگہ ہے، مگر صحابہ کے ساتھ ہر سال کا جانا صحاح میں نظر سے نہیں گذرا، البتہ مولانا فرنگی محلی کے مجموعہ فتاویٰ میں ابن جریدہ کے حوالہ سے ایک حدیث "علٰی راس کل حول"، ملی، اس کے بعد فتاویٰ دارالعلوم ج: پنجم ص:۱۹۶ میں یہ حدیث ملی: **لـمّـا اخرج ابن جـريـرة عـن مـحـمّـد بـن ابراهيم قال كانَ النبى صلى الله عليه وسلم يأتى قبور الشهـداء عَـلٰى رأس كـل حـول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار وابوبكر وعمر وعثمان.** اس حدیث کے بارے میں دریافت طلب بات یہ ہے کہ سنداً یہ

---

۱ وان كان (الزيارة) للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرك بزيارة الصالحين فلاباس اذا كن عـجـائـز ويـكـره اذا كن شواب كحضور الجماعة فى المساجد. شامى كراچى ص: ۲۴۲، ج: ۲، ومـطـبـوعه زكريا ص ۱۵۰/۳، مطلب فى زيارة القبور. باب صلاة الجنازة، مراقى مع الطحطاوى مصرى ص ۵۱۲، فصل فى زيارة القبور،

۲ اصلاح الرسوم ص ۷۱، تا ۷۹، تیسرا باب اولیاء اللہ کے عرس وفاتحہ مروجہ،

حدیث کس درجہ کی ہے اور یہ تو تعیین تاریخ کے لئے بہت مفید ہے، راویوں میں اگر کوئی راوی کمزور ہو تو اس کا نام تحریر فرمادیں گے اور صاحبِ رجال نے جو اس کے بارے میں تحریر فرمایا ہو، اس کو بھی چونکہ ابنِ جریر یہاں نہیں ہے دوسرے یہ کہ مجھ میں صلاحیت کہاں یقین ہے کہ جواب سے شکر گزار فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلياً

شہدائے اُحد کے ساتھ بعض خصوصی معاملات بھی ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ قبل دفن ان پر صلوۃ جنازہ پڑھ لینے کے باوجود ان پر حیاتِ طیبہ میں بھی دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی ہے۔ جیسا کہ امام طحاویؒ نے تصریح فرمائی[1] اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بار بار تمام شہدائے اُحد کے ساتھ نماز پڑھی گئی[2]۔ ہوسکتا ہے کہ یہ علیٰ راس کل حال کی زیارت بھی خصوصیات میں سے ہو ورنہ اس قسم کی چیز شہیدائے بدر کی زیارت سے متعلق بھی ثابت ہوتی خاص کر جب کہ ان کا مقام شہدائے اُحد سے بلند ہے، اور مدفون بقیع کی زیارت کے متعلق بھی ثابت ہوتی، کہ

---

[1] ففي حديث عقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى على قتلى احد بعد مقتلهم بثمان سنين طحاوى شريف ص: ۲۹۰. باب الصلاة على الشهداء.

ترجمہ: -حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر ان کے شہید ہونے کے آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھائی۔

[2] عن ابن عباس رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوضع بين يديه حمزة يوم احد عشر فيصلى عليهم وعلى حمزة ثم يرفع العشرة وحمزة موضوع ثم يوضع عشرة فيصلى عليهم وعلى حمزة معهم طحاوى شريف ص: ۲۹۰، ج: ۱، باب الصلاة على الشهداء، كتاب الجنائز. مطبوعه آصفيه دهلى.

ترجمہ: -ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے گئے دس شہداء پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھتے تھے پھر وہ دس اٹھائے جاتے تھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا رہتا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دس اور رکھے جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

انکے مناقب مستقلاً احادیث میں موجود ہیں[۱]۔ نیز غزوۂ اُحد شوال میں ہوا[۲]، اور راس کل حول کا مصداق محرم ہے اور اعراس کا معمول تاریخِ وفات پر ہے نہ کہ راس کل حول پر پھر اس زیارت پر راس کل حول سے استدلال کیسے صحیح ہوگا علاوہ ازیں یہ زیارت راس کل حول بھی مسلسل اور دائمی ثابت نہیں، ورنہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بعد میں بھی اس کا اہتمام فرماتے اور محدثین ومجتہدین بھی اس لئے مبتدعین کا استدلال بالکل بے محل ہے، روایت پر جرح کی ضرورت نہیں، شامی نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے بھی نقل کی ہے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/۹۱ھ

زیارت قبر کی جہت

سوال:-(۱) زید نے قبر کی شرق کی جانب سے قبلہ رو ہوکر جیسے نماز جنازہ کیلئے کھڑے

---

[۱] یحشرون منها سبعون الفاً لیس علیهم حساب الحدیث یحشرون من البقیع سبعون الفاً علی صورة القمر لیلة البدر الحدیث کتاب تاریخ المدینة المنورة، ص: ۶۴، ج: ۱، باب ما ذکر فی مقبرة البقیع.

ترجمہ:-ان میں سے قیامت کے دن ایسے ستر ہزار اٹھائے جائیں گے جن پر حساب نہیں ہوگا، جنت البقیع سے ستر ہزار ایسے اٹھائے جائیں گے کہ ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی۔

[۲] کانت غزوة احد فی شوال سنة ثلاث یوم السبت (عمدة القاری ص۱۳۸/۱۰، الجزء السابع عشر کتاب المغازی باب غزوة احد، مطبوعه دارالفکر بیروت، فتح القدیر ص۸۸، ج۸، باب غزوة احد، مطبوعه مکتبه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه،

[۳] روی ابن شیبة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یاتی قبور الشهداء باحد علی راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار، شامی کراچی ص: ۲۴۲، ج: ۲، باب صلاة الجنازة، مطلب فی زیارة القبور. **ترجمہ**:-حضرت ابن شیبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء احد کی قبروں پر آتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم پر سلامتی ہو اس صبر کی وجہ سے جو آپ لوگوں نے کیا، پس بہترین انجام ہے۔

ہوتے ہیں فاتحہ پڑھی بکر کہتا ہے کہ اس سے مردہ کو تکلیف ہوتی ہے، شرق یا شرق کے کسی گوشہ کی جانب رخ کر کے پڑھنا چاہئے شرعاً بکر کا قول کس درجہ میں ہے۔

(۲) جب کہ ہر چہار سو قبریں ہوں اور یہ شخص اپنے عزیز کی قبر پر فاتحہ کیلئے جائے تو فاتحہ کیلئے کونسی سمت کو اختیار کرنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱،۲) اگر میت کے سر کی جانب کھڑے ہو کر زیارت کی جائے تو یہ میت پر باعث دشواری ہے، لہٰذا پیر کی جانب کھڑا ہو کر زیارت اور فاتحہ پڑھنی چاہئے: **یأتی الزائر من قبل رجلی المتوفٰی لا من قبل رأسه لانه اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانه یکون مقابل بصره** [1] شامی ص:۹۴۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، ۱۷/۱۱/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۹/ ذی قعدہ ۵۳ھ

قبر کی زیارت کرتے وقت کیا میت کو اطلاع ہوتی ہے؟

سوال:۔ ہم سنت کے مطابق کسی عزیز کی قبر کی زیارت کرتے ہیں، تو کیا اہل قبر کو اس کی اطلاع ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے زیارت کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ اس کو اطلاع کرا دیتا ہے، "**قال ابن القیم الاحادیث والآثار تدل علی ان**

[1] شامی نعمانیه ص:۶۰۵، مطبوعه زکریا ص: ۳/۱۵۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی زیارة القبور، غنیة الناسک ص۲۰۳، خاتمه فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیه وسلم، مطبوعه کراچی،

الزائر متی جاء علم به المزور وسمع سلامه وانس به ورد علیه وهذا عام فی حق الشهداء وغیرهم وانه توقیت فی ذالک"[1] الطحطاوی، ص ۳۴۰/) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اجمیر شریف کی زیارت کے لئے سفر

سوال:- اگر ہم گھر سے نیت کر کے چلے اجمیر شریف کی زیارت کرنے کیلئے اور وہاں پر پہنچ کر زیارت کی، اور جو کچھ ہوسکا ہم نے درود شریف پڑھا اور بخشا اور چلے آئے، آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے[2]۔ اس سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے، اور آخرت یاد آتی ہے[3]۔ قرآن کریم پڑھ کر ثواب پہونچانا بھی ثابت اور مفید ہے[4]۔ جو کام محض ثواب کے ہیں ان

---

[1] طحطاوی علی المراقی مصری، ص ۳۱۲/ فصل فی زیارة القبور، کتاب الروح، ص ۱۲/ المسئالة الاولیٰ هل تعرف الاموات زیارة الاحیاء، مطبوعه فاروقیه پشاور، التذکره فی احوال المؤتی والقبور، ج ۱/ص ۱۱۸/ باب ماجاء أن المیت یسمع مایقال،طبع دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] یستحب زیارة القبور. عالمگیری ص: ۳۵۰، ج:۵، الباب السادس عشر فی زیارة القبور. کتاب الکراهیة، حلبی کبیر ص ۶۰۸، فصل فی الجنائز، الثامن فی مسائل متفرقه، مطبوعه لاهور، شامی زکریا ص ۱۵۰/۳، صلاة الجنازة، مطلب فی زیارة القبر،

[3] کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تذهد فی الدنیا وتذکر الأخرة. مشکوٰة ص: ۱۵۴، ج: ۱، باب زیارة القبور. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، سنن ابن ماجه ص ۱۱۲، ابواب ماجاء فی الجنائز، ماجاء فی زیارة القبور.

ترجمہ :- میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

میں بھی لوگوں نے ایسی چیزیں داخل کرلیں کہ ثواب کے بجائے ان سے گناہ ہوتا ہے، مثلاً اجمیر شریف جاکر مزاروں کوسجدہ کرتے ہیں، ان سے منت مانگتے ہیں، قبر پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں، قوالی کرتے یا سنتے ہیں، وہاں بے پردہ عورتیں بھی جاتی ہیں، ایسی باتیں شرعاً جائز نہیں بلکہ گناہ اور حرام ہیں[۱]۔ بعض باتیں شرک کے قریب ہیں[۲]۔ اگر کوئی شخص خود یہ باتیں نہ کرے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[۴] عن علی رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من مر علی المقابر فقرءَ قل هو اللّٰہ احد احدی عشرة مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات. رواه الدار قطنی بحواله طحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۴۱۵، ج:۸، باب زیارة القبور. مطبوعه مصر، اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائده عن ابی هریرة رفعه: من دخل المقابر ثم قرأ بفاتحة الکتاب وقل هو الله احد والهاکم التکاثر (الی قوله) کانوا شفعاء له الی الله تعالی ...... واخرج عبدالعزیز صاحب الخلال من حدیث انس: من دخل المقابر فقرأ سورة یٰسین خفف الله عنهم وکان له بعدد من دفن فیها حسنات (اتحاف ص ۳۷۳، ج ۱۰، کتاب ذکر الموت، الباب السادس، بیان زیارة القبور، مطبوعه دارالفکر بیروت)

ترجمه :-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کا قبرستان میں گذر ہوا اور ''قل هو اللّٰہ احد'' گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اللہ اس کو مردوں کے برابر ثواب عطاء فرماتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] فان منهم من قصد بزیارة قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورهم ویدعو عندها ویسألهم الحوائج وهذا لایجوز عند احد من علماء المسلمین. مجمع بحارالانوار ص:۴۴۸، ج:۲. عمدة القاری ص ۷۰/۴، الجزء الثامن، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، مطبوعه دارالفکر بیروت. درمختار مع الشامی زکریا، ۴۲۷/۳، کتاب الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ،

[۲] فانظر الی حال المحترفین من اهل عصرنا، ویذهبون الی القبور والعتبات ویرتکبون انواعًا من الشرک. الفوز الکبیر ص: ۲۴. الدر مع الشامی زکریا ص۴۲۷/۳، کتاب الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ، بحر کوئٹه ص۲۹۸/۲، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف.

تب بھی دوسرے لوگ جو یہ باتیں کرتے ہیں ان کو دیکھنا یا ان کے ساتھ شریک ہونا پڑتا ہے، لہٰذا ایسی حالت میں وہاں جانا درست نہیں اور زیارتِ قبور کا بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، بلکہ میلہ اور تماشہ بن جاتا ہے، اپنے مکان پر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچا دیا جائے، گورغریباں کی زیارت کبھی کبھی اپنی بستی کے قبرستان میں جا کر کرلیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۰/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۱/ ۹۰ھ

D:\INPAGE24\A006.TIF
not found.

باب ہفتم

ایصالِ ثواب کے احکام

ایصال ثواب کا طریقہ

سوال:- زید کا انتقال ہو گیا اور اس کے اقارب اب محض حسبۃً للہ فقراء ومساکین علماء وصلحاء ورؤساء کو بہترین کھانا کھلاتے ہیں، اور صرف ایصال ثواب مقصود ہوتا ہے، اور تلاوت قرآن بھی ہوتی ہے، اور کچھ رقم بھی تقسیم کی جاتی ہے، مگر تعیین تاریخ مثلاً چہارم وچہلم وغیرہ بدعات کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے، اور بسا اوقات چہارم وچہلم وغیرہ کا اہتمام بھی ہوتا ہے، اب ہر دونوں صورتوں کا حکم شرعی کیا ہے، بشرط جواز کھانے کے مستحق کون لوگ ہیں؟ اور ایصال ثواب کا صحیح طریقہ کیا ہے، مفصل ومدلل مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''وقال ایضاً ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة روی الامام احمد وابن ماجة باسناد صحیح عن جریر بن عبداللّٰه قال کنا نعد الا جتما ع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة اهـ وفی البزازیة، ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد السبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراء ة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقرأة سورة الانعام اوالاخلاص، والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لاجل الاکل یکره وفیها من کتاب الاستحسان

وان اتخذ طعاماً للفقراء كان حسنا اهـ واطال فى ذلك فى المعرج وقال وهذه الافعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لانهم لا يريدون بها وجه الله تعالىٰ اهـ الى قوله ولاسيما اذاكان فى الورثة صغار او غائب مع قطع النظر عما يحصل عند ذالك غالباً من المنكرات الكثيرة كايقاد الشموع والقناديل التى توجد فى الافراح وكدق الطبول والغناء بالاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة على الذكر وقرأة القرآن وغير ذلك مما هو مشاهد فى هذه الا زمان وماكان كذالك فلاشك فى حرمته وبطلان الوصية به ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم[1] اهـ صرح علماء نا فى باب الحج عن الغير بأن للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوما او صدقة او غيرها كذا فى الهداية بل فى زكاة التتارخانية عن المحيط الافضل لمن يتصدق ان ينوى لجميع المؤمنين المؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجره شئ[2] اهـ الى قوله ولهذا اختارت

---

[1] شامى كراچى ص: ۲۴۰، ج: ۲، باب صلاة الجنازة، مطلب فى كراهة الضيافة من اهل الميت. حلبى كبير ص ۶۰۹، فصل فى الجنائز، الثامن فى مسائل متفرقة، مطبوعه لاهور، طحطاوى على المراقى ص ۵۰۱، باب احكام الجنائز، فصل فى الحمل والدفن، مطبوعه مصر، بحر كوئٹه ص ۲/۱۹۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته.

[2] شامى كراچى ص: ۲۴۳، ج: ۲، باب صلاة الجنازة، مطلب فى القرأةللميت واهداء ثوابها لهٗ. طحطاوى على المراقى ص ۵۱۴، فصل فى زيارة القبور، مطبوعه مصرى، تاتارخانيه كراچى ص ۲/۳۱۹، كتاب الزكاة، قبيل الفصل السابع عشر فى المتفرقات.

خلاصہ ترجمہ:-جواب (الف) میت کے اہل خانہ کا ضیافت کا کھانا تیار کرانا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے کہ ضیافت خوشی کے مواقع پر مشروع ہے، غمی کے مواقع پر ضیافت کرنا مشروع نہیں، خواہ پہلے دن ہو یا تیسرے دن یا ایک ہفتہ پر۔

(ب) صلحاء وقراء کو قرآن خوانی وختم قرآن وغیرہ کے لئے جمع کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(ج) قرآن پڑھنے پر کھانا کھلانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(د) البتہ فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا جائز ودرست ہے۔

(ہ) بلا کسی اجتماع والتزام کے حسب توفیق قرآن پڑھ کر یا نماز وغیرہ دیگر عبادات کر کے یہ کہنا چاہئے اے اللہ اس نیک عمل کا ثواب فلاں کو پہنچا۔

الشافعية فى الدعاء اللهم اوصل مثل ثواب ما قرأته الى فلان واما عندنا فالواصل اليه نفس الثواب وفى البحر من صام او صلى او تصدق وجعل ثواب لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عنداهل السنة والجماعة كذا فى البدائع وفى شرح اللباب ويقرأ من القرآن ماتيسر له ثم يقول اللّٰهم اوصل ثواب ماقرأناه الى فلان او اليهم[۱] اھ شامی نعمانية بتغير باب صلوة الجنازة، ص: ۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲.

عبارت مذکورہ سے آپ کے سوال کا تفصیلی جواب معلوم ہوگیا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب کا طریقہ

سوال:- ایصال ثواب مردوں کو کس طرح کیا جائے، صرف نیت ہوجانے پر کہ فلاں میت کو میرے قرآن شریف پڑھنے کی یا نوافل یا خیر خیرات دینے کا ثواب پہنچ جائے، یہ کافی ہے، یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل بھی ضروری ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نیک عمل، تلاوت، قرآن پاک، نوافل خیرات اس نیت سے کیا جائے، کہ اللہ تعالیٰ اسکا ثواب فلاں کو پہنچادے تب بھی کافی ہے، اگر بغیر اس نیت کے کیا جائے تو بعد میں یہ دعا کرے کہ

---

[۱] شامی کراچی ص: ۲۴۳، ج: ۲، باب صلاة الجنازة، مطلب فى زيارة القبور، بحر كوئٹه ص ۵۹/۳، باب الحج عن الغير، بدائع الصنائع زكريا ص ۴۵۴/۲، كتاب الحج، فصل بيان شرائط النيابة فى الحج.

یا اللہ اسکا ثواب فلاں کو پہنچادے، شامی میں اسی طرح لکھا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب کا طریقہ

سوال:- میں روزانہ اس طرح فاتحہ پڑھتا ہوں کیا شریعت میں ایسا عمل جائز ہے کیا میرے مرحوم کو اس کا فائدہ ہوگا، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ **قل ھو اللہ احد** اور ایک مرتبہ درود ابراہیم پڑھ کر اس طرح کہتا ہوں خداوندا جو کچھ اس وقت پڑھا ہوں اس کا ثواب جملہ پیغمبروں کو پہنچا کر یا اللہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا کر اور ان کے جملہ صحابہ کی اُن کی آل واولاد کی ان کی ازواج مطہرات کی جملہ اولیاء اللہ کی ارواح کو پہنچا کر یا اللہ مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک جس قدر مرد وعورت وفات پاچکے ہیں، یا اللہ ان تمام کی روح کو پہنچا کر میرے ماں باپ اور میرے جملہ رشتہ دار جو وفات پاچکے ہیں ان تمام کی روح کو اس فاتحہ کا ثواب پہنچا کر یا اللہ تمام لوگوں کے گناہوں کو معاف کردے ان تمام مرحومین کو جنت میں جگہ عطا کردے، میں روزانہ اس طریقہ سے فاتحہ پڑھتا ہوں شرعاً یہ طریقہ جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح بھی ایصال ثواب کرنے سے ثواب پہنچ جاتا ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۱۴۰۰ھ

---

[1] اختاروا فی الدعاء اللھم اوصل مثل ثواب ما قرأته الی فلان. شامی کراچی ص:۲۴۳، ج:۲، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القرأۃ للمیت. بدائع الصنائع زکریا ص ۲/۴۵۴، فصل بیان شرائط النیابۃ، بحر کوئٹہ ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغیر.

[2] للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاۃ اوصامًا اوصدقه اوغیرھا. شامی نعمانیه ص ۶۰۵، ج:۱، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی القرأۃ للمیت واھداء ثوابھا له. بحر کوئٹہ ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغیر، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۱۴، فصل فی زیارۃ القبور.

ایصال ثواب کے طریقے اور قبر کھود کر میت کو دیکھنا

سوال:- میرے لڑکے کا بعمر دس سال انتقال ہو گیا جس سے بہت صدمہ ہے، مرحوم کی طرف سے کیا کام کیا جائے، جس سے اسکے درجات بلند ہوں اور آخرت میں وہ ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنے؟ ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کرنا کیسا ہے؟ اگر بچہ کی قبر کھول کر دیکھ لوں تو کچھ اطمینان ہو جائے گا، اس خیال سے میت دکھلا دی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ مرحوم کی قبر پر قرآن پاک بلند آواز سے سنانے میں کچھ حرج تو نہیں؟ مرحوم کی قبر پر تاریخِ وفات لکھوانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دس سال کا بچہ معصوم ہے، اسپر کوئی گناہ نہیں، اس کیلئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی ضرورت نہیں، تاہم جو کچھ ثواب پہنچایا جائیگا وہ رفعِ درجات کا سبب بنے گا، قبر کھود کر صورت دیکھنے کی اجازت نہیں، ایسا کرنا حرام ہے[1]۔ صبر میں بڑا اجر ہے[2]، میت کو ثواب پہنچانے کیلئے غرباء کو کھانا کھلانا بھی درست ہے، کپڑے وغیرہ ضرورت کی چیز دینا بھی درست ہے[3]، مگر

---

[1] وان اهالوا التراب لا ينبش القبر لان ذالک سنة والنبش حرام (طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۰۲، فصل فی حملها ودفنها، شامی زکریا ص ۱۴۱/۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، هندیه کوئٹه ص ۱۶۸/۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن.

[2] انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب ای ولهم علی صبرهم اجر عظیم عند ربهم لایقدر قدره (تفسیر مراغی ص ۱۵۳/۸، الجزء الثالث والعشرون، سورۂ زمر آیت: ۱۰، مطبوعه مکتبه تجاریه مصطفی احمد الباز مکه مکرمه)

[3] من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة (بحر کوئٹه ص ۵۹/۳، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ۴۵۴/۲، کتاب الحج، فصل بیان شرائط النیابة فی الحج، شامی کراچی ص ۲۴۳/۲، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور.

جو کچھ ہوا خلاص کے ساتھ ہو، ریا وفخر کے طور پر نہ ہو، قرآن پاک پڑھوا کر پڑھنے والوں کی دعوت کرنا درست نہیں، یہ قرآن خوانی کی اُجرت کے درجہ میں ہے، اس سے ثواب نہیں ہوگا[1]۔ کسی بڑے بزرگ کی قبر پر پتھر پر نام کندہ کرا کے لگانے کی گنجائش ہے تاکہ زیارت کیلئے جو لوگ دور دور سے آتے ہیں ان کو دشواری نہ ہو، وہ خود ہی پہچان لیں[2]۔ بچے کی قبر پر اسکی ضرورت نہیں، بہت سے بہت درخت کا پودا قریب ہی لگادیں قبر کے قریب قرآن پاک تلاوت کرنے سے میت کو اُنس ہوگا[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/ ۸۹ھ

---

[1] الحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرائة القرآن لاجل الاكل يكره وفيها من كتاب الاحسان وان اتخذ طعامًا للفقراء كان حسنًا واطال في ذالک في المعراج وقال هذه الافعال كلها للسمعة والرياء فيحترز منها لانهم لايريدون بهاوجه الله. شامی کراچی ص ۲/۲۴۰، باب صلاة الجنازة. مطلب في كراهية الضيافة من اهل الميت، حلبی کبیری ص ۶۰۹، فصل في الجنائز، الثامن في مسائل متفرقة من الجنائز، مطبوعه لاهور، فتاوی بزازيه على هامش الهنديه ص ۴/۸۱، الفصل الخامس والعشرون في الجنائز، نوع آخر ذهب الى المصلى قبل الجنازة، مطبوعه کوئٹه.

[2] فان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل اخذ به الخلف عن السلف (الى قوله) فان الكتابة طريق الى تعرف القبر بها نعم يظهر ان محل هذا الاجماع العملي على الرخصة فيها ما اذا كانت الحاجة داعية اليه في الجملة فاما الكتابة بغير عذر فلا (شامی کراچی مختصرا ص ۲/۲۳۸، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، طحطاوی مع المراقی ص ۵۰۵، باب احكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها، مطبوعه مصر، تبيين الحقائق ص ۱/۲۴۶، باب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه امداديه ملتان.

[3] في حديث عمر بن العاص مرفوعاً ثم اقيموا حول قبري قدر ما ينحر جزور ويقسم لحمها حتى استانس بكم اى بدعائكم واذكاركم وقرائتكم واستغفاركم. مرقاة ص: ۳۸۱، ج: ۲، باب دفن الميت الفصل الثالث. مطبوعه ممبئی، طحطاوی مع المراقی ص ۵۰۸، فصل في حملها ودفنها، مطبوعه مصر، فتاوی الهنديه کوئٹه ص ۱/۱۶۶، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن.

کیا دوسروں کو ثواب بخش دینے کے بعد خود قاری کو بھی ثواب ملے گا؟

سوال:-کسی نے پورا قرآن شریف پڑھا اور کل کا ایصالِ ثواب کر دیا اور جب جب پڑھتا ہے سب ایصالِ ثواب کر دیتا ہے، تو پڑھنے والے کو کچھ بچے گا اور ثواب ملے گا یا بالکل خالی ہاتھ ہو جائے گا؟ اور اگر ملے گا تو کتنا ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنی تعداد کے مردوں کو ثواب بخشے گا ان کے عدد کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ص: ۴/۲/۹۱ھ

[1] عن علی رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من مر علی المقابر فقرء قل هو اللّٰہ احد احدی عشرة ثم وهب اجرها للاموات. اعطی من الاجربعدد الا موات رواه الدار قطنی بحواله طحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۴۱۵، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه بمصر. اتحاف السادة ص ۱۰/۳۷۱، کتاب ذکر الموت ومابعده، بیان زیارة القبور، مطبوعه دارالفکر بیروت. من دخل المقابر فقرأ سورة یٰس خفف اللہ عنهم وکان له بعدد من دفن فیها حسنات (اتحاف ص ۱۰/۳۷۳، المصدرالسابق، کنز العمال ص ۱۵/۶۵۵، رقم الحدیث: ۴۲۵۹۶، کتاب الموت، الباب الثالث فی امور بعد الدفن، الفصل الثالث فی زیارة القبور، مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۳۱۹، کتاب الزکاة، قبیل الفصل السابع عشر فی المتفرقات، شامی کراچی ص ۲/۲۴۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی القراءة للمیت، طحطاوی علی المراقی ص ۴۱۵، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه مصر.

ترجمه:-نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گذرے اور گیارہ مرتبہ ''قل هو اللّٰہ احد'' پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو مردوں کے عدد کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا۔

ایصالِ ثواب کا فائدہ

سوال: - ایصالِ ثواب سے مرنے والے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عذاب میں تخفیف ہوتی ہے درجات میں ترقی ہوتی ہے، حزن میں کمی ہوتی ہے، سرور میں زیادتی ہوتی ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

مردوں کو ثواب کس طرح پہنچتا ہے؟

سوال: - ایصالِ ثواب کس کیفیت سے ہمارے موتی تک پہنچتا ہے، (نفس ایصال ثواب کو دریافت نہیں کرتا) کیا موتی کو ایصالِ ثواب کے لئے آخرت میں بھی محکمۂ ڈاک، ٹیلی گراف وائرلیس وغیرہ (خبر رسانی) کا محکمہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایصالِ ثواب کیلئے یہاں جو کچھ عمل کیا جائے۔ (نماز، روزہ، صدقہ، حج، تلاوت، ذکر،

---

[۱] ویقرأ یسٓ (درمختار) لما ورد من دخل المقابر فقراء یسٓ خفف اللّٰہ عنہم یومئذٍ. شامی نعمانیہ ص:۶۰۵، ج: ا. مطلب فی القرأۃ المیت. عن انس انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ انا نتصدق عن موتانا ونحج عنہم وندعولہم فہل یصل ذلک الیہم؟ فقال نعم انہ لیصل ویفرحون بہ کما یفرح احدکم بالطبق اذا اہدی الیہ (مراقی مع الطحطاوی ص۵۱۳، فصل فی زیارۃ القبور، مطبوعہ مصر، الہندیہ کوئٹہ ص ۵/۳۵۰، کتاب الکراہیۃ، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور، التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرۃ ص۱/۶۷، باب ما جاء فی قراءۃ القرآن عند القبر، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

خدمتِ خلق وغیرہ) اور دعا کریجائے کہ یا اللہ اسکا ثواب فلاں کو پہنچادے۔ (شامی ص:۸۴۴، ج:۱[1]) یہ دعا اللہ پاک سے کی جاتی ہے، اس کیلئے کسی فون، ٹیلی گرام وغیرہ مادی آلات کی ضرورت نہیں، اسلئے کہ اللہ پاک کی شان یہ ہے "یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور" (الآیۃ[2]) "لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللّٰہ" (الآیۃ[3]) "لا یعزبُ عنه مثقال ذرَّةٍ" (الآیۃ[4]) "یعلم ما فی السَّمٰواتِ وَالارضِ" (الآیۃ[5]) جب یہاں سے کسی کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات میں ترقی ہوتی ہے، درجات بلند ہوتے ہیں، وہاں کی تکلیف میں تخفیف ہوتی ہے، جو چیز ایصالِ ثواب کیلئے صدقہ کی گئی ہے، وہ بعینہ نہیں پہنچتی، میت پر جب انعامات ہوتے ہیں تو ان کو بتلا دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے تمہارے لئے ایصالِ ثواب کیا ہے یہ اس کا ثمرہ ہے، کتابُ الروح[6]، شرح الصدور[7]، الدرة الفاخرة للغزالی فی کشف علوم الآخرة وغیرہ میں تفصیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وفی شرح اللباب ویقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة واول البقرة ...... ثم یقول اللهم او صل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیهم، تنبیه:— صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة او صوما او صدقة او غیرها (شامی زکریا ص ۱۵۱/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی زیارة القبور، بحر کوئٹه ص ۵۹/۳، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ۴۵۴/۲، کتاب الحج، فصل بیان شرائط النیابة فی الحج.

[2] سورۂ غافر آیت: ۱۹،
ترجمہ:- وہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور انکو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں (بیان القرآن)

[3] سورۂ نمل آیت: ۶۵، **ترجمہ:**- جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی عیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے (بیان القرآن)

[4] سورۂ سباء آیت: ۳، **ترجمہ:**- اس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں۔ (بیان القرآن)

[5] سورۂ تغابن آیت: ۴، **ترجمہ:**- وہ سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ (بیان القرآن)

[6] وقد جاء ان اللہ یرفع درجة العبد فی الجنة فیقول انی لی هذا؟ فیقال بدعاء ولدک لک (کتاب الروح ص۱۵۷، المسئالة السادسة عشر هل تنتفع ارواح الموتی الخ، فصل والدلیل علی انتفاعه الخ، مطبوعه مکتبه فاروقیه پشاور) **(حاشیہ ۷ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)**

ختم قرآن پاک کا ثواب مردے کو

سوال:- ختم قرآن پاک کا ثواب اگر ہم مردے کو پہنچائیں تو وہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہنچتا ہے، **کذا فی الهدایة**[1]. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مشترکہ ایصالِ ثواب کس طرح تقسیم ہوگا؟

سوال:- کیا روحیں قبروں میں رہتی ہیں؟ کیونکہ **السلام علیکم یا اهل القبور** کہا جاتا ہے، کیونکہ قبرستان میں جس وقت کوئی تلاوتِ قرآن کر کے بخشتا ہے، تو ثواب روحیں آپس میں بانٹ لیتی ہیں، کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض ارواح قبر میں بھی رہتی ہیں **کذافی کتاب الروح**[2]، لیکن سلام کرنے یا ثواب

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۷ شرح الصدور ص۲۹۶-۲۹۸، باب ما ینفع المیت فی قبره، طبع دارالمعرفة.

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱ الأصل في هذا الباب أن الانسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصومًا او صدقة اوغيرها عند اهل السنة والجماعة (هداية ص:۲۹۶/۱، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، طبع دارالكتاب، بحر كوئٹه ص ۵۹/ ج۳، باب الحج عن الغير، بدائع زكريا ص ۲/۴۵۴، كتاب الحج فصل بيان شرائط النيابة في الحج)

۲ ومنهم من يكون محبوسا في قبره كحديث صاحب الشملة التي غلها الخ (كتاب الروح ص ۱۵۰، المسئالة الخامسة عشر وهي اين مستقر الارواح الخ، فصل واما قول من قال ان مستقرها بعد الموت الخ، طبع فاروقيه پشاور، اتحاف السادة ص ۱۰/۳۹۰، كتاب ذكر الموت، فصل في ارواح الشهداء، طبع دارالفكر بيروت، التذكرة في احوال الموتى ص۱/۱۲۶، باب ماجاء ان ارواح الشهداء في الجنة دون ارواح غيرهم، طبع دارالكتب العلمية بيروت.

پہنچانے کیلئے روح کا قبر میں ہونا ضروری نہیں، نفس تعلق کافی ہے، جب قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مشترکہ طور پر بخشا جاتا ہے۔ تو اظہر یہی ہے کہ ارواح کے درمیان تقسیم ہوگا[1]، لیکن یہ تقسیم ملائکہ کے ذریعہ ہوگی، ارواح کو خود باٹنے یا لڑنے جھگڑنے کا موقع نہ دیا جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۵/۶/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صحیح: عبداللطیف ۲۵/۱/۶۱ھ

چند مردوں کو ایصال ثواب کیا جائے تو تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا پورا پورا؟

سوال:- ایک شخص اپنے والد کے ایصال ثواب کیلئے ایک روپیہ خیرات کرتا ہے یا چند مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی نیت کرتا ہے، کہ والد کے علاوہ فلاں فلاں دوسرے اموات کو اس کا ثواب پہنچے۔

سوال یہ ہے کہ ایک روپیہ کا پورا ثواب اور اجر جو حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے، صورت مسئولہ میں وہ پورا باپ کو پہنچ کر دوسروں کو اس کے علاوہ ملے گا، یا اسی روپیہ کے ثواب میں سے جملہ اموات کو حسب حصہ سہام تقسیم ہوں گے اور دوسری اموات کے ملانے سے باپ کے حصہ میں کمی ہو جائے گی۔ حافظ نجیب خاں

---

[1] لو اھدیٰ الکل ای کل ثواب الی اربعة یحصل لکل منھم ربعه، شامی کراچی ص: ۲۴۳، ج: ۲. باب صلوة الجنازة، مطلب فی القراء ة للمیت، تالیفات رشیدیه مع فتاوی رشیدیه ص ۲۳۰، جنازے میت اور قبروں کے مسائل کا بیان، مطبوعہ ادارۂ اسلامیات لاہور پاکستان۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے، بعض حضرات کی رائے ہے کہ حسب حصہ ثواب پہنچے گا، جیسا کہ کوئی شخص ایک روپیہ کے پیسے چند فقیروں کو تقسیم کردے تو سب کو ایک ایک روپیہ نہیں پہنچتا بلکہ اس میں سے تقسیم ہوکر حسب حصہ پہنچتا ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سب کو پورا پورا پہنچتا ہے، کیوں کہ اللہ کی رحمت وسیع ہے، وہ اگر سب کو ایک ایک روپیہ کا پورا پورا ثواب پہنچادیں گے تو ان کے یہاں کچھ کمی نہیں آئے گی، بلکہ وسعت رحمت کا تقاضہ یہی ہے کہ سب کو پورا پورا پہنچے[1]۔ اور زیادہ تر دارومدار ثواب کی کمی زیادتی کا زیادتی خلوص پر ہے، اگر خلوص کے ساتھ تھوڑی چیز کا ثواب پہنچایا جائے وہ زیادہ ہوتا ہے، بہ نسبت اس کے کہ زیادہ چیز کا ثواب بلا خلوص پہنچایا جائے، تو زیادہ ضرورت خلوص کی ہوئی اور اس کے ساتھ ساتھ چیز بھی اگر زیادہ دے تو وہ سونے پر سہاگہ ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/۵/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۲۳/۱/۵۷ھ

[1] لو اهدى الكل الى اربعة يحصل لكل منهم ربعه، قلت لكن سئل ابن حجر المكى عما لو قرء لاهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم اويصل لكل منهم ثواب ذالك كاملا فاجاب بانه افتى جمع بالثانى وهو اللائق بسعة الفضل. شامى نعمانيه ص: ۶۰۵، ج: ۱. باب صلوة الجنازة، مطلب فى القرأ للميت. كتاب الروح ص ۱۷۴، المسئالة السادسة عشر هل تنتفع ارواح الموتى الخ، فصل واما قولكم لوساغ ذلك لساغ اهداء نصف الخ، مطبوعه مكتبه فاروقيه پشاور، فتاوىٰ كبرىٰ لابن حجر مكى ص ۲۲/۴/۱، باب الجنائز، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] قال النبى ﷺ لاتسبو اصحابى فلو ان احدكم انفق مثل احد ذهباً ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه (الحديث) والمعنى لا ينال ادحدكم بانفاق مثل احد ذهبا من الاجر والفضل ماينال احدهم بانفاق مد طعام او نصفه لما يقارنه من مزيد الاخلاص وصدق النية (مرقاة ص ۵/۵۱۸، باب مناقب الصحابة رضى الله عنهم اجمعين، الفصل الاول، طبع بمبئى، ارشاد السارى ص ۸/۱۸۶، كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب قول النبى ﷺ لو كنت متخذا خليلاً، طبع دار الفكر، فتح البارى ص ۷/۳۸۷، كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ، باب قول النب ﷺ لو كنت متخذا خليلاً طبع دار الفكر بيروت)

متعدد ارواح کو ثواب بخشنے سے سبکو پورا پورا ملے گا یا تقسیم ہوکر؟

سوال:- اگر کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کر حضور اکرم ﷺ کو ایصال ثواب کرے، اور آپ ﷺ کے بعد کل امت محمدیہؐ (جس میں جمیع مومنین) کی ارواح کو ثواب بخشے اور بعد میں اپنے والدین، برادر عزیز واقارب کے نام لے کر بخشے تو اس قرآن کا ثواب سب روحوں میں تھوڑا تھوڑا تقسیم ہوجائیگا یا علیٰحدہ علیٰحدہ کل امت محمدیہؐ میں برابر کا ثواب سب ارواح کو ملے گا، اور پڑھنے والے کو بھی برابر کا ثواب ملے گا، یا نہیں؟ کونسا طریقہ افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس مسئلہ میں کوئی نص موجود نہیں، تقسیم ہوکر حسب حصص پہنچنا اقیس ہے، مگر اللہ کی رحمت وفضل سے اگر سب کو پورا پورا پہنچے تو کچھ بعید نہیں، علامہ شامیؒ نے ردالمحتار کتاب الجنائز میں اول قول ابن قیم حنبلی سے نقل کیا ہے اور ثانی قول ابن حجر مکی شافعیؒ سے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] نعم اذا فعل لنفسه ثم نوى جعل ثوابه لغيره لم يكف ويصح اهداء نصف الثواب او ربعه كما نص عليه احمد ولا مانع منه ويوضحه انه لو اهدى الكل الى اربعة يحصل لكل منهم ربعه (الى قوله) لكن سئل ابن حجر المكى عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم او يصل لكل منهم مثل ثواب ذالک كاملا فاجاب بانه افتى جمع بالثانى وهو اللائق بسعة الفضل، شامى كراچى ص:۲۴۳، ج:۲، باب صلوة الجنازة، مطلب فى القرأة للميت. كتاب الروح ص ۱۷۴، المسئالة السادسة عشر هل تنتفع ارواح الموتىٰ الخ، فصل واما قولكم لو ساغ ذلک لساغ الخ، مطبوعه مكتبه فاروقيه پشاور، فتاوى كبرىٰ ص ۱/۴۲۲، باب الجنائز، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تاليفات رشيديه مع فتاوىٰ رشيديه ص ۲۳۰، جنازے میت اور قبروں کے مسائل کا بیان، مطبوعه لاهور.

ایک نیکی کا ثواب کتنا ہے؟

سوال:- ایک نیکی کا کتنا ثواب ملتا ہے؟ اور نیکی کتنی لمبی چوڑی ہوتی ہے؟ یعنی کتنا ثواب ملتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً

ایک نیکی کا ثواب دس گنا تو قرآن کریم میں عام طور پر ہے[1]۔ بعض دفعہ بعض نیکی کا ثواب دس سے بھی زیادہ ہوتا ہے لاکھوں تک پہونچ جاتا ہے[2]۔ حق تعالیٰ چاہے بے حساب ثواب دے، بندے نہ اس کو گن سکتے ہیں نہ ناپ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸/ ۹۴ھ

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اپنی زندگی میں مردہ سمجھ کر ایصالِ ثواب کرانا

سوال:- (۱) قبر پر خواہ صالح کی ہو یا عام قبر ہو بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگنا کیسا ہے؟

---

[1] من جاء بالحسنة فله عشر امثالها سوره انعام: ۱۶۰،

ترجمہ:- جو شخص نیک کام کریگا اسکو اس کے دس حصے ملیں گے (بیان القرآن)

[2] ان رسول اللّٰہ ﷺ قال فيما يروى عن ربه تبارك وتعالىٰ ان ربكم عزوجل رحيم من هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة فان عملها كتبت له عشرا الى سبع مأة الى اضعاف كثيرة الحديث، ابن كثير ص: ۲۸۳، ج: ۱، ایضاً ص ۲/۳۱۵، سورۂ انعام آیت: ۱۶۰، مطبوعه مكتبه تجارية مكة مكرمة، مسلم شريف ص: ۷۸، ج: ۱، كتاب الايمان، باب بيان تجاوز اللّٰه تعالىٰ الخ، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند، بخاري شريف ص: ۹۶۰، ج: ۲، كتاب الرقاق. باب من هم بحسنة او سيئة، مطبوعه اشرفی ديوبند.

جیسا کہ رسم رواج ہے کہ فاتحہ پڑھو۔

(۲) بعض لوگ اپنی حیات میں تیجہ، چالیسواں، برسی، ختم قرآن، صدقہ اپنی روح کو کراتے ہیں، اور اپنے آپ کو پھر وہ مردہ سمجھتے ہیں، اور کسی کے یہاں وہ موت وزندگی میں شریک نہیں ہوتے، اور نہ میت کا کھانا کھاتے ہیں، اسی خیال سے اپنا فاتحہ اپنی زندگی میں کرواڈالتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی فاتحہ کرے یا نہ کرے، کیا حیات میں بھی دوسروں سے اپنی روح کو ایصالِ ثواب پہنچوانے کے لئے اپنے نام قرآن پڑھوا کر بخشوانا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نفس ایصالِ ثواب بغیر التزام تاریخ یوم وہیئت وغیرہ کے زندہ کیلئے بھی درست ہے، اورمردہ کیلئے بھی درست ہے[۱] مگر تیجہ چالیسواں، برسی، فاتحہ مروجہ وغیرہ یہ سب چیزیں شرعاً بے اصل، بدعت اورناجائز ہیں ان سے اجتناب واجب ہے، ایصالِ ثواب کیلئے جو کھانا دیا جاتا ہے وہ غرباء ومساکین کو دینا چاہئے مالدار کو نہیں[۲]۔ کسی کے یہاں موت اور زندگی میں بلاوجہ شریک نہ ہونا اور سب سے قطعِ تعلق کردینا رہبانیت، قطع رحمی، اضاعتِ حقوق ہے، شرع نے اس سے منع کیا ہے[۳]۔

---

[۱] من صام اوصلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز. شامی کراچی ص:۲۴۳، ج:۲. باب صلوة الجنازة، مطلب فی القراء ة للمیت، بحر کوئٹه ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ۲/۴۵۴، کتاب الحج، فصل بیان شرائط النیابة فی الحج.

[۲] یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع الی قوله والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراء ة القرآن لاجل الاکل یکره وفیها من کتاب الاستحسان وان اتخذ طعامًا للفقراء کان حسناً. شامی کراچی ص ۲۴۰، ۲/۲۴۱، باب صلوة الجنازة، مطلب فی القراء ة للمیت، حلبی کبیری ص ۶۰۹، فصل فی الجنائز، الثامن فی مسائل متفرقه، مطبوعه لاهور، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۵۱۰، باب احکام الجنائز، فصل فی الحملها والدفنها،

[۳] واصلها من الرهبة الخوف کانوا یترهبون بالتخلی من اشغال الدنیا ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۱) نفسِ دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی ہوسکتی ہے، اگر ہاتھ اٹھا کر مانگنا ہوتو قبلہ رو ہوکر مانگنا چاہئے تا کہ یہ شبہ نہ ہو کہ صاحبِ قبر سے کچھ مانگا جارہا ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲۴/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۵/ ۶۱ھ

اپنی زندگی میں ایصالِ ثواب

سوال:- ایک صاحب چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی میں کلام پاک کا ہدیہ ادا کر کے دس پانچ کلام پاک پڑھوا کر اپنی عاقبت کیلئے محفوظ کرلیں کیا ایسا عمل احکامِ شرعی فقہ وحدیث سے درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ہدیہ اُجرت دے کر قرآن کریم پڑھوانا جائز نہیں، اس سے ثواب نہیں ہوتا بلکہ گناہ ہوتا ہے،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......وترک ملاذها والزهد فيها والعزلة عن اهلها وتعمد مشاقها حتى ان منهم من كان يخصى نفسه ويضع السلسلة فى عنقه وغير ذالک من انواع التعذيب فنفاها النبی ﷺ عن الاسلام ونهى المسلمين عنها (روح المعانى ص۳، ج۷، سورۂ مائده آيت: ۸۲، مطبوعه مصطفائيه ديوبند، مجمع بحار الانوار ص ۲/۴۰۰، باب الرامع الهاء، مطبوعه دائرة المعارف حيدرآباد، روح البيان ص ۹/۳۸۳، الجزء السابع والعشرون سورۂ حديد آيت: ۲۷، مطبوعه دارالفكر بيروت، مرقاة شرح مشكوة ص ۳/۴۰۳، اول كتاب النكاح، الفصل الاول، مطبوعه بمبمئی.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] وفى حديث ابن مسعود رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قبر عبد الله ذى النجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل رافعاً يديه، اخرجه ابو عوانة فى صحيحه، فتح البارى ص: ۱۴۳، ج: ۱۲، كتاب الدعوات، باب الدعاء مستقبل القبلة، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه،

بلا ہدیہ لئے کوئی پڑھے تو درست ہے[1] قرآن کریم کے مدرسہ میں کچھ قرآن شریف دیدیں، بچے جب تک ان کو پڑھیں گے، ثواب ہوتا رہیگا، اسی طرح حدیث شریف کی کتابیں کسی بڑے عربی مدرسہ میں دیدیں، مسجدوں کو صفیں دیدیں جب تک ان پر نماز پڑھی جائیگی، ثواب ہوتا رہیگا، کنواں بنوادیں، مسافر خانہ بنوادیں، غرض اپنی زندگی میں ثواب کے انتظام کی بہت سی صورتیں ہیں اور جس قدر ہوسکے خود ہی صدقہ جاریہ کی صورتیں کی جائیں تو اچھا ہے، بعد میں کوئی ثواب پہنچائے یا نہ پہنچائے اپنے بس میں پھر کچھ نہیں[2] رہتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/۹۴ھ

ہر قسم کی نیکیوں کا ثواب بخشنا

سوال:- سلام مصافحہ نصیحت کی باتیں سڑک پر سے ایذا کی چیز ہٹا دینا وغیرہ بے شمار کام

---

[1] قال تاج الشريعة فى شرح الهداية: ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العينى فى شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان. شامى نعمانيه ص:۳۵، ج:۵، كتاب الاجارة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستيجار على التلاوة الخ. منحة الخالق على البحر الرائق كوئٹه ص۲۲۸/۵، كتاب الوقف.

[2] قال رسول الله ﷺ ان مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره وولداً صالحاً تركه او مصحفا ورثه او مسجداً بناه او بيتا لابن السبيل بناه او نهراً اجراه او صدقة اخرجها من ماله فى صحته وحياته تلحقه من بعد موته (مشكوة ص ۳۶، كتاب العلم، الفصل الثالث، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، سنن ابن ماجه ص ۲۲، مقدمه، باب ثواب معلم الناس الخير، مطبوعه اشرفى بكڈپو ديوبند، الترغيب والترهيب للمنذرى ص ۱۹۶/۱، كتاب الصلوة، الترغيب فى بناء المساجد، مطبوعه دارالفكر بيروت.

نیکیوں کے ہیں بلکہ گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے، تو کیا ہر قسم کی نیکی کا ثواب پہونچایا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سب کا ثواب پہونچایا جاسکتا ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

فرائض وواجبات کا ثواب بخشنا

سوال:- سنن ومستحبات کے علاوہ فرائض وواجبات کا ثواب بھی مردوں کو پہونچایا جا سکتا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کا سبب ظاہری یہی سمجھ میں آتا ہے کہ کسی نیکی کا ثواب اگر دوسرے کو بخشا تو بخشنے والے کو ثواب سے محرومی رہیگی لہٰذا فرائض وواجبات کے عظیم ثوابوں کو اپنے ہی لئے رکھے بلکہ سنن ومستحبات کے ثوابوں کو بھی بس اتنے اندازہ سے بخشے جیسے اپنے مال میں سے زکوۃ وصدقات دیا کرتے ہیں، کیونکہ بخش دیا ہوا تو اب اگر پلے نہیں پڑے گا تو اندازہ زکوۃ سے زیادہ بخش دینے والوں کو قیامت کے روز حسرت ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک قول یہ بھی ہے کہ فرائض اور واجبات کا ثواب بھی بخش سکتا ہے، مگر احتیاط یہی ہے کہ ان کا ثواب نہ بخشے اپنی جس نیکی کا ثواب دوسروں کو بخش دیا اس بخشنے کا ثواب کچھ کم نہیں، بعض اکابر نے تو اپنی تمام حسنات کا ثواب تمام اہل ایمان کو بخش دیا تاکہ اللہ پاک کے دربار

---

[۱] الاصل ان کل من اتی بعبادة ماله جعل ثوابها لغیره فی کل العبادات، درمختار مع الشامی کراچی ص: ٥٩٥، ٢/٥٩٦، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر. بحر کوئٹه ص ٣/٥٩، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ٢/٤٥٤، کتاب الحج، بیان شرائط النیابة فی الحج.

میں خالی ہاتھ حاضر ہوں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کا ثواب پہنچانا

سوال:- نماز پڑھ کر کسی کو اسکا ثواب پہنچانا شرعی دلائل سے ثابت ہے یا نہیں اگر ثابت ہے تو براہ کرم دلیل نقل کریں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ثابت ہے: **الا صل ان کل من اتی بعبادۃٍ مـاله جعل ثوابها لغیره ا ھـ درمختار ای سـواء کـانـت صلوٰۃ اوصدقة او صومًا او نحوها ص: ۲۳۶، ج: ۲، شامی نعمانیه. باب الحج عن الغیر، مطلب فی اهداء ثواب الاعمال للغیر**[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز برائے ایصال ثواب

سوال:- بعض لوگ بعد نماز جمعہ سب مصلیوں سے کہتے ہیں کہ سب مصلی حضرات

---

[۱] من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم عـنـد اهـل السنة والجماعة (الی قوله) لا فرق بین الفرض والنفل وفی جامع الفتاویٰ وقیل لا یـجوز فی الفرائض ...... وقد نقل عن جماعة انه جعلوا ثواب اعمالهم للمسلمین وقالوا نلقی الله تـعـالـیٰ بـالفقر والافلاس الخ (شامی زکریا ص ۳/۱۵۲، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی القراء ۃ للمیت الخ، بحر کوئٹه ص ۳/۶۰، باب الحج عن الغیر)

[۲] شـامـی کـراچـی ص ۲/۵۹۵، بـحر کوئٹه ص ۳/۵۹، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ۲/۴۵۴، کتاب الحج، بیان شرائط النیابة فی الحج.

سے گذارش ہے کہ دو دو رکعت میرے عزیز مرحوم کیلئے پڑھئے گا، یا کسی اور مقصد کے لئے، لوگ مع امام دو دو رکعت پڑھ کر دعا کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا اور دوسروں سے اس کی درخواست کرنا جائز ہے، حدیث شریف اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے **قال فی الهندية فی الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير: الاصل فی هٰذا الباب ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلٰوة كان او صوما او صدقة او غيرها الخ** ص[1]: ۲۶۳، ج: ۲، اسی طرح نماز کے بعد مقاصد حسنہ کیلئے دعا اور اس کے **اقرب الی الاجابة** ہونے کی تصریح روایات حدیث سے ثابت ہے **كما فی عمل اليوم والليلة**.[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

۱۹۶۸ء جامع العلوم کان پور

بچوں کا ایصال ثواب

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں ہمارے یہاں

---

[1] عالمگیری ص: ۲۵۷، ج: ۱، کتاب الحج، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير، مطبوعه كوئٹه پاكستان. بحر كوئٹه ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغير، بدائع زكريا ص ۲/۴۵۴، بيان شرائط النيابة فی الحج.

[2] عن انس بن مالك رضی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ما من عبد بسط كفيه فی دبر كل صلوة ثم يقول اللهم ؟؟؟؟ (الی قوله الا كان حقا علی الله عزوجل ان لا يرد يديه خائبتين، عمل اليوم والليلة ص ۳۹، رقم الحديث: ۳۸، باب مايقول فی دبر صلوة الصبح، مطبوعه دائرة المعارف حيدر آباد دكن.

میت کے ایصالِ ثواب کے واسطے بچوں سے قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے قرآن شریف ختم ہونے کے بعد استاد بچوں سے یہ کہتے ہیں کہ تم اپنا سارا ثواب ہمیں دیدو تا کہ ہم میت کو پہنچادیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ بچے عدم بلوغ کی بناء پر ہبہ کے مستحق نہیں اور ایصالِ ثواب ہبہ ہی ہے، تو سوال یہ ہے کہ ان کا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نابالغ بچوں کا قرآن شریف پڑھ کر بخشنا ہبہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے تو معلمین کی خدمت میں پیش کرنا ہبہ کیوں نہیں ہوا اور اس کا جواز کیسے تجویز کیا گیا، نابالغ کے تصرفات تین قسم کے ہیں، ایک نفع محض، دوم ضرر محض، سوم دائر بین النفع والضرر۔

قسم اول کے تصرفات بغیر اذن ولی بھی درست ہے، قسم دوم: اذن ولی سے بھی درست نہیں، قسم سوم اذن ولی سے درست ہیں، بغیر اذن ولی کے درست نہیں، ہبہ قسم دوم میں داخل ہے[1]، ہبہ کی تعریف ہے تملیک العین بلاعوض[2]۔ جو ثواب پہنچایا جاتا ہے، وہ عین نہیں، نیز اعیان کا حال یہ ہے کہ وہ بصورت ہبہ ملک واہب سے خارج ہوجاتی ہے، واہب ان سے خالی رہ جاتا ہے اور یہ چیز حق صبی میں ضرر محض ہے، ایصالِ ثواب میں واہب خالی نہیں رہتا، اس کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے، اسکے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی، اسلئے ضرر محض نہیں بلکہ نفع محض ہے۔

---

[1] وتصرف الصبی والمعتوہ ان کان نافعًا کالاسلام والاتہاب صح بلا اذن وان ضاراً کالطلاق والعتاق والصدقۃ والقرض لا وان اذن بہ ولیہما وما تردد بین نفع وضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن، الدرالمختار علی ہامش الشامی کراچی ص:۱۷۳، ج:۶، کتاب الماذون. مبحث فی تصرف الصبی مجمع الانہر ص ۴/۷۴، کتاب الماذون، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، ہندیہ کوئٹہ ص ۵/۱۱۰، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی والمعتوہ.

[2] اما تفسیرھا شرعاً فھی تملیک عین بلا عوض (ہندیۃ کوئٹہ ص ۴/۳۷۴، اول کتاب الھبۃ، بحر کوئٹہ ص ۷/۲۸۴، اول کتاب الھبۃ، فتح القدیر ص ۹/۱۹، کتاب الھبۃ، دارالفکر بیروت.

صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلٰوة او صدقةً او غیرها كذا فی الهدایة بل فی زكٰوة التاترخانیة عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره بشئ اهـ وهو مذهب اهل السنة والجماعة اهـ كذا فی ردالمحتار[1] نعمانیه ج: ا ص:۶۰۵ وفی الحدیث من قراء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات اهـ درمختار[2] ج: ا، ص:۶۰۵، لہٰذا عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ سمجھ دار بچے بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بچوں کا ایصال ثواب کرنا

سوال:- نابالغ بچے جو قرآن کریم یا نماز یا دوسری عبادت کرتے ہیں اس کا ثواب ان کو یا ان کے والدین کو ملتا ہے؟ نیز ہم لوگ کسی کے حق میں ایصالِ ثواب کی خاطر قرآن کریم پڑھاتے ہیں، جس میں نابالغ بچے بھی پڑھتے ہیں، کیا ان کے پڑھے ہوئے کا ہم لوگ وکیل بن کر ایصالِ ثواب میت کو کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغ بچے جو حسنات کرتے ہیں تو ثواب کے مستحق بھی وہی ہیں، والدین کو تعلیم وتربیت

---

[1] شامی زکریا ص ۳/۱۵۱، باب صلوة الجنازة، مطلب فی القراء ة للمیت، تاتارخانیه کراچی ص ۲/۳۱۹، کتاب الزکاة، قبیل الفصل السابع عشر فی المتفرقات، طحطاوی علی المراقی ص ۵۱۴، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه مصر.

[2] الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۳/۱۵۴، باب صلاة الجنازة، مطلب فی اهداء ثواب القراء ة الخ، اتحاف السادة ص ۱۰/۳۷۱، کتاب ذکر الموت، بیان زیارة القبور، مطبوعه دارالفکر بیروت.

کا اجر ملتا ہے، کذا فی الدر المختار[1]. بچے اگر قرآن کریم پڑھ کر کسی کو اس کا ثواب پہنچادیں تو اس سے خود ان کے اجر میں کمی نہیں ہوگی، اور میت کو ثواب پہنچ جائے گا، ان کو بتادیا جائے کہ اس طرح ثواب پہنچادو[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۹۳ھ

نابالغ بچوں کیلئے ایصالِ ثواب

سوال:- نابالغ اور معصوم بچوں کے انتقال پر ختم قرآن کر کے ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟ جب کہ وہ معصوم ہیں اور گناہ سے ناواقف ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بچے معصوم ہیں[3]۔ گناہوں کے بخشوانے کیلئے ان کے حق میں ایصالِ ثواب کی ضرورت

---

[1] حسنات الصبی له لا لابویه بل لهما ثواب التعليم. درمختار مع الشامی کراچی ص:۲۱۵، ج:۲، باب صلاة الجنائز. مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی، الاشباه ص ۲۶۹، الفن الثالث، احكام الصبيان، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

[2] شامی زکریا ص ۳/۱۵۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراءة للميت، تاتارخانيه كراچی ص ۲/۳۱۹، كتاب الزكاة، قبيل الفصل السابع عشر فی المتفرقات، طحطاوی علی المراقی ص ۵۱۴، فصل فی زيارة القبور، مطبوعه مصر.

[3] عن علی رضی الله عنه مرفوعاً رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتی يستيقظ وعن الصبی حتی يبلغ الحديث. مشكوٰة ص:۲۸۴، ج:۲، باب الخلع والطلاق. طبع ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ:- علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قلم تین آدمیوں سے اٹھادیا گیا ہے (۱) سونے والے سے یہاں تک بیدار ہوجائے (۲) بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے۔ (الحدیث)

نہیں، ہاں تحصیلِ انعامات کیلئے دعا کی جائے تو ٹھیک ہے، جیسے صلوٰۃ جنازہ میں کی جاتی ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نابالغ کا ایصال ثواب کرنا

سوال:- نابالغ کے ختم قرآن کا ثواب کس کو ملے گا، اگر کہا جائے کہ اس کے والدین کو ثواب ملتا ہے تو دوسرے کو یا ان نابالغوں کو میت کو ثواب پہنچانے کا حق ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نابالغ کے ختم قرآن کا ثواب صحیح قول پر نابالغ ہی کو ملتا ہے۔

وتصح عباداته (ای الصبی) وان لم تجب علیه واختلفوا فی ثوابها والمعتمد انه له وللمعلم ثواب التعلیم وکذا جمیع حسناته اشباه[2] ص:۳۲۷، قال الحموی[3] قوله وجمیع حسناته قال الاستروشی فی جامع احکام الصغار حسنات الصغیر قبل ان یجری علیه القلم له لا لابویه لقوله تعالیٰ وان لیس للانسان الاماسعٰی. وهذا قول عامة مشائخنا.

[1] ولا یستغفر لصبی ولا لمجنون ویقول اللهم اجعله لنا فرطا (الی قوله) لانه لاذنب لهما (بحر کوئٹه ص۲/۱۸۴، کتاب الجنائز، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۳/۱۱۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، مجمع الانهر ص ۱/۲۷۱، باب صلاۃ الجنائز، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] الاشباه والنظائر ص: ۱۶۹، الفن الثالث، احکام الصبیان، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

[3] حموی علی هامش الاشباه ص:۳۲۷، الفن الثالث، احکام الصبیان. الدر مع الشامی کراچی ص۲/۲۱۵، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، احکام الصغار علی جامع الفصولین ص۱/۱۴۸، مسائل الکراهیة، اسلامی کتب خانه کراچی.

اور نابالغ اپنے پڑھے ہوئے کا ثواب شرعاً میت کو پہنچا سکتا ہے۔لِاَنَّہٗ نَفعٌ مَحضٌ[1] ثواب نابالغ اور میت دونوں کو ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نابالغ کو ایصالِ ثواب،اموات کی باہمی ملاقات

خواب میں میت کی طرف سے کسی بات کا علم

زیارتِ قبر کی اطلاع میت کو

سوال:-(۱) ہم سنت کے مطابق کسی عزیز کی قبر کی زیارت کرتے ہیں تو اہلِ قبر کو اسکی اطلاع ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے زیارت کی یا نہیں؟

(۲) مرحومین کے لئے زندوں کے ایصالِ ثواب سے فائدہ پہنچتا ہے لیکن نابالغ معصوم بچوں کیلئے ایصالِ ثواب کا کیا فائدہ؟ جب کہ وہ معصوم اور جنتی ہیں،ایسے معصوم بچوں کی نمازِ جنازہ میں کہیں استغفار نہیں ہے،استعفار اور ایصالِ ثواب بچوں کیلئے غیر مفید ہے تو بچوں کی قبر کی زیارت سے بھی کوئی فائدہ نہیں ایسے بچوں سے تعلق رکھنے کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے؟

(۳) ایک ایماندار شخص مر گیا اس سے پہلے جو مر گئے ان سے ملاقات ہوتی ہے یا قیامت ہی میں ملاقات ہوگی؟ اسی طرح کوئی بچہ مر گیا اور اس کا باپ بھی تو اپنے بچہ سے برزخ میں ملے گا،یا قیامت میں؟

(۴) خواب کے ذریعہ مرحومین کی طرف سے کوئی بات معلوم ہوجائے تو کیا ہم یقین کر سکتے

---

[1] ھندیہ کوئٹہ ص ۱۱۰/۵، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی والمعتوہ، الدر مع الشامی کراچی ص ۱۷۳/۶، کتاب الماذون، مبحث فی تصرف الصبی، مجمع الانھر ص ۷۴/۴، کتاب الماذون، دارالکتب العلمیۃ بیروت.

ہیں کہ یہ بات انکے دل کی ہے، جو کہ اللہ نے ہمیں اس خواب کے ذریعہ سے معلوم کرائی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ اس کی اطلاع کرادیتا ہے: قال ابن القیم الاحادیث والأثار تدل علیٰ ان الزائر متی جَاء علم بهٖ المزور وسمع سلامه وانس به ورد علیه وهذا عام فی حق الشهداء وغیرهم وانهٗ لا توقیت فی ذٰلک. (طحطاوی[1] ص: ۴۱۱)

(۲) درجات میں تو ترقی بہرحال ہوتی ہے اسلئے ایصالِ ثواب میں کیا اشکال ہے اس کیلئے استغفار کی حاجت نہیں[2]۔

(۳) ملاقات ہوتی ہے کذا فی شرح الصدور[3]۔

---

[1] طحطاوی ص: ۵۱۲، مطبوعه بمصر. فصل فی زیارة القبور. کتاب الروح ص ۱۲، المسئالة الاولیٰ هل تعرف الاموات زیارة الاحیا، مکتبه فاروقیه پشاور، التذکرة فی احوال الموتی ص ۱۱۸/۱، باب ماجاء ان المیت یسمع ما یقال، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] حسنات الصبی له لا لابویه بل لهما ثواب التعلیم، حاصله انه اذا کانت حسناته ای ثوابها له یکون اهلا للجزاء والثواب فناسب ان یکون ذالک دعاء له ایضا ینتفع به یوم الجزاء (الدر مع الشامی زکریا ص ۱۱۴/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، اشباه ص ۱۶۹، الفن الثالث، احکام الصبیان، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، احکام الصغار علی جامع الفصولین ص ۱۴۸/۱، مسائل الکراهیة، اسلامی کتب خانه کراچی.

[3] بلغنا ان المیت اذا مات احتوشه اهله واقاربه الذین قد تقدموه من الموتی فلهو افرح بهم ولهم افرح به من المسافر اذا قدم الی اهله (شرح الصدور ص۹۷، ۹۸، باب ملاقات الارواح للمیت الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، التذکرة ص۴۸/۱، باب ماجاء فی تلاقی الارواح الخ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، کتاب الروح ص ۳۰، المسئالة الثانیة هل تتلاقی ارواح الموتی الخ، مطبوعه فاروقیه پشاور.

(۴) حجتِ قطعیہ نہیں ہے۔ بعض دفعہ یقینی بات معلوم ہوتی ہے، بعض دفعہ نہیں[۱]۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۲ھ

ایصالِ ثواب کیلئے اجارہ

سوال:- جس شخص کے یہاں میت ہوجاتی ہے وہ تین چار مولویوں کو جمع کر کے متوفی کی قبر پر بیٹھا دیتا ہے کہ اتنے روز تم کو قبر پر شب و روز حاضر ہوکر قرآن شریف پڑھنا ہوگا، اس صلہ میں تم کو روٹی اور اتنی رقم دی جائے گی، شرعاً یہ کیسا ہے؟ مالا بد منہ ص:۱۳۴ پر ہے، در اجارہ گرفتن بخواندن قرآن بر قبر میت معین و مختار آں است کہ جائز است۔ وکذا فی العالمگیریہ۔
ایسا کرنے سے میت کو ثواب پہونچتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح تلاوتِ قرآن پاک سے ثواب نہیں ہوتا، نہ پڑھنے والوں کو نہ میت کو رقم اور روٹی معاوضۂ تلاوت میں لینے اور دینے کی وجہ سے یعنی لینے اور دینے والوں کو گناہ ہوتا ہے، جیسا کہ ردالمحتار ج:۵، کتابُ الاجارہ میں تصریح ہے **الاٰخذ والمعطی اثمان** فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہیکہ یہ صورت ناجائز ہے، **قال تاج الشریعة فی شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العينى فى شرح**

[۱] لان رؤيا غير الانبياء عليهم الصلاة والسلام لا يبنى عليها حكم شرعى. عمدة القارى ص:۱۰۷، ج:۳، الجزء الخامس، باب بدء الاذان. مطبوعه دار الفكر بيروت. شامى زكريا ص۴۸/۲، باب الاذان.

الهداية ويمنع القارى للدنيا والاٰخذ والمعطى اٰثمان فالحاصل ان ما شاع فى زماننا من قرائة الاجزاء بالاجرة لا يجوز لان فيه الامر بالقراءة واعطاء الثواب للاٰمر والقراءة لاجل المال فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر ولو لا الاجرة ماقرأ احد لاحدٍ فى هٰذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة الٰى جمع الدنيا انا لله وانا اليه راجعون اهـ شامى[1] ص: ۳۵، ج:۵ نعمانيه. كتاب الاجارة مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ.

فقط واللّٰہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایصال ثواب کواخبار میں شائع کرنا

سوال:- یہ سب ایک جگہ جمع ہوکر پڑھنااوراس کاثواب پہنچانااوراس کواخبار میں شائع کرانا ریاء ہوگا، یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر نیت یہ ہے کہ دوسروں کوترغیب ہواوروہ بھی ایصالِ ثواب میں شریک ہوں یا کوئی اور اچھی موافق شرع نیت ہے تب تو ریاء میں داخل نہیں اوراگراپنی شہرت اور بڑائی مقصود ہے تو البتہ ریاء میں داخل ہے[2]، اورریاء ناجائز ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] شامى نعمانيه ص: ۳۵، ج: ۵ كتاب الاجارة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ.

[2] انما الاعمال بالنيات (الحديث) بخارى شريف ص ۱/۲، باب كيف كان بدء الوحى الخ، مطبوعه اشرفى بكڈپو ديوبند. (حاشیہ نمبر۳ر اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

ایصال ثواب کیلئے قرآن دینا

سوال:- کسی میت کی طرف سے ایک قرآن اس نیت سے اسقاط کرنا کہ اس سے میت کا ہر آیت قرانی کے عوض ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے کیسا ہے اور کیا واقعی گناہ معاف ہو جاتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قرآن شریف اسقاط کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اگر یہ مطلب ہے کہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو بلا اجرت پڑھ کر ثواب پہنچانے سے یقیناً ثواب ہوتا ہے، اور گناہ معاف ہوتے ہیں[1] لیکن حقوق العباد اس سے معاف نہیں[2] ہوتے، اسی طرح نمازیں روزے وغیرہ جو میت کے ذمہ ہیں جن کا کفارہ دینا ضروری ہے وہ بھی معاف نہیں ہوتے، بشرط وصیت ایک ثلث میں سے کفارہ ادا کرنا لازم ہے[3]، اگر ترکہ میں کچھ نہیں چھوڑا تو تلاوت وغیرہ کا ثواب پہنچایا جائے کیا عجب ہے اللہ پاک معاف فرمادیں۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ عن محمود بن لبید مرفوعاً قال ان اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر قالوا یا رسول اللّٰہ وما الشرک الاصغر قال الریاء. مشکوۃ ص: ۴۵۶، ج: ۲، باب الریاء والسمعة. طبع یاسرندیم دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقة او غیرھا ...... الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانھا تصل الیھلم ولا ینقص من اجرہ شئ (شامی زکریا ص ۱۵۱/۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ للمیت، بحر کوئٹہ ص ۵۹/۳، باب الحج عن الغیر، بدایع زکریا ص ۴۵۴/۲، بیان شرائط النیابة فی الحج.

۲؎ وان کانت عما یتعلق بالعباد فان کانت من مظالم الاموال فیتوقف صحة التوبة منھا مع ما قدمناہ فی حقوق اللہ علی الخروج عن عھدۃ الاموال وارضاء الخصم فی الحال والاستقبال بان یتحلل منھم او یردھا الیھم (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۴، بیان اقسام التوبة، مطبوعہ مجتبائی دھلی، نووی علی مسلم ص ۳۵۴/۲، کتاب التوبة، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند، روح المعانی ص ۲۳۵/۱۵، الجزء الثامن والعشرون سورۂ تحریم آیت: ۸. مطبوعہ دارالفکر بیروت، (حاشیہ نمبر ۳/ اگلے صفحہ پر)

اگر یہ مطلب ہے کہ ایک قرآن شریف کسی کو بہ نیت ثواب صدقہ دیدیں تو اس سے بھی ثواب ہوتا ہے لیکن ترکہ میت سے دینا بلا وصیت قبل تقسیم ترکہ درست نہیں جبکہ بعض ورثہ نابالغ ہوں بعد تقسیم بالغین اپنے حصہ میں سے دے سکتے ہیں اور اگر وصیت کی ہے تو ایک ثلث میں نافذ کرنا واجب ہے، زائد میں ورثہ بالغین کی اجازت پر موقوف ہے، اور جب نابالغ ہوں تو ان کی اجازت معتبر نہیں[1]، ہر آیت کے عوض ایک گناہ کی معافی کی تصریح کسی جگہ نہیں دیکھی جیسا اور صدقہ دینے کا حال ہے ایسا ہی قرآن شریف کا حال ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ معین مفتی مظاہر علوم ۵/۳/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۳/ جمادی الاول ۵۸ھ

ایک قرآن پاک کسی کو دے کر اس کا ثواب مجمع کو بخشنا

سوال:- کسی نے ایک قرآن شریف خرید کر کسی پڑھنے والے کو ہدیہ کر دیا اور نیت یہ کی کہ یا اللہ اس کا ثواب مجھے بھی ملے اور ماں باپ دادا دادی کو بھی ملے تو کیا اس طرح سب کو ثواب ملے گا؟ اور یہ صورت درست ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله (الدر مع الشامي زكريا ص ۲/۵۳۲، باب قضاء الفوائت، مطلب في اسقاط الصلوة عن الميت، بحر كوئٹه ص ۲/۹۱، باب قضاء الفوائت، هنديه كوئٹه ص ۱/۱۲۵، الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت.

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] ولا تجوز بما زاد على الثلث الا ان يجيزه الورثة لعدم موته وهم كبار (هنديه كوئٹه ص ۶/۹۰، كتاب الوصايا، الباب الاول، هدايه ص ۴/۶۵۴، كتاب الوصايا، باب فى صفة الوصيت الخ، مطبوعه تهانوى ديوبند، شامى زكريا ص ۳/۱۴۹، باب صلوة الجنازة، مطلب فى كراهة الضيافة من اهل الميت.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی درست ہے، سب کو ثواب ملے گا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

۱ من صام او صلی أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عندأهل السنة والجماعة. شامی کراچی ص: ۲۴۳، ج: ۲، مطلب فی القرأة للميت واهداء ثوابها له. كتاب الجنائز. بحر كوئٹه ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغير، بدائع زکريا ص ۲/۴۵۴، کتاب الحج، بيان شرائط النيابة فی الحج.

قبرستان میں قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا

سوال:-قبرستان میں قرآن شریف لے جا کر خود پڑھنا خواہ دوسرے سے اجرت پر پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن شریف خود پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا یا دوسرے سے پڑھوا کر ثواب پہنچانا درست اور میت کیلئے نافع ہے[۱]، لیکن اجرت دے کر پڑھوانا جائز نہیں گناہ ہے، اجرت کا لینا بھی ناجائز، اس سے ثواب نہیں پہنچتا اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں جیسا کہ علامہ شامی نے ردالمختار جلد خامس کتاب الاجارۃ میں عینی وغیرہ سے بصراحت نقل کیا ہے[۲]۔ قبر پر قرآن

۱ للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غيرها الخ (شامی زکریا ص ۳/۱۵۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراءة للميت الخ، بحر کوئٹه ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغير، بدائع زکريا ص ۲/۴۵۴، بيان شرائط النيابة فی الحج.

۲ قال تاج الشريعة فی شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لا للميت ولا للقاری وقال العينی فی شرح الهداية ويمنع القاری للدنيا والأخذ والمعطی آثمان. شامی نعمانيه ص: ۳۵، ج: ۵، كتاب الاجارة. مطلب تحرير مهم فی عدم جواز الاستيجار علی التلاوة الخ، منحة الخالق علی البحر ص ۵/۲۲۸، كتاب الوقف، مطبوعه کوئٹه.

شریف پڑھنے میں اختلاف ہے، ملاعلی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ثم قراءة القرآن واهداء هاله تطوعا بغير اجرة يصل اما لو اوصى بان يعطى شيأً من ماله لمن يقرأ القرآن على قبره فالوصية باطلة لانه فى معنى الاجرة كذا فى الاختيار وهذا مبنى علىٰ عدم جواز الاستيجار علىٰ الطاعات الى قوله ثم القراءة عندا لقبور مكروهة عند ابى حنيفةؒ ومالكؒ واحمدؒ فى رواية لانه محدث لم ترد به السنة وقال محمدؒ ابن حسن واحمدؒ فى رواية لا يكره لما روى عن ابن عمرؓ انه اوصىٰ ان يقرأ على قبره وقت الدفن بفواتح سورة البقرة وخواتمها والله سبحانه اعلم (شرح فقه اكبر[1] ص: ۱۶۰) طحطاوی نے امام محمدؒ کے قول کو مختار لکھا ہے واخذ من ذالک جواز القرأة على القبر والمسئلة ذات خلاف قال الامام تكره لان اهلها جيفة ولم يصح فيها شئ عنده عنه صلى الله عليه وسلم وقال محمد تستحب لو رود الآثار وهو المذهب المختار كما صرحوا به فى كتاب الاستحسان اهـ طحطاوى[2] ص: ۳۶۳.

قرآن شریف کو قبرستان میں لیجا کر تلاوت کرنا فی نفسہ مباح ہے، لیکن اس کا التزام منع ہے، جیسا کہ بعض دیار میں رواج ہے ثواب گھر سے بھی پہنچ جاتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۱/۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[1] شرح فقه اكبر ص: ۱۶۰، قراءة القرآن واهداء ها للميت، مطبوعه مجتبائى دهلى.

[2] طحطاوى ص: ۵۱۳، فصل فى زيارة القبور، مطبوعه بمصر. الدر مع الشامى زكريا ص ۱۵۶/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فى وضع الجريد ونحو الآس على القبور.

قبرستان میں قرآن پڑھ کر ثواب پہنچانا

سوال:- مزارات پر جانا اور وہاں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھ کر صاحبِ قبر کو بخشنا اور اس ارادے سے قبر پر جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درست ہے کذا فی الدر المختار[۱]۔ مگر بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک وہاں نہ لے جائے بلکہ حفظ پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۸ھ

میت کیلئے جلسۂ تعزیت

سوال:- آج کل یہ طریقہ رائج ہے کہ کسی دینی ادارہ یا کسی مسلم جماعت کا کوئی رکن انتقال کر جاتا ہے تو جب اس ادارہ یا جماعت کا جلسہ ہوتا ہے جس سے اس شخص کا تعلق ہوتا ہے، تو اس کیلئے تعزیت کی تجاویز منظور کی جاتی ہیں، اور اس کیلئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے، جب کہ جلسہ تین دن کے بعد ہوتا ہے، اس طریقہ کیلئے شرعاً گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ تعزیت شرعی تعزیت نہیں، بلکہ ادارہ یا جماعت کی طرف سے اظہارِ تعلق ہے اور اظہار

---

[۱] لا یکره الدفن لیلا ولا اجلاس القارئین عند القبر وهو المختار (الدر مع الشامی زکریا ص ۱۵۶/۳، باب صلوة الجنازة، مطلب فی وضع الجرید والآس علی القبور، طحطاوی علی المراقی ص ۵۱۳، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه مصر، شرح فقه اکبر ص ۱۶۰، القراءة عند القبور، مطبوعه مجتبائی دهلی.

ہمدردی کیلئے ہے، اس سے بھی تقویت پہنچتی ہے اور میت کے اعزہ کیلئے صبر وتسلی بھی فی الجملہ اس سے ہوتی ہے اسلئے شرعاً گنجائش ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تعزیتی جلسہ کا حکم

سوال:-کسی لیڈر یا مذہبی پیشوا کے انتقال پر محض تعزیتی جلسہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح کسی لیڈر یا پیشوا کے انتقال پر ایصال ثواب کے لئے لوگوں کو جمع کرنا ختم قرآن اور تعزیتی جلسہ دونوں چیز ایک ہی مجلس میں کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ لوگوں کو جمع کرنے کی مختلف شکلیں ہوا کرتی ہیں، بعض جگہ اخبار بعض جگہ صدر مقام یا مسجد وغیرہ میں اعلان کردیا جاتا ہے، نیز ایصال ثواب کا صحیح طریقہ پیش کرتے ہوئے سلف صالحین کا عمل بھی تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی مسلم کے انتقال پر میت کے متعلقین کی تعزیت کرنا یعنی تلقین صبر وغیرہ کرنا سنت سے ثابت ہے۔ اگر وہاں خود جا کر تعزیت کا موقع نہ ہو تو خط کے ذریعہ سے بھی سلف صالحین سے تعزیت کرنا منقول ہے[2]۔

---

[1] لان المقصود منها (التعزية) ذكر ما يسلى صاحب الميت ويخفف حزنه ويحضه على الصبر (طحطاوى على المراقى ص ۱۱۵، فصل فى حملها ودفنها، مطبوعه مصر، الدر مع الشامى زكريا ص ۳/۱۴۷، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب فى الثواب على المصيبة.

[2] من عزى مصاباً فله مثل اجره. جمع الفوائد ص:۲۰۸، ج:۱، كتاب الجنائز، التعزية واحوال القبور وزيارتها، مطبوعه مكة المكرمة. وتستحب التعزية للرجال والنساء اللاتى لا يفتن لقوله ﷺ من عزى اخاه بمصيبة كساه الله من حلل الكرامة يوم القيامة، وقوله ﷺ من عزى مصابا فله مثل اجره وقوله ﷺ من عزى ثكلى كسى بردين فى الجنة (مراقى مع الطحطاوى ص ۱۵۱، فصل فى حملها ودفنها، مصرى، شامى زكريا ص ۳/۱۴۷، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت، مجمع الزوائد ص ۳/۸۱، كتاب الجنائز، باب التعزية، طبع دارالفكر بيروت. مكاتيب رشيديه: ۹/

جس کے انتقال سے بہت لوگوں کو صدمہ ہو یا بہت لوگ تعزیت کی ضرورت محسوس کریں اور سب کا پہنچنا دشوار ہو تو اس کیلئے سہل صورت یہ ہے کہ ایک جلسہ کر کے تعزیت کر دی جائے اس میں بڑی جماعت سفر کی زحمت سے بچ جاتی ہے، اور میت کے متعلقین پر کثیر مہمانوں کا بار بھی نہیں پڑتا اور مجمع عظیم کی متفقہ دعا بھی زیادہ مستحق قبول ہے، بظاہر اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، لیکن بہت جگہ اس نے محض رسم کی صورت اختیار کر لی ہے، کہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اخبار میں نام آجائے گا اور ہماری شہرت ہو جائے گی، اگر ہم نے تعزیتی جلسہ نہ کیا تو لوگ ملامت کریں گے، وغیرہ وغیرہ اگر یہ صورت ہو تو پھر اس کو ترک کرنا چاہئے۔

میت کیلئے ایصال ثواب ثابت ہے، قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب پہنچانا بھی درست ہے انفراداً پڑھنا بھی درست ہے۔ جون یک کام بھی اللہ کیلئے کیا جائے اور یہ دعا کر لیجائے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے تو بس اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے سلف صالحین سے نماز، تلاوت، صدقہ، حج وغیرہ کا ثواب پہنچانا ثابت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گاندھی جی کی موت پر تعزیت اور ایصال ثواب

سوال:-(۱) گاندھی جی ہندو مذہب اختیار کرتے تھے ساتھ ساتھ قرآن کی سورۂ اخلاص اور فاتحہ اکثر پڑھتے تھے اور اپنی عبادت کی مجلس میں قرآن پڑھوا کر سنتے تھے، اور مسلمانوں کی حمایت کرتے تھے، تعزیت کرنے کے بعد اگر کوئی مسلمان غیر مسلم کی جماعت میں انکے لئے

---

[1] صرح علماءنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صومًا او صدقۃ او غیرھا. شامی نعمانیہ ص: ۲۰۵، ج: ۱، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ للمیت. بحر کوئٹہ ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ۲/۴۵۴، بیان شرائط النیابۃ فی الحج.

قرآن پڑھے یا دعا کرے تو کیا وہ مسلمان گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ اگر کوئی آدمی ثواب بخشے نہیں بلکہ غیر مذہب والوں کیلئے ہمدردی دکھانے کیلئے قرآن پڑھے تو کیسا ہے کیا گاندھی کافر ہے؟

(۲) اگر سرکاری ملازم مسلمان کو بیدین جماعت میں رہنا پڑے اور بے دین مردہ کیلئے دعاء خیر کرتے وقت دل یا منہ سے "فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَداً" کہے کیا وہ گنہ گار ہوگا؟ مع دلیل جواب ارشاد فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جس کیلئے کفر کا یقین ہو اس کیلئے دعاء مغفرت کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا جائز نہیں: **والحق حرمة الدعاء بالمغفرة للكافر اهـ درمختار**[۱] گاندھی کے متعلق ہمیں معلوم نہیں کہ کب اسلام قبول کیا، سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھنا بھی جب ہی مفید ہے کہ پڑھنے والا مسلم ہو ورنہ بہت سے غیر مسلم بھی پڑھتے ہیں خواہ پڑھنے کی نیت کچھ ہی ہو، البتہ اگر کوئی مسلم قرآن کریم پڑھ کر اس کا مطلب غیر مسلم کو سمجھائے یا وعظ کہے تو شرعاً جائز اور درست ہے[۲] بعض غیر مسلم بھی نرم طبیعت اور دوسروں کے ہمدرد ہوتے ہیں وہ کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے بلکہ دوسروں کی راحت کیلئے خود تکلیف اٹھاتے ہیں مسلم کو بھی چاہئے کہ ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے، اور بلا وجہ تکلیف پہنچانا تو کسی کو بھی جائز نہیں، اسلامی تعلیمات میں نہایت اعلیٰ اخلاق کا خزانہ موجود ہے، اسلئے سمجھ دار غیر مسلم اسکا مطالعہ کر کے اکثر اچھی باتیں حاصل کر لیتے ہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

---

۱ الدر مع الشامی زکریا ص ۲/۲۳۶، باب صفة الصلاة، مطلب فی خلف الوعید والممنوع هو الاستغفار بعد العلم بموتهم کفارا (روح المعانی ص ۱۰/۱۵۰، سورۂ توبہ آیت: ۸۰، مطبوعہ مصطفائیہ دیوبند، ہندیہ کوئٹہ ص ۵/۳۴۸، کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة الخ.

۲ قال ابو حنیفة اعلم النصرانی الفقه والقرآن لعله یهتدی (ہندیہ کوئٹہ ص ۵/۳۲۳، کتاب الکراهیة، الباب الخامس، بحر کوئٹہ ص ۸/۳۰۲، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع.

(۲) اس نفاق کی کیا ضرورت ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل میں بدعا بلکہ جس کے مرنے پر ضرورت سمجھے مشروع تعزیت کردے: جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبغی ان یعزیه ویقول اخلف الله علیک خیرا منه واصلحک وکان معناه اصلحک الله بالاسلام یعنی رزقک الاسلام ورزقک ولدا مسلما. کفایه اهـ شامی[۱] ص: ۲۴۸، ج: ۵. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۳۰/۳/۶۷ھ

اسلام نے جو تعزیت کا طریقہ غیر مسلموں کیلئے بتایا ہے اس پر عمل کرنا چاہئے گاندھی جی نے نہ صرف مسلمانوں کی خیر خواہی پر جان دی ہے، بلکہ سارے ہندوستان کو امن واتحاد کی تلقین کرتے ہوئے وہ اس مشن پر قربان ہوگئے اسلئے ہر شخص انکے دردناک قتل پر رنجیدہ ہے، مگر ان کو مسلمان اس وقت تک نہیں کہا جاسکتا، جب تک کہ اس کا کوئی ثبوت نہ ہو، تعزیت اور یادگار منانے میں فرقہ وارانہ طریقوں پر عمل کرنا خود گاندھی جی کے مشن کے خلاف ہے، اسلئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ فقط

سعید احمد

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/ربیع الثانی ۶۷ھ

شیعہ کو ایصال ثواب

سوال:- سنی بیوی کو شیعہ خاوند کیلئے دعاء مغفرت یا ایصال ثواب کرنا کیسا ہے؟ اور سنی کو شیعہ کیلئے عام طور سے ایصال ثواب کا کیا حکم ہے؟

---

[۱] شامی زکریا ص: ۵۵۷، ج: ۹، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع. هندیه کوئٹه ص ۵/۳۴۸، کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر، تبیین الحقائق ص ۶/۳۰، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، مطبوعه امدادیه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کے عقائد کفریہ نہیں جیسا کہ بعض فرقوں کے ہیں تو دعاء مغفرت درست ہے، اس میں شوہر اور غیر سب برابر ہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غیر مسلم کو ثواب پہنچانا

سوال:- غیر مسلم وغیرہ کو قرآن پاک وغیرہ کا ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹/۱۰/۹۰ھ

ایصالِ ثواب وغیرہ کے ختم قرآن پر شیرینی

سوال:- یہاں کا رواج ہے لوگ علماء، حفاظ اور کچھ علوم دین جاننے والے لوگوں سے

---

۱ للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصومًا او صدقة اوغیرها. شامی کراچی ص: ۲۴۳، ج: ۲، باب صلوة الجنازة، مطلب فی القراءة للمیت، بحر کوئٹه ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ۲/۴۵۴، بیان شرائط النیابة فی الحج.

۲ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ الآیة: ۱۱۳/ سورة التوبة،

ترجمہ:- پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا کر مانگیں۔

والحق حرمة الدعاء بالمغفرة للکافر اهـ درمختار کراچی. ص: ۵۲۲، ج: ۱، باب صفة الصلوة، مطلب فی خلف الوعید. هندیه کوئٹه ص ۵/۳۴۸، کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی اهل الذمة.

ختم قرآن، ختم خواجگان یا اس کے علاوہ اور کسی قسم کا ختم کراتے ہیں اور ایصالِ ثواب یا اپنے مقاصد کی دعائیں کراتے ہیں، پڑھنے والوں کو کھانا بھی کھلاتے ہیں، اور کچھ روپے پیسے بھی دیتے ہیں، یہ رواج شرعاً کیسا ہے؟ روپے پیسے لینا دینا کیسا ہے؟ اہل استطاعت اس قسم کے پیسے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایصالِ ثواب کیلئے قرآن پاک ختم کرا کے بطور معاوضہ کھانا کھلانا درست نہیں، اس سے ثواب نہیں ہوتا، بلکہ گناہ ہوتا ہے، علامہ شامیؒ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اہلِ استطاعت اور فقراء کسی کو بھی ایسا کھانا کھلانا اور پیسے لینا درست نہیں[1] مگر دیگر مقاصد مثلاً مقدمات کی کامیابی کیلئے اگر ختم کرایا جائے اور کھانا کھلایا جائے یا پیسے دیئے جائیں تو یہ درست ہے، یہاں ختم سے مقصود تحصیلِ ثواب نہیں بلکہ دوسرا کام مقصود ہے[2]۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۰/۸۵ھ

---

[1] قال: تاج الشريعة فی شرح الهداية: ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العينی فی شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا والأخذ والمعطى اثمان اهـ ردالمحتار نعمانيه ص:۳۵، ج:۵، كتاب الاجاره. مطلب تحرير مهم فی عدم جواز الاستيجار على التلاوة الخ، منحة الخالق على البحر ص۲۲۸/۵، كتاب الوقف، مطبوعه كوئٹه، شرح فقه اكبر ص۱۶۰، قراءة القرآن واهداؤها للميت الخ، مطبوعه مجتبائى دهلى.

[2] وما استدل به بعض الحشين على الجواز بحديث البخارى فی اللديغ فهو خطاء لان المتقدمين المانعين الاستيجار مطلقا جوز الرقية بالاجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحطاوى لانها ليست عبادة محضة بل من التداوى (شامى زكريا ص۷۸/۹، باب الاجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم فی عدم جواز الاستيجار على التلاوة الخ، رسائل ابن عابدين، ص۱۵۷/۱، الرسالة السابعة، شفاء العليل وبل الغليل، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

ایصالِ ثواب پر اجرت

سوال:- زید نے کسی کو ایک ختم قرآن پڑھ دیا اور اس شخص پر دعویٰ کرتا ہے، کہ اس ختم قرآن کے عوض میں ہمیں گیارہ روپے دو اس طرح لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ لینا بھی ناجائز ہے اور دینا بھی ناجائز لینے والا اور دینے والا ہر دو گنہ گار ہوں گے: قال تاج الشریعة فی شرح الهداية ان القراٰن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والاٰخذ و المعطى اثمان اھ ردالمحتار[1] ص:۳۵، ج:۵، نعمانيه. كتاب الاجارة. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایصالِ ثواب کے خلاف استدلال

سوال:- (۱) مذہب اسلام نے ایصال ثواب کو جائز رکھا یا نہیں؟ اگر جائز ہے، اور ایک سورت کو پڑھ کر بہت سے مردوں کو بخشے اس سورت کا ثواب تمام مردوں کو برابر ایک سورت کا ملے گا یا بقدر حصہ؟

(۲) ایک شخص ایصال ثواب کو بدعت کہتا ہے اور استدلال میں مندرجہ ذیل احادیث وآیات پیش کرتا ہے آیا یہ صحیح ہے؟

(۱) کبھی حضور ﷺ نے ایک آیت کا بھی ثواب کسی کو نہیں بخشا۔

---

[1] شامی زکریا ص:۷۷، ج:۹، باب الاجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة والتهليل. شرح فقه اكبر ص ۱۶۰، قراءة القرآن واهداؤها للميت، مطبوعه مجتبائى دهلى، منحة الخالق على البحر كوئٹه ص۵/۲۲۸، كتاب الوقف.

(۲) کسی صحابی نے کبھی بھی ایک آیت پڑھ کر کسی کو اس کا ثواب نہیں بخشا۔
(۳) کبھی کسی پیغمبر نے بھی ایک آیت پڑھ کر کسی کو اس کا ثواب نہیں بخشا۔
(۴) تمام پیغمبروں نے ہمیشہ گناہگاروں کیلئے دعاءِ مغفرت کی۔
(۵) حضور ﷺ نے بھی ہمیشہ مسلمانوں کیلئے دعاءِ مغفرت کی۔
(٦) قرآن میں بہت سے مقامات پر صاف لفظوں میں لکھ دیا گیا ہے کہ ایک کا ثواب دوسرے کو نہیں مل سکتا مثلاً: "وان لیس للانسان الا ماسعٰی "(النجم)
(۲) وان احسنتم احسنتم لانفسکم (الآیة)
(۳) من اهتدی فانما یهتدی لنفسه .(الآیة) (بنی اسرائیل)
(۴) ولا تزر وازرة وزر اخریٰ (الایة) (فاطر)

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوٰة اوصومًا او صدقة او غیرها عند اهل السنة والجماعة اهـ هدایة[۱] ص: ۲۷٦، ج: ۱. ویصح اهداء نصف الثواب وربعه کما نص علیه احمدؒ ولا مانع منه ویوضحه انه لواهدیٰ الکل الیٰ اربعة یحصل لکل منهم ربعه فکذا لو اهدیٰ الربع لواحد وابقی الباقی لنفسه، لکن سئل ابن حجر المکیؒ عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم اویصل لکل منهم مثل ثواب ذٰلک کاملا فاجاب: بانه افتی جمع بالثانی هو اللائق بسعة الفضل اهـ شامی[۲] ص: ۲۰۵، ج ۱، کتاب الجنائز.

---

[۱] هدایه ص ۲۹٦/ ۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعه تهانوی دیوبند، بحر کوئٹه ص ۵۹/ ۳، باب الحج عن الغیر، بدائع زکریا ص ۴۵۴/ ۲، کتاب الحج، بیان شرائط النیابة فی الحج.
[۲] شامی زکریا ص ۱۵۲/ ۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراء ة للمیت الخ، فتاوی کبری لابن حجر ص ۴۲۲/ ۱، باب الجنائز، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، کتاب الروح ص ۱۷۴، المسئالةالسادسة عشر هل تنتفع ارواح الموتی الخ فصل واما قولکم لو ساغ ذلک لساغ الخ، مطبوعه فاروقیه پشاور.

عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب جائز ہے اور ایک سورۃ کا ثواب چند مردوں کو بخشا جائے، تو اس میں دونوں قول ہیں باری تعالیٰ کے فضل کے لائق یہ ہے کہ سب کو پوری پوری سورت کا ثواب پہونچے۔

(۲) ایصالِ ثواب بدعت نہیں بلکہ خیر القرون سے اس پر عمل جاری ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اس کی تلقین فرمائی ہے، اور صحابہ کرامؓ نے نیز بعد کے حضرات نے اپنے اعزہ کیلئے ایصال ثواب کیا ہے، اس مسئلہ میں اتنی وسعت سے روایات ہیں کہ ان کا انکار دشوار ہے، خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امت کی طرف سے قربانی کی ہے، صوم صلوٰۃ، صدقہ، حج، قرأۃ، اضحیہ، سب ہی کا احادیث میں ثواب پہنچانا ثابت ہے، ہدایہ میں ہے: **لما روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ ضحٰی بکبشین املحین احدھما عن نفسہ والاٰخر عن امتہ ممن اقر بوحدانیۃ اللّٰہ تعالٰی وشھد لہ بالبلاغ** [1] **اھ** اس حدیث کی تخریج زیلعی [2] میں سات صحابہؓ سے کی گئی ہے۔ شیخ ابن ہمامؒ [3] نے اس کو حدیث مشہور قرار دے کر فرمایا ہے، **یجوز تقیید الکتاب بہ** نیز دار قطنی کی روایت ہے: **ان رجلاً سألہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال کان لی ابوان ابرھما حال حیاتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان من البر بعد الموت ان تصلی لھما مع صلاتک وتصوم لھما مع صیامک** حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: **من مر علی المقابر وقرأ قل ھو اللّٰہ احد. احدیٰ عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات** [4]. حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دریافت

---

[1] ھدایہ ص: ۲۷۶، ج: ۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ مجتبائی دھلی.

[2] راجع نصب الرایۃ للزیلعی ص ۱۵۱/۳، باب الحج عن الغیر، طبع المجلس العلمی ڈھابیل.

[3] فتح القدیر ص: ۱۴۳، ج: ۳، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[4] مراقی مع الطحطاوی ص ۵۱۴، فصل فی زیارۃ القبور، مصری، الدر مع الشامی زکریا ص ۱۵۴/۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی اھداء ثواب القراءۃ الخ، اتحاف ص ۳۷۱/۱۰، کتاب ذکر الموت، بیان زیارۃ القبور، مطبوعہ دارالفکر بیروت.

فرمایا یا رسول اللہ ﷺ: انا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعولهم فهل يصل ذٰلك اليهم؟ قال نعم: انه ليصل اليهم وانهم ليفرحون به كما يفرح احدكم بالطبق اذا اهدى اليه اهـ.

ان سب کو نیز دیگر احادیث وآثار کو نقل کر کے فتح القدیر[1] ص:۳۰۹، ج:۲ باب الحج عن الغیر میں لکھا ہے: فهٰده الاٰثار وماقبلها وما فى السنة ايضًا من نحوها عن كثير قد تركناه لحال الطول يبلغ القدر المشترك بين الكل وهو ان من جعل شيئًا من الصالحات لغيره نفعه اللّٰه تعالىٰ به مبلغ التواتر وكذا ما فى كتاب اللّٰه تعالىٰ من الامر بالدعاء للوالدين فى قوله تعالىٰ وقل رب ارحمهما كما ربيانى صغيراً، ومن الاخبار باستغفار الملائكة للمومنين، قال تعالىٰ: والملائكة يسبحون بحمدربهم ويستعفرون لمن فى الارض وقال تعالىٰ فى اٰية اخرىٰ: الذين يحملون العرش الىٰ قوله وقهم السياٰت قطعى فى حصول الانتفاع بعمل الغير فيخالف ظاهرا لأية التى استدلوا بها (اى المعتزله وهى وان ليس للانسان الاماسعىٰ) اذ ظاهرها انه لا ينفع استغفار احد لا حد بوجه من الوجوه لانه ليس من سعيه فلا يكون له منه شيئ فقطعنا بانتفاء ارادة ظاهرها على صرافته فتقيد بما لم يهبه العامل.

آیت مذکورہ سے استدلال کا جواب بھی واضح ہو گیا، حافظ عینی نے شرح ہدایہ[2] میں اور زیلعی نے شرح کنز[3] میں اور طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح[4] میں معتزلہ کی اس دلیل کے آٹھ

---

[1] فتح القدير ص:۱۴۳، ۱۴۴، ج:۳، باب الحج عن الغير، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[2] عينى شرح هدايه ص:۴۲۴، ج:۴، مطبوعه دارالفكر بيروت، باب الحج عن الغير.

[3] تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ص:۸۴، ج:۲، باب الحج عن الغير. مطبوعه مكتبه امداديه پاكستان.

[4] والجواب عنه من ثمانية اوجه الاول انها منسوخة الحكم الى قوله الثامن ان الحصر قد يكون فى معظم المقصود الخ. طحطاوى شرح مراقى الفلاح ص:۵۱۴، فصل زيارة القبور.

جوابات دیئے ہیں۔ ابن قیمؒ نے تو کتاب الروح گویا کہ اس قسم کے مسائل کے لئے ہی تصنیف کی ہے اور ہر عنوان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

آثار السنن[1] میں مستقل باب قرأة القرآن للمیت منعقد کیا گیا ہے۔ دوسری اور تیسری اور چوتھی آیت سے جو استدلال کیا گیا ہے، وہ بالکل بے محل ہے، ان آیات کو مسئلہ مذکورہ سے کوئی علاقہ نہیں کما لا یخفی علیٰ من له ممارسة بالتفسیر. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۹/ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۲/ رجب ۶۹ھ

کنواں بنانا صدقۂ جاریہ ہے

سوال:- ایک مسلمان شخص بہ سلسلۂ چک بندی اپنے چک میں کنواں بنوانا چاہتا ہے اور نیت ومقصد خالص یہ ہے کہ اپنا بھی آپ پاشی کا کام لیوے نیز اور دوسرے لوگ بھی جن کے کھیت ہیں آپ پاشی کریں، کیونکہ ایک کنواں بہت دور ہے، جس سے بہ مشکل آپ پاشی ہوسکتی ہے، نیز عام لوگ اس سے ہر طرح کا فائدہ اٹھائیں تو آیا یہ کنواں صدقۂ جاریہ میں شمار ہوگا یا نہیں؟ اور صدقۂ جاریہ کا ثواب ملیگا یا نہیں؟ جب کہ عوام کو بہت زیادہ آب پاشی کا فائدہ ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یقیناً صدقۂ جاریہ ہے اس سے ثواب ملے گا۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

[1] آثار السنن ص: ۱۲۵، ج: ۲، ابواب الجنائز، مطبوعہ دارالاشاعة الاسلامیة کلکته.

[2] سبع یجری للعبد اجرهن وهو فی قبره ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک لاکھ کلمۂ طیبہ کا ثواب میت کیلئے

سوال:- ہمارے یہاں جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے تو میت کے رشتہ دار ایک لاکھ مرتبہ کلمۂ طیبہ کا ختم کراتے ہیں، مسجد کے مصلیوں سے اخیر میں تمام مصلیوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے، چاہے غریب ہو یا غنی تو یہ کھانا کیسا ہے؟ اور غریب و مالدار میں کوئی فرق ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کلمۂ طیبہ کا ثواب پہنچانا اور غریبوں کو صدقہ دے کر ثواب پہنچانا بہت مفید اور باعثِ خیر ہے[1] لیکن کلمۂ طیبہ پڑھنے والوں کو ختم کے بعد کھانا کھلانا یہ اُجرت کے مشابہ ہے، اگر پڑھنے والوں کے ذہن میں ہو کہ کھانا ملے گا اور اس نیت سے پڑھیں تو اس پڑھنے سے ثواب نہیں ہوگا، نہ پڑھنے والوں کو نہ میت کو نیز جبکہ اس کا دستور ہے، اور یہ طریقہ مشہور ہے "المعروف کالمشروط" کے تحت اس پڑھنے کی اُجرت گویا کہ لازم ہوگئی علاوہ ازیں میت کے ورثاء میں بعض دفعہ نابالغ بھی ہوتے ہیں انکے مال میں تصرف کرنا اور انکے حصہ سے صدقہ دینا جائز نہیں، پھر یہ کھانا کھلانا شرعاً واجب نہیں، اس کا التزام کرنا ایک غیر واجب کو واجب قرار دینا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......بعد موته من علم علما او اجرى نهراً اوحفربئرا أو غرس نخلا أو بنى مسجداً او ورث مصحفا أو ترك ولدا يستغفر له بعد موته. (كنز العمال ص:۹۵۴، ۹۵۳، ج:۱۵، رقم الحديث: ۴۳۶۶۲، الكتاب الخامس، من حرف الميم فى المواعظ، الباب الاول، الفصل فى الباقيات الصالحات، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت. ابو داؤد ص ۱/۲۳۶، كتاب الزكاة، باب فى فضل سقى الماء، سعد بخذپو ديوبند، شرح الصدور ص ۲۹۶، باب ماينفع الميت فى قبره، مطبوعه دار المعرفت بيروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة اوصومًا اوصدقة اوغيرها. شامى نعمانيه ص:۶۰۵، ج:۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فى القرائة للميت. بحر كوئٹه ص ۳/۵۹، باب الحج عن الغير، هدايه ص ۱/۲۹۶، باب الحج عن الغير، مطبوعه تهانوى ديوبند.

ہے، جس کی شریعت میں اجازت نہیں، علاوہ ازیں ایصال ثواب کیلئے جو صدقہ دیا جاتا ہے اس کے مستحق غرباء ہیں مالدار نہیں یہاں غریب وغنی سب کو دیا جاتا ہے، یہ طریقہ غلط ہے، اور اس میں عامۂ شہرت ناموری کا جذبہ ہوتا ہے، جیسا کہ دیگر تقریبات کا حال ہے، اس لئے اس طریقہ کو بند کرنا چاہیئے کہ عوارض کی وجہ سے اصل کیفیت باقی نہیں رہتی، فتاویٰ بزازیہ[1]، کبیری[2]، شامی[3] وغیرہ کتبِ فقہ میں ایصالِ ثواب کے لئے اس قسم کے طریقہ کو اختیار کرنے کی ممانعت موجود ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۱/۳۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۱/۳۰ھ

کلمہ طیبہ کتنی مرتبہ پڑھنے سے مردوں کی مغفرت ہوتی ہے

سوال:- کلمہ طیبہ کتنی مرتبہ پڑھنے سے مردوں کی مغفرت ہوتی ہے، ہزار عدد ہے یا زیادہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض کتابوں میں ستر ہزار کی تعداد لکھی ہے، کہ اتنی مرتبہ کسی میت کو ثواب پہنچایا جائے تو

[1] بزازیہ بر حاشیہ عالمگیری ص: ۸۱، ج: ۴. الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع آخر ذهب الی المصلی قبل الجنازة الخ. مطبوعه کوئٹه.

[2] کبیری ص: ۶۰۹، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، الثامن فی مسائل متفرقة من الجنائز،

[3] الحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراء ة القرآن لاجل الاکل یکره ومنها من کتاب الاستحسان وان اتخذ طعامًا للفقراء کان حسنا واطال ذالک فی المعراج وقال وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیحترز عنها لانهم لایریدون بهاوجه الله. ولاسیما اذا کان فی الورثة صغارا وغائب. شامی نعمانیه ص: ۶۰۳، ج: ۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت.

اسکی مغفرت ہوجاتی ہے [1]، بعض جگہ سوالا کھ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۷/۴/۸۹ھ

شروع میں جنازہ اٹھانے والے کو کھانا کھلانا

سوال:- ہمارے یہاں یہ بات ضروری سمجھتے ہیں کہ جو شخص میت کے اہل خانہ کے علاوہ جنازہ کو شروع میں اُٹھاتا ہے تو پھر اس کو کھانا کھلانا ضروری سمجھتے ہیں، اور اگر وہ شخص کھانا نہ کھائے تو اس کو گناہ سمجھتے ہیں، اور یہاں پر یہ بات بھی ہے، کہ جب کسی کے یہاں میت ہوجاتی ہے، تو محلّہ کی عورتیں اسکے یہاں تھوڑا تھوڑا اناج لیکر آتی ہیں جس کو پھر شیخ یا کوئی فقیر اُٹھا کر لیجاتا ہے، یہ بات شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بالکل بے بنیاد اور غلط چیز ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں [2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

[1] سئل عمن هلل سبعين الف مرة واهداه للميت يكون براءة للميت من النار فاجاب اذا هلل الانسان هكذا سبعون الفاً او اقل او اكثر واهديت اليه نفعه الله بذالک، فتاوى ابن تيمية ج: ۲۴، ص: ۳۲۳، كتاب الجنائز.

[2] وهى (البدعة) اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة (الدر مع الشامى زكريا ص ۲/۲۹۹، باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام)

میت کے گھر کھانا

سوال:-تعزیت کرنے والا اہلِ میت کے یہاں کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ علماء نے مدلل لکھ دیا ہے کہ اہلِ میت کے یہاں کھانا نہ کھائے، تین روز تک کیلئے اہلِ میت کے یہاں کچھ نہ کھانے کے متعلق اور دسویں چالیسویں کے بارے میں تو تحقیق ہے، مگر عرض یہ ہے کہ بغیر مقررہ ومعینہ وقت کے تعزیت کیلئے اہل میت کے یہاں چلے جائیں تو اہلِ میت تعزیت کنندگان کیلئے جو کھانا تیار کریں اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''طعام اہلِ میت'' وہ ہے، جو رواجاً اہلِ میت کے ذمہ تیجہ، دہم، چہلم وغیرہ کے طور پر لازم کر دیا جائے[1]۔

اہلِ میت کو میت کی تجہیز وتکفین اور غم وحزن کی وجہ سے پکانے کی فراغت نہیں ہوتی، تو ایک دن، دو وقت کا کھانا قرابت دار لوگ انکے پاس بھیج دیں[2]۔ اگر اہلِ میت خود پکائیں تب بھی منع نہیں، جو شخص بطور مہمان تعزیت کیلئے آیا ہے، اہلِ میت اسکو اپنے ساتھ کھلائیں گے، وہ منع نہیں یہ خیال کہ تین روز تک اہلِ میت کے گھر کوئی چیز نہ کھائی جائے اغلاط العوام میں سے ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند یکم جمادی الاول ۹۰ھ

---

[1] یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع. شامی زکریا ص:۱۴۸، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی کراھۃ الضیافۃ من اھل المیت. بزازیہ علی الھندیہ کوئٹہ ص ۴/۸۱، الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع آخر ذھب الی المصلی قبل الجنازۃ الخ.

[2] یستحب لجیران اھل المیت والاباعد تھیئۃ طعام لھم یشبعھم یومھم ولیلتھم. شامی نعمانیہ ص:۲۰۳، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الثواب علی المصیبۃ، فتح القدیر ص ۲/۱۴۲، فصل فی الدفن، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

ایصالِ ثواب پر کھانا

سوال:- مردہ کیلئے ثواب رسانی کرنا اور پھر اس جگہ کھانا یا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جائز نہیں[۱]، شامی نے اس پر مفصل استدلال کیا ہے اور مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کسی دوسرے مقام پر جا کر ایصالِ ثواب کرنا اور کھانا

سوال:- ایک جگہ بہت دور ختم قرآن میں ایک شخص گیا، اور اگر وہاں نہ کھائے تو بھوکا آنا پڑے گا، کیونکہ دور ہے تو اس جگہ بعد ختم قرآن کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہاں نہ کھائے اور وہاں جانے کی ضرورت نہیں، ایصال ثواب اپنے مکان سے بھی کر سکتا ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ما شاع فی زماننا من قراءة الاجزاء بالاجرة لایجوز. شامی کراچی ص:۵۶، ج:۶، مطلب تحریر مهم الخ، کتاب الاجارة.

[۲] وقد جمعت فیها رسالة سمیتها (شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات والتهالیل) شامی کراچی ص:۵۷، ج:۶، باب الاجارة الفاسدة، وراجع رسائل ابن عابدین ص:۱۵۱، ج:۱، الرسالة السابعة. (حاشیہ نمبر۳ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ایصالِ ثواب کیلئے دن کی تعیین

سوال:- مردہ کیلئے دن متعین کرنا کہ فلاں دن ثواب رسانی کی جائیگی یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس قسم کی تعیین کو علامہ شامی نے ردالمحتار کتاب الجنائز میں مکروہ لکھا ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زندوں کے استغفار سے مرحومین کو فائدہ

سوال:- مرحومین کے لئے زندوں کے استغفار وایصال ثواب سے فائدہ پہنچتا ہے لیکن نابالغ معصوم بچوں کے لئے استغفار یا ایصال ثواب سے کیا فائدہ جب کہ وہ بے گناہ اور جنتی ہے، ایسے معصوم بچوں کی نماز جنازہ میں لمبی استغفار نہیں ہے، استغفار ایصال ثواب بچوں کے لئے غیر مفید ہے، تو بچوں کی قبر کی زیارت سے بھی کوئی فائدہ نہیں، تو ایسے بچوں سے تعلق رکھنے کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] ولامعنی ایضاً لصلة القاری لان ذلک یشبه استئجاره علی قراء ة القران وذلک باطل. شامی کراچی ص:۵۷، ج:۶، باب الاجارة الفاسدة، مطلب تحریر مهم الخ. بزازیه علی الهندیة کوئٹه ص ۴/۸۱، الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع آخر ذهب الی المصلی الخ، حلبی کبیر ص ۶۰۹، فصل فی الجنائز، الثامن فی مسائل متفرقة، مطبوعه لاهور.

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الأول والثالث وبعد الأسبوع الخ. شامی نعمانیه ص:۶۰۳، ج:۱، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت. بزازیه علی الهندیة کوئٹه ص ۴/۸۱، الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع آخر ذهب الی المصلی الخ، حلبی کبیر ص ۶۰۹، فصل فی الجنائز، الثامن فی مسائل متفرقه، مطبوعه لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

درجات میں ترقی تو بہرحال ہوتی ہے، اس لئے ایصال ثواب میں کیا اشکال ہے، لیکن استغفار کی حاجت نہیں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

میت کے لئے صدقۂ جاریہ

سوال:- ہمارے موضع کی مسجد کا دروازہ بوسیدہ ہوگیا ہے، جس کے بنوانے میں اندازاً چار سو روپئے کا خرچہ ہے، اگر اس دروازہ کو میں اپنے والد بزرگوار کے نام پر صدقۂ جاریہ تعمیر کرادوں تو کیا میرے والد صاحب کے نام صدقۂ جاریہ ہوجائے گا، اگر ہوجائے تو بہتر ہے، ورنہ مجھے کوئی کام ایسا بتلایا جائے کہ جس کے کرنے سے مرحوم بزرگوار کے نام صدقۂ جاریہ ہوجائے، انتقال کے وقت انہوں نے مجھے کچھ کہا تو نہیں تھا، لیکن آپ ایسے کام کے لئے فتویٰ دیجئے کہ جس کے کرنے سے مرحوم بزرگوار کے نام صدقۂ جاریہ ہوجائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

والد بزرگوار کے ایصال ثواب کیلئے مسجد کا دروازہ بنوادینا، ضرورت کی جگہ کنواں بنوا دینا، دینی کتب خرید کر مدارس میں وقف کردینا وغیرہ سب کچھ صدقۂ جاریہ ہے [2]، اللہ پاک ان

[1] ولایستغفر فیها لصبی ومجنون ومعتوه لعدم تکلیفهم (الیٰ قوله) وقد قالو حسنات الصبی لهٗ لابویه بل لهما ثواب التعلیم(الد رمع کراچی ،ج۲/ص۲۱۵/ باب صلوٰۃ الجنائز ،مطلب هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟ احکام الصغار علی هامش جامع الفصولین،ج۱/ص۱۴۸/ مسائل الکراهیة،طبع اسلامی کتب خانه کراچی ،شرح الاشباه والنظائر،ج۳/ص۲۲/الفن الثالث،احکام الصبیان ، طبع ادارۃ القرآن کراچی . (حاشیہ۲/اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

کوثواب پہنچا کر بلند درجہ دے اور آپ کو اجر عظیم دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۹۴ھ

میت صغیر کے لئے دعاء شفاعت پر شبہ اور اس کا جواب

سوال:۔ نماز جنازہ میں جبکہ میت چھوٹی (بچہ یا بچی) ہو تو ''**اللّٰھم اجعلہ لنا شافعا ومشفعا**'' جو دعا پڑھی جاتی ہے، آیا یہ دعا پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے شبہ اس لئے ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خود شافع ہیں، کوئی بچہ حضور اکرم ﷺ کے لئے کیسے شافع ہو سکے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ذخر و فرط، کی دعاء پڑھنا حدیث شریف میں مذکور ہے[۱]، اذان کے بعد ''آت محمدن الوسیلة'' پڑھنے کا امر بھی حدیث شریف میں ہے[۲]، الوسیلۃ کی ایک شرح مقام شفاعت بھی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] صدقہ جاریة! یجری نفعها فیدوم أجرها کالوقف فی وجوه الخیر وقال بعضهم هی القناة والعین الجاریة الخ مرقات ج: ۱، ص: ۲۲۱، کتاب العلم، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی، کنز العمال ص ۱۵/۹۵۳، رقم الحدیث ص ۴۳۶۲۲، الکتاب الخامس من حرف المیم الباب الاول، الفصل فی الباقیات الصالحات، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] وعن البخاری تعلیقا قال یقرأ الحسنؓ علی الطفل فاتحة الکتاب ویقول اللّٰهم اجعله لنا سلفا وفروطا وذخر واجرا''(مشکوٰة شریف، ص۱۴۷-۱۴۸/ باب المشی بالجنازة، طبع یاسر ندیم دیوبند.

[۲] عن جابرؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قال حین یسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلوٰة القائمة اٰت محمدن الوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمودا ن الذی وعدته حلت له شفاعتی یوم القیامة، بخاری شریف، ج ۱/ص ۸۶/ کتاب الاذان، باب الدعاء عندالنداء، طبع اشرفی دیوبند، مشکوٰة شریف، ص ۶۵/ باب فضل الاذان، طبع یاسر ندیم دیوبند.

ہے،[1] تعلیم امت کے لئے بھی دعائیں منقول ہیں، شبہ دفعہ کرنے کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۳/۵ھ

نافرمان بیٹے کی موت والد سے پہلے معافی اور ایصال ثواب

سوال:۔ باپ کی موت سے پہلے جب کہ وہ اپنے ہوش میں ہے بیٹا اپنی نافرمانیوں کی معافی مانگتا ہے، اور باپ معاف کردیتا ہے، اس وقت کی معافی معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

انشاء اللہ معافی ہوجائے گی،[2] باپ کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرتا رہے، اور نافرمانی کی مکافات جس قدر بھی ہو کرتا رہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۸/۲۵ھ

---

[1] وأما الوسيلة المذكورة فى الدعاء اطروى عنه صلى الله عليه وسلم بعد فقيل هى الشفاعة (مرقاة ج ۱/ص ۴۲۴/ باب فضل الاذان واجابة المؤذن، طبع بمبئى)

[2] اعلم أن الذنوب اما كفر واما غيره فتوبة الكفر عندموته، مقطوع بقبولها وماعداها، فمقبولة ان شاء الله بوعده الصدق وقوله الحق، المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبى ج۷/ص ۷۱/ كتاب الرقائق، باب وجوب التوبة، قبيل أنواع الذنوب الخ، دار ابن كثير دمشق بيروت.

جس نے اسلام قبول کرنے کیلئے کلمہ پڑھا اور پھر خودکشی کی اس میت کو ایصال ثواب

سوال:۔ایک لڑکی جو کہ غیر مسلم تھی اور میں اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا، اور وہ بھی مجھ پر بہت مائل تھی، اور میرے ساتھ مسلمان ہونے کو تیار تھی میں نے اپنی زندگی میں میرے ساتھ اور مجھ سے یاد کر کے بار ہا کلمہ پڑھا اس کو نماز بھی یاد تھی، اور اس کے گھر والے یہ نہ چاہتے تھے کہ وہ کسی دوسرے مذہب کو قبول کرے، ان لوگوں نے اس کو بہت تنگ کیا، پھر اس نے ایک دن غم سے گھبرا کر خودکشی کر لی، اب میں اس کے لئے ایصال ثواب قرآن خوانی کرا سکتا ہوں یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس نے اسلام قبول کرنے کے لئے کلمہ پڑھا ہے تو اس کو ایصال ثواب کر سکتے ہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۹۶ھ

---

[1] فللانسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عنداهل السنة والجماعة صلاة كان أوصوماً اوحجاً اوصدقة اوقرأة للقرآن أو الاذكار اوغير ذٰلک من انواع البر ويصل ذٰلک الیٰ الميت وينفقعه الخ مراقی الفلاح علی الطحطاوی، ص ۵۱۴/ فصل فی زيارة القبور، مطبوعه مصری، شامی زکريا، ج۳/ص ۱۵۱/ باب صلاة الجنازة مطلب فی القرأة للميت واهداء ثوابها للتاتارخانيه، ج۲/ص ۵۴۵/ الفصل الخامس فی الرجال يحج عن الغير، مطبوعه کراچی.



باب ہشتم

قبر پر تلاوت وغیرہ

قبر پر تلاوت

سوال:-قرآن قبر پر پڑھنا کیسا ہے؟ کیونکہ درمختار جلد دوم میں مکروہ لکھا ہے اور بہت سی کتابوں میں لکھا ہے کہ قبر پر تلاوتِ قرآن نہ کرنا چاہئے، اس وجہ سے کہ جب آیات عذاب کی وہاں پڑھی جاتی ہے تو مردے پر تکرار زیادہ ہوتی، جس کی وجہ سے عذاب میں زیادتی ہوتی ہے، اس لئے قبروں پر صرف آیاتِ رحمت پڑھنی چاہئے اور پورا قرآن نہ پڑھے، آیتِ رحمت جیسے سورہ یٰسین، مزمل، الہاکم التکاثر، معوذتین، اخلاص، الحمد، درود وغیرہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے نزدیک قبر پر قرآن شریف پڑھنا اور ایصالِ ثواب کرنا بلاالتزام مالا یلزم درست ہے[1]، درمختار کا حوالہ جو آپ نے دیا ہے، وہ میں نے نہیں دیکھا ذرا تفصیل سے باب،

---

[1] واخذ من ذلک جواز القراءة علی القبور، طحطاوی علی المراقی ص ۵۱۳، فصل فی زیارة القبور، مطبوعه مصر، بحر کوئٹه ص ۲/۱۹۵، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، هندیه کوئٹه ص ۵/۳۵۰، کتاب الکراهیة، الباب السادس عشر فی زیارة القبور، فتح القدیر ص ۲/۱۴۲، باب الجنائز، قبیل باب الشهید، مطبوعه دارالفکر بیروت،

فصل یا صفحہ کا حوالہ دے کر تحریر کیجئے تا کہ اس پر غور کیا جاسکے، مالکیہ کے نزدیک قبر پر قرآن شریف کی تلاوت کرنا مکروہ ہے، اور بعض اوقات زیادتیٔ عذاب کا سبب ہے۔ المدخل ص[۱]:۲۶۲، ج:۱، سورہ یٰسین مزمل، تکاثر میں بھی عذاب کا ذکر ہے، یہ تفصیل کن کتب میں ہے؟

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبر پر تلاوت جہراً ہو یا سراً ہو

سوال:- قبر پر تلاوت بلند آواز سے پڑھنی چاہئے یا آہستہ سے؟ اور بزرگوں کے مزاروں پر کثرت سے قرآن خوانی بلند آواز سے ہوتی ہے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں طرح درست ہے بشرطیکہ کوئی عارض نہ ہو[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفی اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۷/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ شعبان ۶۱ھ

---

[۱] قد تكون قراءة القرآن على قبره سببا لعذابه او لزيادته منه (الى قاله) وقد سمعت سيدى ابامحمد يقول القرأة على القبور بدعت وليست بسنة وان مذهب مالك الكراهة، المدخل ص: ۲۶۶، ج: ۱، باب زيارة القبور، زيارة سيدالمرسلين والآخرين صلى الله عليه وسلم. مطبوعه مصر.

[۲] واخذ من ذالك جواز القراءة على القبور. طحطاوى على مراقى الفلاح ص: ۵۱۳، طبع مصر. فصل فى زيارة القبور.

بیمار یا قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا

سوال:- ایک شخص بیمار کے پاس یا قبر کے پاس قرآن شریف پڑھتا ہے، پیسے وغیرہ کچھ بھی نہیں لیتا، جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر پیسے لیتا ہے تو کس کس موقعہ اور کون کون سی صورت میں جائز ہے، اور کونسی صورت میں ناجائز؟ کھلم کھلا ایسا جواب لکھیں کہ ہر شخص سمجھ لے۔

فقط والسلام

الجواب حامداًومصلیاً

بلا پیسے بیمار کے پاس یا قبر کے پاس بہ نیتِ ثواب تلاوت کرنا شرعاً درست ہے[1]۔ اور اجرت لے کر تلاوت کرنا حرام ہے اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں[2]۔ اور ثواب حاصل نہیں ہوتا خواہ پہلے سے نیت کی ہو یا نہ کی ہو، بلکہ رواج کی بناء پر ذہن میں ہو کہ فلاں جگہ سے اجرت ملے گی، بعض جگہ یہ طریقہ رائج ہے اور لوگوں نے قرآن شریف کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے، اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم تو خدا کے واسطے پڑھتے ہیں حالانکہ اگر ان کو علم ہو جائے کہ ہم کو کچھ نہ ملے گا تو وہ ہرگز نہ پڑھیں، اسی لئے اگر کسی جگہ سے کم ملے تو شکایت کرتے ہیں کہ فلاں شخص بہت بخیل ہے، غریب کے یہاں جانے میں حیلہ بہانہ کرتے ہیں اور مالدار کے یہاں دوڑ کر جاتے ہیں، اگر کسی جگہ رواج نہ ہو اور پڑھنے والا اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ مجھے کچھ نہ ملیگا، اور نہ ملنے پر اسکا قلب مکدر نہیں ہوتا محض خدا کے واسطے پڑھتا

---

[1] واخذ من ذالک جواز القراءۃ علی القبر، طحطاوی مصری ص۳۱۳ ۵، فصل فی زیارۃ القبور، بحر کوئٹہ ص۱۹۵ /۲، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاتہ، ھندیہ کوئٹہ ص۳۵۰ /۵، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقرأۃ القرآن فی المقابر،

[2] ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان. شامی کراچی ص۵۶ /۶، شامی نعمانیہ ص۳۵ /۵. کتاب الاجارۃ، مطلب تحریر مھم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوۃ الخ.

ہے اور پھر اسکو دیدیا جائے تو اس میں گنجائش ہے، لیکن آج کل ایسا آدمی ملنا متعذر رہے خاص کر ان اطراف میں جن میں اسکا رواج ہے۔ والشاذ کالمعدوم. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۱۹/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۲/۲۲/۵۹ھ

میت کے قریب غیر مسلم عورتوں کا آکر بیٹھنا

سوال:-میت کے روز میت والے کے گھر پر غیر مسلم ہندو عورتیں آتی ہیں، اور مردے کے پاس بیٹھتی ہیں اور تعزیت کرتی ہیں کیا ان عورتوں کو میت کے مکان میں داخل ہونے دیا چاہئے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان ہندو عورتوں کو وہاں سے علیحدہ کر دیا جائے کذا فی الطحطاوی[1] علی مراقی الفلاح ص:۳۲۸ چونکہ وہ وقت نزول رحمت کا ہے، اور غیر مسلموں پر لعنت برستی ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/۲۸/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف یکم جمادی الاولیٰ ۵۷ھ

---

[1] ونص بعضهم على اخراج الكافر ايضاً وهو حسن طحطاوى ص: ۴۶۳، اول باب احكام الجنائز، مطبوعه مصر، حديث ثوبان يدل على الملائكة تحضر الجنازة والظاهر ذلك عام مع المسلمين بالرحمة ومع الكفار باللعنة، مرقاة ص ۴/۵۸، باب المشى بالجنازة، مطبوعه مجلس اشاعة المعارف ملتان پاکستان،

قبر پر فاتحہ کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر؟

سوال:-قبر پر فاتحہ پڑھنا کھڑے ہوکر چاہئے یا بیٹھ کر یا دونوں طرح درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھے: **قال فی الفتح والسنة زیارتها قائمًا والدعاء عنده قائماً.** (شامی[1] ص:۵۴۲، ج:۱) اگر کسی کو زیارہ دیر تک ٹھہرنا ہو یا کھڑے ہونے میں تکان ہو تو بیٹھنا بھی درست ہے، اگر زندگی میں بے تکلفی کے تعلقات تھے تو دونوں طرح ٹھیک ہے: **ینبغی ان یدنوا من القبر قائماً اوقاعداً بحسب ماکان یصنع لزواره فی حیاته ا هـ** (طحطاوی[2] ص:۲۴۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

بعد دفن سورۂ بقرہ اول وآخر پڑھنا

سوال:-جب لوگ کسی مردے کو قبر میں دفن کرکے سورۂ بقرہ کی آیات پڑھتے ہیں تو کیا اس وقت مٹی میں سرہانے اور پائنتی کے پڑھنے والوں کی انگشت شہادت قبر کے اندر دے کر پڑھنا چاہئے اور کیا اس کے پڑھنے کے بعد لوگوں کو فوراً ہی قبرستان سے چلے جانا چاہئے، یا کہ ٹھہرنا چاہئے یا کم ازکم رشتہ داروں کو ٹھہرنا چاہئے؟

---

۱ شامی زکریا ص: ۱۵۱، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور.

۲ طحطاوی ص:۵۱۳، احکام الجنائز، فصل فی زیارۃ القبور، مطبوعہ مصر.

الجواب حامداً ومصلیاً

سورۂ بقرہ کا اول وآخر پڑھنا حدیث سے ثابت ہے[1]۔ انگشت شہادت کا مٹی میں رکھنا ثابت نہیں، بلکہ معمول مشائخ ہے لہٰذا دونوں صورتوں میں مضائقہ نہیں میت کو دفن کرنے کے بعد کچھ دیر تک ٹھہرنا اور ذکر تسبیح میں مشغول رہنا۔ اور دعا کرنے میں مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے، کہ اس سے سوال وجواب میں آسانی ہوتی ہے[2]۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس کی وصیت بھی فرمائی ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سراً میت کے سر اور پیر کی طرف سورۂ بقرہ کا اول آخر پڑھنا

سوال:- دفن کرنے کے بعد مردہ کے سرہانے "الــــٓـم تا مفلحون" اور پاؤں کی

---

[1] عن عبد اللّٰہ بن عمر قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول اذا مات احدکم فلاتحبسوہ واسرعوا به الی قبرہ ولیقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة رواہ البیهقی معارف الحدیث ص:۴۸۵، ج:۳. مشکوۃ شریف ص:۱۴۹، باب دفن المیت، الفصل الثالث، شامی کراچی ص:۲۳۷، ج:۲، مطلب فی دفن المیت.

[2] کان النبی صلی اللّٰہ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا له بالتثبیت فانه الآن یسأل. مشکٰوۃ شریف ص:۲۶، ج:۱. باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

[3] وروی ان عمرو بن العاص قال وهو فی سیاق الموت اذا انامت فلا تصْحبنی نائحة ولا نار فاذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیمو احول قبری قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمها حتی استأنس بکم الخ شامی نعمانیه ص:۶۰۱، ج:۱، مطبوعه زکریا ص:۱۴۳، ج:۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت. عالمگیری ص:۱۶۶، ج:۱، الفصل السادس فی القبر والدفن، مطبوعه کوئٹه طحطاوی علی المراقی ص:۵۰۸، مطبوعه مصری، فصل فی حملها ودفنها،

طرف "آمنَ الرسول"، جہراً آواز سے پڑھی جائے یا خفیہ آواز سے؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

خفیہ آواز سے فقد ثبت أنه علیه الصلاة والسلام قرأ اول سورة البقرة عند رأس میت وآخرها عندرجلیه. (شامی نعمانیة[1] ص:۲۰۵، ج:۱) حدیث سے جہراً ثابت نہیں لہٰذا خفیہ پڑھے، کیونکہ خفیہ افضل ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

دارالعلوم دیوبند

میت کے لئے قراءتِ قرآن وغیرہ

سوال:- میت کے دفن کرنیکے بعد مروجہ طریقہ پر دعا کرنا جیسے سرہانے سورۂ بقرہ کا اول اور پاؤں کیجانب آخیر یا سورۂ اخلاص یا آیاتِ قرآنی کا پڑھنا یا کسی سے اُجرت پر یا بلا اُجرت کچھ پڑھوانا، اور سوم وچہلم وغیرہ رسومات برابر کرنا، پابندیوں کیساتھ کچھ تقسیم کرنا، ایصالِ ثواب کیلئے بلا امتیاز امیر وغریب کو کھانا کھلانا کیسا ہے اور امام صاحب کو رسومات بالا پر پابند کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

دفن کے بعد سراہنے سورۂ بقرہ کا اول اور پیر کی جانب سورۂ بقرہ کا آخر پڑھنا حدیث شریف

---

[1] شامی زکریا ص:۱۵۱، ج:۳، باب صلاة الجنازة.

[2] والاخفاء افضل الخ شامی زکریا ص:۲۰۷، آخر کتاب الحظر والاباحة، عالمگیری کوئٹه ص:۳۵۰، ج:۵، کتاب الکراهیة الباب السادس عشر فی زیارة القبور. سباحة الفکر ص:۷۲، الباب الاول فی حکم الجهر بالذکر. مطبوعه لکهنؤ،

سے ثابت ہے[۱] اور دفن کے بعد دعاء مغفرت بھی ثابت ہے[۲]۔ بغیر کسی وقت یا دن یا تاریخ یا ہفتہ خاصہ کی پابندی کے کوئی بھی نیک کام اللہ کے واسطے کر کے ثواب پہنچانا درست ہے، اور میت کے حق میں نافع ہے[۳]، بقیہ امور مذکورہ سوال کی پابندی شرعاً ثابت نہیں طریقۂ مروجہ غیر ثابت ہے، جوکہ قابلِ ترک ہے، اگر پابندی اور اصرار کیا جائے تو کراہتِ شدیدہ پیدا ہوکر گناہ میں اضافہ ہوگا، قرآن پاک کی تلاوت اجرت پر کرنا خواہ زبان سے معاملہ طے کیا جائے یا مشہور ومعروف ہونے کی وجہ سے دل ہی میں رہے بالکل ناجائز اور معصیت ہے، اس سے میت کو ثواب نہیں پہنچے گا، بلکہ پڑھنے والے کو بھی ثواب نہیں ملتا، اور جو اُجرت دی جاتی ہے خواہ روپیہ کی شکل میں ہو یا شیرینی، کپڑا، غلّہ، کھانا، قرآن شریف وغیرہ کسی شکل میں اس کا لینا اور دینا حرام ہے۔

ویکرہُ اتخاذُ الطعام فی الیوم الاوّل والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذُ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او القراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص والحاصل ان اتخاذُ الطعام عند قراءۃ القرآن

۱؎ عن عبد اللّٰہ بن عمر مرفوعًا، ولیقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة. مشکوٰۃ ص: ۱۴۹، ج: ۱، باب دفن المیت، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

۲؎ عن عثمان مرفوعاً قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفرو الأخیکم ثم سلواله بالتثبیت فانه الآن یسأل. مشکوٰۃ ص: ۲۶، ج: ۱، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

۳؎ ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم فی علو الحالات الخ، شرح فقه اکبر ص: ۱۵۸، دعاء الاحیاء للاموات الخ، مطبوعه مجتبائی دهلی، قراءة القرآن واهدائها له تطوعا بغیر اجرة یصل الیه، شرح فقه اکبر ص ۱۶۰، مطبوعه مجتبائی دهلی، هدایه ص: ۲۹۶، ج: ۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

لاجل الاكل يكره الى قوله وهذا الافعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لانهم لا يريدون بها وجه الله تعالىٰ اھ ردالمحتار نعمانيه[۱] ص:۶۰۳، ج: ۱.

قال تاج الشريعة فى شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لالميت ولاللقارى قال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا الآخذ والمعطى آثمان الى قوله الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته او بعده وباعطاء دراهم لمن يتلوا القرآن لروحه اويسبح اويهلل له وكلها بدع منكرات باطلة والماخوذ منها حرام للآخذ وهو عاص بالتلاوة والذكر لاجل الدنيا. (ردالمحتار[۲] كراچى ص:۵٦، ج:٦) (شامى نعمانيه ص:۳۴، ج:۵)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

قبر کے سامنے مناجات

سوال:- دفن میت کے بعد اسی وقت قبر پر پڑھتے ہیں اور قبر سامنے رکھ کر مناجات کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

میت کیلئے دعا کرنا درست ہے دعاء ایسی طرح نہ کی جائے جس سے دیکھنے والے کو شبہ

---

[۱] شامى زكريا ص:۱۴۸، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى كراهة الضيافة من اهل الميت.

[۲] شامى زكريا ص:۷۸-۷۷، ج:۹، باب الاجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ.

ہو کہ قبر سے کچھ مانگ رہے ہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

میت کے گرد گرد میں قرآن پڑھنا

سوال:۔ اگر کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کے دفن کرنے سے پہلے اس آدمی کو رکھ کر اس کے ادھر اُدھر اور روبرو قرآن پاک کو پڑھا جاتا ہے، جس آدمی نے ساری عمر دین کا کوئی کام نہ کیا ہو، اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس قرآن کے دور کی وجہ سے میری معافی ہو جائیگی کیا صحیح ہے

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ عقیدہ اور طریقہ غلط ہے، اور بے دلیل ہے بلکہ خلاف اصول ہے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ وفی حدیث ابن مسعود رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قبر عبد اللّٰہ ذی النجادین الحدیث وفیہ لما فرغ من دفنہ استقبل رافعا یدیہ اخرجہ ابوعوانۃ فی صحیحہ. فتح الباری ص: ۱۴۳، ج: ۱۲. مطبوعہ نزار مصطفی مکہ مکرمہ، کتاب الدعوات، باب الدعاء مستقبل القبلۃ.

۲ مرنے کے بعد مذکورہ طریقہ پر قرآن خوانی سے معافی کا عقیدہ بے دلیل اور خلاف اصول ہے، اس لئے کہ اصل اصول یہ ہے کہ بد دینی اور بدعملی کی آدمی سزا پائے باقی وہ مشیت خداوندی کے تحت ہوتا ہے، اگر وہ چاہے تو معاف فرمائے، یا ان کو عذاب دے۔

"من یعمل سوءً یجز بہ" (نساء ۱۲۳/)

" ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہٗ" (زلزال ۸/)

"واھل الکبائر من امۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قبرستان میں تلاوت دیکھ کر

سوال: ۔قبرستان میں یا صرف ایک قبر پر دیکھ کر تلاوت کلام پاک کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

درست ہے[۱] لیکن اگر قبرستان میں کوئی جگہ مخصوص نماز پڑھنے تلاوت کرنے کیلئے ہوتو وہاں بیٹھ کر دیکھ کر تلاوت کریں تا کہ قرآن پاک کا ادب پورا ملحوظ رہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۰/۸۸ھ

قبر سے استفادہ کی صورت

سوال: ۔اہل اللہ کی قبر سے استفادہ حاصل کرنے کا بطور صوفیہ کیا طریقہ ہے؟ اور انکے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... فی النار لایخلدون وهم فی مشیته وحکمه ان شاء غفرلهم وعفاعنهم بفضله وان شاء عذبهم فی النار بقدر جنایتهم بعد له (عقیدة الطحاوی ملخصا ص ۹۹، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

دفن سے پہلے رکھ کر چاروں طرف قرآن خوانی کا یہ طریقہ غلط ہے، اسلئے کہ اصول یہ ہے کہ تدفین میں عجلت کی جائے ، بڑے مجمع کے نماز جنازہ پڑھنے کیلئے تاخیر بھی...... ہے تو صرف قرآن خوانی کیلئے رکھنا بھی ممنوع ہوگا۔

"یستحب الاسراع بتجهیزه کله ای من حین موته فلو جهز المیت صبیحةیوم الجمعة یکره تاخیر الصلاة یصلی علیه الجمع العظیم بعد صلاة الجمعة (طحطاوی علی المراقی، ص ۴۹۸/ فصل فی حملها ودفنها، کتاب الجنائز ،طبع مصر"

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] قرأة القرآن عندالقبور عند محمد لاتکره ومشائخنا رحمهم اللّٰه تعالیٰ أخذ وابقوله، عالمگیری ص ۶۶/ ۱، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل السادس، طبع کوئٹه، طحطاوی علی المراقی ص ۵۱۳/ فصل فی زیارة القبور، طبع مصر.

مزار پرحسن اتفاق سے اگر جانا کبھی ہوگیا تو کیا کرنا چاہیے، تاکہ ان کے فیضان روحانی سے طالب مستفیض ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

اول کچھ پڑھ کر بخشے آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ میری روح اس بزرگ کی روح سے متصل ہوگئی اوراس سے احوال خاصہ منتقل ہوکر پہنچ رہے ہیں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۲/۱۱/۱۳۹۲ھ

قبر پر مراقبہ

سوال:۔قبرستان میں کسی مخصوص قبر پر مراقبہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی کتابوں میں کسی بزرگ کے مزار پر مراقبہ کرنا موجود ہے، اس کا طریقہ تفصیل سے موجود ہے، بوادرالنوادر، ص ۸۸/ میں ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیو بند

---

[1] بوادر النوادر ،ج ۱ /ص ۸۵/ ستاونواں غریبه دراستفاذه ازاموات وتحقیق سلب نسب، مطبوعه شعبه دار الاشاعت دیوبند.

[2] بوادر النوادر ،ج ۱ /ص ۸۵/ ستاونواں غریبه دراستفاذه ازاموات وتحقیق سلب نسب، مطبوعه شعبه دار الاشاعت دیوبند.

میت کے ساتھ قرآن پاک دفن کرنا

سوال:-خورجہ میں ایک عورت کا انتقال ہوگیا تو اس کی قبر میں قرآن پاک دفن کیا ہے جب کہ مولانا صاحب بھی موجود تھے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی عورت کے انتقال پر قرآن پاک اسکے ساتھ دفن کرنا شرعی حکم نہیں، غلط طریقہ ہے، اگر اسکے اوپر رکھ دیا ہے تو جسم کے پھٹنے سے بے ادبی ہوگی جس کی ہرگز اجازت نہیں[1]۔ اگر کوئی عالم ایسے وقت میں موجود ہو تو اس کو نکیر کرنا چاہئے[2] کسی مصلحت سے وہ نکیر نہ کرے تو یہ جواز کا فتویٰ نہیں[3] ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۰/۹۲ھ

پرچہ پر دعا لکھ کر میت کے سینہ پر رکھنا

۲۱/مارچ ۷۰ء:...................................محترم قبلہ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

سوال:-بعد آداب کے گذارش ہے کہ میں نے ایک پرچہ لکھا ہے اس پرچہ کو لفافہ میں

۱؎ وقدا فتی ابن الصَّلاح بانه لا یجوز ان یکتب علی الکفن یٰسٓ والکهف ونحوهما خوفًا من صدید المیت الی قوله فالاسماء المعظمة باقیة علی حالها فلا یجوز تعریضها للنجاسة. ردالمحتار ص:۶۰۷، ج:۱، نعمانیه. مطبوعه زکریا ص:۱۵۷، ج:۳، قبیل باب الشهید. نفع المفتی والسائل ص:۱۰۱، ما یتعلق بتعظیم اسم الله الخ، مطبوعه رحیمیه دیوبند،

۲؎ ان کان یعلم باکبر رایه انه لو امر بالمعرف یقبلون ذالک منه ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیه عالمگیری کوئٹه ص:۵/۳۵۲، کتاب الکراهیة، الباب التاسع فی الامر بالمعروف.

۳؎ لایفید السکوت القطع الا اذا علم انتفاء الحوامل الخ، فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص۱۵۶، ج۲، الاصل الثانی فی السنة مطبوعه مکه مکرمه.

بھیج رہا ہوں اور چند باتیں میرے قصبہ میں مجھ کو نئی معلوم ہوتی ہیں اس وجہ سے میں نے اپنے بزرگوں کو تکلیف دی ہے، جس کی معافی چاہتا ہوں ہمارے قصبہ کھیری میں میت کو قبر میں اتارتے ہیں اور مردے کے جسم پر یعنی سینہ پر یہ پرچہ رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منکر نکیر قبر میں حساب نہیں کر سکتے اور نہ مردے کو قبر میں منکر نکیر دکھلائی پڑیں گے، اور اس کو حدیث سے ثابت کرتے ہیں اور علمائے دیوبند کو بھی اس کا ایجاد کردہ بتلاتے ہیں، اس سے بہت خلفشار قصبہ میں مچا ہوا ہے۔

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم. اللّٰه رب محمد و الصلوٰة علىٰ صلى اللّٰه عليه وسلم

امام ترمذی حکیم الٰہی سیدی محمد بن علی معاصر امام بخاری نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ خود حضور پرنور سید عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من كتب هٰذا الدعاء بين صدر الميت و كفنه فى رقعة لم ينله عذاب القبر ولا يرىٰ منكرًا و نكيراً و هو هٰذا** جو یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینے پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہو نہ منکر نکیر نظر آئیں وہ دعا یہ ہے۔

لا الٰه الا اللّٰه و اللّٰه اكبر، لا الٰه الا اللّٰه وحده لاشريک له لا اله الا اللّٰه له الملک و له الحمد لا اله الا اللّٰه ولاحول ولاقوة الا باللّٰه العلى العظيم.

دعاءِ ثانی: سُبْحٰنَ مَنْ هُوَ بِالْجَلَالِ مُوَحِّدٌ وَبِالتَّوحِيْدِ مَعْرُوْفٌ وَبِالْمَعَارِفِ مَوْصُوْفٌ وَبِالصِّيْغَةِ عَلٰى لِسَانِ كُلِّ قَائِلٍ رَبٌّ وَبِالرَّبُوْبِيَةِ لِلْعَالَمِ قَاهِرٌ وَبِالْقَهْرِ لِلْعَالَمِ جَبَّارٌ وَبِالْجَبَرُوْتِ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ وَبِالْعِلْمِ وَالْحِلْمِ رَئُوْفٌ رَحِيْمٌ سُبْحَانَهٗ كَمَا يَقُوْلُوْنَ وَسُبْحَانَهٗ كَمَا هُمْ يَقُوْلُوْنَ تَسْبِيْحًا تَخْشَعُ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ عَلَيْهَا وَيَحْمِدُوْنَ مَنْ حَوْلَ عَرْشِيَ اِسْمِيَ اللّٰهُ وَاَنَا اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ اٰمِيْنَ صلى اللّٰه عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا محمد و اٰله و سلم. منقول از فتاویٰ شامی جلد اول ص: ۲۰۷، مطبع دیوبند فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص: ۱۲۸، شائع کردہ۔ منشی محمد عبداللہ صاحب محلّہ ڈبہہ ضلع کھیری لکھیم پور۔

(۲) یہ کہ قبر میں جب مردے کو دفن کر دیتے ہیں اور چند حافظ قرآن وہاں ٹھہر جاتے ہیں وہ بعد میں قبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دیتے ہیں اور قرآن شریف کی ''سورۂ یٰسین'' پڑھتے ہیں پھر چلے آتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مطبوعہ پرچہ میں جو دعائے ثانی ہے اس کا تو شامی (ردالمحتار) میں وجود ہی نہیں ہے، یہ تو بالکل غلط ہے اور جھوٹ ہے البتہ لاَ الٰہ الّلّٰہ و اللہ اکبر الخ موجود[1] ہے، لیکن اول تو اس میں یہ نہیں کہ اس کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لہٰذا یہ نسبت کرنا پہلے جھوٹ سے بڑھ کر جھوٹ ہے، اس لئے کہ اس میں شامی پر جھوٹ ہے اور حکیم ترمذی پر جھوٹ ہے اور سب سے بڑھ کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر جھوٹ ہے، شامی نے اس کو ابن حجر مکی سے نقل کیا ہے حکیم ترمذی کی نوادرالاصول سے نقل نہیں کیا۔ ابن حجر مکی نے یہ نہیں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوسرے اس میں یہ نہیں ہے کہ پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے لہٰذا یہ بھی جھوٹ ہے بلکہ اس میں کفن پر لکھنے کیلئے کہا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ شافعی ہیں حنفی نہیں ہیں، ان کا قول حنفیہ کیلئے حجت نہیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ شامی نے اسی صفحہ پر ابن صلاح سے نقل کیا ہے کہ کفن پر لکھنا جائز نہیں ابن صلاح بھی شافعی ہیں اور ان کا درجہ شافعیہ میں ابن حجر مکی سے بہت بلند ہے، پانچویں بات یہ ہے کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کو نقل کر کے رد کر دیا ہے اور وجہ بیان کی ہے کہ اس سے اللہ پاک کے نام کی اہانت ہوتی ہے کیوں کہ جب میت کا بدن گلتا سڑتا ہے، اور اس سے نجاست برآمد ہوتی ہے تو اللہ کے نام کو بھی وہ لگے گی تو اس کو نجس کرنا ہرگز جائز نہیں، جب تک کوئی حدیث ثابت نہ ہو اس کو منع ہی کیا جائیگا، جس چیز کو شامی نے لکھ کر مردود قرار دیا ہو اس کی ترغیب شامی کی طرف منسوب کرنا خیانت ہے۔

---

[1] شامی زکریا ص:۱۵۶، ج:۳، مطلب فیما یکتب علی کفن المیت. باب صلوۃ الجنازۃ.

وقد افتٰی ابن الصَّلاح بانه لا يجوز ان يكتب علٰى الكفن يٰسٓ والكهف ونحوهما خوفًا من صديد الميت الٰى قوله فالاسماء المعظمة باقية على حالهافلا يجوز تعريضها للنجاسة والقول بانه يطلب فعله مردود لان مثل ذٰلك لا يحتج به الا اذا صح عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم طلب ذٰلك وليس كذٰلك وقد مناقبيل باب المياه عن الفتح انه تكره كتابة القراٰن واسماء اللّٰه تعالٰى على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش وما ذٰلك الا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه اهانة فالمنع هنا بالاولٰى مالم يثبت عن المجتهد اوينقل فيه حديث ثابت. ردالمحتار[۱] نعمانيه، ص:۶۰۷، ج:۱.

(۲) میت کودفن کرنے کے بعد ایک شخص سورۂ بقرہ کا اول سرہانے اور دوسرا شخص سورۂ بقرہ کا آخر پیروں کی طرف پڑھے یہ تو حدیث شریف سے ثابت ہے[۲] باقی قبر پر اذان دینا ثابت نہیں بدعت ہے۔ ردالمحتار[۳] ص:۲۵۸، ج:۱) باب الاذان میں لکھ کر اس کا رد کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ ۱۵/۱/۹۰ھ

---

[۱] شامى نعمانيه ص:۶۰۷، ج:۱، مطبوعه زكريا ص:۱۵۷، ج:۳، قبيل باب الشهيد.

[۲] يا بنى اذا انامت فألحد نى فاذا وضعتنى فى لحدى فقل بسم اللّٰه وعلى ملة رسول اللّٰه ثم سن على الثرى سنا ثم اقرأ عند رأسى بفاتحة البقرة وخاتمتها فانى سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول ذلك، المعجم الكبير ص:۲۲۱، ج:۱۹، حديث ۴۹۱، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت. مجمع الزوائد ص:۱۶۲، ج:۳، كتاب الجنائز، باب ما يقول عند ادخال الميت القبر. حديث:۴۲۴۳، مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۳] ردالمحتار ص؛۲۵۸، ج:۱، مطبوعه زكريا ص:۵۰، ج:۲، باب الاذان، مطلب فى المواضع اللتى يندب لها الاذان الخ، لا يسن الاذان عند ادخال الميت فى قبره كما هو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فى فتاوىٰ بانه بدعة، شامى زكريا ص:۱۴۱، ج:۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت.

حیلۂ اسقاط

سوال:- میت کو جنازہ گاہ میں لوگ لے جاتے ہیں تو قبل از جنازہ ایک قرآن شریف لے کر ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑا کر طواف کراتے ہیں بعدہ کچھ رقم ملا صاحب کو دی جاتی ہے یہ افعال بہ نیت اسقاطِ معاصی کے لئے کئے جاتے ہیں، اور یہ ایک حیلہ سمجھا جاتا ہے کیا یہ مسئلہ اسقاط کسی حدیث نبویہ ؐ یا کسی صحابہ ؓ یا کسی ائمہ مجتہدین میں سے ثابت ہے یا نہیں۔ بینوا بالبرہان وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ اسقاط معاصی کا بے اصل ہے، بدعت اور ناجائز ہے[1]، اگر ملا صاحب غریب اور مستحق ہیں تو ان کو خیرات کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا درست ہے، اسی طرح دوسرے غرباء کو کھانا دینا یا رقم نقد دینا یا کپڑا یا اور کوئی چیز ایصال ثواب کی نیت سے دینا مستحسن ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۷/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد (بخاری شریف ص ۱/۳۷۱، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود، مطبوعه اشرفی بکڈپو دیوبند، مشکوة شریف ص۲۷، باب الاعتصام، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، مسلم شریف ص۲/۷۷، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة،

[2] للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصوما او صدقة اوغیرها. شامی کراچی ص۲/۲۴۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی القراءة للمیت واهداء ثوابها، هندیة ص۲۵۷، ج ۱، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، مراقی مع الطحطاوی مصری ص۵۱۴، فصل فی زیارة القبور،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نہم

﴿قبر پر پھول ڈالنا﴾

قبر پر پھول ڈالنا

سوال:-قبر پر پھول ڈالنا کیسا ہے، ردالمحتار کی عبارت سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

’’قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے، کہ جب تک تر رہیں گے، تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ (ردالمحتار) یوں ہی جنازہ پر پھول چادر ڈالنے میں کوئی حرج نہیں‘‘

الجواب حامداًومصلیاً

عبارت ردالمحتار جس کو پھول ڈالنے کے لئے نقل کیا ہے دراصل گھاس کو قبر سے کاٹنے کے متعلق ہے، اصل عبارت یہ ہے کہ **یکرہ ایضًا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرۃ دون الیابس کمافی البحر والدر وشرح المنیۃ وعلّلہ فی الامداد بانہ مادام رطباً یسبّح اللّٰہ تعالیٰ فیؤنس المیت وتنزل بذکرہ الرحمۃ اھـ**[1] . اسکے بعد

[1] شامی نعمانیہ ج: ۱ ص: ۶۰۶، مطبوعہ زکریا ص: ۱۵۵، ج: ۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی وضع الجرید ونحوالآس علی القبور.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Qabar par Phool Dalna

شامی نے بطور قیاس لکھا ہے: ویقاس علیه ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الآس ونحوه اھ[۱]۔ اپنی طرف سے صرف یہ قیاس کیا ہے اور مجتہدین سے کوئی نقل پیش نہیں کی، شافعیہ سے نقل کیا ہے وصرح بذٰلک ایضًا جماعة من الشافعیة اھ[۲]. محدثین کی ایک بڑی جماعت حدیث وضع الجریدۃ کی تخصیص کی قائل ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت تھی علامہ شامی کو شافعیہ کی رائے پسند ہے، وھٰذا اولٰی مما قاله بعض المالکیة من ان التخفیف عن القبرین انما حصل ببرکة یده الشریفة صلی اللّٰه علیه وسلم اودعائه لهما فلایقاس علیه غیره اھ[۳] اگر قیاس ہی کرنا ہے تو جس قدر کا ثبوت ہے اس کو اتنی ہی مقدار میں قیاس کیا جاوے وقد ذکر البخاری فی صحیحه ان بریدة ابن الحصیب رضی اللّٰه عنه اوصٰی بان یجعل فی قبره جرید تان اھ[۴]. پھر یہ کہ عامۃ مشائخ اور اولیاء کرام کے مزارات پر پھول چڑھاتے ہیں، جن کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا بھی دشوار ہے کہ ان کیلئے تخفیف عذاب کی ضرورت ہے اور اگر کوئی دنیادار آدمی ہو جس کے ذمہ بہت سے حقوق ہوں اور بحکم نصوص عذاب قبر کے مستحق ہوں انکی قبر پر پھول نہیں ڈالے جاتے جنازہ پر پھول چادر ڈالنا اگر کسی صحابی، تابعی، مجتہد سے ثابت ہو تو اس کو پیش کیا جائے، کفن میں خوشبو حنوط وغیرہ لگانا درمختار[۵] نے جہل لکھا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] شامی نعمانیه ص:۶۰۷، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ. مطلب فی وضع الجرید ونحو الآس،

[۲] حواله بالا.

[۳] شامی نعمانیه ص:۶۰۷، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ. مطلب فی وضع الجرید ونحو الآس،

[۴] شامی نعمانیه ص:۶۰۷، ج:۱، باب صلاۃ الجنازۃ. مطلب فی وضع الجرید ونحو الآس،

[۵] ویجعل الحنوط وجعلها فی الکفن جهل در مع شامی نعمانیه ص:۵۷۵، ج:۱، قبیل مطلب فی حدیث کل سبب ونسب منقطع.

کفن یا قبر پر پھول ڈالنا

سوال:۔میت کو کفن پہناتے وقت کفن کے اندر پھول چھڑک دیتے ہیں، اسی طرح قبر میں پھول ڈال دیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ بھی ثابت نہیں غلط طریقہ ہے[1] البتہ کفن پہناتے وقت میت کو خوشبو لگانا ثابت ہے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

کفن یا قبر پر پھول ڈالنا

سوال:۔قبر یا کفن پر پھول ڈالنا کیسا ہے؟ خوشبو لگانا کیسا ہے؟

---

[1] قال العینی رحمہ اللہ تعالیٰ ان القاء الریاحین لیس بشئی،فیض الباری ، ج۲/ص ۴۸۹/ کتاب الجنائز ،باب الجرید علی القبر ،مطبوعہ خضرراہ دیوبند عمدۃ القاری، ج۲/ص ۱۲۱/ جزء ۳/ کتاب الوضوء ،باب من الکبائر ان لایستتر من بولہ الخ قبیل باب ماجاء فی غسل البول،معارف السنن ج۱/ص۲۶۵-۲۶۶/ باب التشدید فی البول ،بیان ان القاء الزہور، علی القبور بدعۃ منکرۃ الخ، مطبوعہ نوریہ دیوبند.

[2] ویوضع الحنوط فی رأسہ ولحیتۃ وسائر جسدہ ولابأس بسائر الطیب الخ عالمگیری، ج۱/ص ۱۶۱/ الفصل الثالث فی التکفین ،مجمع الانہر ، ج۱/ص۲۶۶/ دارالکتب العلمیۃ بیروت وسکب الانہر علی مجمع الانہر ، ج۱/ ۲۶۶/ دارالکتب العلمیۃ بیروت، شامی کراچی، ج۲/ص۱۹۷/ باب صلوٰۃ الجنازۃ.

الجواب حامداًومصلیاً

میت کوکفن پہناتے وقت جوخوشبو لگائی جاتی ہے وہ ثابت ہے، اور وہی کافی ہے[1]، نہ کفن پر پھول ڈالے جائیں نہ قبر میں[2]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۹۴ھ

---

[1] ویجعل الحنوط وهو العطر المركب من الأشياء الطيبة غير زعفران وورسٍ على راسه ولحيته والكافور على مساجد. كذا فى التنوير. شامى نعمانيه ج: ا، ص: ۵۷۵. قبيل مطلب فى حديث كل سبب ونسب منقطع، طحطاوى على المراقى ص ۴۷٦، باب احكام الجنائز، مطبوعه مصرى، مجمع الانهر ص: ۲٦٦، ج: ا، باب صلاة الجنائز، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

[2] وجميع مايجمر فيه الميت ثلاثة مواضع عند خروج ريحه لازالة الرئحة الكريهة وعند غسله وعند تكفينه ولايجمر خلفه ولا فى القبر (بحر كوئٹه ص۱۷۷/۲، كتاب الجنائز، طحطاوى على المراقى ص ۴۷٦، باب احكام الجنائز، مطبوعه مصرى، فترى العامة يلقون الزوهور على القبور الى قوله وبالجملة هذه بدعة مشرقية منكرة، معارف السنن ص۲٦۵/۱، باب التشديد فى البول، مطبوعه اشرفى ديوبند، فيض البارى ص ۴۸۹/۲، كتاب الجنائز، باب الجريد على القبر، مطبوعه خضرراه ديوبند،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دھم

﴿قبروں پر عمارت وغیرہ﴾

قبر پر قبہ بنانا

سوال:-مسلمانوں کی عام قبور پر یا علماء، صلحاء واولیاء کرام کی قبر پر پختہ قبہ بنانا یا قبر پختہ بنانا جائز ہے، یا حرام؟ قرآن شریف فقہ حنفی کی مستند کتب کے حوالہ سے جواب ارقام فرمایا جائے، اور کیا عینی شرح بخاری ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ وتفسیر روح البیان وتحریر المختار حاشیہ درمختار میں قبہ یا قبر کا جائز ہونا واقعی لکھا ہے، اگر ایسا ہی ہے، تو کیا قرآن وحدیث وفقہ حنفی کی معتبر مستند کتب میں سے ہیں یا نہیں؟ مخالف جو مولوی قبہ جائز ہونے کا فتوی دیتے ہیں ان کی نسبت شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جن بزرگوں کی قبروں پر قبہ بنانے کا جھگڑا ہے وہ خود اپنی حیات میں پختہ قبر وقبہ کو ناجائز ہی فرماتے تھے حتی کہ اپنی قبر کو پختہ نہ بنانے کی وصیت بھی فرمائی تھی، مگر مریدین نے راتوں رات قبر کو پختہ ہی بنایا اور اب سترہ اٹھارہ سال بعد قبہ بنانے کا جھگڑا نکالا ہے، اس میں کون فریق حق ہے آیا روکنے والے یا بنانے والے؟ بیّنوا توجروا.

مستفتی عبداللطیف

ابن شاکر، مالی گاؤں ضلع ناسک ۱۳/ جون ۵۴ھ

الجواب حامداًومصلیاً

قبر پختہ بنانا اور قبر پر قبہ وغیرہ پختہ تعمیر کرنا شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے، یہ ممانعت حدیث[1] وفقہ سے ثابت ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بصراحت منقول ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کتاب الآثار[2] ص:۴۳ میں فرماتے ہیں: ولا نرى ان يزاد علىٰ مَا خرج منه (اى) من القبر ونكره ان يجصص اويطين اويجعل عنده مسجد اوعلم اويكتب عليه ونكره الأجر ان يبنىٰ به اويدخل القبر ولا نرى برش الماء عليه بأساً وهو قول ابى حنيفةؒ. علامہ طحطاوی[3] نے حاشیہ ص:۳۳۵ مراقی الفلاح میں لکھا ہے، ولا يجصص به قالت الثلاثة لقول جابر رضى الله عنه نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها رواه[4] مسلم وابوداؤد والترمذى وصححه وزاد وان تؤطأ اھ مراقی الفلاح میں ہے ويحرم البناء عليه للزينة لما روينا ويكره البناء عليه للاحكام اھ قوله لما روينا من النهى عن التجصيص والتربيع فانه من البناء (وقوله يكره البناء عليه) ظاهر اطلاقه الكراهة انها تحريمية قال فى غريب الخطابى نهى عن تقصيص القبور والتكليل بناء الكلل

---

[1] عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تجصص القبور وأن يكتب عليها وان يبنى عليها الحديث ترمذى شريف ص:۲۰۳، ج:۱، باب ماجاء فى كراهية تجصيص القبور. مكتبه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر قبہ لگانے اور پختہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[2] كتاب الآثار ص:۱۹۱، ج:۲، باب تسنيم القبور وتجصيصها، مكتبه دار الفكر بروت،

[3] طحطاوى مع مراقى الفلاح ص:۵۰۴، فصل فى حملها دفنها. مكتبه مصر،

[4] مسلم شريف ص ۳۱۲/۱، كتاب الجنائز، فصل فى النهى عن تجصيص القبور والقعود الخ، مكتبه بلال ديوبند، ابوداؤد شريف ص ۴۶۰/۲، كتا بالجنائز، باب النباء على القبور، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند.

وھی القباب والصوامع التی تبنٰی علی القبر اھ علامہ طاہر نے اس حدیث کی شرح مجمع البحار،ص:۲۲۶،ج:۳، میں اس طرح کی ہے: نھی عن تقصیص القبور وتکلیلھا ای رفعھا بالبناء مثل الکل وھی الصوامع والقباب وقیل ھو ضرب الکلة علیھا وھی ستر مربع بقرب علی القبور وقیل ستر رقیق وھی کالبیت یتوقی قبه من البق اھ عرف الشذی[1] ص: ۳۸۶، سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کتاب المدخل[2] میں اس کو بہت بسط وتفصیل سے بیان کیا ہے، ان تصریحات حدیثیہ وفقہیہ کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کے خلاف اگر اقوال رجال سے کوئی استدلال کرے تو وہ معتبر نہیں، تحریر المختار[3] ص:۱۲۳،ج:۱، میں تفسیر روح البیان سے قبوں کا جواز نقل کیا ہے لیکن تفسیر روح البیان خود کوئی معتبر کتاب نہیں، اسمیں بہت سے مسائل غیر معتبر موجود ہیں، پھر یہ کہ اس جواز کیلئے کوئی سند نقل نہیں کی محض قصد تعظیم واجلال پر اعتماد کیا ہے، ایسے مسائل منصوصہ میں کسی کا قول بغیر سند خلاف نص کیسے حجت ہوسکتا ہے، اصل عبارت روح البیان[4] کی یہ ہے: فبناء القباب علٰی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علٰی قبورھم امر جائز اذا کان القصد بذٰلک التعظیم فی اعین العامة حتٰی لایحتقروا صاحب ھٰذا القبر وکذا ایقاد القنادیل والشمع عند قبور الاولیاء والصلحاء من باب التعظیم والاجلال ایضاً للاولیاء فالمقصد فیھا

---

[1] لا یجوز التجصیص عند احد ولا البناء الخ عرف الشذی ص۳۵۳، باب ماجاء فی کراھیة تجصیص القبور، طبع مکتبه رحیمیه دیوبند.

[2] المدخل ص۲۶۳/۳، صفة القبر، مطبوعه مصر.

[3] فی روح البیان فی قوله تعالٰی انما یعمر مساجد اللّٰه الخ الٰی قوله فبناء القباب علی قبور العلماء والأولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورھم أمر جائز، التحریر المختار ص:۱۲۳، ج:۱. باب صلاة الجنائز، الطبعة الکبری الامیریه ببولاق المصر المحمیه.

[4] روح البیان ص۴۰۰/۳، الجزء العاشر سورۂ توبه آیت:۱۸، مطبوعه دارالفکر بیروت.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Qabron par emarat

مقصد حسن اھـ حالانکہ ردالمحتار ص:۸۳۹، ج:۱میں ہے واما البناء علیه فلم ارمن اختار جوازه الٰی عن ابی حنیفةؒ یکره ان یبنٰی بناء من بیت اوقبة اونحوذٰلک لماروی جابر رضی اللّٰه عنه نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الخ[1] بس روح البیان کا یہ مسئلہ خلافِ اجماع ہے، اس میں نقل کیا ہے: ونذر الزیت والشمع للاولیاء یوقد عند قبورهم تعظیمًا لهم ومحبة فیهم جائز ایضًا لا ینبغی النهی عنه[2] اھـ حالانکہ درمختار، طحطاوی، بحر وغیرہ میں اس نذر کو بالاجماع باطل وحرام لکھا ہے: واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الٰی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم بالاجماع باطل وحرام اھـ درمختار[3] قبل الاعتکاف، بحر[4] وطحطاوی میں اس کی وجوہ بیان کی ہیں تحریرالمختار بھی کوئی فتویٰ کی کتاب نہیں بلکہ اسمیں ازقبیل لطائف وغرائب کچھ تحریرات جمع ہیں بعض محل اشکالات ہیں کہیں اشکالات کے جواب ہیں کہیں طبی نکات ہیں کہیں تاریخی لطائف۔

چنانچہ مصنف کی رائے نہیں تھی، کہ یہ کتاب منظرِعام پرآوے اوراپنی زندگی میں اس رائے میں کامیابی ہوئی جیسا کہ ناشر نے شروع میں لکھا ہے: ولم یشأ رحمه اللّٰه ان یخرج تقریره للناس فی حیاته مع شدة الحاجة الیه وتوارد الطلاب علیه تواضعًا منه فی جانب اللّٰه تعالٰی الی اٰخره تحریر المختار[5] ص: ۳.

---

[1] شامی کراچی ص:۲۳٦، ج:۲، کتاب الجنائز، باب صلوة الجنازة، مطلب فی دفن المیت.

[2] روح البیان ص ۳/۴۰۰، الجزء العاشر سورۂ توبه آیت:۱۸، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[3] الدر المختارعلی رد المحتار ص: ۴۲۷، ج:۳،زکریا قبل الاعتکاف.

[4] بحر کوئٹه ص۲/۲۹۸، قبیل باب الاعتکاف، طحطاوی علی المراقی ص ۵۷۱، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به الخ، مطبوعه مصر.

[5] تحریر المختار ص ۱/۲، مطبوعه کراچی.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے کا جب انتقال ہوا تو ان کی زوجہ نے ان کی قبر پر قبہ لگایا، اس کی تفسیر ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ ص:۴۰۰، ج:۲ میں خیمہ سے کی ہے پھر ایک سال کے بعد اکھاڑ دیا گیا **فسمعت المرأة صائحاً ای هاتفاً غيبياً يقول الاهل وجدوا اما فقدوا فاجابه اٰخربل يئسوا والظاهر سئموا ولكن لما كان فی صورة اليأس قال يئسوا فانقلبوا ای رجعوا الٰی اٰخره مرقاة[1] شرح مشكوٰة ص: ۱۰۵، ج: ۴، مطبوعه ملتان پاكستان.**

اس خیمہ کو شارحِ مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ یہ ذکر قراۃ وغیرہ کے جمع ہونے کے لئے تھا، اس کو فعل عبث مکروہ پر حمل کیا جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے اہلِ بیت کی شان کے مناسب نہیں[2]، غور کیا جائے کہ اولاً یہ دلیل نصوصِ حدیث وغیرہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے، ثانیاً اس سے قبہ متعارفہ پر استدلال کرنا کہاں تک برمحل ہے، وہاں صرف خیمہ تھا، یہاں پختہ قبہ ہے، وہاں سال بھر بعد اکھاڑ دیا گیا تھا یہاں ۱۷/۱۸ رسال بعد بنانے کی تجویز ہے، اگر ملاعلی قاری اس کے جواز کے قائل ہوتے تو شرح نقایہ ص:۱۳۹[3]، ج:۱ میں تجصیص کی ممانعت تحریر نہ فرماتے، عینیؒ[4] نے شرح بخاری ص:۱۴۹، ج:۴، میں قبر پر خیمہ لگانے کے متعلق مختلف اقوال

---

[1] لما مات الحسن بن الحسين بن علیؓ ضربت امرأته القبة ای الخيمة علی قبره سنة ثم رفعت فسمعت الخ، مرقاة شرح مشكوة ص ۲/۴۰۰، كتاب الجنائز، باب البكاء علی الميت، مطبوعه ممبئی.

[2] الظاهر انه لاجتماع الاحباب للذكر والقراءة وحضور الاصحاب للدعاء والمغفرة والرحمة واما حمل فعلها علی العبث المكروه كما فعله ابن حجر فغير لائق بضيع اهل البيت (مرقاة ص ۲/۴۰۰، باب البكاء علی الميت، الفصل الثالث، مطبوعه ممبئی)

[3] شرح نقايه ص ۱/۱۳۹، كتاب الصلوة، باب فی الجنائز، مكتبه اعزازيه سهارنپور.

[4] قال ابن بطال ضربت القبة علی الحسن وسكنت فيها وصليت فيها فصارت كالمسجد ...... وكره احمد ان يضرب علی القبر فسطاطا ...... وممن كره ضربه علی قبر الرجل ابن عمر وابو سعيد وابن المسيب ...... وقال ابن حبيب ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Qabron par emarat

نقل کئے ہیں، بعض میں حرمت ہے، بعض میں جواز حضرت امام احمد حضرت ابن عمرؓ اور سعید بن مسیّبؓ وغیرہ سے کراہت نقل کی ہے، ابن حبیب کہتے ہیں کہ دو تین روز تک نبش قبر کی رعایت سے خیمہ کی گنجائش ہے، پختہ قبر بنانے کا جواز کہیں منقول نہیں، نیز علامہ عینی شرح ہدایہ ص:۱۴۹، ج:۱[1] میں خود فرماتے ہیں وکرہ ابو حنیفةؒ أن یبنی علی القبر الٰی اخرہ جس قبہ میں عینی کے کلام سے اختلاف معلوم ہوتا ہے، اس کی تفسیر نہایہ ص:۳۰۵، ج:۳ میں یہ ہے: القبة من الخیام بیت صغیر. مستدیر وھو من بیوت العرب الٰی اخرہ[2]. حافظ عینی نے ایک دوسری روایت نقل کی ہے[3]، جس میں لفظ قبہ کے بجائے لفظ فسطاط ہے، جس کے متعلق مجمع البحار ص:۷۷ جلد۳ میں ہے "خباء" من شعرا وغیرہ[4] الیٰ آخرہ حضرت علیؓ کے پوتے کی وفات ۹۷ھ میں ہوئی اور وہ تابعی ہیں، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری[5]

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............اراہ فی الیوم والیومین والثلاثة واسعا اذا خیف من نبش او غیرہ (الی قولہ) قال ابن الاثیر القبة من الخیام بیت صغیر مستدیر وھو من بیوت العرب الخ (عینی شرح بخاری ص۱۳۴/۴، الجزء الثامن کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور مطبوعہ دار الفکر بیروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] بنایہ للعینی ص۱۱۱۳/۱، کتاب الصلوة، الجنائز، فصل فی حمل الجنازة، مطبوعہ فیصل آباد.

[2] النھایہ فی غریب الحدیث والاثر ص۴/۳، باب القاف، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[3] وجاء فی روایة المغیرة ابن مقسم لما مات الحسن بن الحسن ضربت امرأته علی قبرہ فسطاطا الخ، (عینی ص۱۳۵/۴، الجزء الثامن، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[4] مجمع بحار الانوار ص۱۳۹/۴، باب الفاء مع السین، طبع دائرة المعارف حیدر آباد دکن.

[5] لما مات الحسن بن الحسن، وکانت وفاته سنة سبع وتسعین وھو من ثقات التابعین ...... ومناسبة ھذا الاثر لحدیث الباب ان المقیم فی الفسطاط لا یخلو من الصلوة ھناک فیلزم اتخاذ المسجد عند القبر وقد یکون القبر فی جھة القبلة فتزداد الکراھة (الی قولہ) فجائتھم الموعظة علی لسان الھاتفین بتقبیح ما صنعوا (فتح الباری ص۵۵۹/۳، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

شرح بخاری ص:۱۶۱ ج:۳ میں ان کی زوجہ کے اس فعل کو بھی رد کیا ہے، اور نا قابلِ استدلال قرار دیا ہے، حالانکہ ان کے اس فعل سے اور مندرجہ سوال قبہ تعمیر کرانے میں کوئی مناسبت نہیں، پھر اس سے استدلال کیسے درست ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبداللطیف

مدرسہ مظاہر علوم ۱۵/رجب ۶۴ھ

مشائخ وسادات کی قبر پر قبہ

سوال: -مولوی امجد علی صاحب رضوی بریلوی نے اپنی کتاب ''بہار شریعت'' میں مسائل ذیل لکھے ہیں، یہ کتاب ہزاروں کے یہاں معمول بہا ہے، مگر مجھ کو غلط معلوم ہوتی ہے، آپ تصحیح فرمادیں غلط ہوں تو تردید لکھ دیں۔

مسئلہ اولیٰ: ص:۱۵۳ حصہ چہارم میں ہے، علماء مشائخ وسادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جاوے (درمختار اور ردالمحتار) یعنی اندر سے پختہ نہ کیا جاوے اور اگر اندر خام ہو اوپر سے پختہ ہو تو حرج نہیں۔ فقط عبارت ختم ہوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کتاب کے مسائل کا پورا حال تو اصل کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوگا، لیکن مسائل مذکورہ کا جواب یہ ہے۔

(**مسئلہ اولیٰ**) درمختار میں مذکور نہیں ہے درمختار کی عبارت یہ ہے **ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا بأس بہ وھو المختار کما فی کراھۃ السراجیۃ**[1] اس

[1] شامی کراچی ص:۲۳۷، ج:۲، مطلب فی دفن المیت.

عبارت میں علماء مشائخ، سادات کا ذکر تک نہیں، نیز اس عبارت کو فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا ہے اور نقل میں تقدیم وتاخیر ہوگئی، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے اس پر متنبہ کیا ہے۔ (قوله وقيل لابأس به الخ) المناسب ذكره عقب قوله ولا يطين لان عبارة السراجية كما نقله الرحمتي ذكر في تجريد ابى الفضل ان تطيين القبور مكروه والمختار انه لا يكره اهـ[1] اختلاف تطیین قبور میں ہے نہ کہ بناء علیٰ القبور میں اور چونکہ درمختار میں قوله لاباس به کومؤخر ذکر کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اختلاف بناء علی القبور میں ہے، اسلئے شامیؒ نے اس پر تنبیہ کی ہے اور اس کے بعد صراحۃً تردید بھی کردی ہے، چنانچہ لکھا ہے واما البناء عليه فلم ارمن اختارجوازه اهـ[2] البتہ شامیؒ نے اس سے قبل ولايرفع عليه بناء کے ذیل میں لکھا ہے: اى يحرم لوللزينة ويكره لوللاحكام بعد الدفن واما قبله فليس بقبر امداد وفى الاحكام عن جامع الفتاوىٰ وقيل لا يكره البناء اذا كان الميت من المشائخ والعلماء والسادات[3] اهـ سو اولاً تو اس کو قیل کے ساتھ نقل کیا ہے جوکہ لايرفع عليه بناء کے مقابلہ میں ضعیف ہے، ثانياً لا يرفع کی تفسیر يحرم اور يكره سے کی ہے اور اس کے مقابل کو لايكره سے بیان کیا ہے اور محرم مبیح میں جب تقابل ہوتا ہے تو محرم کو ترجیح ہوتی ہے، كما تقرر فى الاصول[4] ثالثاً لايرفع متون میں ہے اور لا يكره فتاویٰ میں ہے اور متون کو تقدیم ہوتی ہے، شروح اور فتاویٰ پر كما فى شرح عقود المفتى.[5] رابعاً شامیؒ نے خود آگے اس کے خلاف تحریر کیا ہے یعنی واما البناء عليه فلم

[1] الدر مع الرد زكريا ص ۱۴۴/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت.

[2] حوالۂ بالا.

[3] الدر مع الرد زكريا ص ۱۴۴/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت.

[4] القاعدة الثانية ما اجتمع محرم ومبيح الاغلب المحرم الاشباه والنظائر ص: ۱۷۰، الفن الأول.

[5] اذا تعارض ما فى المتون والفتاوى فالمعتمد ما فى المتون (رسم المفتى ص ۱۵۳، المتون مقدمة على الشروح، مطبوعه زكريا ديوبند.

ارمن اختارجوازه وفی شرح المنية عن منية المفتی المختار انه لايكره التطيين وعن ابی حنيفةؒ يكره ان يبنٰی عليه بناء من بيت اوقبة اونحوذٰلک كما روی جابرؓ نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنٰی عليها رواه مسلم وغيره[1].

اس سے معلوم ہوا کہ اصل مذہب عدم جواز ہے، پھر اسکے مقابلہ میں قیل کی حیثیت کچھ نہیں، لہٰذا علامہ شامی کی رائے کے موافق بھی جواز پر استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اگر ان کی رائے جواز کی ہوتی تو آگے اس کی تردید نہ کرتے، نیز مشائخ کی قبور پر جو بدعات وخرافات عام طور پر ہوتی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں لہٰذا قبر کو نہ اندر سے پختہ بنانا جائز ہے نہ اوپر سے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

اولیاء اللہ کے مزارات پر گنبد کیوں ہیں؟

سوال:- جب کہ پختہ قبریں وگنبد بنوانا حرام ہے تو زمانۂ سابقہ میں اور اسلامی حکومتوں میں پھر کیوں بڑے بڑے اولیاء اللہ کے مزار وگنبد بنوائے گئے تھے، جیسے روضۂ بغداد، روضۂ اجمیری، روضۂ کلیری، روضۂ نظام الدین وغیرہ وغیرہ، حالانکہ زمانۂ سابقہ میں بڑے بڑے جید علماء موجود تھے، اور خلیفہ۔

---

[1] شامی کراچی ص:۲۳۷، ج:۲ مطلب فی دفن الميت. مسلم شريف ص ۳۱۲/۱، كتاب الجنائز، فصل فی النهی عن تجصيص القبور، مكتبه بلال ديوبند.

ترجمہ:- آپ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے اوران پر قبہ لگانے اوران پر پختہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جید علماء نے منع کیا مگر حکومت نے نہیں مانا، حکومت کا یہ فعل سند نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۳۰/۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ۴/ شعبان ۶۱ھ

صحیح عبد اللطیف ناظم مدرسہ ۴/ شعبان ۶۱ھ

روضۂ اقدس ﷺ پر گنبد

سوال: -حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار، گنبد پختہ کیوں بنایا گیا، کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اس کا انتظام کیا گیا تھا، یا بعد وصال خلیفہ اور صحابۂ کرام کے وقت شرعی اسلامی حکومت میں بنایا گیا اور آپ کا اصلی مقام تو بالکل خام ہے اور کس نے بنوایا تھا اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر اگر بتی، لوبان، عود، پھول وغیرہ سلگایا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل مقام تو اب بھی خام ہے ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں حجرۂ خام کو گرا کر منقش پتھروں سے تعمیر کیا گیا اور ایک حظیرہ بنایا گیا حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے منع بھی کیا لیکن ان کی شنوائی نہ ہوئی، پھر وقتاً فوقتاً تغییر وتزئین ہوتی رہی، حتی کہ ۶۷۸ھ میں قبۂ خضراء تعمیر کیا گیا، (**جذب[1] القلوب**) اور اب اصل مزار تک پہنچنے ہی کی جگہ نہیں پھر پھول لوبان وغیرہ کی گنجائش کہاں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

[1] امیر المؤمنین عمرؓ در مسجد زیارت کرد حجرہ را از خشت خام بنا کرد......(**باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر**)

روضۂ اقدس ﷺ پر گنبد کیوں ہے؟

سوال:- زید کہتا ہے کہ جب علماءِ دیوبند قبروں پر گنبد بنانے سے منع کرتے ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضۂ اطہر پر گنبد کیوں ہے، اولیاء کرام میں سے حضرت غوثِ اعظم اور خواجہ معین الدین چشتی خواجہ قطب الدین بختیار کا کی، حضرت نظام الدینؒ کی قبروں پر گنبد کیوں بنے ہوئے ہیں؟ ان کو کس نے بنایا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قبروں پر تعمیر (گنبد وغیرہ) کو حضرت رسول مقبول ﷺ نے خود ہی منع فرمایا ہے، اپنے مزارِ مبارک پر بھی بنانے کا حکم نہیں دیا، جس نے بنایا خلافِ حدیث شریف بنایا، اس کو قصوروار کہا جائے، حدیث پاک کے خلاف کرنے سے اس کو سراہا نہیں جائے گا اور اس کے عمل کی وجہ سے حدیث شریف کو ترک نہیں کیا جائے گا اتباع کیلئے حدیث شریف ہے نہ کہ بادشاہوں کا عمل، اولیاءِ کرام نے اپنے قبور پر گنبد بنانے کو نہیں فرمایا، اور فرماتے بھی کیسے؟ جب کہ حدیثِ پاک میں مخالفت ہے، بعد والوں نے جو کچھ کیا اس کی ذمہ داری اولیاء کرام پر نہیں: **عن جابر رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہٰی ان یجصص القبروان یبنی علیہ**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

............وتا زمان حدوث عمارت ولید ایں حجرہ ظاہر بود، عمر بن عبد العزیز بحکم ولید بن عبد الملک آنرا ہدم کرد و بحجارۂ منقوشہ برآورد و برظاہر آں حظیرۂ دیگر بنا کرد، از عروہؓ روایت میکنند کہ وی بہ عمر بن عبد العزیز گفت اگر حجرۂ شریفہ برحال خود گزارند و عمارتی گرداں برآرند احسن باشد گفت امیر المؤمنین حکم چنیں کردہ است الخ و در سنہ ثمان وسبعین وستمائۃ و در دولت قلاؤن صالحے قبۂ خضراء کہ بالائے حظیرہ شریفہ است بلندتر از سقف مسجد بطرزیکہ الآن موجود است باشباک نحاس بنافرمودند، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص:۱۰۸تا۱۰۱/ باب ہفتم در بیان تغیرات وزیادات کہ بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الخ در مطبع نامی منشی نول کشور بہ طبع مزین۔

او یقعد علیه. الحدیث[۱] مسلم، واصحاب السنن، جمع الفوائد ص:۱۳۷، ج: ۱، باب تشییع الجنائز، وحملها ودفنها. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

روضۂ اقدس ﷺ پر گنبد

سوال:- ارشاد ہوتا ہے کہ تم سے پہلی قوموں نے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا تم ایسا ہرگز نہ کرنا، اور لعن اللّٰهُ الیهود والنصاریٰ جعلوا قبور انبیائهم مساجد او کما قال.[۲] سوال یہ ہے کہ ان صریح احکامات کے بعد رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کیوں صحن مسجد نبوی میں بنائی گئی اور پکی قبر پختہ قبہ کیوں بنایا گیا، اور العلماء ورثة الانبیاء[۳] کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر ان کیلئے بھی یہ جائز اور درست ہونا چاہئے یا پھر چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ وما توفیقی الاّ باللّٰه.

الجواب حامداً ومصلیاً

صحنِ مسجد میں قبر شریف نہیں بنائی گئی بلکہ وہ تو حجرۂ شریفہ میں ہے، پھر مسجد شریف کی توسیع کی گئی اسلئے وہ حجرۂ شریفہ مسجد کے اندر آ گیا اسکے طرف دیواریں ہیں وہ سجدہ گاہ نہیں

---

۱ جمع الفوائد ص ۲۰۶/۱، کتاب الجنائز، باب تشییع الجنائز وحملها ودفنها، طبع مکه مکرمه، مسلم شریف ص ۳۱۲/۱، کتاب الجنائز، فصل فی النهی عن تجصیص القبور والقعود، مکتبه بلال دیوبند.

ترجمه:- آپ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر پختہ تعمیر کرنے سے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

۲ مشکوٰة شریف ص: ۶۹، ج: ۱، باب المساجد.

۳ مشکوٰة شریف ص: ۳۴، ج: ۱، کتاب العلم.

ہے، اگر ایسا ہوتا تو اسکی طرف پشت کر کے نماز ادا نہ کی جاتی، قبر شریف پر پختہ قبہ بھی نہیں بنایا گیا بلکہ اسپر تو کوئی بھی تعمیر نہیں، قبہ تو حجرۂ شریفہ پر بنایا گیا جو کہ قبر شریف سے پہلے سے بنا ہوا ہے، پھر وہ کسی آیت وحدیث کے ماتحت نہیں بنایا گیا، نہ ایسے لوگوں نے بنایا ہے، جن کا عمل حجت میں پیش کیا جا سکے، علماء یا مشائخ کیلئے اسکا جواز نکالنا بے محل ہے، جب کہ علماء سے اسپر نکیر منقول ہے[1]، تاہم اب اس کا ہدم درست نہیں بلکہ احترام لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند

پختہ قبر اور قوالی وغیرہ

سوال:- قبروں کو چونے، گچ سے پختہ قبے تعمیر کرنا روشنی کرنا، عرس کرنا، قوالی گانا وغیرہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب چیزیں ناجائز اور معصیت ہیں: **لما روی جابرؓ نهٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه**

---

[1] امیر المؤمنین عمرؓ در مسجد زیارت کرد حجرہ را از خشت خام بنا کرد و تا زمان حدوث عمارت ولید ایں حجرہ ظاہر بود، عمر بن عبدالعزیز بحکم ولید بن عبدالملک آنرا ہدم کرد و بحجارۂ منقوشہ برآورد و بر ظاہر آں حظیرۂ دیگر بنا کرد، از عروہؓ روایت میکنند کہ وی بہ عمر بن عبدالعزیز گفت اگر حجرۂ شریفہ برحال خود گزارند و عمارتی گرداں برآرند احسن باشد گفت امیر المؤمنین حکم چنیں کردہ است الخ و در سنہ ثمان وسبعین وستمائۃ و در دولت قلاؤن صالحی قبۂ خضراء کہ بالائے حظیرہ شریفہ است بلندتر از سقف مسجد بطرزیکہ الآن موجود است باشباک نحاس بنا فرمودند، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص:۱۰۸ تا ۱۱۰/ باب ہفتم در بیان تغیرات وزیادات کہ بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الخ در مطبع نامی منشی نول کشور بہ طبع مزین۔

علیہ وسلم عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنی علیه رواه مسلم اھ شامی[۱] ص: ۶۰۱، ج: ۱ اما الغنا المعتاد الذی یحرک الساکن ویهیج الکامن الذی فیه وصف محاسن الصبیان والنساء ونحوها من الامور المحرمة فلا یختلف فی تحریمه اھ تنقیح الفتاوی[۲] الحامدیة ص: ۳۵۹. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۹؍۹۰ھ

پکی قبر کا حکم

سوال:- پکی قبر بنانا سنت ہے، یا کچی اگر پکی سنت ہے تو عام مسلمانوں کی قبریں خلاف سنت ہوئیں، اگر کچی سنت ہے تو خلاف سنت کو ثواب قرار دینے والا یعنی پکی قبر بنانے کو ثواب کہتا ہے، اور ہر طرح کی جانی و مالی کوشش کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے، اس کے گھر کا کھانا پینا اور اس کی مدد کرنا کیسا ہے، مع حوالہ کتب جواب تحریر فرمادیں۔

۱؎ شامی کراچی ص: ۲۳۷، ج: ۲، مطلب فی دفن المیت. مسلم شریف ص ۳۱۲/۱، کتاب الجنائز، فصل فی النهی عن تجصیص القبور والقعود، مکتبه بلال دیوبند. ابوداؤد شریف ص ۴۶۰/۲، کتاب الجنائز، باب البناء علی القبور، سعد بکڈپو دیوبند، ترمذی شریف ص ۲۰۳/۱، باب ماجاء فی کراهیة تجصیص القبور، مکتبه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ حدیث شریف:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر قبہ لگانے اور ان پر پختہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲؎ تنقیح الفتاویٰ الحامدیه ص ۳۵۹/۲، مسائل وفوائد شتی من الحظر والاباحة، مطلب فی تحریم الغناء، مطبوعه میمنیه مصر.

الجواب حامداً ومصلیاً

کچی قبر بنانا سنت ہے، پکی قبر بنانا خلاف شرع اور گناہ ہے، الطحطاوی[۱] ص: ۳۳۵، ناجائز کام میں جانی و مالی کوشش کرنے والا گنہ گار ہے[۲]، اس کو سمجھا کر اس سے روکنا چاہئے اگر وہ نہ مانے تو اس کام میں اس کی اعانت نہ کی جائے اگر توقع ہو کہ اس کے گھر کھانا پینا چھوڑنے سے اس کی اصلاح ہو جائے گی تو اس سے دریغ نہ کیا جائے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

باپ نے قبر پر پختہ فرش بنانے کیلئے اینٹیں طلب کیں انکو دیں یا نہ دیں

سوال:- والد صاحب نے اپنی کل جائداد مع دونوں مکانوں کے ہم تینوں لڑکوں کے نام ہبہ کر دیا ہے اور اسی جائداد کے ساتھ میں قریب تین ہزار پکی اینٹیں ہم کو ملی ہیں، اب انہیں انیٹوں میں سے پانچ سو اینٹ اپنی قبر کے اوپر چبوترہ بنانے کے لئے مانگ رہے ہیں، ایسی صورت میں ہم والد صاحب کو اینٹ دیں یا نہ دیں؟

---

۱ ولایجصص لقول جابر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها. طحطاوى على المراقى ص: ۵۰۴ فصل فى حملها ودفنها، مكتبه مصر.

ترجمہ:- آپ ﷺ نے پختہ قبر بنانے اوران پر قبہ لگانے اور پختہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان، سورۂ مائدہ آیت: ۲،

ترجمہ:- اور گناہ اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مددمت کرو۔

۳ فاما الهجر ان لاجل المعاصى و البدعة فواجب استصحابه الى ان يتوب من ذالك (المفهم ص ۶/۵۳۴، كتاب البر والصلة، باب النهى عن التحاسد والتدابر الخ، حكم الهجر ان لاجل المعاصى، مطبوعه دار ابن كثير بيروت. مرقاة ص ۴/۷۱۶، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، مطبوعه بمبئى.

الجواب حامداًومصلیاً

ابھی اینٹ دیدیں پھر ان کے انتقال کے بعدان کو قبرستان میں کچی قبر میں دفن کردیں اوراس دی ہوئی اینٹ کا چبوترہ توڑ کر بطور ترکہ تقسیم کرلیں[۱]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۶ھ

الجواب صحیح :بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۸ھ

قبروں پرآڑ لگانا

سوال:-قبرستان پراگر پکی قبریں نہ بنا کرآڑ لگا دیا جائے تو کیا جائز ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز بلکہ بہت مناسب ہے[۲]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

۱؎ عن جابرؓ قال: نهى رسول الله ﷺ ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يقعد عليه (مشكوة شريف ص ۱۴۸، باب دفن الميت، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، النهى عن تجصيص القبور للكراهة وهو يتناول البناء بذلك وتجصيص وجهه والنهى فى البناء للكراهة ان كان فى ملكه وللحرمة فى المقبرة المسبلة ويجب الهدم وان كان مسجدا وقال التور بشئ يحتمل وجهين احدهما البناء على القبر بالحجارة وما يجرى مجراها والآخر ان يضرب عليها خباء ونحوه وكلاهما منهى لعدم الفائدة فيه (مرقاة ص ۲/۳۷۲، باب دفن الميت، مطبوعه ممبئى.

۲؎ قال فى الشرح: وقد اعتاد اهل مصر وضع الاحجار حفظا للقبور عن الاندراس والنبش ولابأس به (طحطاوى على المراقى ص ۵۰۴، باب احكام الجنائز، فصل فى حملها ودفنها، مطبوعه مصر.

پختہ قبر کو منہدم کرنا

سوال:- پہلے پکی قبریں جو بنی ہوئی ہیں ان کیلئے انہدام جائز ہوگا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انہدام جائز ہے[1] پختہ قبریں گرا کر کچی قبر کا نشان باقی رکھا جائے، لیکن اگر اس سے شورش پیدا ہو اور فتنہ برپا ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

اپنی زندگی میں پختہ قبر بنانا، اور ایسی میت کے جنازہ میں شرکت کرنا

سوال:۔ میرے والد کی پکی قبر میرے سوتیلے بھائی کی زمین میں بنی ہے، اور میں کہتا

---

[1] ولایجصص لقول جابر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليه. طحطاوى على المراقى ص: ۵۰۴، فى فصل فى حملها ودفنها، مكتبه مصر. النهى عن تجصيص القبور للكراهة وهو يتناول البناء بذلك (الى قوله) ويجب الهدم وان كان مسجدا الخ (مرقاة ص ۲/۳۷۲، باب دفن الميت، مطبوعه ممبئى.

ترجمه:-آپ ﷺ نے پکی قبر بنانے اوران پر قبہ لگانے اوران کی پختہ تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[2] اذا كان المنكر حراما وجب الزجر عنه واذا كان مكروها ندب والامر بالمعروف ايضا تبع لما يؤمر به (الى قوله) وشرطهما ان لايؤدى الى الفتنة (مرقاة ص ۵/۳، باب الامر بالمعروف، مطبوعه بمبئى، نووى على مسلم ص ۱/۵۱، كتاب الايمان، باب بيان كون النهى عن المنكر من الايمان الخ، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند.

ہوں کہ میت اس پکی قبر میں دفن نہ کی جائے، بلکہ قبرستان میں دفن کی جائے، ایسی صورت میں والد صاحب کے جنازہ میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟ جب کہ والد صاحب نے اپنی حیات میں ہی پختہ قبر بنالی ہے، اور جو جائیداد ہے اس کو ہم تینوں بھائیوں میں تقسیم کر کے ہبہ کر دیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

غسل وکفن اور نماز جنازہ میں ضرور شرکت کرنی چاہئے، پکی قبر بنانا جائز نہیں[1] اگر کوئی اپنی زندگی میں پکی قبر بنا کر اس میں دفن ہونے کی وصیت کر دے تو وصیت ہی قابل عمل نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

قبرستان میں پڑے پتھروں کا احاطہ بنانے میں استعمال

سوال:۔ ہمارے گاؤں کا قبرستان صدیوں کا پرانا ہے، کہیں کہیں پتھروں اور اینٹوں کا خاصہ انبار لگا ہوا ہے، لیکن قبرستان کا کوئی محفوظ کمپاؤنڈ نہیں، اور قبروں کی بے حرمتی ہوتی ہے،

---

[1] ولایجصص ویکرہ أن یبنی علی القبر الخ عالمگیری، ج۱/ص۱۶۶/ الفصل السادس فی القبر والدفن، مطبوعہ کوئٹہ، درمختار مع الشامی زکریا، ج۳/ص۱۴۴/ باب صلوٰۃ الجنازہ مطلب فی دفن المیت، مجمع الانہر، ج۱/ص۲۷۵/دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

[2] وکذا یبطل لو اوصی بأن یکفن فی ثوب کذا اویدفن فی موضع کذا الخ ردالمحتار زکریا ج۳/ ص۱۲۲/ باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب تعظیم اولی الامر واجب، تاتارخانیہ ج۲/ ص۱۸۰/ الجنائز المتفرقات، مطبوعہ کراچی، المحیط البرہانی ج۳/ج۱۱۰/ الفصل الثانی الثلاثون، الجنائز، قبیل الفصل الثالث والثلاثون، مطبوعہ ڈابھیل، عالمگیری ج۶/ ص۹۵/ کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ التی تکون وصیۃ الخ، مطبوعہ کوئٹہ۔

اس لئے کمپاؤنڈ بنانے کاارادہ ہے،کیا مذکورہ اینٹ پتھروں کو اس کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

پرانے قبرستان میں اینٹوں کا انبار ہے،جن کا مالک کوئی نہیں،اس کا احاطہ حفاظت کے لئے بنانا ہے توان اینٹوں کواس کی چہاردیواری بنانے میں خرچ کرناشرعاًدرست ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ ۲۵؍۱۳؍۹۴ھ

تغییرِ منکر بڑامنصب ہے

سوال:-پختہ قبر بنانا جائز ہے،یانہیں؟اگرچاروں طرف پختہ ہواوربیچ میں مٹی ہوتو کیا حکم ہے؟فتویٰ اوراحتیاط دونوں صورتوں میں تحریرفرمائیں۔

میرے ایک رشتہ دارکاانتقال ہوا،باوجودبہت منع کرنیکے انکےلڑکے نے قبرپختہ بنادی، چاروں طرف اینٹ اوردرمیان میں مٹی ہے،اب تک ہمارے یہاں کچی ہی قبرکارواج تھا، لیکن اس سے پختہ کرنے کاعام رواج پڑنے کا خوف ہے،آگے یہ فتنہ کی صورت بن سکتی ہے، اگراسے میں ڈھادوں توکوئی لڑائی جھگڑے کی صورت نہیں بنے گی،ایسی حالت میں میں کیا

---

[1] مقبرة عليها اشجار عظيمة فهذاعلى وجهين اما أن كانت الاشجار نابتة اتخاذ الارض مقبرة أونبتت بعد اتخاذ الارض مقبرة (الىٰ قوله) وفى الوجه الثانى المسئالة على قسمين اما أن علم لها غارس اولم يعلم ففى القسم الاول كانت للغارس وفى القسم الثانى الحكم فى ذٰلك الى القاضى ان رأى بيعها وصرف ثمنها الىٰ عمارة المقبرة فله ذٰلك (هنديه كوئٹه ،ج ۲؍ص ۴۷۳؍ كتاب الوقف ،الباب الثانى عشر فى الرباطات، والمقابر الخ، مطلب الكلام على الاشجار فى المقبرة وغير ذالك.

کروں، غیر کی ملک میں تصرف کرنے سے گنہگار تو نہیں ہوگا؟ اس فتنہ کے روکنے کیلئے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

''باوجود بہت منع کرنے کے'' بھی جب قبر پختہ بنادی گئی تو آپ خود غور کرلیں کہ اگر اسے آپ ڈھادیں گے تو جھگڑا ہوگا یا نہیں ''تغییر منکر'' بڑا منصب ہے، مگر اس کے لئے بڑی اہلیت کی ضرورت ہے اور شرائط بھی سخت ہیں[1]، بسا اوقات ایسی صورت میں بڑا فتنہ پیدا ہوجاتا ہے، جس کو دینی اور دنیوی حیثیت سے برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے[2]۔ میت کے ورثاء کو اگر مسئلہ سمجھا کر صاف کیا جائے اور وہ اپنی غلطی کا خود ہی تدارک کریں اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ اچھا اثر پڑے گا، اور عام رواج ہوگا، بلکہ دوسرے لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ طریقہ غلط ہے، اور کوئی فتنہ بھی نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۷/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۹۰ھ

---

[1] اذا كان المنكر حراما وجب الزجر عنه واذا كان مكروها ندب والامر بالمعروف ايضا تبع لما يؤمر (الى قوله) وشرطهما ان لا يؤدى الى الفتنة (مرقاة ص ۵/۳، باب الامر بالمعروف، مطبوعه بمبئى، نووى على مسلم ص ۱/۵۱، كتاب الايمان، باب بيان كون النهى عن المنكر من الايمان الخ، سعد بكڈپو ديوبند.

[2] لا ينبغى لمؤمن أن يذل نفسه قيل يا رسول الله! وكيف يذل نفسه؟ قال! أن يتعرض من البلاء لما لا يطيق، المعجم الكبير للطبرانى ص: ۳۱۲، ج: ۱۲. مطبوعه داراحياء التراث العربى ترمذى شريف ص: ۵۱، ج: ۲. ابواب الفتن. مكتبه بلال ديوبند.

ترجمہ :- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو زیبا نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے''، لوگوں نے عرض کیا وہ اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا، آپ نے فرمایا اپنے آپ کو اتنے مصائب وشدائد میں ڈال دینا جن کی قوت برداشت نہ رکھتا ہو۔



باب یازدھم

﴿جنازہ کے متفرق مسائل﴾

میت کی چادر، چٹائی صدقہ کرنا

سوال:- مردہ کے اوپر جو کپڑا بطور پردہ یا حفاظت کے دیا جاتا ہے وہ اور جو چٹائی چار پائی کے اوپر اور مردہ کے نیچے دی جاتی ہے، وہ دونوں چیزیں مسجد میں دینا اولیٰ ہے یا فقراء کو؟

الجواب حامداً ومصلياً

یہ دونوں چیزیں وارثوں کی ملک ہیں جہاں ان کا دل چاہے صرف کریں، اپنے مکان میں بھی اپنی ضرورت کے لئے استعمال کر سکتے ہیں، خاص کر جب کہ تنگ دستی ہو تو اپنے ہی استعمال میں لانا بہتر ہے، ان کا صدقہ کرنا لازم نہیں، غریبوں کو بھی دے سکتے ہیں، مسجد میں بھی دے سکتے ہیں[1] لیکن اس کا خیال رہے کہ وارثوں میں کوئی نابالغ نہ ہو، نابالغ کا حصہ صدقہ

---

[1] رجل كفن ميتا من ماله ثم وجد الكفن في يدي رجل كان له ان ياخذه لانه بقي على ملكه ولو كان وهبه للورثة وكفنه الورثة فالورثة احق بها (تاتارخانيه كراچی ص ۱۴۹/۲، كتاب الصلوة، الجنائز، التكفين، محيط برهانی ص۶۸/۳، كتاب الصلوة، الجنائز، قسم آخر مما يتصل به (بعد) قسم آخر فی كيفية التكفين، مطبوعه مجلس علمی گجرات.

کرنا جائز نہیں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲۲/۷/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۸۹ھ

کفن کا مصلّٰی مسجد میں

سوال:-مردوں کو کفنانے کیلئے جو کپڑا خریدا جاتا ہے، اس میں سے بعض حضرات ایک مصلّے کی صورت میں تھوڑا سا کپڑا بچا کر مسجد میں دیدیتے ہیں آیا مصلّے کا استعمال اہلِ مسجد کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ یعنی اس کو مصلّے کے طور پر استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کپڑا جزوِ کفن نہیں ورثاء کی ملک ہے اس کا رواج ختم کیا جائے[۲]۔ ورثاء اگر بالغ ہوں اور میت کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی چیز مصلی وغیرہ مسجد میں دیں تو اسکا استعمال کرنا درست ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۸/۸۹ھ

---

[۱] اغلاط العوام ص: ۹۶ وان تتخذ طعاماً للفقراء كان حسناً اذا كانت بالغين فان كان في الورثة صغير لم يتخذوا ذالک من التركة. عالمگیری ص: ۳۴۴، ج:۵، كتاب الكراهية، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات، مطبوعه كوئٹه پاكستان. شامی زكريا ص ۱۴۹/۳، باب صلاة الجنازة، مطلب فی كراهة الضيافة من اهل الميت، طحطاوی على المراقی ص ۵۱۰، احكام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، مطبوعه مصر، خانيه على هامش الهندية ص ۳/۴۰۵، كتاب الحظر والاباحة، مايكره اكله وما لايكره ومايعلق بالضيافة، مطبوعه كوئٹه.

[۲] اغلاط العوام ص: ۹۶. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حاملہ مرجائے تو وضعِ حمل کی کیا صورت ہے؟

سوال: -اگر حاملہ عورت اپنے حمل کے وضع ہونے سے قبل مرگئی تو اب اس کا حمل اس کے پیٹ میں اسی طرح موجود ہے، اس عورت کا وضعِ حمل کس طرح سے ہوگا؟ قبر کے اندر وضعِ حمل ناممکن ہے، تو جب قیامت کے دن مردے قبروں سے نکلیں گے، تو وہ حمل پیٹ میں رہے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی تحقیق نہیں، حدیث میں صاف صاف دیکھنا یاد نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جنات کا مدفن

سوال: -جنات کہاں دفن ہوتے ہیں؟ اس کے بارے میں لکھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زمین میں، سمندر میں اور پہاڑوں میں بھی دفن ہوتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۹۱ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۳؎ للانسان ان یجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصومًا اوصدقة اوغيرها. شامی نعمانیه: ص: ۶۰۵، ج: ۱، باب صلاة الجنائز، مطلب فی القرائة للميت واهداء ثوابها، مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۴۱۵، فصل فی زيارة القبور، هنديه كوئٹه ص ۲۵۷/۱، كتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير.

دریا سے بہہ کر آئی عورت کی لاش کے متعلق اختلاف

سوال: ۔ایک عورت کسی دریا میں بہتی ہوئی چلی آئی ہے، جہاں وہ نکلی ہے وہاں مسلم وغیر مسلم دونوں پارٹیوں میں جھگڑا ہے ایک پارٹی دفنانے کو کہتی ہے، دوسری آگ لگانے کو کہتی ہے، آپ فرمائیں مذکورہ عورت کی شناخت کیسے ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

ہندوعورت کا لباس بھی خاص ہوتا ہے، اور بدن پر کہیں گودنے کا نشان بھی ہوتا ہے، اگر اس قسم کی کوئی علامت نہ ہو اور مسلمان اس کو مسلمان سمجھتے ہوئے غسل وکفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں تو ان کو حق ہے مگر جھگڑا فساد نہ کریں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۲۷/ ۱۳ھ

پیر صاحب کی میت کے متعلق عجیب عجیب امور جو کہ بدعت ہیں

سوال: ۔ایک شخص کا انتقال ہوگیا، پیر کے ماننے والوں نے تجہیز وتکفین اور تدفین کے

---

[1] لولم یدر أمسلم أم کافر ولاعلامة فان فی دار نا غسل وصل علیه والا لا قوله (فان فی دارنا) افاد بذکر التفصیل فی المکان بعد انتفاء العلامة أن العلامة مقدمة وعندفقد ها یعتبر المکان فی الصحیح لانه یحصل به غلبة الظن کمافی النهر عن البدائع،الدرالمختار مع الشامی زکریا ج۳/ ص۹۳/ باب صلاة الجنازه، مطلب فی حدیث، کل سبب ونسب منقطع الا سببی ونسبی، بدائع الصنائع زکریا ج۲/ص ۳۲/ کتاب الصلوٰة الجنازة، فصل فی شرائط وجوب الغسل، فتاویٰ الهندیة کوئٹه ج ۱/ ص ۱۵۹ / الباب الحادی والعشرون فی الجنائز الفصل الثانی فی الغسل.

سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور کیے :۔

(۱) نماز جنازہ پڑھانے کے بعد بالقصد قبر کھودنے میں دیر کرنا بایں وجہ کہ ان کے مریدین دور دراز سے آنے والے ہیں وہ لوگ ان کے چہرہ کو دیکھ لیں؟

(۲) قبر میں مردے کو رکھ کر ایک دو روز قبر کھلی ہوئی رکھنا؟

(۳) چھوٹی الائچی پیس کر مردے کے بدن میں لگانا؟

(۴) میت کے غسالہ (دھوون) کو تبرک سمجھ کر پینا، اور پلانا؟

(۵) قبر کو چھ فٹ گہرا کھودنا تا کہ پیر قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکیں؟

(۶) قبر میں گدے بچھانا، پھولوں کی سیج بچھانا، تین تکئے (ایک داہنی جانب دوسرے بائیں جانب، تیسرے سرہانے کی جانب) رکھنا، ٹوپی وغیرہ پہنانا؟

(۷) شخص مذکور کے ماننے والوں نے اس قسم کی باتیں بھی کہی ہیں، مثلاً تمام نبیوں سے اعلیٰ ہے میرا پیر، نیز یہ بھی کہا ہے کہ اس صورت کی پوجا کرو اسی میں کامیابی ہے، العیاذ باللہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

میت اور اس کے غسل اور دفن اور قبر سے متعلق چھوٹے سے چھوٹے مستحبات بھی کتب فقہ میں مذکور ہیں اور مسئولہ چیزوں کا ذکر نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں، نہ فقہ کی مستند کتب میں، پس یہ سب چیزیں بے اصل ہیں بے دلیل ہیں، جہالت ہیں ضلالت ہیں، بدعت ہیں[1]، اور بعض ان میں سے شرک ہیں[2] اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلائے

---

[1] قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من احدث فی امرنا هذامالیس منه فهو رد، مشکوٰۃ شریف، ص۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] ....ان السجود الشرعی عبادة وعبادة غیره سبحانه وتعالیٰ شرک محرم فی جمیع الأدیان والازمان والا أراها حلت فی عصر من الاعصار، روح المعانی ج ۱/ ص۲۲۸/ مطبوعه دار احیاء التراث العربی، تحت آیةالبقرة رقمها ۳۴/

اگر دلائل کا مطالبہ کرنا ہے تو جو لوگ ان چیزوں کے مرتکب ہیں ان سے ثبوت طلب کیا جائے، ہمارے واسطے تو اتنی بات کافی ہے کہ ان چیزوں کا کہیں ثبوت نہیں، میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنے کا حکم حدیث وفقہ[1] میں موجود ہے، قبر کا اتنا گہرا کھودنا غلط ہے، بلکہ اتنی گہری ہونی چاہئے کہ میت کو اسمیں رکھنے کے بعد جو تختہ وغیرہ رکھا جائے تو اسکے جسم سے مس نہ کرے، البتہ اوپر کا حصہ ایک آدمی کے قد کے برابر یا اس سے کچھ کم گہرا ہونا چاہئے[2]

میت کے نیچے گدا بچھانا صحابہ کرامؓ ائمہ مجتہدین اور جملہ اصحاب عظام سے کہیں ثابت نہیں[3]، تکیوں کی مصلحت بھی وہی بتائیں گے، حدیث وفقہ میں تو کہیں نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵/۱۴۰۱ھ

---

۱ عن حصین بن وحوح ان طلحة بن البراء مرض فاتاه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یعوده فقال انی لاارى طلحة الا قدحدث به الموت فأذنونی به وعجلوا فانه لاینبغی لجیفة مسلم ان تحبس بین ظهر انی اهله، مشکوٰة شریف، ص ۱۴۱/ باب مایقال عندمن حضره الموت، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

''ویستحب تعجیل دفنه، مجمع الانهر، ج۱/ص ۲۶۴/ باب صلوٰة الجنائز، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، ویسرع فی جهازه الخ درمختار، ج۳/ص ۸۳/ باب صلوٰة الجنائز مطبوعه زکریا، ویسرعوبه بلاخبب الخ الدر المنتقی ج۱/ص ۲۷۴/ البحر الرائق ج۲/ ص ۱۷۱/ باب صلوٰة الجنائز، مطبوعه ماجدیه کوئٹه.

۲ وحفر قبره مقدار نصف قامة اوالی حدالصدر الیٰ قوله فعلم أن الادنیٰ نصف القامة والا علی القامة ومابینهما شرح المنیة، شامی زکریا ص ۱۳۸ – ۱۳۹/۳، باب صلوٰة الجنازه مطلب فی دفن المیت، النهر الفائق ص ۱/۴۰۱، باب صلوٰة الجنائز، دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۱۶۶، الفصل السادس فی القبر والدفن الخ، الباب الحادی والعشرون.

۳ ولایجوز أن یوضع فیه مضربة وفی ردالمحتار ویکره أن یوضع تحت المیت فی القبر مضربة او مخدة او حصیر او نحو ذٰلک ولعل وجهه أنه اتلاف مال بلاضرورة فالکراهة تحریمیة ولذا عبربلایجوز، شامی زکریا، ج۳/ ص ۱۳۹/ باب صلوٰة الجنازه، مطلب فی دفن المیت.

نماز پڑھانے کی وصیت واجب العمل نہیں

سوال:۔ کسی مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد جنازہ کی نماز فلاں آدمی پڑھائے اور اس فلاں کے آنے میں تین دن یا زیادہ دن لگ جائیں، تو آیا اس نعش کو فلاں کے آنے تک باقی رکھا جائے، یا کسی دوسرے آدمی سے نماز جنازہ پڑھوا کر دفن کر دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں آدمی پڑھائے، جو کہ اس وقت موجود نہیں، اس کے آنے میں تین دن لگیں گے، تو اس کا انتظار نہ کیا جائے، بلکہ دوسرا مناسب آدمی نماز جنازہ پڑھا دے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

جنازہ سامنے رکھ کر اس پر سلام پڑھنا

سوال:۔ جنازہ رکھ اس کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جنازہ رکھ کر اس کے گرد کھڑے ہو کر سلام پڑھنا ثابت نہیں، نہ قرآن پاک میں ہے نہ

---

[1] لو أوصى بأن يصلي عليه غير من له حق التقدم أو بأن يغسله فلان لايلزم تنفيذ وصيته ولايبطل حق الولي بذلک. ردالمحتار مع الدر المختار زکریا، ج۳/ص ۱۲۲/ باب صلاة الجنازة مطلب تعظيم اولی الامر واجب ،عالمگیری ، ج ۱/ص ۱۶۳/ الفصل الخامس فی الصلاۃ علی الميت، الباب الحادی والعشرون، طبع کوئٹہ، المحيط البرهانی ج۳/ ص ۱۱۰/ الجنائز نوع آخر فی المتفرقات تاتارخانیه ، ج ۲/ص ۱۸۰/ الجنائز ،نوع آخر فی المتفرقات، مطبوعه کراچی.

حدیث شریف میں، نہ کتب فقہ میں، اس لئے یہ طریقہ قابل ترک ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۶ھ

غیر مسلم میت کی تکفین میں شرکت

سوال:- (۱) ہمارے یہاں مسلم آبادی بہت کم ہے، جس کی وجہ سے ہم لوگوں کو ہندوؤں سے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں اب عرض یہ ہے کہ ہم لوگوں میں سے کوئی موت ہوجاتی ہے، تب ہمارے دوست ہندو لوگ قبر پر جاتے ہیں، اور ہمارے ساتھ مٹی وغیرہ میت کو دیتے ہیں، اسی لئے اگر کسی ہندو بھائی کی موت ہوجاتی ہے، تب ہم کو بھی انکے ساتھ ''مردہ گھاٹ'' جانا پڑتا ہے، اور لکڑی وغیرہ دینی پڑتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ ان کے مردہ کے ساتھ ہمارا جانا جائز ہے، یا نہیں اور ہے تو کہاں تک؟

(۲) اب اہم اپنی میت کیلئے بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہندو لوگ جو کہ ہمارے مردے کے ساتھ قبر پر جاتے ہیں اور مٹی دیتے ہیں، ان کے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی علماءِ دین کیا فرماتے ہیں اور کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بغیر اسکے گذارہ نہیں، حالات سے مجبور ہیں تو کم سے کم شرکت پر کفایت کریں[2]۔ اور جن جن چیزوں سے بچ سکتے ہیں بچنے کی کوشش کرتے رہیں اور توبہ واستغفار کرتے رہیں۔

---

[1] من احدث فی امرنا ھذامالیس منہ فھورد ،مشکوٰۃ شریف ،ص۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ،مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[2] یغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبہ الکافرا لاصلی، عند الاحتیاج فلولہ قریب فالاولی ترکہ لھم. الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار نعمانیہ ص:۵۹۷، ج:۱، قبیل مطلب فی حمل المیت باب صلاۃ الجنائز.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Janaza ke Mutafarriq Masael

(۲) ان کو منع نہ کریں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۶/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

جس کا ظاہر کافروں جیسا ہو اس کے ساتھ تعلق

سوال: ۔ایک شخص مسلمان ہے، مگر ظاہر غیر مسلموں جیسا ہے فسادات کے دوران وہ مسلمانوں کے گھر جاتا ہے اس کو کافر سمجھ کر قتل کر دیتے ہیں، جواب طلب یہ بات ہے کہ اس مقتول کا حشر کفار کے ساتھ ہوگا یا مسلمانوں کے ساتھ؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

اگر وہ مسلمان تھا اور اسکا خاتمہ کفر پر نہیں بلکہ اسلام پر ہوا تو وہ مستحق نجات ہے، اسکے ساتھ اس دنیا میں وہی معاملہ کیا جائے جو مسلمان کے ساتھ کرنے کا حکم ہے[۲]، رہا حشر کا حال سو جو شخص بھی جسکے ساتھ محبت رکھتا ہے، اور اسکے طریقہ کو پسند کرتا ہے، اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوتا ہے "المرأ مع من احب[۳]"، لیکن اگر کوئی شخص بے علم ہونے یا عملی کوتاہی کی وجہ سے پابند

---

[۱] فتاویٰ دارالعلوم ص:۲۸۳، ج:۵، جنازہ اٹھانے کا بیان، مطبوعہ زکریا دیوبند،

[۲] والصلاة علیه فرض كفاية كدفنه وغسله وتجهيزه فانها فرض كفاية وشروطها اسلام الميت وطهارته الخ الدر المختار على الشامي زكريا، ج۳/ص ۱۰۲/ باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، حلبي كبير، ص ۵۷۹/ فصل في الجنائز، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. سكب الانهر على مجمع الانهر ص ۲۶۹/ باب صلاة الجنائز، فصل، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۳] مشكوة شريف ص ۴۲۶/ باب الحب في الله ومن الله، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، بخاری شريف ج۲/ص ۹۱۱/ كتاب الادب، باب علامة الحب في الله، مطبوعه اشرفي ديوبند، مسلم شريف، ج۲/ص ۳۳۲/ كتاب البر والصلة، باب المرء، مع من احب، مطبوعه رشيديه دهلی.

شروع نہ ہوتو اس کے متعلق ایسا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کی جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جس میت کے متعلق مسلم اور غیر مسلم ہونے کا علم نہ ہو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟

سوال:- ہمارے یہاں ایک کمیٹی ۱۹۸۰ء سے لاوارث مسلمانوں کی میت کی تجہیز وتکفین کی ذمہ داری لئے ہوئے ہے، ہر مہینہ ۴۰/۵۰ لاشیں شہر کے مختلف اسپتالوں سے ادارہ کو دی جاتی ہیں، اوراس کے ساتھ افسر کا سارٹیفکٹ ہوتا ہے، نام کی جگہ نامعلوم لکھا ہوتا ہے، ادارہ کا کام پہلے لاش کو شناخت کرنا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ شناخت کا واحد ذریعہ مسلمان مرد کا صرف ختنہ ہی ہے اور لباس، وضع قطع سے کچھ علم نہیں ہوتا سوائے غالب گمان کے کہ میت مسلمان ہی ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ ختنہ یہودی بھی کراتے ہیں اور بہت سے غیر مسلم بھی حفظانِ صحت کی وجہ سے ختنہ کرانے لگے، سوال یہ ہے کہ ان میتوں کو مسلمان سمجھ کر ان کی تجہیز وتکفین کرنا، نمازِ جنازہ ادا کرنا، مسلم قبرستان میں دفن کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان حالات میں ظن غالب پر ہی عمل کیا جاسکتا ہے، لیکن اصحابِ ادارہ کو خواہ سارٹیفکٹ سے یا ختنہ سے یا کسی اور علامت سے اس بات کا ظن غالب حاصل ہوجائے کہ یہ میت مسلمان ہے تو اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جو مسلم میت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے، جب

حقیقتِ حال پر اطلاع پانا دشوار ہو تو ظن غالب شرعاً کافی ہوتا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۱۵ھ

خاردار پودوں کو آگ لگا کر ختم کرنا

سوال:۔ یہاں قبرستان میں بہت زیادہ خاردار پودے لگے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے بغیر جوتا پہنے قبرستان میں جانا مشکل ہے، بلکہ ناممکن ہے، اب سوال یہ ہے کہ:۔

(الف) جوتا پہنکر قبرستان میں جاسکتے ہیں؟ اس میں کوئی کراہیت تو نہیں ہے؟

(ب) خاردار پودے سوائے جلانے کے ختم نہیں ہوسکتے، تو کیا قبرستان میں آگ جلاکر ان پودوں کو ختم کرسکتے ہیں؟

(ج) میت پر بلند آواز سے قرآن پاک پڑھنا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

(الف) اس حالت میں کراہیت نہیں[2]۔

(ب) قبرستان سے جو اصل غرض متعلق ہے (تدفین) جب اس کا حصول ان خاردار پودوں کی وجہ سے دشوار ہوگیا اور بغیر جلائے ان کانٹوں کو دور نہیں کیا جاسکتا تو جلاکر ان کو ختم

---

[1] وان لم يكن معه سيما المسلمين ففيه روايتان والصحيح انه يغسل ويصلى عليه ويدفن فى مقابر المسلمين لحصول غلبة الظن بكونه مسلماً بدلالة المكان وهى دار الاسلام. بدائع الصنائع. ص: ۳۲، ج: ۲، مطبوعه زكريا ديوبند. باب صلاة الجنازة، فصل فى شرائط وجوبه، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۵۹/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، درمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۹۳، جنائز، مطلب فى حديث كل سبب ونسب منقطع،

[2] ولا يكره المشى فى المقابر بالنعلين عندنا، طحطاوى على المراقى ص ۵۱۲، باب احكام الجنائز، فصل فى زيارة القبور، مطبوعه مصر، فتاوى هندية كوئٹه ص ۱۶۷/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن.

کردیا جائے[1]

(ج) غالباً سائل کا مقصود میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے کو دریافت کرنا ہے، تو یہ شرعاً جائز ہے، نافع ہے، دفن کے بعد سر کی طرف سورۂ بقرہ کا اوّل اور پیر کی طرف سورۂ بقرہ کا آخیر پڑھنا بعض آثار صحابہ سے ثابت ہے[2]

''عن عبداللّٰہ بن عمرؓ قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذامات احدکم فلاتجسسوہ واسرعوابہ الیٰ قبرہ ولیقرأ عند راسہ فاتحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ الخ[3]

تلاوت کلام پاک سراً وجہراً دونوں طرح درست ہے، دعا ہاتھ اُٹھا کر اور بغیر ہاتھ اٹھائے دونوں طرح درست ہے، اگر ہاتھ اٹھائے تو رخ قبلہ کی طرف کرے۔ (کذافی فتح الباری[4])

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۹۲ھ

---

[1] وکرہ قلع الحشیش الرطب وکذالشجر من المقبرۃ ولابأس بقلع الیابس منھما ای الحشیش والشجر لزوال المقصود، طحطاوی مع المراقی ،ص ۶۱۵/ باب احکام الجنائز فصل فی زیارۃ القبور مطبوعہ مصر ،شامی زکریا، ج۳/ص ۱۵۵/ باب صلوٰۃ الجنازہ مطلب فی وضع الجرید ونحوالآس علی القبور.

[2] حدثنی عبدالرحمن بن العلا بن اللجلاج عن ابیہ قال قال لی ابی یابنی اذا انا مت فالحدنی فاذا وضعتنی فی لحدی فقل بسم اللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم سن علی الثری سنا، ثم اقرأ عند رأسی بفاتحۃ البقرۃ وخاتمتھا فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ذٰلک معجم الکبیر للطبرانی ،ج ۱۹/ص ۲۲۱/ رقم الحدیث ، ۴۹۱/ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی ،مکتبہ ابن تیمیہ قاھرہ ،آثار السنن ، ص ۱۲۵/ باب قرأۃ القرآن للمیت ،مطبوعہ دارالاشاعت اسلامیہ کلکتہ.

[3] مشکوٰۃ المصابیح ،ج ۱/ص ۱۴۹/ باب دفن المیت الفصل الثالث طبع یاسر ندیم دیوبند.

[4] وفی حدیث ابن مسعود ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ولی جنازہ باپ ہے یا شوہر

سوال:۔عورت کے انتقال پر اس کی نماز جنازہ کی اجازت کس سے لی جائے، یعنی شوہر سے یا اس کے باپ بھائی سے، لوگ کہتے ہیں کہ شوہر سے زوجیت کا تعلق ختم ہو چکا، اس لئے اجازت لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

عبدالغنی مدرسہ مدینۃ العلوم فرخ آباد

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

ثم الولی بترتیب عصوبة النکاح الا الاب فیقدم علی الابن اتفاقاً الا ان یکون عالماً والاب جاھلا فالابن اولی فان لم یکن لهٗ ولی فالزوج ثم الجیران الخ .(درالمختار ، ج ۱ /ص ۵۹۰ /[۱]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب تک ولی عصبہ موجود ہو شوہر جنازہ کا ولی نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۱۳۹۵ھ

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**)............ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی قبر عبداللہ ذی البجادین الحدیث وفیه، فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه، اخرجه ابو عوانة فی صحیحه، فتح الباری ج۱۲ / ۱۴۳ / کتاب الدعوات، باب الدعاء، مستقبل القبلة، رقم الباب ۲۵ / مطبوعه دارالفکر بیروت.

(**حاشیہ صفحہ ھذا**) [۱] الدرالمختار علی هامش ردالمختار ،ج۳/ص ۱۲۱ / باب صلاة الجنازة، مطلب تعظیم أولی الأمر واجب ،مطبوعه زکریا دیوبند ،سکب الانهر علی هامش مجمع الانهر ج ۱/ ۱۶۹ / باب صلاة الجنازة، فصل الصلاة علیه فرض کفایة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت. فتح القدیر مع الهدایه ،ج ۲/ص ۱۱۸–۱۱۹ / فصل فی الصلاة علی المیت، مطبوعه دارالفکر بیروت.

نم کنومة العروس پر اشکال

سوال: ـ **نـم کنومة العروس** کا خلاصہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوگا قبر کے اندر پہلی رات کی دلہن کی طرح سو جا بغیر کسی طرح کے کھٹکے کے، اب اُلجھن یہ ہے کہ آج کل کے ماحول کے اندر دلہن کو تقریباً پہلی ہی رات کے اندر خوب بے اطمینانی اور خدشہ رہتا ہے کیونکہ اجنبی واجنبیہ کی ملاقات ہے، جہاں گھبراہٹ ہونا فطری ہے، اس وجہ سے مذکورہ بالا حدیث کے مفہوم کو سمجھنے میں دشواری ہوری ہے، اس کا حل اور تطابق فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً: ـ

اگر پہلے سے محبت ہو اور پوری تمنا کے بعد شادی ہو تو پھر بھی گھبراہٹ کا سوال پیدا ہوتا ہے، "**لایـوقـظ الااحـب الیـه**" سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے، نیز تشبیہ کے لئے ہر جز سے انطباق..........ضروری نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۹۷ھ

ماں بیٹے سے ناراض پھر قسم کھالے

سوال: ـ میری والدہ ماجدہ کچھ عرصہ پہلے مجھ سے ناراض ہوگئی تھیں، اس وقت میری

---

[1] عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قا ل قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا اقبر المیت أوقـال أحـدکـم أتـاه مـلکان أسودان ازرقان ِیقال لأحد هما المنکر والآخرالنکیر الیٰ قوله، فیـقولان نم کنومة العروس الذی لایوقظه الا أحب أهله الیه حتی یبعث الله من مضجعة ذٰلک الـحدیث ،ترمذی شریف ، ۱/ج۵ ۲۰۵/ ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی عذاب القبر ،مطبوعه اشـرفـی دیوبند ،التـذکرة فـی احـوال الـمـوتـی وامورالاخرة،ج ۱/ص ۹۴/باب فی سوال الـملکین للعبد الخ ،مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت ،مشکوٰة شریف، ج ۱/ص۲۵/ باب اثبات عذاب القبر،الفصل الثانی ،مطبوعه یاسرندیم .

والدہ نے یہ کہا کہ تو میرے جنازہ کو ہاتھ بھی نہ لگانا، اب کچھ دنوں سے ان کا غصہ ٹھنڈا ہے، مگر میرے یہاں کھانا وغیرہ نہیں کھاتی ہیں، اور کہتی ہیں کہ کھانا جب کھاؤنگی، جب دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ آجائیگا، کہ میرے یہ کہنے کا کہ میرے جنازہ کو ہاتھ نہ لگانا کیا کفارہ ہے، وہ ادا کردوں تب کھانا وغیرہ کھاؤں گی، لہٰذا اس بارے میں فتویٰ صادر فرمادیں، عین نوازش ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر والدہ نے غصہ میں یہ کہہ دیا تھا کہ میرے جنازہ کو ہاتھ نہ لگانا، پھر وہ غصہ ختم ہوگیا، اور آپ کے مکان پر کھانا کھانے سے ان کو اپنے اس قول کیوجہ سے عذاب کا خطرہ ہے، تو شرعاً یہ عذر معتبر نہیں، ان کو آپ کے یہاں کھانا بلاشبہ درست اور جائز ہے، کوئی کفارہ ان پر یا آپ پر لازم نہیں............ جنازہ کو ہاتھ لگانا بھی منع نہیں [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۵/۸۹ھ

مرنے کے بعد بیوی کا منہ دیکھنا

سوال:- زید اپنی بیوی زوجہ کا انتقال کے بعد قبل از دفن چہرہ دیکھنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

دیکھنے کا حق ہے مگر جسم کو ہاتھ نہ لگائے [2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] رأيت في الصير فية ، مرعلي رجل فاراد أن يقوم فقال والله لاتقم فقام لايلزم المارشئ لكن عليه تعظيم اسم الله تعالىٰ (شامي كراچي ،ج٣/ص٨٤٨/ كتاب الايمان ،مطلب والله لاتقم فقام لايحنث)

[2] ويمنع زوجها من غسلها ومسها ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

انتقال شوہر پر چوڑیاں توڑنا

سوال:-عورتیں اپنے خاوند کے جنازہ پر چوڑیاں توڑتی ہیں کیا حکم ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

چوڑیاں توڑ کر ضائع کرنا غلطی ہے اتار کر رکھ لیں جب عدت ختم ہو جائے پھر پہن لیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دودھ بخشنا

سوال:- ادھر کہیں کہیں یہ رواج ہے کہ کمسن دودھ پیتے بچے کی وفات پر ماں مرحوم بچے کو دودھ بخشتی ہے اس کی اصل کیا ہے اور شرعی حقیقت کس قدر ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ دودھ بخشنا شرعاً بے اصل ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......لا من النظر الیها علی الاصح، الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۳/۹۰، باب صلاة الجنازة، قبیل مطلب فی حدیث کل سبب ونسب منقطع الخ، طحطاوی علی المراقی ص ۷۱ ۴، باب احکام الجنائز، مطبوعه مصر، نفع المفتی والسائل ص ۱۴۰، کتاب الجنائز، ای زمان یحرم مس الزوجة للزوج، مطبوعه یوسفی لکهنؤ.

(حواشی صفحہ ہذا) [1] اغلاط العوام ص: ۲۱۴.

[2] اغلاط العوام ص: ۲۴۸.

اپنے لئے قبر کھود کر اس میں ذکر کرنا

سوال:- اپنے لئے قبر کھود کر رکھنا اور صبح وشام قبر کے اندر جا کر ذکر وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی مملوکہ زمین میں اپنے لئے قبر کھودنا بھی درست ہے[1]۔ اگر موت کی اہمیت اور قبر کے حالات کے استحضار کیلئے وہاں جا کر ذکر وتلاوت بھی کر لیا کرتا ہے کہ وہاں نور قائم ہو جائے تب بھی مضائقہ نہیں مگر اس کو حکمِ شرعی کرتے ہوئے لازم سمجھنا غلط ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۹۲ھ

قبر یا حشر میں کیا ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا؟

سوال:- کیا قبر یا حشر میں میت کو باپ کے نام سے پکارا جائے گا، سنن ابوداؤد شریف میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نقل ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے نام اچھے رکھو کیونکہ حشر میں اپنے باپ داداؤں کے نام سے پکارے جاؤ گے حدیث وقرآن پاک سے ثبوت دیں۔

---

[1] ومن حفر قبراً لنفسه قبل موته فلا بأس به، ويؤجر عليه، هكذا عمل عمر بن عبد العزيز والربيع بن خيثم وغيرهم، تاتارخانيه. ۲/۱۷۲، مکتبه اداره القرآن کراچی پاکستان. الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر من هٰذا الفصل فی القبر والدفن،

[2] الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة فكيف اصرار البدعة التى لا اصل لها فى الشرع (سعايه ص ۲/۲۶۵، فصل فى القراءة، مطبوعه لاهور، مرقاة ص ۲/۱۴، باب الدعاء فى التشهد، مطبوعه ممبئى،

الجواب حامداًومصلیاً

حشر میں ماں کی طرف منسوب کرکے پکارے جانے کے متعلق کوئی قوی حدیث میری نظر سے نہیں گذری، البتہ بذل المجہود[1] شرح ابوداؤد ج:۵،ص:۲۶۷ میں نقل کیا ہے: **قد جاء فی بعض الروایات انه یدعی الناس یوم القیامة باسماء امهاتهم فقیل الحکمة فیه ستر حال اولاد الزنا لئلا یفتضحوا وقیل ذٰلک لرعایة حال عیسٰی بن مریم علیه السلام وقیل غیر ذالک فان ثبت هٰذه الروایة حمل الاٰباء علی التغلیب کمافی الابوین او یحمل انهم یدعون تارة بالاٰباء واخریٰ بالامهات او البعض بالاٰباء والبعض بالامهات.**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۴ھ

---

[1] بذل المجهود ص:۲٦۷، ج:۵، طبع یحیوی سهارنپور، کتاب الأدب. باب في تغییر الأسماء

ترجمہ:- بعض روایتوں میں آیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔



باب دوازدھم : شہید کے احکام

شہداء کی انواع

سوال: ۔ پلیگ، چیچک یا اچانک حادثہ مثلاً آتش زدگی غرق آبی دیوار وغیرہ سے دب کر مرجانے والوں کو بھی حدیث شریف میں شہید کہا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ جو میدان کارزار میں کافروں مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، جن کے متعلق ''احیاء عند ربھم یرزقون'' قرآن میں فرمایا گیا ہے، جن کے گناہوں کو ان کے خون گرنے سے محو کردیا، جن کی ارواح سبز پرندوں کے خول میں جنت میں سیر کرتی ہیں، جن کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی آؤ بھگت ہے، کیا یہی سلوک اعزاز واکرام ان وبائی امراض میں مرنے والے شہدا کیساتھ کیا جاتا ہے، یا فرق ہے، آخرت کے درجہ ومقام وحکم میں دونوں شہداء میں جو فرق ہے، پوری وضاحت کریں کہ دونوں میں امتیاز بے غبار ہوکر سامنے آجائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص جہاد میں قتل ہوا وہ حقیقی شہید ہے اس کے شرائط اور تفصیلات کتب فقہ میں مشہور ہیں[۱] اور ان کے انعامات حدیث شریف میں ہیں[۲] اور جو شخص غرق ہوکر ہیضہ، یا طاعون میں

[۱] هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلما بجارحة ولم يجب بنفس القتل مال ولم يرتث وكذا لوقتله باغ أوحربى أوقاطع طريق ولوبغيرالة جارحة اووجد جريحاميتا فى معركتهم (الدرمع الرد زكريا ص ۱۵۸/تا ۱۶۱/۳/ باب الشهيد، بحر كوئٹه ص ۱۹۶/۲/ باب الشهيد، مجمع الانهر ص ۲۷۸/۱/ باب الشهيد ،دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] قلت للنبى صلى الله عليه وسلم من فى الجنة قال النبى فى الجنة والشهيد فى الجنة والمولود فى الجنة، قال رسول الله ﷺ يشفع الشهيد فى سبعين من اهل بيته (ابوداؤد شريف ص ۳۴۱/۱، كتاب الجهاد، باب بلا ترجمة وباب فى الشهيد يشفع، طبع سعد بكڈپو ديوبند.

مرے یا دیگر ایسے اسباب سے اس کی موت ہو کہ اس پر شہید ہونے کا حکم لگایا جائے وہ حکم دنیا کے اعتبار سے شہید نہیں، لہذا اس کو غسل وکفن عام مومنین کی طرح دیا جائیگا۔البتہ آخرت کے اعتبار سے اس کو شہید جیسا اجر ملے گا[1] لیکن وہاں بھی فرق مراتب ظاہر ہے،[2] اس کو ایک مثال سے سمجھئے، ایک شخص وہ ہے جس نے عمرہ وحج کیا، ایک وہ ہے جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر اسی جگہ بیٹھا ذکر میں مشغول رہا، یہاں تک کہ اشراق کی نماز پڑھی تو اس کو بھی حاجی کی طرح حج اور عمرہ کا ثواب ملا، مگر دونوں بالکل ایک درجہ میں نہیں ہونگے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/ ۸۷ھ

جو ظلماً قتل ہو وہ شہید ہے

سوال:- ہندو مسلم بلوہ میں جو مسلمان مرتے ہیں کسی حالت پر ایک صورت تو دونوں پارٹی کے مقابلہ میں لڑکر مارا جانا کسی مسلمان کا، دوسری صورت یہ کہ کوئی مسلمان آتا ہے، اور

---

[1] وكل ذلك في الشهيد الكامل والا فالمرتث شهيد الأخرة وكذا الجنب ونحوه ومن قصد العدو فاصاب نفسه والغريق والحريق والغريب والمهدوم عليه والمبطون والنفساء الخ قوله في الشهيد الكامل وهو شهيد الدنيا والأخرة وشهادة الدنيا بعدم الغسل الا لنجاسة اصابته غير دمه وشهادة الاخرة بنيل الثواب الموعود للشهيد (الدرمع الرد زكريا ج۳/ ص ۱۶۴/ باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهداء ،بدائع زكريا ، ج۲/ص ۴۷/قبيل كتاب الزكاة، بحر كوئٹه ج۲/ص ۱۹۶/باب الشهيد.

[2] قال ابن التين ،هذه كلها ميتات فيها شدة تفضل الله على امة محمدصلى الله عليه وسلم بأن جعلها تمحيصا لذنوبهم وزيادة في اجورهم يبلغهم بها مراتب الشهداء قلت ، والذى يظهر أن المذكورين ليسوا في المرتبة سواء (فتح البارى ، ج۶/ص ۱۲۹/ كتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوى القتل ،طبع دار الفكر .

کسی ہندو نے دھوکہ سے حملہ کر کے اسی مسلمان کو ماردیا تو دونوں صورتوں میں کس طرح کی موت مسلمان کی واقع ہوگی کیا یہ شہید کی قسموں سے مرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بلوہ کس بناء پر ہوا کوئی شرعی وجہ تھی یا غیر شرعی اور اقوام مسلم نے کیا یا ہندو نے۔
جس بے قصور مسلم کو ہندو نے ظلماً قتل کر دیا ہے وہ شہید ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

کفار کے ظالمانہ حملہ سے مقتول شہید ہے

سوال:-(۱) اگر کافر بستی پر چڑھ کر آ جائیں تو انسے لڑنا فرض ہو جاتا ہے یا نہیں اور مَنْ قُتِلَ دُوْنَ عِرْضِهٖ وَمَا لِهٖ میں داخل ہو کر شہید ہوگا یا نہیں؟

(۲) جو دو چند سے زائد آئیں اور کوئی چھپتا ہوا بھاگتا ہوا مارا جائے تو شہید ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر مقابلہ کی قوت ہو تو ان سے لڑنا اور جان مال آبرو کی حفاظت کرنا ضروری ہے اور اس ذیل میں جو مسلمان قتل ہوگا وہ شہید ہوگا[2]۔

---

[1] الشهيد هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلماً بغير حق. الدر المختار شامی زکریا ص:۱۵۸، ج:۳. باب الشهيد. مراقی مع الطحطاوی ص۵۱۷، باب احكام الشهيد، مطبوعه مصر، مجمع الانهر ص۱/۲۷۸، باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[2] من قتل مدافعا ولو عن ذمی فانه شهيد بای آلة (شامی زکریا ص۳/۱۶۰، باب الشهيد، هنديه كوئٹه ص۱/۱۶۸، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السابع فی الشهيد، مطبوعه كوئٹه، مجمع الانهر ص۱/۲۷۸، باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

(۲) وہ بھی شہید ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

لڑائی میں جس طرح بھی مارا جائے گا وہ شہید ہے

سوال:- اگر یہ کافر فرسی یا بھالوں سے آلۂ دھار دار سے شہید کردیں تو غسل وکفن دیا جائے گا یا نہیں؟ بندوق وغیرہ کا کیا حکم ہے لڑائی کی ابتداء بھی مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ ظلماً مارے جاتے ہیں؟

(۲) اسی طرح کسی راہ گیر مسلمان کو موقع بموقعہ قتل کر رہے ہیں ان کو بھی غسل وکفن دیا جائے یا نہیں؟

تمام مسلمان حکام پاکستان چلے گئے ہیں ان کی جگہ ہندو یا سکھ تمام آگئے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عین لڑائی میں مسلمان مارا دیا جائے خواہ کسی آلہ سے ہو وہ شہید ہے اس کیلئے غسل وکفن نہیں[2]۔

---

[1] وکذا یکون شهیداً لو قتلهٗ باغ أوحربی أوقاطع طریق ولو تسبباً، الدرالمختار شامی زکریا ص: ۱۶۰، ج: ۳، باب الشهید. هندیه کوئٹه ص ۱۶۹/۱، جنائز، الفصل السابع، مجمع الانهر ص ۲۷۸/۱، باب الشهید، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] والشهید شرعاً من قتله أهل الحرب مباشرة أوتسبیباً بای آلة فیکفن بدمه وثیابه ویصلی علیه بلاغسل. طحطاوی علی المراقی ص: ۵۱۷، مطبوعه مصر. الدر مع الشامی زکریا ص ۱۶۰/ ۱۶۱/ ۳، باب الشهید، مجمع الانهر ص ۲۷۸/ ۲۷۹/ ۱، باب الشهید، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

(۲) اس کا بھی یہی حکم ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۷؍شوال ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۵؍شوال ۶۶ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۷؍شوال ۶۶ھ

فسادات میں قتل ہونے والے کیا شہید ہیں

سوال:- فرقہ وارانہ فساد میں جو مسلمان قتل ہوئے آیا وہ شہید ہوئے یا نہیں، یا ان کی نیت پر دارو مدار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کو کس نے قتل کیا وہ ابتداءً حملہ کرتے ہوئے قتل ہوئے یا مدافعت کرتے ہوئے اگر وہ مظلوم ہو کر قتل ہوئے تو وہ شہید ہوئے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] والشهيد شرعاً من قتله أهل الحرب مباشرة أو تسبيباً باى آلة فيكفن بدمه وثيابه ويصلى عليه بلاغسل. طحطاوى على المراقى ص: ۵۱۷، مطبوعه مصر. الدر مع الشامى زكريا ص۱۶۰/۱۶۱/۳، باب الشهيد، مجمع الانهر ص۲۷۸/۲۷۹/۱، باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلما بجارحة وكذا يكون شهيدا لو قتله باغ او حربى او قاطع طريق (درمختار مع الشامى زكريا ص۱۵۸/۳، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مجمع الانهر ص۲۷۸/۱، باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. هنديه كوئٹه ص۱۶۸/۱، الباب الحادى والعشرون، الفصل السابع.

فسادات میں مقتول شہید ہے یا نہیں؟

سوال:-فرقہ وارنہ فسادات میں جو مسلمان مارے جاتے ہیں مقابلہ کرتے ہوئے یا اچانک کسی مسلمان کے چاقو ماردیا تو وہ شریعت کی نظر میں شہید ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو شخص ناحق قتل کردیا جائے وہ شہید ہے[۱]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۱۵ھ

کافر کی لڑائی کی وجہ سے جو مسلمان قتل ہوں ان کا حکم

سوال:- دونوں جانب سے کافر لڑرہے ہیں درمیان میں مسلمانوں کی آبادی ہے، دونوں جانب کی گولی سے وہاں کے لوگ مرجاتے ہیں یا شبہ کی بنا پر قتل کردیتے ہیں ان لوگوں کو شہید کہیں گے یا نہیں۔فقط

الجواب حامداًومصلیاً

جو لوگ بلاقصور ایسی حالت میں مرے ہیں وہ بھی شہید ہیں[۲]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلما (درمختار مع الشامی زكريا ص۱۵۸/۳، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مجمع الانهر ص۲۷۸/۱، باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. هنديه كوئٹه ص۱۶۸/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السابع.

[۲] هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلما (درمختار مع الشامی زكريا ص۱۵۸/۳، كتاب الصلوة، باب الشهيد، مجمع الانهر ص۲۷۸/۱، باب الشهيد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. هنديه كوئٹه ص۱۶۸/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السابع.

ایکسیڈنٹ اور موذی جانور کے کاٹنے سے مرجانے پر شہادت

سوال:- اگر کوئی شخص ایکسیڈنٹ سے مرجائے یا کسی موذی جانور نے کاٹ لیا یا کسی صورت سے اچانک موت ہوگئی تو وہ شہید ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو بھی شہادت کا ثواب ملے گا، مگر اس کو غسل وکفن دیا جائے گا۔[۱]

فقط اللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم ربیع الاول ص ۸۸ھ

گاڑی کے حادثہ سے مرنے والا کیا شہید ہے

سوال:- زید کی موت کا سبب موٹر ٹرک ریل گاڑی یا ٹریکٹر کا حادثہ بنا اور حادثہ کے فوراً بعد روح پرواز کرگئی، مرہم پٹی اور علاج معالجہ کی مہلت بھی نہ ملی اب زید کے غسل وکفن وغیرہ کا طریقہ کیا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو عام سنت کے موافق غسل دے کر کفن پہنایا جائے وہ احکام آخرت کے اعتبار سے

---

[۱] وکل ذالک فی الشهيد الكامل والا فالمرتث شهيد الآخرة وكذا الجنب ونحوه (الى قوله) وقد عدهم السيوطى نحو الثلاثين قوله (فى الشهيد الكامل) وهو شهيد الدنيا والآخرة وشهادة الدنيا بعدم الغسل ...... وشهادة الآخرة بنيل الثواب الموعود للشهيد. قوله (وقد عدهم السيوطى الخ) فقال من مات بالبطن (الى قوله) او لدغته هامة (الدر مع الشامى زكريا مختصرا ص ۱۶۴-۱۶۵/۳، باب الشهيد، مطلب فى تعداد الشهداء، بحر كوئٹه ص ۱۹۶/۲، باب الشهيد، بدائع زكريا ص ۶۸/۲، فصل فى الشهيد، بيان من يكون شهيداً.

شہید ہے دنیوی احکام کے اعتبار سے شہید نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

جودب کر مرجائے وہ شہید ہے

سوال:۔ شاہد مشہور پہلوان تھا جو کہ اپنی طاقت سے فرعون کو شکست دینے کی گھات میں رہتا تھا، ناگاہ وہ ٹرک جس میں شاہد کام کرتا تھا، درخت سے ٹکرایا اور پہلوان نے چوٹ کھائی ،لیکن وہ جانبر نہ ہوسکا، آپ تحریر فرمادیں گے کہ پہلوان کو مقام شہادت ملا یانہیں، شاہد ہمدرد ملت تھا، لیکن مزاج کا گرم تھا اکھڑ ہندو اور کچھ متعصب مسلمان اس سے ڈرتے تھے، اس لئے موت کے بعد ان لوگوں نے طعنہ دیا کہ وہ بدخلق تھا اس لئے جلدی مرگیا؟

آپ فرمادیں کہ انسان کی عمر کسی وجہ سے گھٹ بڑھ سکتی ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:۔

جوشخص گر کر یا دب کر مرجائے وہ بھی شہادت کا ثواب پائے گا،[2] اب اس پر طعن نہیں کرنا

---

[1] وقيد بالقتل لانه لومات حتف انفه أو ابترد اوحرق أوغرق اوهدم لم يكن شهيداً فى حكم الدنيا وان كا شهيداً فى الآخرة. شامى زكريا ص: ۱۵۹، ج:۳، باب الشهيد. بحر كوئٹه ص۱۹۶ /۲، باب الشهيد، بدائع زكريا ص۲/۶۸، فصل فى الشهيد، بيان من يكون شهيداً.

[2] قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الشهادة سبع سوى القتل فى سبيل اللّٰه المطعون شهيد والغرق شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد ،والمبطون شهيد وصاحب الحريق شهيد والذى يموت تحت الهدم شهيدالخ (ابو داؤد شريف، ج ۱/ص۴۴۳/ كتاب الجنائز باب فضل من مات بالطاعون ، سعدبكڈپو ديوبند ، الدرمع الشامى زكريا، ج۳/ص۱۶۴/ باب الشهيد، مطلب فى تعداد الشهداء .بحركوئٹه ، ج۲/ص۱۹۶/باب الشهيد.

چاہئے،[1] بہت غلط طریقہ ہے عمر میں حقیقۃً کمی وزیادتی نہیں ہوتی، جتنی لکھ دی گئی ہے بس اتنی ہی رہتی ہے، البتہ بعض آدمیوں کی عمر میں برکت ہوتی ہے، اس طرح کہ وہ تھوڑی عمر میں بھی بہت کام کر لیتے ہیں، کہ دوسرے زیادہ عمر میں بھی نہیں کر پاتے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۲/۸۹ھ

شہید کا غسل وکفن

سوال:- آج کل فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کو محض مسلمان ہونے کے جرم میں قتل کر دیا جاتا ہے، اسمیں لوگ مقتول کو غسل دیتے ہیں اور جو کپڑے خون میں آلودہ ہیں انکو نکال کر دوسرے کپڑے میں تجہیز وتکفین کرتے ہیں انکو غسل دلایا اور نئے کپڑے میں کفنایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلياً

فرقہ وارانہ فسادات میں جو مسلمان قتل کر دیئے جاتے ہیں، اگر وہ مرتد نہیں ہیں اور

---

[1] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتسبوا الأموات فانهم قد افضوا الى ماقدموا (نسائی شريف، ج ۱/ص ۲۱۳/ کتاب الجنائز، النهى عن سب الأموات، طبع فيصل ديوبند.

فاذاجاء اجلهم لايستأخرون ساعة ولايستقدمون، سوره اعراف، آیت ۳۴/

ترجمہ:. جس وقت ان کی میعاد معین آجاوے گی، اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے، اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔(بیان القرآن)

[2] سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سره أن يبسط لهٗ فى رزقه وأن ينساله فى أجله............ان هذه الزيادة بالبركة فى العمر بسبب التوفيق فى الطاعات وصيانته عن الضياع وحاصله انها بحسب الكيف لاالكم (عمدة القارى، ج ۱۱/ص ۱۹۱/ الجزء الثانى والعشرون، كتاب الادب، باب من بسط لهٗ فى الرزق بصلة الرحم، دارالفكر، فتح البارى ج ۱۲/ ص ۲۲/ مكتبه نزار مكه مكرمه.

عاقل و بالغ اور محدث بحدث اکبر نہیں ہیں تو انہیں (چاہے مرد ہو یا عورت) اسی خون اور کپڑوں میں کفنا کر بغیر غسل دیئے نماز پڑھ کر دفنایا جائے خون آلودہ تمام کپڑے نکال دینا مکروہ ہے، البتہ جو زائد از کفن سنت ہو اس کو نکال دیا جائے مرد اگر جنبی ہے یا عورت حائضہ یا نفسآء ہے تو انہیں اور بچہ و مجنون کو غسل دیا جائے: والشهيد من قتله اهل الحرب مباشرة اوتسببا (الٰی قوله) وكان قبل انقضاء الحرب لا يكون الشهيد مرتثا (مراقی الفلاح[1] علی هامش الطحطاوی ص: ۳۱۳ تا ص: ۳۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شہداء سے حقوق العباد کا ساقط ہو جانا

سوال:-شہداء سے حقوق العباد ساقط ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

قانون تو یہ ہے کہ حقوق العباد بغیر ادا کئے یا بغیر صاحب حق کے معاف کئے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے[2]۔ البتہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خوش ہو کر اپنے خزانہ سے عطا فرما کر صاحب حق

---

[1] مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص: ۵۱۷ تا ص: ۵۲۰، باب الشهيد، مطبوعه مصر. مجمع الانهر ص۲۷۸، تا ص ۱/۲۸۰، باب الشهيد، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر مع الشامی زكريا ص۱۵۸، تا ص ۳/۱۶۴، باب الشهيد.

[2] فـفيه تنبيه على جميع حقوق الآدميين وان الجهاد والشهادة وغيرهما من اعمال البر لايكفر حقوق الآدميين انما تكفر حقوق الله تعالىٰ (نووی شرح مسلم ص۲/۱۳۵، كتاب الجهاد والسير، باب من قتل فی سبيل كفرت خطاياه، مكتبه بلال ديوبند، وان كانت عما يتعلق بالعباد فتوقف صحة التوبة منها على الخروج عن عهدة الاموال وارضاء الخصم فی الحال او الاستقبال بان يتحلل منهم او يردها اليهم، شرح فقه اكبر ملخصاً ص۱۹۴، بيان اقسام التوبة، طبع مجتبائی دهلی، مرقاة شرح مشكوة ص۶/۱۰۳، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، قبيل الفصل الثانی، طبع امداديه ملتان.

کوخوش کردیں اور وہ شخص جس کے ذمہ حق ہے عذاب سے بچ جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱/۹۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱/۹۵ھ

شہید کے درجے

سوال:- شہید کے کتنے درجے ہیں، عالم ربانی فقیہ لاثانی حضرت مولانا الحاج سید اصغر حسین صاحب محدث دارالعلوم دیوبند نور اللہ مرقدہ نے چہل حدیث ص:۳۵ میں ۱۷ رقسم کی شہادتیں صغریٰ لکھیں ہیں اب یہ معلوم کرنا ہے کہ زید ٹرک حادثہ میں شہید ہو گیا، اس کو غسل دیا گیا ہے تو وہ جائز ہے یا نہیں؟ غسل دینے والے گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اس کے حق میں شہادت ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی شہید کو کیا درجہ ملے گا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے زید کو غسل دینے والے گنہگار نہیں اس کو غسل دینے ہی کا حکم ہے کیونکہ وہ احکام آخرت (ثواب) کے اعتبار سے شہید ہے، احکام دینا (غسل وکفن) کے اعتبار سے شہید نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۲/۹۵ھ

---

[1] ان اللہ تعالیٰ اذا اراد لعاصٍ ان یعفو عنہ وعلیہ تبعات عوض صاحبھا من جزیل ثوابہ ما یکون سبباً لعفوہ ورضاہ، مرقاۃ ص۸۸/۱. کتاب الایمان، قبیل الفصل الثانی، طبع بمبئی.

[2] لو تردی من موضع أو احرق بالنار أومات بھدم أو غرق فانہ لایکون شھیداً فی حکم الدنیا ھو شھید الآخرۃ طحطاوی علی المراقی ص:۵۱۷، مطبوعہ مصر. وھو شھید الدنیا والآخرۃ وشھادۃ الدنیا بعدم الغسل ...... وشھادۃ الآخرۃ بنیل الثواب الموعود للشھید (شامی زکریا ص۱۶۴/۳، باب الشھید، مطلب فی تعداد الشھداء.

شہیدان وطن سے کیا مراد ہے؟

سوال:-شہیدان وطن سے کیا مراد ہے، اوران پر آیت پاک ''ولا تقولوا لمن یقتل الایة'' صادق آئے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن لوگوں نے وطن کی حفاظت اور آزادی کے لئے جان دی قتل ہوئے، ان کو عرفاً شہید وطن کہتے ہیں، اگر احکام اسلام کے پیش نظر وہ مظلوم ومقتول ہوئے، تو ان پر آیت شریفہ صادق آئے گی[۱]، اوران کو شرعی شہید بھی کہا جائیگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند

شہید وطن کون ہے

سوال:-اگر کوئی مسلمان جو جنگ آزادی میں مارا گیا ہواس پر شرعی شہید کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟اور وہ آیت مذکور ولا تقولوا لمن یقتل (الآیة) کا مصداق ہوسکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ یہ لڑائی کفر واسلام کی نہیں تھی بلکہ دیش اور ملک کو آزاد کرانے کی تھی اس لئے اسے شرعی شہید نہیں کہا جاسکتا۔اور آیت مذکورہ کا مصداق بھی وہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔بکر کہتا ہے کہ اس کو شرعی شہید کہا جائیگا، اور آیت مذکورہ کا مصداق ہوسکتا ہے اب فیصلہ حکم شرعی پر ٹھہرا ہے کہ کس

---

[۱] المراد بشهيد الآخرة من قتل مظلوما او قاتل لاعلاء كلمة الله تعالى حتى قتل شامى كراچى ص: ۲۵۲، ج:۲، شامى زكريا ص ۱۶۴/۳، كتاب الجنائز. مطلب فى تعداد الشهداء، طحطاوى على المراقى ص۵۱۸، باب احكام الشهيد، مطبوعه مصر، بدائع زكريا ص ۲/۲۶، فصل فى الشهيد بيان من يكون شهيداً.

کا کہنا صحیح ہے کس کا غلط، واقعہ یہ ہے کہ یہاں ایک طالب علم کا انتقال ہوا جو اپنی زندگی میں سیاسی کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے انکے متعلق کہا گیا کہ وہ اب شہیدان وطن سے ملگئے یہ کہنا صحیح ہے یا توہین ہے کہ مرنے کے بعد کافروں کے ساتھ ملایا جارہا ہے اختلاف وانتشار کس طرح ختم ہو تحریر فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ جنگ احکام اسلام کے تحت تھی کہ انگریز کا تسلط ختم کر کے اسلام کو بلند کیا جائے تو اس میں مقتول ہونیوالے شرعی شہید ہیں[1]، غیر شہیدوں کو شہیدوں کے ساتھ نہ ملایا جائے، جو وہ عالم صاحب شہید نہیں تو کیوں کہا جائے کہ وہ شہیدان وطن سے ملگئے اگر شہیدان وطن سے مراد غیر مسلم ہیں تو اس میں ان عالم صاحب کے متعلق بہت سخت حکم ہے[2]، اگر مسلم افراد ہیں تو یہ غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲۲/۸/۱۴۰۰ھ

مدقوق کی شہادت

سوال:۔ میری والدہ کا انتقال چھ ماہ دق کی بیماری میں مبتلا رہ کر ہو گیا، کیا میں یہ جان

---

[1] المراد بشهيد الآخرة من قتل مظلوما او قاتل لاعلاء كلمة الله تعالى حتى قتل شامى كراچی ص: ۲۵۲، ج: ۲، شامی زکریا ص ۳/۱۶۴، کتاب الجنائز. مطلب فی تعداد الشهداء، معجم المصطلحات والالفاظ الفقهية ص ۲/۳۴۷، مطبوعه دار الفضيلة القاهرة.

[2] اما الكافر فليس بشهيد وان قتل ظلما الخ شامی زکریا ص ۳/۱۸۵، باب الشهيد، كتاب الفقه على مذاهب الاربعه ص ۱/۴۷۹، مبحث الشهيد حاشيه: ۳، مكتبه رشيديه ديوبند، بدائع زكريا ص ۲/۶۸، كتاب الصلوة، فصل في الشهيد، بيان من يكون شهيداً.

سکتا ہوں کہ مرحومہ اب کیسی حالت میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

انشاء اللہ تعالیٰ ان کو شہادت کا درجہ ملے گا۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۶/۹۴ھ

دو مسلم ممالک کی باہمی جنگ میں مارے جانیوالے کیا شہید ہیں

سوال: ۔کیا دو مسلم ممالک کی باہمی جنگ میں مارے جانے والے مسلمان کو شہید کہا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان دونوں مسلم ممالک میں اہل علم حضرات ہونگے جو دونوں جگہ کے حالات سے واقف ہونگے کہ ان میں کون ظالم ہے، کون مظلوم، ان سے ہی اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے، امید ہے کہ وہ مظلوم کو شہید بتلائیں گے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۹/۱۶ھ

---

[1] والغريق والحريق والغريب والمهدوم عليه والمبطون والمطعون الىٰ قوله قال صلى الله عليه وسلم ايما امراء ة ماتت بجمع فهى شهيدة اوبالسل وهو داؤ يصيب المرئة وياخذ البدن منه فى النقصان والاصفرار ،وفى الغربة او بالصراع اوبالحمى الىٰ قوله حقا على الله تعالىٰ ان يجعله من الشهداء فى درجاتهم يوم القيامة ،الدر المختار مع الشامى زكريا ج۳/ ص۱۶۴-۱۶۵/ باب الشهيد ،مطلب فى تعداد الشهداء البحر الرائق كوئٹه ج۲/ ص۱۹۶/ باب الشهيد، بدائع الصنائع زكريا ج۲/ص۶۸/ فصل فى حكم الشهادة فى الدنيا.

[2] هو كل مكلف مسلم طاهر قتل ظلماً بجارحة ،تنوير الابصار على هامش ردالمحتار زكريا ص۱۵۸/۱، باب الشهيد، الشهيد هو من قتله أهل الحرب...... اوقتله مسلم ظلماً ولم تجب بقتله دية،مجمع الانهر ص۲۷۸/۱، باب الشهيد، دار الكتب العلميه بيروت، عالمگيرى ص۱۶۸/۱، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السابع فى الشهيد، دارالكتاب ديوبند.

C:\f.m.Fainal\Jild-13\Shaheed ke ahkam

